مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ

صحیح فضائلِ صحابہ رضی اللہ عنہم

محدثین کے منہج پر

تالیف محدث مدینہ دکتور محمد عبداللہ اعظمی رحمہ اللہ (المعروف بالضیاء)

صاحب الجامع الکامل

وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى

أُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

أُولٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ

أُولٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ

أُولٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ

أُولٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ

أُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

أُولٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ

أُولٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ

أُولٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ

مترجم
ابو تیمیہ مجتبیٰ عالم بن محمد عارف

نظر ثانی
محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی

دار ابن بشیر للبحث والتحقیق

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

صحیح

فضائلِ صحابہ رضی اللہ عنہم

محدثین کے منہج پر

تالیف

محدث مدینہ دکتور محمد عبداللہ اعظمی رحمہ اللہ (المعروف بالضیاء)

صاحب الجامع الکامل

مترجم

ابو تیمیہ مجتبیٰ عالم بن محمد عارف

نظر ثانی

محمد ابراهیم بن بشیر الحُسینوی

دار ابن بشیر

للبحث والتحقیق

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

صحیح

فضائلِ صحابہ رضی اللہ عنہم

محدثین کے منہج پر

تالیف

محدث مدینہ دکتور محمد عبد اللہ اعظمی رحمہ اللہ (المعروف بالضیاء)
صاحب الجامع الکامل

اشاعت.......................................جولائی 2024ء

ناشر

دار ابن بشیر للبحث والتحقیق

حسین خانوالا ہٹھاڑ
تحصیل و ضلع قصور، پنجاب۔ پاکستان
+92 302 4056 187

دار ابن بشیر للنشر والتوزیع

Email: ialhusainwy@gmail.com Web: www.ihitrust.com

فہرست مضامین

- عرض ناشر 19
- مقدمہ 21
- مقدمہ از مؤلف 25
- قرآن کریم اور سنت مطہرہ کے حاملین کی صف اول کے لوگ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم 25

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت میں وارد احادیث کا مجموعہ

- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت کے بیان میں 41
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے صحابہ کو امن تھا اور صحابہ کی ذات سے امت کو امن تھا 45
- نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان: میں (قیامت کے دن) تم سے پہلے آؤں گا 46
- صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت کی فضیلت کا بیان 47
- نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے پورے 100 سال بعد صحابہ کا زمانہ ختم ہونے کا بیان 48
- صحابہ کرام کو برا بھلا کہنے کی حرمت کا بیان 49
- نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صحابہ کے بعد والی جماعت کو تابعین کہنے کا بیان 50

احادیث کا مجموعہ جن میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حالات واقعات بیان ہوئے

- ابو بکر رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ میں دفاع کرنا 51
- ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لقب صدیق کا بیان 51
- جیسے خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصف بیان کیا تھا ویسا ہی وصف قارۃ کے سردار ابن الدغنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بیان کیا۔ پس ان دونوں کا آپس میں ملے بغیر ایک ہی صفت بیان کرنا 52

دار ابن بشیر للبحث والتحقیق قصور +923024056187

- ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا بیان 55
- ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی صحبت اور اپنی دولت کے ذریعہ تمام لوگوں سے زیادہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر احسان کرنے والے ہیں کا بیان 57
- اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا خلیل بناتے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بناتے اس کا بیان 61
- ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ افضل تھے اس کا بیان 63
- سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو اپنا کپڑا تکبر کی وجہ سے لٹکاتے ہیں 68
- سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا 68
- سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لقب عتیق ہونے کا بیان 69
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا طرز عمل 69
- سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات و واقعات 72

احادیث کا مجموعہ جن میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فضائل اور واقعات بیان ہوئے

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی دعاء کرنے کا بیان 75
- سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سے سب سے زیادہ محبوب تھے حتی کہ اپنی جان سے بھی کا بیان 76
- اگر اس امت میں محدث ہوتے تو وہ عمر ہوتے اس کا بیان 77
- سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دین پر استقامت اور زمین میں اس کی نشر و اشاعت کرنے کا بیان 77
- سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا علم وسیع ہونے کا بیان 78
- سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی جن و انس میں ہیبت کا بیان 79
- سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا جنت میں محل کا بیان 80
- سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی باتوں کا اللہ رب العزت کے حکم سے موافقت رکھنے کا بیان 82
- بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر جاری فرما دیا ہے کا بیان 85

❋ عمر رضی اللہ عنہ فتنوں کے سامنے ایک بند دروازہ ہیں کا بیان 86
❋ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کا ڈرنا 87
❋ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حالات و واقعات کا بیان 88
❋ باب عمر رضی اللہ عنہ کی سخاوت کا بیان 91
❋ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے مسلمانوں کے لیے تاریخ کا اجراء کیا 91
❋ باب عمر رضی اللہ عنہ کا مدینہ منورہ میں وفات پانے کی تمنا کرنے کا بیان 92
❋ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت، وصیت، کفن دفن کا بیان اور خلیفہ کے لیے لوگوں کا سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر متفق ہونے کا بیان 92

احادیث کا مجموعہ جن میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے فضائل اور واقعات بیان ہوئے

❋ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایسی شخصیت ہیں کہ ان سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں کا بیان 103
❋ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بدر میں شرکت کی فضیلت پائی ہے اس کا بیان 104
❋ بیعت رضوان سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہی ہوئی تھی کا بیان 105
❋ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ آج جیش العسرۃ کے سامان کی تیاری کرنے کے بعد سے عثمان کو کوئی بھی برا عمل نقصان نہیں پہنچائے گا 106
❋ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حالات و واقعات کا بیان 107
❋ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ عثمان مظلوم شہید کیے جائیں گے 110
❋ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے واقعات کا بیان 112

احادیث کا مجموعہ جن میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل اور واقعات بیان ہوئے

❋ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ہیں کا بیان 113
❋ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مقام اسی طرح ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک ہارون علیہ السلام کا ہے، مگر

دار ابن بشیر قصور +923024056187

نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے کا بیان 115
❋ نبی کریم ﷺ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ابو تراب کا لقب دینے کا بیان 116
❋ نبی کریم ﷺ کا اس بات کی بشارت دینا کہ خیبر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے فتح ہوگا کا بیان 117
❋ نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ جس کا میں محبوب ہوں تو علی بھی اس کے محبوب ہونے چاہیے کا بیان 119
❋ نبی کریم ﷺ کا اس بات کی خبر دینا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ خوارج سے جنگ کریں گے کا بیان 120
❋ نبی کریم ﷺ کا اس بات کی خبر دینا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس امت کا سب سے بدترین شخص شہید کرے گا کا
بیان 121
❋ سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے حالات و واقعات کا بیان 122

احادیث کا مجموعہ جو طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہوئیں

❋ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 128
❋ جنگ احد کے دن طلحہ رضی اللہ عنہ کا نبی کریم ﷺ کے ساتھ جمے رہنے کا بیان 129
❋ احادیث کا مجموعہ جو زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہوئیں 132
❋ خندق کے روز زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور نبی کریم ﷺ کا اپنے والدین آپ پر جمع کرنے کا بیان ... 132
❋ سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے حالات و واقعات کا بیان 133
❋ سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی بہادری اور (جنگ میں) قتال کرنے کا بیان 137

احادیث کا مجموعہ جو سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہوئیں

❋ یہ کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نیک شخصیت ہیں کا بیان 140
❋ نبی کریم ﷺ کا سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے اپنے والدین جمع کرنے کا بیان 140
❋ قرآن کی یہ آیات سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے بارے نازل ہوئیں 141
❋ باب سعد رضی اللہ عنہ جس دن اسلام لائے اس دن وہ اسلام لانے والے تیسرے شخص تھے کا بیان 143
❋ سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ پہلے عربی ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا کا بیان 143
❋ سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ کا فتنوں سے الگ رہنے کا بیان 144

❋ مکہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ کا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ کی بیماری کی شفاء کے لیے دعا کرنے کا بیان 144

❋ نبی کریم ﷺ کا سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو فرمان کہ: تم سے بہت سے مسلمانوں کو نفع پہنچے گا اور بہت سے غیر مسلموں کو نقصان ہوگا کا بیان........................ 145

❋ سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان 147

❋ سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ کا مستجاب الدعوات ہونے کا بیان........................ 147

❋ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کا قصہ اس شخص کے ساتھ جس نے حرم کی حدود میں درخت کاٹا 148

❋ نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ: یہ میرے ماموں ہیں کا بیان 149

احادیث کا مجموعہ جو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہوئیں

❋ ان (عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ) کا نام تبدیل ہونے کا بیان........................ 150

❋ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بھائی چارے کا بیان 150

❋ نبی کریم ﷺ کا عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے نماز پڑھنے کا بیان 151

❋ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا زیادہ مالدار ہونے کا بیان 152

❋ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات پر خرچ کرنے کے قصہ کا بیان......... 152

❋ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حالات و واقعات کا بیان 153

احادیث کا مجموعہ جو سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہوئیں

❋ یہ کہ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح اس امت کے امین ہیں کا بیان 154

❋ نبی کریم ﷺ کو سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بعد سب سے زیادہ عزیز سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تھے کا بیان 155

احادیث کا مجموعہ جو سعید بن زید بن عمرو العدوی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہوئیں

❋ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزی العدوی کا اسلام قبول کرنے کا بیان 156

❋ سعید بن زید مستجاب الدعوات تھے کا بیان........................ 156

احادیث کا مجموعہ جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت کی فضیلت میں وارد ہوئیں

* اہل بیت کی فضیلت کیا بیان 158
* سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان 161
* سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما جنت میں بوڑھوں کے سردار ہوں گے کا بیان 164
* خلفاء ثلاثہ؛ ابوبکر، عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان 166
* خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان 175
* خلفاء اربعہ اور طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان 175
* عشرہ مبشرہ کی فضیلت کا بیان 176
* ابوبکر، عمر اور ابوعبیدۃ بن جراح کی فضیلت کا بیان 177
* ابوبکر، عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان 178
* فاطمہ اور علی رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان 178
* علی، حسن، حسین اور فاطمہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان 178
* نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدنا حسن اور حسین سے محبت کا بیان 181
* یہ کہ سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھول ہیں کا بیان 183
* یہ کہ سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں کا بیان 184
* ابوموسی اشعری اور بلال رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان 185
* اسید بن حضیر اور عباد بن بشر کی فضیلت کا بیان 186
* سلمان، صہیب اور بلال رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان 186
* علی بن ابی طالب، جعفر بن ابی طالب اور زید بن حارثہ کی فضیلت کا بیان 187
* زید بن حارثہ، جعفر، عبداللہ بن رواحہ اور خالد بن ولید کی فضیلت کا بیان 189
* جن چار انصار صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن جمع کیا تھا ان کے فضیلت کا بیان 191
* ان چار صحابہ کا بیان جن سے قرآن (کی تلاوت) سیکھی گئی کا بیان 191

❃ ابوبکر، عمر، ابوعبیدہ، اسید بن حضیر، ثابت بن قیس، معاذ بن جبل، اور معاذ بن عمرو بن جموع رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان 192
❃ ابوموسی اشعری اور ابوعامر اشعری رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان 192
❃ نبی کریم ﷺ کی اسامہ اور حسن رضی اللہ عنہما سے محبت کا بیان 194
❃ سالم مولی ابوسیدنا حذیفہ اور سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان 194
❃ ابن مسعود، عمار اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان 194
❃ ابوسعید، ابن مسعود، سیدنا حذیفہ اور سلمان رضی اللہ عنہم کے حالات وواقعات کا بیان 195
❃ بحری سفر کرنے والے جنھوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور ان کے لیے دوہری ہجرت کا ثواب ہے کا بیان 196
❃ فقراء مہاجروں کی فضیلت کا بیان 198
❃ بیعت عقبہ ثانیہ کرنے والوں کی فضیلت کا بیان 201
❃ صفہ والوں کی فضیلت کا بیان 203
❃ بدر میں شریک ہونے والوں کی فضیلت کا بیان 205
❃ بئر معونہ میں شریک ہونے والوں کی فضیلت کا بیان 208
❃ غزوہ احد میں شریک ہونے والوں کی فضیلت کا بیان 209
❃ غزوہ احد میں شہادت پانے والوں کی فضیلت 209
❃ درخت (کے نیچے بیعت کرنے) والوں کی فضیلت کا بیان 210
❃ غزوہ بدر اور حدیبیہ دونوں میں شرکت کرنے والوں کی فضیلت کا بیان 211
❃ غزوہ حنین میں شرکت کرنے والوں کی فضیلت کا بیان 213
❃ وہ لشکر جو قیصر شہر میں جہاد کرے گا اس کی فضیلت کا بیان 213
❃ امت محمد ﷺ میں سے دو جماعتوں کی فضیلت کا بیان 214

احادیث کا مجموعہ جن میں مشہور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات وواقعات بیان ہوئے

❃ نبی کریم ﷺ کا ابوابراہیم کنیت ہونے کا بیان 215
❃ نبی کریم ﷺ ابراہیم کو بوسہ دیا کرتے تھے کا بیان 215

دار ابن بشیر للبحث والتحقیق قصور +923024056187

- اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے بیٹے ابراہیم کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی مقرر کی ہے کا بیان .. 216
- اگر نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت لکھی ہوتی تو ابراہیم کے لیے ہوتی کا بیان 216
- نبی کریم ﷺ کا ابراہیم کی وفات پر غمگین ہونے کا بیان 216
- ابی بن کعب کے فضائل کا بیان 217
- نبی کریم ﷺ کا ابی بن کعب کے لیے علم کی دعا کرنے کا بیان 217
- نبی کریم ﷺ کے عزیز سیدنا اسامہ بن سیدنا زید رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 218
- نبی کریم ﷺ کو سب سے زیادہ عزیز سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ ہیں کا بیان 219
- سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 221
- سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 223
- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان 224
- یہ کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے رازدان تھے کا بیان 225
- سیدنا انس بن مرثد غنوی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 225
- انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 225
- سیدنا براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 226
- سیدنا بشر بن عقربہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں 226
- سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 227
- سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان 228
- یہ کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جنتیوں میں سے ہیں کا بیان 228
- رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان 230
- سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان 230
- سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 231
- سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان 232
- سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 236

✽ یہ کہ سیدنا جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ اخلاقیات میں اور شکل وصورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں کا بیان .. 237

✽ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کرنے کا بیان 238

✽ یہ کہ (جنت میں) سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے دو پر ہیں کا بیان 239

✽ یہ کہ سیدنا جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ مسکینوں پر رحم کرنے والے ہیں کا بیان ... 239

✽ جلیبیب رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 240

✽ حارث بن ربعی ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 244

✽ حارثہ بن سراقہ بن حارث انصاری رضی اللہ عنہ جنت الفردوس میں ہیں کا بیان 245

✽ حارثہ بن نعمان کی فضیلت کا بیان 245

✽ حارثہ بن نعمان کے حالات کا بیان 246

✽ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 246

✽ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 248

✽ حرملہ بن زید رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 251

✽ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 252

✽ حسن بن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور یہ کہ وہ سردار ہیں، اور ان سے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح ہوگی کا بیان 256

✽ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن بن علی سے محبت کرنے، اور ان کے حالات کا بیان 258

✽ حسین بن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 261

✽ حکم بن ابو العاص کے حالات کا بیان 262

✽ حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 263

✽ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کے واقعات کا بیان 263

✽ خریم بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ کا بیان 266

✽ خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کے واقعات کا بیان 267

✽ دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کے واقعات کا بیان 269

دار ابن بشیر للبحث والتحقیق قصور: +923024056187

- رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 269
- ربیعہ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ کے واقعات کا بیان 270
- زاھر بن حرام اشجعی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 273
- زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کے واقعات کا بیان 274
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے زیادہ عزیز تھے کا بیان 276
- سالم مولی ابی سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 278
- سائب بن یزید بن سعید الکندی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 279
- سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان 279
- سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان 280
- سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی بنوقریظہ کے بارے فیصلہ کرنے کا اللہ کے حکم سے تائید کیے جانے کا بیان 281
- سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات سے عرش کے ہلنے کا بیان 282
- سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر کا بیان 282
- سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کے حالات کا بیان 284
- سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم کی فضیلت اور ان کے حالات کا بیان 285
- سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے واقعہ کا بیان 287
- سندر مولی زنباع الجذامی رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان 298
- سلمہ بن عمرو بن اکوع اسلمی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 299
- سنین ابی جمیلہ رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان 299
- ضماد بن ثعلبہ ازدی رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا بیان 299
- ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 301
- عامر بن سنان بن اکوع اسلمی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 301
- عامر بن فھیرہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 303
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان 303

- عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان 304
- عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان 304
- عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 305
- عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان 306
- سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام کا بیان 308
- سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور یہ کہ وہ جنتی ہے کا بیان 310
- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان 314
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے عبداللہ بن عمر نیک آدمی ہے کا بیان 315
- عبداللہ بن عمرو بن حرام جو جابر رضی اللہ عنہما کے والد ہیں ان کے فضائل اور حالات کا بیان 317
- عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان 322
- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان 323
- عبداللہ بن نعیمان رضی اللہ عنہ جن کا لقب حمار تھا کی فضیلت کا بیان 329
- عبداللہ بن نُھم ذی البجادین رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 330
- عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان 330
- عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان 331
- عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی فضائل کا بیان 332
- عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان 333
- عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 335
- عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 339
- عمرو بن ثابت بن وقش رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان 341
- عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 342
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کے لیے نے رزق کی دعا کی یعنی عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 342
- عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے فضائل اور ان کے حالات کا بیان 343

دار ابن بشیر للبحث والتحقیق قصور: +923024056187

* عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو فرشتوں کے سلام کرنے کا بیان 346
* عمیر بن حمام انصاری رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 346
* قرۃ بن ایاس رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان 347
* قیس بن سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان اور یہ کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چوکیدار کی طرح تھے کا بیان.. 348
* یہ کہ قیس بن عاصم اہل وبر کے سردار ہیں کا بیان........................ 348
* کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کے حالات کا بیان 348
* ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کے بارے میں 349
* محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 350
* محمود بن الربیع رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان 350
* معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے فضائل اور حالات کا بیان 350
* مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اور یہ کہ دجال انہیں نقصان نہیں دے سکے گا کا بیان........................ 352
* مقداد بن اسود کندی رضی اللہ عنہ کے فضائل اور ان کے حالات کا بیان 352
* مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان 355
* اشج بن عبدالقیس رضی اللہ عنہ جو کہ منذر بن عائذ ہیں کے فضائل کا بیان........................ 356
* نبیشہ ھذلی رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان اور یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام نبیشہ خیر رکھا........................ 357
* عبداللہ بن ہشام القرشی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان........................ 358
* ورقہ بن نوفل کے حالات و واقعات کا بیان 359
* ابوامامہ صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ کی کرامت اور ان کے حالات کا بیان 360
* ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور حالات کا بیان 362
* ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان........................ 363
* ابودجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان 364
* ابودحداح انصاری رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 364
* ابودرداء عویمر بن عجلان رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان........................ 365

❋ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا بیان 366

❋ ابوسفیان بن حرب اموی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 372

❋ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد کے لیے دعا کرنا اور یہ کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے کا بیان .. 373

❋ ابوطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان 374

❋ ابوطلحہ زید بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان 374

❋ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان 378

❋ ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان 379

❋ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان 379

❋ ابو ہریرۃ عبدالرحمن بن صخر رضی اللہ عنہ کے فضائل اور حالات کا بیان 380

❋ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان 384

❋ صدیقہ بنت صدیق سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات کی توثیق کرنے کا بیان........................ 385

❋ ابوسوار کے ماموں کے فضائل کا بیان 385

❋ بنی نبیت کے ایک انصاری شخص کی فضیلت کا بیان 386

❋ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت پانے والا چرواہا کہ وہ آگ سے بچ گیا کی فضیلت کا بیان 387

احادیث کا مجموعہ جن میں صحابیات کے فضائل بیان ہوئے

❋ نبوی گھرانے کی سیدات کی فضیلت 389

❋ خدیجہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان 389

❋ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل کا بیان 390

❋ اللہ اور جبرائیل علیہ السلام کا خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کو سلام کہنا اور انہیں جنت میں ایک گھر کی بشارت دینے کا بیان 390

❋ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے محبت اور آپ کی سہیلیوں سے شفقت کرنے کا بیان 391

❋ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان 393

❋ عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کی چادر میں بھی وحی کا نازل ہو جانے کا بیان 394

دار ابن بشیر للبحث والتحقیق قصور: +923024056187

* نبی کریم ﷺ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن سکون اور اطمینان کی حالت میں ہونے کا بیان 395
* سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حالات کا بیان 396
* نبی کریم ﷺ کا عائشہ اور سودہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ نبوت کے بارہویں سال نکاح کرنے کا بیان 403
* سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حمیراء لقب ہونے کا بیان 403
* حفصہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت اور ان کے حالات کا بیان 404
* ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان 405
* صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کی فضیلت اور ان کے حالات کا بیان 407
* ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل اور حالات کا بیان 409
* ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا قصہ اور ان کے حالات کا بیان 411
* میمونہ رضی اللہ عنہا کے حالات کا بیان 411
* میمونہ اور ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہما کے حالات کا بیان 412
* ماریہ رضی اللہ عنہا کے حالات کا بیان 412
* یہ کہ سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا اس امت کی عورتوں کی سردار ہیں کا بیان 414
* فاطمہ بنت محمد ﷺ نبی ﷺ کے (جگر) کا ٹکڑا ہیں اور جو انہیں برا لگے وہ نبی ﷺ کو بھی برا لگتا ہے اور جس سے انہیں تکلیف پہنچے اسی سے نبی کریم ﷺ کو تکلیف پہنچتی ہے کا بیان 416
* سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حالات کا بیان 418
* رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کے حالات کا بیان 418
* زینب بنت رسول اللہ ﷺ کے حالات کا بیان 419

احادیث کا مجموعہ جن میں بقیہ مشہور صحابیات رضی اللہ عنہن کے حالات و واقعات بیان ہوئے

* اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے حالات کا بیان 420
* جمرہ بنت عبداللہ یربوعیہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان 420
* خالدہ بنت اسود قرشیہ رضی اللہ عنہا کے حالات کا بیان 421

- خولة بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کے حالات کا بیان 421
- سعیرہ ام زفر رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان 423
- ھند رضی اللہ عنہا بنت عتبہ بن ربیعہ، ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے حالات کا بیان 424
- ام ایمن رضی اللہ عنہا کے حالات کا بیان 425
- ام حرام بنت ملحان انصاریہ رضی اللہ عنہا کے حالات کا بیان 426
- ام ربیع بنت براء رضی اللہ عنہا کے حالات کا بیان 427
- ام سُلیم رضی اللہ عنہا کے فضائل کا بیان 428
- ام ھانی بنت ابو طالب رضی اللہ عنہا کے حالات کا بیان 430
- ام ورقہ بنت نوفل کے حالات کا بیان 430
- مسکین عورت جو اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ سیدة عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں تھیں ان کی فضیلت کا بیان 431
- قبائل کے فضائل کا بیان 433
- قریش قبیلہ کے فضائل کا بیان 433
- قریش قبیلہ کی صحابیات کے فضائل کا بیان 435
- اس بات کا بیان کہ طلقاء قریش سے ہیں اور عتقاء ثقیف سے ہیں 436
- انصار قبیلہ کے فضائل کا بیان 437
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مہاجرین اور انصار کے لیے اصلاح، مغفرت، برکت اور مدد کی دعا کرنا 451
- اللہ رب سبحانہ وتعالیٰ نے انصار نام رکھا کا بیان 459
- اشعری صحابہ کے فضائل کا بیان 459
- قبیلہ غفار اور اسلم کے فضائل کا بیان 460
- قبیلہ دوس کے فضائل اور ان کے لیے دعا کرنے کا بیان 463
- قبیلہ طئ کی فضیلت کا بیان 463
- قبیلہ بنو تمیم کے فضائل کا بیان 463
- قریش، انصار، مزینہ، جھنیہ، اسلم، غفار، اور اشجع قبیلوں کی فضیلت کا بیان 465

دار ابن بشیر للبحث والتحقیق قصور: +923024056187

* قبیلہ ازد کی فضیلت کا بیان 466
* قبیلہ ثقیف کی فضیلت کا بیان 466
* بجلیوں کی فضیلت کا بیان 467
* بنو عامر کی فضیلت کا بیان 467
* قبیلہ عبد القیس کی فضیلت کا بیان 468
* بنو نخع کی فضیلت کا بیان 469
* قبیلہ مذحج کی فضیلت کا بیان 470

عرض ناشر

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم اما بعد :

زندگی کے ایک اور خواب کی تکمیل پر میں اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھ فقیر مسکین کو اپنے پیارے پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ کے پیارے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل و مناقب پر مشتمل حدیث کے ایک عظیم انسائیکلو پیڈیا کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اللہ کی توفیق کے بغیر ایک لفظ بھی لکھنا ناممکن ہے۔ اس کتاب میں صحیح احادیث ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے تلامذہ، قرآنی رجال، وفادار، مخلصین، مومنین، جنتی شخصیات، اسلام کے اولین راوی، عالی ترین سند کے حاملین، صحابہ کرام کے فضائل و مناقب بیان کیے ہیں۔ فاضل مؤلف رحمہ اللہ نے یہ احادیث الجامع الکامل سے ہی مستقل الگ کتابی شکل میں اپنے علمی مقدمہ کے ساتھ (فضائل الصحابة الصحيحة علی منهج المحدثین) کے نام سے ترتیب دیا۔ یہ کتاب دار طیبہ الخضر اُ مکہ مکرمہ سے شائع ہوئی۔ یہ کتاب ہر مسلمان کو پڑھنی چاہیے تاکہ اس کے دل میں صحابہ کرام کی سچی محبت بیٹھ جائے، بلکہ مدارس و جامعات، سکولوں اور کالجوں کے نصاب میں شامل کی جانی چاہیے۔ پرفتن دور میں بہت سے فتنے سر اٹھا چکے ہیں، ہمیں خود اور اپنی نسل نو کو ان جنتی شخصیات کے ساتھ جوڑنا ہے۔ ان شاء اللہ

تحدیث نعمت کے طور پر عرض ہے کہ راقم نے (سرزمین حجاز و اطراف میں آثار صحابہ ومحدثین) کے نام سے ایک منفرد تاریخ لکھی ہے جس میں سعودی عرب کے طول وعرض کا سفر کر کے، صحابہ کرام، رواۃ حدیث اور محدثین کے آثار اور ان کی نسلوں سے مل کر بہت سی معلومات جمع کی ہیں۔ یہ بھی راقم کی ایک سیریز ہے جو دیگر ممالک میں بھی سفر کر کے مکمل کرنی ہے۔ ان شاء اللہ

اس مبارک کتاب کے مؤلف ہماری محبوب شخصیت محدث مدینہ ڈاکٹر محمد عبداللہ اعظمی رحمہ اللہ کے حالات وخدمات پر راقم نے ایک مفصل کتاب ترتیب دی ہے جو کہ (محدث مدینہ) کے نام سے مطبوع ہے۔ شیخ رحمہ اللہ کی اہم ترین کتاب الجامع الکامل فی الحدیث الصحیح الشامل (۱۹ جلدیں) کی اشاعت کی بھی توفیق اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی جس کا پہلا طبع ۲۰۱۹ء میں ہم نے شائع کیا پھر دوسری بار ۲۰۲۳ء میں ہم نے شائع کی۔ والحمد للہ۔ نیز اس مبارک کتاب پر مختلف انداز میں متعدد کام ہو چکے ہیں اور کئی ایک کام جاری ہیں جنھیں جلد شائع کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

ہم نے فضائل صحابہ کی احادیث کے شروع میں اصل الجامع الکامل کی نمبرنگ بھی لکھ دی ہے تاکہ کوئی محترم کسی بھی حدیث کی مفصل تخریج و دراسہ اور غریب الحدیث کا مطالعہ کرنا چاہے تو وہ اصل سے فوراً حدیث تلاش کر لے۔

الحمد للہ ہمارا عزم ہے کہ اس کتاب کو دنیا کی ہر زبان میں شائع کرنا ہے، دیگر زبانوں میں کام جاری ہے۔

پہلے ارادہ تھا کہ فضائل صحابہ کو شرح کے ساتھ شائع کیا جائے پھر یہ مشورہ طے ہوا کہ کسی اور موقع پر اس کی جامع

شرح کریں گے فی الحال سلیس ترجمہ کے ساتھ عام کی جائے۔ ویسے توفیق الٰہی سے راقم نے مسند حمیدی، صحیح مسلم اور صحیح بخاری کی شروحات میں ان احادیث کی مفصل شرح کر دی ہے، شرح کا طالب ہماری مذکورہ شروحات یا اہل الحدیث شیوخ کی شروحات کی طرف رجوع کرے۔ اس موقع پر میں اپنے مخلصین اور ٹیم کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کی دن رات کی محنت سے یہ مبارک کتاب منصۂ شہود پر آئی، کتاب کے مترجم فضیلۃ الشیخ ابو تیمیہ مجتبیٰ عالم بن محمد عارف حفظہ اللہ آف منڈی صادق گنج بہاول نگر جنھوں نے سلیس انداز میں ترجمہ کی تکمیل کی۔ فجزاہ اللّٰہ خیرا

فضیلۃ مآب ابو حسن میاں سعید حفظہ اللہ نے اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر کتاب پر کافی محنت کی اور بہت سے مفید مشوروں سے نوازا، اللہ تعالیٰ نے موصوف کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت عام کرنے اور ان کا دفاع کرنے کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ وہ مسلسل انھیں برگزیدہ ہستیوں کے متعلق لکھتے رہتے ہیں، اگر ان کا سارا مواد جمع کیا جائے تو متعدد جلدیں بن جائیں۔ اگلے دنوں میں اسے بھی شائع کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ، ہمارے موصوف نے ان عظیم شخصیات سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہوئے ایک مقدمہ تحریر کیا۔ فجزاہ اللّٰہ خیرا

پھر میں دار ابن بشیر کے مدیر و منتظم محترم جناب فرخ چوہدری حفظہ اللہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے کتاب کو اعلی معیار پر طبع کروایا۔ اور ہمارے محترم حسن خان حفظہ اللہ نے کمال محبت کرتے ہوئے کتاب کی عمدہ سیٹنگ کی اور محترم عبدالواسع البرکات حفظہ اللہ نے کتاب کا ٹائٹل بنا کر صحابہ کرام کے ساتھ اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کیا۔ میں ان تمام احباب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے کسی بھی شکل میں کتاب کی اشاعت میں تعاون کیا۔ فجزاھم اللّٰہ خیرا

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ کریم ہمارے اور تمام لوگوں کے سینوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی محبت بھر دے اور روز قیامت ہمیں ان کا ساتھ نصیب فرمانا۔ آمین

ہمیں بھی انھیں کی طرح اخلاص عطا فرما اور ہم سے، ہماری نسلوں اور ہمارے طلبہ و طالبات سے تا قیامت دین کی خدمت لیتے رہنا۔ آمین

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو مصنف کے لیے، دار ابن بشیر کی انتظامیہ، مخلصین، والدین اور اساتذہ کرام کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

خادم الکتاب والسنة

ابو رمیثہ محمد ابراہیم بن بشیر بن یعقوب بن عمر بن پلہ الحسینوی الاثری

خادم دار ابن بشیر للبحث والتحقیق و مرکز الامام احمد بن حنبل بائی پاس قصور

و مرکز السنۃ للتخصص فی الحدیث و علومہ گرین ٹاؤن لاہور

۲۰-۶-۲۰۲۴ء

مقدمہ

از ابوحسن میاں سعید حفظہ اللہ

الحمدللّٰہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلاة والسلام علی محمدرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وا شھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اما بعد :

تمام تعریفیں اسی بابرکت ذات کے لیے جس نے چھ دن میں زمین وآسمان کو تخلیق فرمایا اور پھر عرش پر مستوی ہوا اور انبیاء کرام علیہم السلام کو لوگوں تک اپنا پیغام اور راہ ہدایت بتانے کے لیے مبعوث فرمایا اور درود وسلام ان سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہیں صحراؤں کے وسط میں مبعوث کر کے لوگوں کو ظلمات کے اندھیروں سے نکال کر اسلام کے نور سے منور کر دیا اور جنہیں حشر کے دن اولاد آدم کی سرداری عطا کی جائے گی اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوں ان جلیل القدر نفوس پر جن سے انکا رب دنیا میں ہی راضی ہو گیا اور انہیں اپنی رضا کا پروانہ عطاء فرمایا۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط

پوری امت مسلمہ ان خیرالقرون کے چمکتے ستاروں کی احسان مند ہے جنہوں نے صاحبِ قرآن سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کو سیکھا اور عمل پیرا ہوئے اور پھر اسے حفاظت کے ساتھ بعد والوں میں منتقل کیا اور اس میں کہیں بھی خیانت کا شائبہ بھی نہ آنے دیا بلکہ یہی نہیں جیسا کرتے دیکھا وہ بھی بیان کیا حتیٰ کہ سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے دن رات جو ان کے سامنے گزرے انہیں اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل وشمائل کو بھی بخوبی امت تک پہنچایا۔

استادمحترم محدث مدینہ شیخ محمد عبداللہ اعظمی (المعروف بالضیاء) رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز تصنیف الجامع الکامل سے مختلف کتب تشکیل دیں اور انھیں الگ بھی شائع کروایا، جیسے کہ الادب العالی ، تحفة المتقین، سیرت المصطفیٰ الصحیحہ علی منھج المحدثین اوراسی طرح فضائل الصحابہ الصحیحہ علی منھج المحدثین وغیرہ، شیخ رحمہ اللہ نے اس کتاب کو احادیث صحیحہ سے مزین کیا ہے جو مختلف کتب احادیث میں موجود تھیں ان کو ایک ہی جگہ یکجا کر دیا اور ان نفوس جلیلہ کے متعلق سید الاولین و الاخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث میں وارد مناقب وفضائل کو عمدہ ترتیب کے ساتھ جمع کیا ہے۔ اس کتاب کے مقدمہ میں شیخ رحمہ اللہ نے ان نفوس جلیلہ پر کیا ہی کمال لکھا ہے، اللّٰہ اکبر کبیرا

اہل علم کو اللہ تعالیٰ نے اس وصف سے مالا مال کیا ہے کہ جب وہ خیرالقرون والوں کے متعلق لکھتے ہیں تو کمال لکھتے ہیں اور خاص طور پر سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اور بلا واسطہ شاگردوں کے متعلق بلکہ خود رب العالمین نے جا بجا ان حضرات کا ذکر خیر کیا ہے کہیں انہیں ہدایت یافتہ کہا جا رہا۔

دار ابن بشیر للبحث والتحقیق
+923024056187

أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ کہیں انہیں متقین کہا جارہا ہے أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ کہیں رب العالمین انہوں مؤمنون کہہ رہا ہے أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ کہیں انہیں جیتنے والے أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ تو کہیں انہیں کامیاب کہا گیا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ کہیں انہیں أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ تو کہیں سچے کہا گیا أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ کہیں انہیں وارث میراث پانے والے کہا گیا أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ تو کہیں رب العالمین نے انہیں اپنی جماعت کہا أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ

یہ سب تعریفیں رب العالمین نے صحابہ کرام کے متعلق قرآن میں نازل فرمائیں، اللّٰہ اکبر کبیرا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے تذکرے سونے کے پانی سے لکھے جانے کے قابل ہیں اور جنہوں نے قرآن وسنت کی بالادستی کے لیے اپنے ''تن من دھن'' کو لگا دیا اور قرآن وسنت کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کی بھرپور سعی کی اور یہ انہی کی محنتوں کا ثمر ہے کہ آج ہم بھی مسلمان ہیں، الحمدللہ ان کے تذکرے ایمان بڑھاتے ہیں اور شوق عبادت، زہد وتقویٰ اپنانے کی ترغیب ملتی ہے اور کیسے اللہ کی راہ میں خرچ کریں اور کیسے قرآن وسنت کو اپنی زندگی کا مقصد بنالیں؟ سب انہی سے ہمیں ملتا ہے اور انہی کا منہج ہے جسے اپنا کر ایک مسلمان سیدالاولین والآخرین ﷺ کے راستے پر چل سکتا ہے یہی وہ نفوس جلیلہ ہیں کہ جن کے پیدا ہونے سے لیکر مرنے تک کے سارے معاملات اللہ تعالیٰ جانتا تھا اور پھر ظاہر نہیں باطن کے ساتھ ساتھ ان کے دلوں کا بھی امتحان لے لیا۔ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ اور ہر خطا کے باوجود انہیں اپنی رضا کا پروانہ عطاء فرما دیا ہے اور فقط پروانہ ہی نہیں بلکہ ایسی جنت کی بشارت مل رہی ہے جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔

﴿رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ﴾

پھر سیدالاولین والاخرین ﷺ بھی ان کے متعلق تنبیہ کررہے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے اصحاب کو برا مت کہو اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کرڈالے تو ان کے ایک مدغلہ کے برابر بھی نہیں ہوسکتا اور نہ ان کے آدھے مد کے برابر، الخ

سیدالاولین والآخرین ﷺ کے مبارک شاگردوں سے بغض رکھنے والوں کے متعلق قرآن کا دوٹوک مؤقف ہے کہ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ

شرف صحابیت وہ انمول نعمت ہے جو فقط صحابہ کرام کے حصے میں آئی اور یہ اللہ تعالیٰ کے منتخب کردہ اور سند یافتہ ہیں اور ان کے بعد کوئی اس شرف کو نہ پاسکا بلکہ اس پر کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا کہ بات تو بالکل کھلی ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کیسے ہی ہوں، مگر تم سے تو اچھے ہی ہوں گے، تم ہوا پر اُڑ لو، آسمان پر پہنچ جاؤ، سو بار مر کر جی لو، مگر تم سے صحابی تو نہیں بنا جاسکے گا، تم آخر وہ آنکھ کہاں سے لاؤ گے جس نے جمالِ جہاں آرائے محمد ﷺ کا دیدار کیا؟ وہ کان کہاں سے لاؤ گے جو کلماتِ نبوت ﷺ سے مشرف ہوئے؟ ہاں وہ دل کہاں سے لاؤ گے جو انفاسِ مسیحائی محمدی ﷺ سے زندہ ہوئے؟ وہ

دماغ کہاں سے لاؤ گے جو انوارِ ﷺ مقدس سے منور ہوئے؟ تم وہ ہاتھ کہاں سے لاؤ گے جو ایک بار بشرۂ محمدی ﷺ سے مس ہوئے اور ساری عمر اُن کی بوئے عنبریں نہیں گئی؟ تم وہ پاؤں کہاں سے لاؤ گے جو معیتِ محمدی ﷺ میں آبلہ پا ہوئے؟۔۔۔تم وہ مکان کہاں سے لاؤ گے جہاں کونین ﷺ کی سیادت جلوہ آرا تھی؟ تم وہ محفل کہاں سے لاؤ گے جہاں سعادتِ دارین ﷺ کی شرابِ طہور کے جام بھر بھر دیتے جاتے اور تشنہ کا ''مانِ محبت'' ''ھل من مزید'' کا نعرہ مستانہ لگا رہے تھے؟......تم وہ مجلس کہاں سے لاؤ گے جہاں کأنما علی رؤسنا الطیر کا سماں بندھ جاتا تھا؟ تم وہ صدر نشین تختِ رسالت کہاں سے لاؤ گے جس کی طرف ھذا الأبیض المتکئ سے اشارے کئے جاتے تھے؟...... تم وہ اعمال کہاں سے لاؤ گے جو پیمانۂ نبوت سے ناپ ناپ کر ادا کیے جاتے تھے؟ تم وہ اخلاق کہاں سے لاؤ گے جو آئینۂ محمدی ﷺ سامنے رکھ کر سنوارے جاتے تھے؟ تم وہ رنگ کہاں سے لاؤ گے جو صبغۃ للہ کی بھٹی میں دیا جاتا تھا؟ تم وہ ادائیں کہاں سے لاؤ گے جو دیکھنے والوں کو نیم بسمل بنا دیتی تھیں؟ تم وہ نماز کہاں سے لاؤ گے جس کے امام نبیوں کے امام تھے؟ تم قدوسیوں کی وہ جماعت کیسے بن سکو گے جس کے سردار رسولوں کے سردار تھے؟ تم میرے صحابہ کو لاکھ برا کہو، مگر اپنے ضمیر کا دامن جھنجھوڑ کر بتاؤ! اگر ان تمام سعادتوں کے بعد بھی میرے صحابہ برے ہیں تو کیا تم ان سے بدتر نہیں ہو؟ اگر وہ تنقید و ملامت کے مستحق ہیں تو کیا تم لعنت وغضب کے مستحق نہیں ہو؟ انتھی

یہی وہ ہمارے اسلاف ہیں جن کی محنتوں کی برکت سے آج ہم مسلمان ہیں اور انہوں نے خون پسینہ ایک کر دیا پھر کہیں جا کر ہمارے آباؤ اجداد تک یہ دین محمدی پہنچا اس پر کسی نے کیا خوب کہا

اسلام وہ شجر نہیں جس نے پانی سے نشوونما پائی\
دیا خون صحابہ نے پھر کہیں جاکر اس میں بہار آئی

آپ کو اس مبارک کتاب میں انہی بابرکت ہستیوں کے صحیح ثابت شدہ فضائل ومناقب ملیں گے جو آپ کے ایمان کی حرارت کو بڑھانے کے کام آئیں گے۔ یہ ان لوگوں کے تذکرے ہیں جنھوں نے اپنی جیتی جاگتی آنکھوں سے سیدالاولین والآخرین ﷺ کو دیکھا اور ان پر ایمان لائے اور فقط یہی نہیں بلکہ اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کے لیے پیش پیش رہتے تھے۔ جب ہجرت کا حکم ہوا تو انصار مدینہ نے فقط گھروں کے دروازے نہیں کھولے بلکہ اپنے دلوں کے دروازے کھول دیئے حتیٰ کہ آپ ان جیسا جذبہ و ایثار کسی کا نہیں دکھا سکتے۔ کہیں کہا جا رہا ہے کہ میرے مہاجر بھائی یہ میری دو بیویاں ہیں ان میں سے میں ایک کو طلاق دیتا ہوں عدت کے بعد آپ نکاح کر لینا، اللّٰہ اکبر کبیرا

سامنے سے جواب دیا جا رہا ہے کہ اللہ آپ کے مال میں برکت عطا فرمائے مجھے اس کی حاجت نہیں بلکہ مہاجرین وانصار ایک دوسرے سے اعمال میں سبقت لے جانے والے تھے اور اسی طرح جو فتح مکہ کے بعد سچے دل سے اسلام لائے ان سب سے بھی اللہ تعالیٰ اور سیدالاولین والآخرین ﷺ راضی تھے۔ بعض کالے دلوں والے، اپنے دل میں

بغض رکھنے والے صحابہ کرام پر اعتراض کرتے ہیں۔

ان اعتراضات کی کوئی حقیقت نہیں ہے، یاد رہے صحابہ کرام سے محبت ایمان سے ہے، صحابہ کرام قرآنی رجال ہیں ،الحمدللہ، جو ان پر اعتراض کرتا ہے وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرتا ہے کیونکہ صحابہ کرام اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہیں۔ یاد رکھیں صحابی کبھی منافق نہیں ہوسکتا اور منافق کبھی صحابی نہیں ہوسکتا لہٰذا ایمان اور نفاق دونوں متضاد ہیں اور یہ ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتے اور اللہ رب العزت کی طرف سے سبھی صحابہ کرام کے لیے جنت کا وعدہ ہے وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط مزید اور بہترین تفصیلات آئندہ صفحات پر استاذ گرامی محدث مدینہ رحمہ اللہ کے مقدمہ میں آپ کو پڑھنے کے لیے ملیں گی إن شاء اللہ

راقم نے یہ مقدمہ 9 ذوالحجہ 1445 کو لکھنے کی ابتداء کی تھی اور اسی تاریخ کو یعنی 9 ذوالحجہ کو 4 برس قبل شیخ رحمہ اللہ اس دنیا فانی سے رخصت ہوئے اور گنگا سے زم زم تک کا سفر تمام ہوا اور اسی عظیم قبرستان میں سپرد خاک ہوئے جہاں صحابہ کرام مدفون ہیں اور جوار مسجد نبوی ملا۔ اللّٰہ اکبر کبیرا

میرا ایک جملہ خاص طور پر صحابہ کرام کے متعلق لکھی گئی تحاریر میں اکثر ہوتا ہے اور اسی پر میں اپنا مقدمہ ختم کرتا ہوں۔

میرا یہ دعویٰ ہے کہ تم سارا جہان چھان مارو لیکن میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثاروں جیسا ایک بھی نہ ڈھونڈ پاؤ گے۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط

شیخ رحمہ اللہ کے اس انسائیکلوپیڈیا یعنی الجامع الکامل فی الحدیث الصحیح الشامل کو دار ابن بشیر حسین خان والا قصور پاکستان دو بار شائع کرچکا ہے اور دینی مدارس و جامعات لیے دو جلدوں میں مختصر الجامع الکامل بھی زیر طبع ہے۔ نیز اس کی مختلف کتب کا سلیس ترجمہ کرکے دار ابن بشیر شائع کرچکا ہے اور مزید پر کام جاری ہے۔ إن شاء اللہ

اس مبارک کتاب (صحیح فضائل صحابہ) کے متعلق دار ابن بشیر کا عزم ہے کہ اسے دنیا کی ہر زبان میں شائع کرنا ہے۔ اب تک عربی اور اردو زبان میں شائع ہوچکی ہے، مزید زبانوں میں ترجمہ کا کام جاری ہے۔

اللہ تعالیٰ شیخ رحمہ اللہ کی کامل مغفرت فرمائے اور غلطیوں و کوتاہیوں پر درگزر فرمائے اور قبر و حشر کے عذاب سے محفوظ رکھے اور ان کی اس کاوش کو صدقہ جاریہ بنائے اور دار ابن بشیر کی انتظامیہ و معاونین اور اس میں حصہ لینے والوں کی زندگی، مال اور اولاد میں برکت فرمائے۔ آمین

آپ کا بھائی

أبوحسن میاں سعید

ذوالحجہ 1445ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضائل الصحابة الصحيحة على منهج المحدثين

مقدمہ از مؤلف

قرآن کریم اور سنت مطہرہ کے حاملین کی صف اول کے لوگ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب فرما کر نبی اور رسول بنایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام رسالت کو پہنچایا، اور اس امانت کا حق ادا کیا، اور اللہ کی راہ میں کما حقہ جہاد کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو منتخب کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بلاشبہ انبیاء اور رسل کے بعد سب سے بہترین لوگ تھے۔ انہوں نے پوری دنیا میں اسلام کے پیغام کو پھیلا دیا۔

صحابی کی تعریف:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الاصابة" کے مقدمہ میں بیان کیا ہے کہ وأصحّ ما وقفت عليه من ذلك أن الصحابيّ: من لقي النبيّ صلّى اللّٰہ عليه وسلم مؤمنا به، ومات على الإسلام، فيدخل فيمن لقيه من طالت مجالسته له أو قصرت، ومن روى عنه أو لم يرو، ومن غزا معه أو لم يغز، ومن رآه رؤية ولو لم يجالسه، ومن لم يره لعارض كالعمى.

میں نے سب سے بہتر موقف جس کو پایا وہ یہ ہے کہ صحابی وہ ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ہوئے ان سے ملاقات کی، اور اسلام پر ہی ان کی وفات ہوئی۔ چنانچہ اس تعریف میں وہ داخل ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی خواہ وہ ملاقات مختصر ہو یا طویل، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی حدیث کو روایت کیا یا نہیں کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر کسی غزوہ میں شرکت کی یا نہیں کی، اور جس نے صرف دیکھا ہی ہو خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا نا بھی ہو، یا جس نے نابینا ہونے کی وجہ سے دیکھا بھی نا ہو۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے "اختصار علوم الحديث" میں بیان کیا ہے کہ: بلاشبہ امام بخاری، ابو زرعۃ اور ان کے علاوہ جنہوں نے اسماء الرجال پر کتب لکھی ہیں جیسے ابن عبد البر، ابن مندہ، ابو موسی المدینی اور ابن الاثیر نے اپنی کتاب " اسد الغابة فی معرفة الصحابة" میں یہ بات ثابت کی ہے کہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (بحالت ایمان) دیکھنا ہی صحابی ہونے کے لیے کافی ہے (خواہ ملاقات نا کی ہو)۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ: "صحابی ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس نے دیکھنے کے ساتھ ساتھ ایک یا دو

حدیثیں بھی روایت کی ہوں۔''

سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ: ''(صحابی ہونے کے لیے) ضروری ہے کہ وہ ایک یا دو سال (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی صحبت میں رہا ہو، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہو کر ایک یا دو غزوات میں شریک ہوا ہو۔''

لیکن صحابی ہونے کے لحاظ سے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کی گئی تعریف بہترین اور جامع ہے۔ البتہ صحابی کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جس نے صحبت حاصل کی ہو اگرچہ دن کی ایک ساعت ہی کیوں نا ہو۔ بشرطیکہ ممیز ہو۔ اس لیے انہوں نے بیان کیا ہے کہ: ''اور جو کوئی تمیز رکھنے والا نا ہو اس کی روئیت کا اعتبار نہیں ہوگا۔'' ہاں یہ بات ضرور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا ہے اس لحاظ سے تو وہ صحابی ہے لیکن روایت کرنے کے اعتبار سے وہ تابعی ہوگا۔ یحییٰ ابن معین، ابوزرعہ، ابو حاتم، ابوداود، ابن عبدالبر اور دیگر ائمہ حدیث رحمہم اللہ اجمعین اسی بات کے قائل ہیں۔ ان بچوں کی طرح جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوما اور ان کے چہروں پر مسح کیا۔ یا ان کے چہروں پر از راہ شفقت تھپکارا ہو، جیسے محمد بن حاطب بن الحارث، عبدالرحمن بن عثمان التیمی، محمود بن الربیع، عبیداللہ بن معمر اور محمد بن ابوبکر وغیرہ یہ صحابہ میں شامل نہیں، اور ان کی بیان کردہ روایات مرسل الصحابی کہلاتی ہیں۔

یہاں سے ان لوگوں کا اشکال دور ہو گیا جس نے کہا کہ صحابہ کے احوال لکھنے والوں کا عمل دوسرے نکتہ نظر پر دلالت کرتا ہے (یعنی شرف صحابیت کے لیے مجرد رؤیت کافی ہے)۔ مثلاً انہوں نے محمد بن ابوبکر صدیق کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے، حالانکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تین ماہ اور کچھ ایام قبل پیدا ہوئے۔ جیسا کہ یہ بات صحیح بخاری میں موجود ہے کہ ان کی والدہ اسماء بنت عمیس نے انہیں حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ میں داخل ہونے سے قبل جنم دیا۔ چنانچہ محمد بن ابو بکر اور ان جیسے دیگر جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہے، ان کے مطابق وہ صحابہ میں شامل ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کا شرف انہیں حاصل ہوا ہے، لیکن حدیث کے روایت کرنے میں وہ تابعین میں شمار ہوتے ہیں، اور ان پر بھی دوسرے راویوں کی طرح جرح وتنقید ہوتی ہے۔

جبکہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی اسلام سے پھر گیا، اور دوبارہ اسلام قبول نہیں کیا، یا جس نے اپنی منافقت کا اظہار کیا اور اس نے اللہ سے توبہ نا مانگی، تو ایسے لوگ صحابی نہیں کہلائے جاتے۔

محمود ابوریۃ نے ان منافقین کو بھی صحابہ میں شامل کرنا چاہا، تا کہ وہ ان تمام کے عادل ہونے میں طعن کر سکے، حالانکہ اس کا یہ ارادہ انتہائی برا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کے بارے میں اپنی کتاب میں واضح کر دیا کہ: بے شک منافق لوگ آگ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے اور تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی قید حیات میں ہی تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو منافقین کے بارے بتلا دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ منافقین میں سے کسی نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے کی جرأت نہیں کی، اس ڈر سے کہ اس سے ان پر

الزامات اور تمسخر بڑھ جائے گی۔ پس محدثین نے چھان بین اور تحقیق کے بعد یہ بات بیان کی کے وہ تمام جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے وہ سب معروف (صحابہ میں سے) تھے اور ان میں کوئی بھی منافقوں میں سے نہیں تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے طبقات:

تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ صحابی وہ ہے جس نے نبی کریم ﷺ پر ایمان لاتے ہوئے ان سے ملاقات کی، اور اسلام پر ہی ان کی وفات ہوئی، تاہم مؤرخین اور سیرت نگاروں میں صحابہ کے طبقات کے متعلق اختلاف ہے؛ کیونکہ صحابہ میں سے بعض وہ تھے جو مکہ میں اسلام کی دعوت کے شروع میں ہی مسلمان ہوئے، اور اس پر ان سخت تکالیف کا سامنا کیا جس کا سامنا دین اور عقیدہ میں ہوتا ہے۔ اور بعض وہ تھے جو اسلام کے غلبہ پا جانے کے بعد مشرف با اسلام ہوئے۔ اور ان دونوں کے درمیان اسلام کی دعوت کے بہت سے ادوار ہیں۔

چنانچہ امام ابوعبد اللہ حاکم رحمہ اللہ نے صحابہ کے 12 طبقات بنائے ہیں۔ جبکہ ابن سعد رحمہ اللہ نے 5 طبقات بنائے ہیں۔ شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اما حاکم رحمہ اللہ کے طبقات ہی مشہور ہیں اور وہ یہ ہیں:

1: وہ صحابہ جو مکہ میں ابتدائے اسلام کی دعوت میں مسلمان ہوئے جیسے چاروں خلفاء راشدین۔

2: وہ صحابہ جو دار الندوۃ میں اہل مکہ کی مشاورت سے قبل مسلمان ہوئے۔

3: حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے صحابہ۔

4: عقبہ اولیٰ والے صحابہ۔

5: عقبہ ثانیہ والے اور اکثریت ان میں انصار صحابہ کی ہے۔

6: وہ پہلے مہاجرین جو نبی کریم ﷺ کے مدینہ میں داخل ہونے سے قبل قباء میں آپ ﷺ سے ملے۔

7: بدری صحابہ۔

8: وہ صحابہ جنہوں نے بدر اور حدیبیہ کے درمیانی عرصہ میں ہجرت کی۔

9: صلح حدیبیہ میں بیعت رضوان والے صحابہ۔

10: صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی عرصہ میں ہجرت کرنے والے صحابہ جیسے خالد بن ولید اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما۔

11: فتح مکہ پر مسلمان ہونے والے صحابہ۔

12: چھوٹے لڑکے اور بچے جنہوں نے فتح مکہ یا حجۃ الوداع اور دیگر مواقع پر نبی کریم ﷺ کو دیکھا۔

اور اہل السنۃ والجماعۃ کا اجماع ہے کہ مطلقا سب سے افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ، اور پھر ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

اور ان لوگوں میں سے جنہوں نے اس پر اجماع کا ذکر کیا ہے ان میں ابو العباس القرطبی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ''اس معاملے میں اہل تشیع اور اہل بدعت کے اقوال کی کوئی پرواہ نہ کی جائے۔''

اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ اس پر صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے۔ امام بیہقی نے الاعتقاد میں ان سے یہ روایت کیا ہے۔

پھر (شیخین کے بعد) عثمان بن عفان ہیں اور پھر سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہما ہیں۔ اور یہی مہاجرین اور انصار صحابہ کی رائے ہے جیسے امام دارقطنی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔

پھر عشرہ مبشرہ ہیں، اور پھر اہل بدر ہیں۔ اور اسی پر جمہور اہل سنت ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی تعداد:

جنہوں نے جزیرہ میں اسلام قبول کیا ان کا شمار کسی کتاب میں نہیں ہے، لہٰذا تمام صحابہ کا صحیح ترین شمار کرنا ایک قابل عذر امر ہے۔ لیکن علماء نے غزوات اور فتوحات میں بیان کردہ بعض آثار سے ان کی تعداد کا استخراج کیا ہے۔

چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی دس تاریخ کو (مدینہ) سے نکلے ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی روزے سے تھے اور لوگوں نے بھی روزہ رکھا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے اور مقام کدید پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ افطار کیا، پھر آپ چل پڑے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار مسلمانوں کا لشکر تھا۔ (اور یہ واقعہ فتح مکہ کا ہے)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لیے نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک لاکھ چودہ ہزار لوگ تھے، جیسے امام ابوزرعہ وغیرہ نے بیان کیا ہے، اور وہ مدینہ، مکہ اور ان کے درمیانی علاقوں میں سے تھے۔ اور ان میں یمن کے جزیرہ عرب اور اس کے علاوہ دیگر مما لک سے اعرابی بھی شامل تھے۔

جبکہ صحابہ کرام کے تراجم پر مشتمل کتابوں میں ہمیں زیادہ سے زیادہ تیرہ سے پندرہ ہزار ہی مل پاتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق مشہور تصنیفات:

1- معجم الصحابة، لابی الحسین عبد الباقی بن قانع (ت 351ھ)، مطبوع بتحقیق الاستاذ : صلاح بن سالم المصراتی، طبع عام 1418ھ۔

2- معرفة الصحابة، لابی عبد اللّٰہ ابن منده (395ھ) ، مطبوع بتحقیق الدکتور: عامر حسن صبری، طبع فی عام 1426ھ۔

3- معرفة الصحابة، لابی نعیم الاصفاهانی (430 ھ) ، مطبوع بتحقیق : عادل بن یوسف العزازی، طبع فی عام 1419ھ۔

4- الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ، للحافظ ابن عبد البر (ت 463ھ) مطبوع بتحقیق الدکتور: خلیل مامون شیخا، دار المعرفة عام 1428 ھ۔

5- اسد الغابة فی معرفة الصحابة، لابن الاثیر (ت 606 ہ) جمع فیه بین کتاب ابن

منده، و ذيل ابى موسى عليه، و كتابى ابى نعيم الاصفهانى والاستيعاب ، و زاد من غيرها، ولم يقع له ذهل ابن فتحون علىٰ الاستيعاب۔ وهذبه الذهبى فى مجلد لطيف، و ذيل عليه عدة اسماء لم تقع له۔

6- الاصابة فى تمييز الصحابة، لابن حجر، وهو اوسعها و اشملها، رتبه علىٰ اربعه اقسام فى كل حروف وهى:

القسم الاول: فيمن وردت صحبته بطريق الرواية عنه، او عن غيره۔

القسم الثانى: فيمن ذكر فى الصحابة من الاطفال الذين ولدوا فى عهد النبى ﷺ ، وهم دون سن التمييز۔

القسم الثالث: فيمن ذكر فى الكتب المذكورة من المخضرمين الذين ادركوا الجاهلية والاسلام، ولم يرد فى خبر قط اجتمعوا بالنبى ﷺ ، ولا راوه، سواء اسلموا فى حياته ام لا؟

القسم الرابع: فيمن ذكر فى الكتب المذكورة على سبيل الوهم والغلط۔

واول طبعة لكتاب الاصابة كانت فى عام 1853هـ فى مدينة كلكته الهندية، بتصحيح: محمد رجيه – عبدالحق- وغلام قادر، برئاسة: المستشرق اسبرنكو التيرولى، ثم تتابعت الطبعات، واجودها بتحقيق: الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركى فى عام 2008م۔

(نبی کریم ﷺ سے)روایت کرنے والے صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی تعداد:

جب ہمیں یہ معلوم ہو گیا کہ صحابہ کی تعداد ایک لاکھ سے تجاوز کرتی ہے، جبکہ حافظ ابوزرعہ کے مطابق جن سے انہیں سماع یا رؤیت ہے، پس زیادہ سے زیادہ تعداد جن سے مروی روایات ہم تک پہنچی ہیں، وہ ہے جو امام حاکم نیشاپوری نے بیان کی یعنی چار ہزار، لیکن اس پر حافظ ذہبی نے نقد کیا اور ان کے مطابق یہ تقریباً پندرہ سو کے قریب ہے، لیکن دو ہزار کو نہیں پہنچتی۔

اور کہا: میرا یہ خیال ہے کہ میری کتاب میں مذکور تعداد آٹھ ہزار پر مشتمل ہے اور ان میں سے اکثر ایسے ہیں جنہیں کوئی نہیں جانتا۔

جو بات امام ذہبی نے بیان کی ہے وہ صحت کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں جتنے صحابہ سے استخراج کیا ہے وہ 904 ہیں ۔ اور مزید جو بقی بن مخلد نے اپنی مسند میں صحابہ کو ذکر کیا ہے وہ

568 ہے۔ پھر مزید ابوبکر البرقی نے اضافہ کیا ان کی تعداد 87 ہے۔ پھر ابن جوزی نے جو مختلف مصادر سے اضافہ کیا وہ 6 ہے۔ لہٰذا اس اعتبار سے روایت کرنے والے صحابہ کی تعداد 1565 کے قریب ہے۔

اس زمانہ میں صحابہ کی مرویات کے بارے جاننے میں سب سے بڑا مصدر المعجم الکبیر للطبرانی ہے ، انہوں نے اپنے مقدمہ میں اس بات کو بیان کیا ہے کہ یہ کتاب جسے ہم نے تالیف کیا ہے اس میں (صحابہ کی) اس تعداد کو جمع کیا گیا ہے جو ہم تک پہنچتی ہے، وہ (لوگ) جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بلا واسطہ روایت کیا ہے؛ وہ آدمیوں میں سے ہو یا عورتوں میں سے، حروف ہجاء کے اعتبار سے جمع کیا ہے۔ اور میں نے پہلے عشرہ مبشرہ صحابہ سے شروع کیا۔ کیونکہ ان کے علاوہ کوئی بھی ان پر مقدم نہیں ہے۔ میں نے ہر کسی سے ایک، دو، تین یا اس سے بھی زیادہ حدیثوں کا استخراج کیا ہے، بعض کی روایت قلیل اور بعض کی کثیر ہیں، پس جس کی روایات قلیل ہیں تو میں نے اس کی جامع روایت کو ذکر کیا ہے۔ اور جو رسول اللہ ﷺ سے کوئی ایک حدیث بھی روایت نہیں کرتے لیکن ان کا ذکر ان صحابہ میں ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر کسی غزوہ میں شہادت پائی یا ان کی وفات کو دیکھا ہے یا ان کی موت پہلے واقع ہوگئی تو میں نے ان کو کتب مغازی اور تاریخ علماء میں ذکر کیا ہے۔

مگر امام طبرانی کی یہ کتاب ہم تک مکمل نہیں پہنچی، اس وجہ سے بھی ان کی تعداد کی تعین ممکن نہیں۔

جہاں تک ابن حزم نے ذکر کیا ہے کہ بقی بن مخلد نے اپنی مسند میں ایک ہزار تین سو اور کچھ اوپر (صحابہ) کی سند سے روایت کی ہے تو انہوں نے خود ان صحابہ کی تعداد کا ذکر کیا ہے جن کی بقی بن مخلد کی مسند میں بہت سی روایتیں ہیں اور ان صحابی اور صحابیات کی تعداد 1013 تک پہنچ گئی ہے۔ لہٰذا اس تعداد کا تعین بھی اس بات کی طرف راہنمائی کرتا ہے کہ تمام کے تمام صحابہ حدیث کے رواۃ نہیں تھے۔

چند معروف صحابہ کا ذکر جو مدینہ سے نکل کر دوسرے اسلامی شہروں میں رہائش پذیر ہوئے:

1: جو مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر ہوئے، ان میں: عبداللہ بن الزبیر بن العوام، عباس بن ربیعہ، عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ، السائب بن عثمان بن مظعون، المسور بن مخرمہ، اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم شامل ہیں جو کہ بعد میں طائف تشریف لے گئے تھے۔

2: جو بصرہ میں رہائش پذیر ہوئے، ان میں: عمران بن حصین، عبداللہ بن مغفل المزنی، سمرۃ بن سیدنا جندب الفزاری، ہشام بن عامر الانصاری اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

3: جو کوفہ میں رہائش پذیر ہوئے، ان میں: علی بن ابی طالب، ابوموسی الاشعری، عبداللہ بن مسعود الھذلی، خباب بن الارت، ابومسعود الانصاری، قرظۃ بن کعب الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

4: جو مصر میں رہائش پذیر ہوئے، ان میں: عمرو بن العاص القرشی، ان کے بیٹے عبداللہ بن عمرو القرشی، عقبہ بن عامر

الجھنی، اور سلمۃ بن مخلد بن الصامت الانصاری شامل ہیں۔

5: جو شام میں رہائش پذیر ہوئے، ان میں: ابو درداء، معاذ بن جبل، بلال بن رباح، ثوبان بن بجدد، اور سہل شامل ہیں۔

6: جو خراسان میں رہائش پذیر ہوئے، ان میں: بریدۃ بن الحصیب الاسلمی، قریظ بن ابی رمثہ اور الحخم بن عمرو الغفاری شامل ہیں۔

طلباء کو اس کا علم ہونا تخریج حدیث کے وقت معاون ثابت ہوتا ہے، جب انہیں معاصر ہونا یا ایک ہی شہر میں ہونا ثابت کرنا ہو۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا عادل ہونا:

جمہور اہلِ علم کا متفق علیہ اصول ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب عدول ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعدیل و توثیق فرمائی ہے۔ قرآن میں اجمالی طور سے یہ حکم بیان ہوا ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیلاً اس سے آگاہ کیا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی عدالت وصداقت کا معاملہ اب بحث و تحقیق کے معاملے سے بالا تر ہے کیونکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعدیل و توثیق کے بعد ہمیں کسی دوسرے کی رائے جاننے کی ضرورت نہیں ہے۔ حقیقی مومن کا یہی دستور ہونا چاہیے کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو فیصلہ فرما دے اسے بلا حیل و حجت تسلیم کرے۔ ارشادِ باری ہے: کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔

اس قدر دوٹوک اور واضح حکم ہونے کے باوجود مختلف گمراہ فرقوں نے اپنی عادت کے مطابق اس مسئلے کو بھی اختلاف کی آماجگاہ بنانے کی کوشش کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت وصداقت اور پایۂ استناد مجروح کرنے کے لیے مختلف اقسام کے شکوک وشبہات پیدا کیے۔ اسی مناسبت سے ہم یہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعدیل و توثیق کے حوالے سے چند دلائل ذکر کر دیں۔

سب سے پہلی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت واصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ بتانے کی ضرورت نہیں کہ اس آیت کے پہلے مخاطب صحابہ رضی اللہ عنہم تھے کیونکہ وہی اس امت کے سرگروہ اور سرخیل ہیں۔ بعض مفسرین تو یہ مانتے ہیں کہ اس آیت میں مذکور خیرِ امت کا لقب صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خاص ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے: اور اسی طرح ہم نے تمھیں ایک امتِ وسط بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور

دار ابن بشیر للبحث والتحقیق +923024056187

رسول تم پر گواہ ہو۔ وسط کا مطلب ہی عدالت ثقاہت ہے۔ امتِ وسط کا لفظ اس قدر جامعیت اپنے اندر رکھتا ہے کہ کسی اور لفظ سے اس کے معانی بیان نہیں کیے جا سکتے۔ اس سے مراد ایسا اعلیٰ اور بہترین انسانی طبقہ ہے جو عدل وانصاف اور توسط کی روش پر مبنی ہو، جو دنیا کی قوموں کے درمیان قائد کی حیثیت رکھتا ہو اور جس کا سب کے ساتھ یکساں حق اور راستی کا تعلق ہو اور ناحق و ناروا تعلق کسی سے نہ ہو۔

کہنے کی ضرورت نہیں کہ جو گروہ اپنے آپ میں راستی اور ایمان داری سے متصف نہیں ہوگا وہ دوسروں کے لیے امتِ وسط کی حیثیت اور مقام بھی حاصل نہیں کر سکتا ہے۔ اگر اس بات کو مان لیا جائے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مشکوک کردار کے تھے تو ۔معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ قرآن کی یہ آیت جھوٹی ہے۔

علامہ ابن الصلاح رحمہ اللہ نے اپنے مقدمۂ اصولِ حدیث میں لکھا ہے کہ اس آیت میں خطاب ان لوگوں سے کیا گیا ہے جو عہدِ نبوی میں بحالتِ ایمان موجود تھے اور وہ کوئی اور نہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔

تیسری جگہ فرمایا گیا ہے: اللہ مومنوں سے خوش ہوگیا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے دلوں کا حال اس کو معلوم تھا، اس لیے اس نے ان پر سکینت نازل فرمائی اور ان کو انعام میں قریبی فتح بخشی۔

قابل غور بات ہے کہ اس سے بڑھ کر تعدیل و توثیق اور مقبولیت و پسندیدگی کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اعلان فرما دے کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے راضی اور خوش ہے۔ حقیت میں اس بیعت کی طرف اشارہ ہے جو حدیبیہ کے مقام پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر کی تھی۔ اس بیعت کو بیعتِ رضوان بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت یہ واضح کیا ہے کہ وہ ان لوگوں سے راضی ہو گیا جنھوں نے اس خطرناک موقع پر جان کی بازی لگا دینے میں ذرہ برابر تامل نہ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر سرفروشی کی بیعت کر کے اپنے صادق الایمان ہونے کا صریح ثبوت پیش کر دیا۔ یہ بیعت اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ وہ اپنے ایمان میں صادق و مخلص اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاداری میں درجہ کمال پر فائز تھے۔ اسی بنا پر تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی سندِ رضا عطا فرمائی ہے اور اللہ کی سندِ رضا عطا ہو جانے کے بعد اگر کوئی شخص ان سے ناراض ہو یا ان پر زبان دراز کرے تو اس کا معارضہ ان سے نہیں، بلکہ اللہ سے ہے۔

چنانچہ جو لوگ کہتے ہیں کہ جس وقت اللہ نے یہ آیت نازل کی اور اپنی خوشنودی کا اعلان کیا اس وقت تو صحابہ رضی اللہ عنہم مخلص اور صادق و امین تھے، مگر بعد میں یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بے وفا ہو گئے، ایسے لوگ شاید اللہ کے بارے میں یہ بدگمانی رکھتے ہیں کہ اسے یہ آیت نازل کرتے وقت صحابہ رضی اللہ عنہم کے مستقبل کی کوئی خیر خبر نہیں تھی، اس لیے محض اس وقت کی حالت دیکھ کر اور اس سے متاثر ہو کر اس نے پروانۂ رضا مندی عطا کر دیا اور غالباً اسی بے خبری کی وجہ سے اسے اپنی کتابِ پاک میں ذکر کر دیا تاکہ بعد میں بھی جب یہ لوگ بے وفا ہو جائیں تو ان کے بارے میں ساری دنیا یہ آیت پڑھتی رہے اور اس ربِ حقیقی کے علمِ غیب اور احاطۂ مطلقہ کی داد دیا کرے جس نے ۔معاذ اللہ۔ نادانی میں ان

بے وفاؤں کو رضا کا پروانہ عطا کیا تھا۔کیا اللہ رب العزت کے علام الغیوب ہونے کا اس سے بڑھ کر انکار کچھ ہوسکتا ہے؟
جو لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت سے یاوہ گوئی کرتے ہیں اور انھیں خائن اور کذاب ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں کیا انھیں خبر ہے کہ ان کی ذہنی بیماری اور دماغی ترنگ کے کتنے برے اثرات اسلامی عقائد اور پورے نظامِ دین پر پڑتے ہیں؟
سورۂ حشر میں تو واضح کلمات میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو سچا کہا گیا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ﴿۸﴾ وَ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَ لَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕۛ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ﴿۹﴾﴾
(مال فی ء) ان مہاجر مسکینوں کے لیے ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکال دیئے گئے ہیں۔ وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا مندی کے طلب گار ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی راست باز لوگ ہیں۔
(الحشر 8۔9)

کسی کو سچا اور باکردار کہنا اس کی تعدیل وتوثیق نہیں ہے تو کیا ہے؟
اس قسم کی اچھی خاصی آیات ہیں جن میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعریف وتوصیف کی گئی ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں ان کی مجاہدانہ سرگرمیوں اور قربانیوں کو سراہا گیا ہے۔ایمان کی خاطر اپنے مال اور گھر چھوڑ کر ہجرت کا ذکرِ خیر ہوا ہے۔ دراصل اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور نگرانی کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں میں ایمان کا درخت پروان چڑھ چکا تھا۔یقین اور اطاعت میں وہ درجۂ اتم تک جا پہنچے اور دین کی اقامت اور پھر اس امانت کو بغیر تنقیص آئندہ نسلوں کے حوالے کرنے میں ان کا کردار قابل اتباع اور بے مثل ہے۔
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہوتے وقت اُن سے راضی تھے اور دین کی امانت کے تحفظ کے سلسلے میں چنداں فکر مند نہ تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کی سختی کے ساتھ سرزنش فرمائی ہے جو کسی صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل میں کسی امکانی غلطی کو دیکھتے ہی سبّ وشتم کرنے لگ جاتے ہیں۔ایسا عین ممکن ہے کہ کسی صحابی کے جس عمل کو ہم غلطی اور خامی باور کر رہے ہیں وہ اپنے آپ میں اس کا اجتہادی موقف ہو۔اجتہادی رائے کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ حق کی دریافت کرنے والے کو دوگنا اجر ملتا ہے اور تلاشِ حق میں غلطی کر جانے والے کو ایک اجر ملتا ہے کیونکہ اس کی نیت خالص تھی۔کسی مجتہد کو ہرگز اس کی اجتہادی رائے اور موقف پر قابلِ سرزنش نہیں سمجھا جائے گا۔اجتہاد واستنباط کے حوالے سے یہ حکم پوری امت کے بارے میں عام ہے، پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس میں کیوں نہ شامل سمجھا جائے حالانکہ وہ اس

امت کے سرگروہ اور رہنما ہیں۔

صحیحین میں اللہ کے رسول ﷺ کا یہ ارشاد ملتا ہے کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا مت کہو، کیونکہ اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم میں سے کوئی اگر اُحد پہاڑ کے برابر سونا (اللہ کے راستے میں) خرچ کر دے تو کسی صحابی کے ایک مُد یا آدھے مد کے برابر بھی نہیں پہنچے گا۔ (صحیح بخاری 3673۔صحیح مسلم 2541۔ سنن ابو داؤد 4658۔سنن ترمذی 3861۔مسند احمد 11079، 11516)

سنن ترمذی میں سیدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ انھیں میرے بعد نشانۂ تضحیک وتحقیر نہ بنانا۔ جو ان سے محبت رکھے گا تو وہ حقیقت میں میری محبت میں ایسا کرے گا، اور جو ان سے نفرت رکھے گا وہ حقیقت میں میری دشمنی میں ایسا کرے گا۔ جو انھیں تکلیف پہنچائے اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی اور جو اللہ کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کرے گا تو قریب ہے کہ اللہ اس کی پکڑ کر لے۔ (سنن ترمذی 3852۔ مسند احمد 87/4)

امام غزالی رحمہ اللہ نے تعدیلِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے حوالے سے اپنی کتاب المستصفیٰ میں متعدد آیات واحادیث ذکر کی ہیں۔ بعد ازاں فرماتے ہیں: اب بتاؤ علام الغیوب رب اور اس کے رسول ﷺ کی تعدیل وتوثیق کے بعد ہمیں کسی دوسرے سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟ بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ اگر باری تعالیٰ نے ان کی تصدیق وتائید نہ بھی فرمائی ہوتی تو محض ان کے حالات جو ہمیں تاریخ کی روشنی میں معلوم ہوئے ہیں، ان کی ہجرت وجہاد، ان کا اللہ کے نبی ﷺ کی نصرت وحمایت میں اپنی جان، مال، رشتوں اور گھر والوں کو قربان کرنا، یہ سب کارنامے اور خدمات اس بات کا یقین دلانے کے لیے کافی ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم عدول تھے۔ (المستصفیٰ ص ۱۹۰)

ان روشن دلائل کی وجہ سے جمہور اہلِ علم جن میں صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعینؒ اور بعد کے ادوار کے جملہ فقہاء ومحدثین شامل ہیں، ان کا ماننا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے اصحاب ورفقاء عدالت وصداقت سے متصف تھے۔ امام خطیب بغدادیؒ نے اپنی کتاب الکفایۃ فی علم الروایۃ میں تعدیلِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے تناظر میں امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا ایک قولِ زریں نقل کیا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دورِ رسالت میں لوگوں کو وحی کی بنیاد پر مواخذہ کیا جاتا تھا۔ (لیکن) اب (رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد) وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ میں اب تمہارے ظاہری اعمال کے مطابق مواخذہ کروں گا۔ تم میں سے جو خیر ظاہر کرے گا تو ہم اسے امان دیں گے اور قریب رکھیں گے۔ اس کے باطن کی ذمے داری ہماری نہیں ہے۔ اللہ اس سے اس کی نیت کا احتساب کرے گا۔ اور جو ہمارے سامنے برائی ظاہر کرے گا تو ہم اس کے متعلق متنبہ ہو جائیں گے اور اسے سچا نہ سمجھیں گے، خواہ وہ یہ کہے کہ اس کی نیت اچھی ہے۔

اللہ کا شکر ہے کہ کسی صحابی کے بارے میں ہم ایسے کسی گناہ کا علم نہیں رکھتے جس کی بنیاد پر اس کی عدالت ساقط کر

دی جائے۔ اسی لیے تو امام ابوزرعہ رازیؒ فرماتے تھے: تم جب کسی کو دیکھو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں کسی کی عیب جوئی کر رہا ہے تو جان لو کہ وہ زندیق ہے، کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نزدیک حق لے کر آئے تھے، قرآن حق ہے اور ہم تک یہ قرآن اور سنتِ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہی پہنچائی ہے۔ زندیق اور ملحد لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارے گواہوں کو ہی مجروح کر دیں تاکہ اس کے بعد آسانی سے قرآن وحدیث کا خاتمہ کر ڈالیں، حالانکہ جرح وتوبیخ کے لائق تو یہی لوگ ہیں کیونکہ یہی اصلاً زندیق ہیں۔ (شرح سنن ابی داود، عبدالمحسن العباد: ۱/ ۷۵)

علامہ ابن حجرؒ نے الإصابة کے مقدمے میں امام ابن حزمؒ کا قول نقل کیا ہے کہ تمام صحابہ جنتی ہیں جس کی دلیل یہ قرآنی آیت ہے تم میں سے جو لوگ فتح کے بعد خرچ اور جہاد کریں گے وہ کبھی ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جنھوں نے فتح سے پہلے خرچ اور جہاد کیا ہے۔ ان کا درجہ بعد میں خرچ اور جہاد کرنے والوں سے بڑھ کر ہے اگرچہ اللہ نے دونوں ہی سے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے: بے شک وہ لوگ جن کے لیے ہماری طرف سے بھلائی کا وعدہ ہو چکا ہے تو وہ یقیناً اس جہنم سے دور رکھے جائیں گے، اس کی سرسراہٹ تک نہ سنیں گے اور وہ ہمیشہ اپنی من بھاتی چیزوں کے درمیان رہیں گے۔

پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے حسنیٰ کا وعدہ فرمایا ہے اور دوسری آیت میں بتادیا کہ اس وعدے کے بہ موجب وہ جہنم سے دور رکھے جائیں گے جس کا صاف مطلب ہے کہ سب اہلِ جنت ہیں اور ان میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں نہیں جائے گا کیونکہ دونوں آیتوں کا مصداق سب سے پہلے یہی لوگ ہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الحمد للہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم زبان کے سب سے بڑھ کر سچے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی نہیں ملتا کہ اس کی زبان سے کبھی ارادتاً جھوٹ نکلا ہو۔ اگرچہ ان میں کسی سے کچھ غلطیاں سرزد ہوئی ہیں یا کچھ گناہوں کا ارتکاب ہوگیا ہے، اس کے باوجود کسی کے بارے میں کذب بیانی اور دروغ گوئی کا الزام ثابت نہیں کیا جاسکتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی انفرادی حیثیت سے معصوم عن الخطا نہیں تھے۔ اس کے باوجود جانچ پڑتال کرنے والوں نے ان کی احادیث کو خوب آزما کر دیکھ لیا ہے اور ان کی روایات کا باہم تقابل وموازنہ بھی کیا ہے جسے اصطلاحِ محدثین میں اعتبار کہتے ہیں، اس پوری چھان پھٹک کے بعد بھی کسی محدث نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس نے کسی صحابی کا جھوٹ پکڑا ہے۔ مگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا زمانہ گزرتے ہی حالات یک لخت تبدیل ہوگئے۔ زمانۂ تابعین میں ہی کوفہ میں ایک جماعت ایسے لوگوں کی پیدا ہوئی جو احادیث کے نام پر جھوٹ پھیلاتے تھے اور بعد کی صدیوں میں تو امانت ودیانت کا معاملہ ہیچ ہوگیا۔ اس لیے حدیث اور فقہ سے شغف رکھنے والے تمام علماء وماہرین کا اجماعی فیصلہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سب کے سب ثقہ اور عدول تھے۔ (منهاج السنة النبوية: ۱/ ۳۰۷)

یہ عدالتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ کی کتاب کی آیات، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور ائمۂ دین کے چند

اقوال وفرمودات ہیں جو سطورِ بالا میں پیش کئے گئے۔اتنا سب ہوتے ہوئے کیا ہم صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعدیل وتوثیق کے لیے کسی دوسرے کی جانب نظر کریں گے؟ شکوک وشبہات ابھارنے والے دشمنانِ دین کے شیطانوں کو ذرہ برابر اہمیت دیں گے جو اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دینا چاہتے ہیں، حالانکہ اللہ نے اپنی روشنی کے اتمام وتوسیع کا فیصلہ فرمارکھا ہے؟

صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ عدالت اور ثقاہت مسلّمہ ہے، الا یہ کہ ان میں سے کسی کے بارے میں معلوم ہوجائے کہ اس نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا تھا اور ارادۂ گناہ کے علاوہ کسی دوسرے احتمال کی گنجائش نہ مل سکے اور کسی تاویل وتوجیہ کا موقع بھی نہ ہو۔تو ایسے میں اس کے بارے میں کماحقہ حکم لگایا جائے گا۔لیکن یہ امر واضح رہے کہ یہ بات صرف نظریے کی حد تک ہے،عملاً ایسی کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔

دشمنانِ دین اور ان کے پروردہ مفکرین قرنِ اول میں رونما ہونے والی آپسی جنگوں اور فتنوں کو دلیل بنا کر صحابہ رضی اللہ عنہم کی شبیہ خراب کرنا چاہتے ہیں۔ان فتنوں اور خانہ جنگیوں میں یقیناً بعض کبارِ صحابہ رضی اللہ عنہم شریک ہوئے تھے اور مسلمانوں کی تلواریں ایک دوسرے کے خلاف بے نیام ہوئی تھیں،مگر مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اہلِ سنت والجماعت کے موقف کی ترجمانی علامہ ابن کثیرؒ نے بخوبی فرمادی ہے۔

اختصار علوم الحدیث میں لکھتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کے مابین جو مشاجرات ہوئے تو ان میں کچھ وقائع وہ تھے جو بلا ارادہ اور بغیر کسی پلاننگ کے بس رونما ہو گئے جیسے کہ جنگِ جمل کا معاملہ ہے۔اور کچھ وہ تھے جو مختلف فیہ اجتہادی موقف کی وجہ سے پیش آئے جیسے جنگِ صفین کا معاملہ ہے۔اجتہادی رائے کبھی درست ہوتی ہے اور کبھی غلط، مگر دونوں حالتوں میں مجتہد معذور اور قابلِ معافی، بلکہ مستحقِ اجر وثواب سمجھا جاتا ہے چاہے وہ غلطی پر کیوں نہ ہو۔جب کہ درست موقف اختیار کرنے والے کو دوگنا اجر ملتا ہے۔صفین وغیرہ میں علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ہم نوا بہرحال معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ہم نواؤں کے مقابلے میں حق سے قریب تر تھے۔صحیح بخاریؒ میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھایا اور منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا: میرا یہ بیٹا سید ہے اور عنقریب اللہ تعالیٰ اس سے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرادے گا۔

(صحیح بخاری٢٧٠٤۔سنن ابو داؤد٤٦٦٢۔سنن ترمذی١٤١٠۔ مسند احمد٢٠٣٩٢)

اس پیش گوئی کا تحقق اور وقوع اس طرح ہوا کہ حسن رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے علیحدگی اور دستبرداری اختیار کر لی اور اس طرح امت معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت وخلافت پر متحد ومتفق ہوگئی اور اسی اتحاد ومصالحت کی وجہ سے وہ سال عام الجماعت کے نام سے تاریخ میں مشہور ہوا۔یہ سن چالیس ہجری کا واقعہ ہے۔اب دیکھو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیش گوئی میں دونوں جماعتوں کو مسلمان قرار دیا تھا۔اسی طرح قرآن میں بتایا گیا ہے کہ کبھی

مسلمانوں کی دو جماعتوں میں جنگ کی نوبت بھی آسکتی ہے، ایسے میں دونوں کے مابین مصالحت اور جنگ بندی کی کوشش ہونی چاہیے، مگر اس کے باوجود انھیں دائرۂ اسلام سے خارج نہیں کیا جائے گا۔ ارشادِ باری ہے: اور اگر اہلِ ایمان میں سے دوگروہ آپس میں لڑ جائیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے باہم جنگ کرنے کے باوجود دونوں گروہوں کو زمرۂ مومنین میں شامل رکھا ہے۔ (اختصار علوم الحدیث: ص ۱۲۸)

علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں: مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے سلسلے میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا موقف نہایت خوبصورت اور مناسب ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ ان جنگوں میں جو خون بہا، اللہ تعالیٰ نے ہماری تلواروں کو اس سے دور رکھا، تو اب ہم اپنی زبانوں کو اس میں ملوث کیوں کریں؟ (فتح المغیث : ۳/ ۱۰۶)

امام آمدی رحمہ اللہ نے أصول الأحكام میں لکھا ہے: دونوں احتمالوں کے باوجود (یعنی مشاجرات میں کس کا اجتہاد درست اور کس کا غلط تھا) فریقین میں سے کسی کی بھی گواہی اور روایت پر حرف نہیں آتا ہے۔ اگر کسی فریق کو ہم درست مانتے ہیں تب تو کوئی مسئلہ ہی نہیں پیدا ہوتا، اور اگر ہم اسے اجتہادی غلطی پر مانتے ہیں تب بھی بہ اجماعِ امت اجتہادی غلطی کی وجہ سے کسی کی عدالت وثقاہت مجروح نہیں ہوا کرتی۔ (اصول الاحکام: ص ۱۱۲)

صحابہ کی دشمنی میں اندھے ہو کر بعض لوگ علمی تحریف کاری سے بھی نہیں چوکتے۔ عوام الناس کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ جو لوگ عدالتِ صحابہ کا دم بھرتے ہیں وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو معصوم عن الخطا سمجھتے ہیں اور معصوم عن الخطا صرف نبی ہوتا ہے۔ صرف نبی سے کوئی بھول چوک یا غلطی اور کوتاہی نہیں ہو سکتی۔ مگر یہ دشمنانِ دین اور آستین کے سانپوں کا فریب ہے۔ عدالت اور عصمت مترادف الفاظ نہیں ہیں۔ اگرچہ بعض کتابوں میں انھیں ایک دوسرے کے مترادف کے طور پر استعمال کیا گیا ہے، مگر وہاں ہمیشہ سیاق انبیاء ورسل کا رہا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اور غیرِ انبیاء لوگوں کے حق میں عدالت کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص جان بوجھ کر گناہ نہیں کرتا اور اگر اس سے گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کر لیتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی عدالت کا یہی مطلب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ساری نوعِ انسانی کی نسلوں کو چھوڑ کر ان کا انتخاب فرمایا اور انھیں اپنے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت ونصرت کی توفیق بخشی۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں ان کی تربیت فرمائی اور اپنے بعد دین کی امانت اٹھانے کی اہلیت ان کے اندر پیدا کی۔ محدثین کے نزدیک فرد کی عدالت کا مطلب ہے کہ وہ جان بوجھ کر نقل وروایت میں جھوٹ نہیں بولتا یا اس میں تحریف نہیں کرتا۔ اس سلسلے میں عرض کرنا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم بالاجماع گناہ کا ارتکاب نہیں کر سکتے اور نہ گناہ کا ارتکاب ہوتے دیکھ کر خاموش بیٹھ سکتے ہیں۔ اس لیے اگر کوئی صحابی ایک عمل کرتا ہے اور دیگر صحابہ خاموش رہتے ہیں تو یہ جواز کی دلیل ہے۔ اور اگر کسی مسئلے میں ان کے متعدد موقف مل جائیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ فلاں مسئلہ اجتہادی ہے اور اس میں توسع اور اختلاف کی گنجائش ہے۔ انفرادی سطح پر کسی صحابی سے غلطی ہو سکتی ہے اور

+923024056187

وہ گناہ کا ارتکاب بھی کر سکتا ہے، مگر وہ گناہ پر جم نہیں سکتا، بلکہ یاد دہانی ہونے پر فوراً اللہ کی جانب رجوع کر لیتا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ کسی صحابی کی نسبت سے ہمیں ایسا کوئی گناہ یا غلطی معلوم نہیں ہے جسے بنیاد بنا کر اس کی روایتوں اور حدیثوں کو ناقابلِ قبول قرار دیا جائے۔

علامہ ابن الانباریؒ فرماتے ہیں: صحابہ رضی اللہ عنہم کی عدالت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان میں سے ہر ایک رسول کی مانند معصوم عن الخطا ہوتا ہے اور اس سے معصیت کا صدور محال اور ناممکن ہے۔ عدالتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا مطلب بس یہ ہے کہ ان کی روایتوں کو من وعن قبول کر لیا جائے گا اور ان کے سلسلے میں تقویٰ وتزکیہ کے اسباب وعوامل کی کھوج نہیں لگائی جائے گی، الا یہ کہ واقعتاً کسی کی سیرت میں ایسا پہلو سامنے آجائے جو قادحِ عدالت اور منافیٔ تزکیہ ہو تو بات دوسری ہے، مگر اللہ کا شکر ہے کہ کسی صحابی کی نسبت سے ایسی کوئی بات ثابت نہیں ہے۔ (فتح المغیث: ۳/ ۱۰۶)

اس کی وجہ سمجھ میں بھی آتی ہے۔ دراصل صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے اور دینی مسائل میں جھوٹ بولنے سے حد درجہ نفور تھے۔ متعدد ائمۂ دین نے سیرتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔ مثلاً شاہ ولی اللہ دہلوی حجۃ اللہ البالغۃ میں لکھتے ہیں: استقراء وتتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے جھوٹ بولنا شدید ترین گناہوں میں شامل ہے۔ (حجۃ اللہ البالغۃ: ۲/ ۷۵)

اس لیے صحابہ رضی اللہ عنہم سے حسنِ ظن اور ان کے تئیں جذبۂ شکر مندی کا تقاضا ہے کہ ہم ان کی بیان کردہ احادیثِ نبویہ پر اعتماد کریں اور انھیں جھوٹا نہ سمجھیں اور نہ معتزلہ اور رافضی شیعوں کی مانند ان کی غلطیوں اور لغزشوں کی وجہ سے انھیں کافر اور فاسق کہنا شروع کر دیں۔ شیعہ اور معتزلہ دعویٰ کرتے ہیں کہ سوائے سترہ یا چار صحابہ رضی اللہ عنہم کے۔ جن کے نام یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔ جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم ۔معاذ اللہ۔ اسلام سے مرتد ہو گئے تھے اور وفاتِ نبوی کے بعد دین میں کتر بیونت کرنے لگے تھے۔ اگر واقعتاً یہ بات ان روسیاہوں کی کتابوں میں درج نہ ہوتی تو ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ خود کو مومن کہنے والا کوئی شخص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں ایسی غلیظ اور متعفن بات زبان سے نکال سکتا ہے، بلکہ ایسا سوچ بھی سکتا ہے۔

علامہ ابن کثیر اس دعوے کی تردید میں فرماتے ہیں: ان بدبختوں کی ہرزہ سرائی کے خلاف دلائل وبراہین بے شمار اور بے حد مشہور ہیں۔ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام وفرامین کی اطاعت بہ درجۂ اتم فرمائی اور دین کا پیغام اور دعوت لے کر اقالیم وآفاق کو مفتوح ومسخر کر لیا۔ انھوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں اللہ کی مخلوق تک قرآن وسنت کو پہنچایا اور نوعِ انسانی کو جنت کے راستے پر ڈالا۔ یہ نمازوں کے پابند تھے، زکوٰۃ وخیرات نکالنے والے تھے اور ہر وقت اور موقع کی مناسبت سے اللہ سے قریب کرنے والے اعمال واذکار کا اہتمام فرماتے تھے۔ اس کے علاوہ ان کی شجاعت و بہادری، ان کی جنگی مہارت وصلاحیت، ان کا

کرم وایثار، ان کا جذبۂ انفاق فی سبیل اللہ، ان کے اخلاقِ حمیدہ اور خصائلِ جمیلہ اس قدر زیادہ ہیں کہ پچھلی کسی امت میں کسی نبی کے رفقاء واصحاب کے اندر نہیں ملتے اور نہ اس امت میں ان کے بعد ایسی کسی جماعت کے ظاہر ہونے کا امکان ہے۔ اللہ ان سب سے راضی ہو! اور جو لوگ صادق ومصدوق نبی ﷺ کو جھٹلاتے ہیں اور جھوٹوں کی بات سچ مانتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت پڑے۔(اختصار علوم الحدیث:130)

پھر یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ عدالت کا تعلق احادیث کی نقل وروایت سے ہے اور اس معاملے میں صحابہ رضی اللہ عنہم بڑے محتاط اور باریک بین تھے۔ وہ اللہ کے رسول ﷺ کی نسبت سے جھوٹ بولنے کا تصور بھی نہیں کرتے تھے۔ ارشاداتِ نبویہ کی حفاظت وصیانت کا ان سے بڑھ کر کوئی حریص نہیں تھا۔ ان کی پوری کوشش ہوتی تھی کہ جو بات جن الفاظ میں اللہ کے رسول ﷺ سے انھوں نے سنی ہے، من وعن اسے اپنے تلامذہ اور عام مسلمانوں کے سامنے بیان کر دیں۔ انھوں نے اللہ کے رسول ﷺ کی زبان سے یہ وعید سن رکھی تھی کہ جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولے تو اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالینا چاہیے۔(صحیح بخاری ۱۲۹۱۔ صحیح مسلم ٤۔ مسند احمد ۱۸۱٤۰)

احادیثِ نبویہ کے مجموعوں اور دواوین میں کہیں نہیں ملتا کہ کسی صحابی نے کبھی اللہ کے رسول ﷺ کی نسبت سے جھوٹ بولا ہو۔ بعض علماء نے صراحت فرمائی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے نام سے جھوٹ بولنا کفر ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ یہ اکبر الکبائر گناہوں میں سے ایک ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا تھا اور اس کی روشنی میں سب سے پہلے اپنا جائزہ لیا تھا: اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا حق کو جھٹلائے جب کہ وہ اس کے سامنے آچکا ہو؟ کیا ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنم نہیں ہے؟ دینی امور میں اللہ کے نبی ﷺ کے نام سے جھوٹ بولنا درحقیقت اللہ کے نام سے جھوٹ بولنے کے مترادف ہے۔ محدثین اور ماہرینِ جرح وتعدیل نے کتبِ حدیث کی تنقیح وتمحیص کے بعد صاف فرمایا ہے کہ کسی ایک صحابی کے بارے میں بھی نہیں ملتا کہ اس نے اللہ کے رسول ﷺ کی نسبت سے جھوٹی بات بیان کی تھی۔ یقیناً بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے غلطیاں اور کوتاہیاں سرزد ہوئی ہیں، مگر دروغ گوئی اور کذب بیانی کی آفت سے اللہ تعالیٰ نے انھیں بالکل محفوظ رکھا ہے۔

اگر کوئی شخص اعتراض کرتا ہے کہ کتبِ حدیث میں تو ایسی ایسی روایات ملتی ہیں جو سراپا خرافات واساطیر ہیں، جنھیں عقلِ صریح قبول نہیں کرتی اور جن کی تائید علمِ جدید بھی نہیں کرتا۔ ان روایات کی وجہ سے غیر مسلم تعلیم یافتہ طبقہ دینِ اسلام کو خرافات واوہام کا دین کہنے لگا ہے۔ وہ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا چاہتے ہیں کہ موجودہ علم وتہذیب کے دور میں اسلام قابلِ عمل نہیں ہے۔ اسلام کی بدنامی کا سبب بننے والی یہ حدیثیں کسی اور نے نہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیان کی ہیں۔(اضواء علی السنة المحمدية، محمود ابو ريه:ص ۳٤۰)

مگر اس جاہلانہ اعتراض کے جواب میں ہم کہنا چاہیں گے کہ خرافات وجہالات پر مشتمل روایتوں سے صحابہ رضی اللہ عنہم کا

+923024056187

دامن پاک ہے۔ یہ روایتیں ان کے نام پر کذابوں، وضاعوں، رافضیوں اور زنادقہ وملاحدہ نے گھڑی ہیں۔ یہ آستین کے سانپ تھے جو بہ ظاہر اسلام کا اعلان کرتے تھے مگر سینوں میں اسلام سے نفرت وعداوت کا لاوا چھپائے ہوئے تھے اوران کی ہر کوشش وکاوش کا محور ومدار اسلام کی بیخ کنی تھا۔ انھی لوگوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام سے غلط سلط روایتیں سماج میں پھیلائی ہیں۔ اللہ ہمارے محدثین کو جزائے خیر دے کہ انھوں نے ان بدبختوں کے دجل کا پردہ چاک کیا اور سنتِ نبویہ کے تناظر میں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دکھایا۔ اس مقصد کی طلب میں محدثین نے علوم ومعارف کی تاریخ میں ایک نئے علم کا اضافہ کیا جسے آج ہم علمِ جرح وتعدیل یا علمِ تراجم یا علمِ اسماء الرجال کے نام سے جانتے ہیں۔ جاہلوں اور اوباشوں کی کذب بیانی کا ذمے دار اگر کوئی شخص صحابہ رضی اللہ عنہم کو گردان رہا ہے تو یہ اس کے اپنے دل کا مرضِ نفاق ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بہر حال ضعیف اور موضوع روایتوں کی شکل میں پھیلی حماقتوں اور خرافات سے بری الذمہ ہیں۔ دینِ اسلام تو علم وتحقیق کا دین ہے۔

البتہ صحیح حدیثوں میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جن امورِ غیب اور اخبارِ ماضیہ کے بارے میں بتایا ہے ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں اور انھیں سچ مانتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بتادیا ہے کہ اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سچ بولتا ہے، اس کی کوئی بات بھی وحی (متلو یا غیر متلو) کے دائرے سے باہر نہیں ہوتی۔

﴿مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۝٢ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝٣﴾ (النجم: ٢-٤)

”تمہارے ساتھی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نہ بھٹکے ہیں اور نہ بہکے ہیں، وہ اپنی خواہشِ نفس سے کبھی نہیں بولتے، یہ تو ایک وحی ہے جو ان پر نازل کی جاتی ہے۔“

تو جس طرح قرآن کے بتائے ہوئے ماضی کے واقعات اور مستقبل کی خبروں کو ہم سچا مانتے ہیں، اسی طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی باتوں اور خبروں کو بھی سچ مانتے ہیں۔

یہ کہنا کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم از روئے قرآن وسنت منافق تھے، ایک جھوٹ ہے۔ منافقین کبھی صحابہ رضی اللہ عنہم نہیں ہو سکتے۔ صحابی کی تعریف ہی یہ ہے کہ جو ایمان کی حالت میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور اسی پر وفات پائے۔ منافقین نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کی حالت میں ملاقات ہی نہیں کی اور نہ وہ ایمان پر مرے، اس لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمرہ میں وہ نہیں آئیں گے۔

یہ کچھ گزارشات تھیں جو کہ عدالت صحابہ کے متعلق قرآن وسنت کی روشنی اور ائمہ کرام کے اقوال میں سے میں نے نقل کی ہیں۔ والحمد للہ رب العلمین

محمد عبداللہ الاعظمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كتاب فضائل الصحابة على منهج المحدثين

فضائل صحابہ

جموع ما جاء فی فضل الصحابة

صحابہ کرام کی فضیلت میں وارد احادیث کا مجموعہ

[1]...... باب ما جاء فی فضل الصحابة

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت کے بیان میں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۛۖۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۛ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝۲۹ ﴾ (الفتح : 29)

’’محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں سخت ہیں اور آپس میں رحم دل، تو ان کو دیکھتا ہے کہ (اللہ تعالیٰ کے آگے) جھکے ہوئے سر بسجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی خوشنودی طلب کر رہے ہیں۔ (کثرت) سجود کے اثر سے ان کے چہروں پر نشان پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے یہی اوصاف تورات میں ہیں۔ اور یہی اوصاف انجیل میں ہیں۔ (وہ) گویا ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی پھر اس کو مضبوط کیا پھر موٹی ہوئی اور پھر اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہوگئی اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تاکہ کافروں (کسانوں) کا جی جلائے۔ جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے اللہ تعالیٰ نے گناہوں کی بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔‘‘

اور فرمایا:

﴿ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ

عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴾ [الفتح : 18]

’’بلاشبہ اللہ ایمان والوں سے راضی ہوگیا، جب وہ اس درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کر رہے تھے، تو اس نے جان لیا جو ان کے دلوں میں تھا، پس ان پر سکینت نازل کر دی اور انھیں بدلے میں ایک قریب فتح عطا فرمائی۔‘‘

اور فرمایا:

﴿ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴾ [الحديد: 10]

’’تم میں سے جس نے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور جنگ کی وہ (یہ عمل بعد میں کرنے والوں کے) برابر نہیں۔ یہ لوگ درجے میں ان لوگوں سے بڑے ہیں جنھوں نے بعد میں خرچ کیا اور جنگ کی اور ان سب سے اللہ نے اچھی جزا کا وعدہ کیا ہے اور اللہ اس سے جو تم کرتے ہو، خوب باخبر ہے۔‘‘

9801/1: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: يَأْتِي زَمَانٌ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَيُقَالُ: فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ؟ فَيُقَالُ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ، فَيُقَالُ: فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَيُقَالُ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ، ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ: فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ صَاحِبَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَيُقَالُ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ

متفق عليه: رواه البخاری (2897)، ومسلم (2532-208).

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسلمانوں کا لشکر جنگ کرے گا، ان سے کہا جائے گا کہ کیا لشکر میں کوئی ایسے لوگ بھی ہیں جو نبی کریم کی صحبت میں رہے ہوں؟ تو کہاں جائے گا ہاں۔تو پھر ان سے فتح کی دعا کروائی جائے گی۔ پھر ایک زمانہ آئے گا کہ اور پوچھا جائے گا کہ کوئی ایسے ساتھی مل جائیں جو نبی کریم ﷺ کے صحابہ کی صحبت میں رہے ہوں (یعنی تابعی) تو کہا جائے گا ہاں اور ان سے فتح کی دعا کروائی جائے گی، اس کے بعد ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسے ساتھی ہیں جنھوں نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کے شاگردوں کی صحبت اپنائی ہو (یعنی تبع تابعین)؟ تو کہا جائے گا کہ ہاں اور پھر ان سے فتح کی دعا کروائی جائے گی۔

9802/2: عن أبی سعيد الخدری قال: قال رسول الله ﷺ: ((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، يُبْعَثُ مِنْهُمُ الْبَعْثُ فَيَقُولُونَ: انْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ فِيكُمْ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيُوجَدُ الرَّجُلُ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ بِهِ، ثُمَّ يُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّانِي فَيَقُولُونَ: هَلْ فِيهِمْ مَنْ

رَأَى أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيُفْتَحُ لَهُمْ بِهِ، ثُمَّ يُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّالِثُ فَيُقَالُ: انْظُرُوا هَلْ تَرَوْنَ فِيهِمْ مَنْ رَأَى مَنْ رَأَى أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ ثُمَّ يَكُونُ الْبَعْثُ الرَّابِعُ فَيُقَالُ: انْظُرُوا هَلْ تَرَوْنَ فِيهِمْ أَحَدًا رَأَى مَنْ رَأَى أَحَدًا رَأَى أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيُوجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ لَهُمْ بِهِ "))۔

صحيح: رواه مسلم (2532-209)۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں سے کوئی لشکر بھیجا جائے گا تو لوگ پوچھیں گے کہ دیکھو کیا تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کوئی شخص موجود ہے؟ تو ایک شخص (صحابی) مل جائے گا، چنانچہ اس کی وجہ سے انھیں فتح حاصل ہوگی۔ پھر ایک اور لشکر بھیجا جائے گا تو لوگ کہیں گے: کیا ان میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو دیکھا ہو (یعنی کوئی تابعی ہو؟) تو انھیں اس (تابعی) کی وجہ سے فتح نصیب ہوگی، پھر تیسرا لشکر بھیجا جائے گا تو کہا جائے گا کہ دیکھو کیا ان میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو دیکھنے والوں کو دیکھا ہو (یعنی تبع تابعین)؟ پھر چوتھا لشکر بھیجا جائے گا تو کہا جائے گا کہ دیکھو کیا ان میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے کسی ایسے آدمی کو دیکھا ہو جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو دیکھنے والوں میں سے کسی کو دیکھا ہو؟ تو وہ آدمی مل جائے گا اور اس کی وجہ سے انھیں فتح مل جائے گی۔

9803/3: عن عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: خَيْرُكُمْ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ - قَالَ عِمْرَانُ: لاَ أَدْرِي أَذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدُ قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلاَثَةً - قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَخُونُونَ وَلاَ يُؤْتَمَنُونَ، وَيَشْهَدُونَ وَلاَ يُسْتَشْهَدُونَ، وَيَنْذِرُونَ وَلاَ يَفُونَ، وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ۔

متفق عليه: رواه البخاري (2651)، ومسلم (2535-214)۔

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہترین میرے زمانہ کے لوگ (یعنی صحابہ) ہیں۔ پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے (یعنی تابعین) پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے (یعنی تبع تابعین) سیدنا عمران رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو زمانوں کا بیان فرمایا یا تین کا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو بے ایمان ہوں گے، اور دیانت دار نہیں ہونگے۔ ان سے گواہی کے لیے نہیں کہا جائے گا۔ لیکن وہ گواہ بنے پھریں گے۔ نذر مانیں گے لیکن پوری نہیں کریں گے۔ موٹاپا ان میں عام ہوگا۔

9804/4: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَأَلَ رَجُلُ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: الْقَرْنُ الَّذِي أَنَا فِيهِ، ثُمَّ الثَّانِي، ثُمَّ الثَّالِثُ۔

صحيح: رواه(مسلم 2536)

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ بہترین لوگ کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دور (کے لوگ) میں جس میں میں ہوں، پھر دوسرے دور کے، پھر تیسرے دور کے۔

9805/5: عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ، ثُمَّ يَأْتِي قَوْمٌ تَسْبِقُ أَيْمَانُهُمْ شَهَادَتَهُمْ وَشَهَادَتُهُمْ أَيْمَانَهُمْ۔

حسن: رواه أحمد (18348)، والحارث فى مسنده كما فى البغية (1036)، وصحّحه ابن حبان (6727)۔

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں پھر ان کے بعد والے پھر ان کے بعد والے پھر ان کے بعد والے اس کے بعد ایک ایسی قوم آئے گی جن کی قسم گواہی پر اور گواہی قسم پر سبقت لے جائے گی۔

9806/6: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَجِيءُ أَقْوَامٌ: تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ۔ قَالَ إِبْرَاهِيمُ: وَكَانُوا يَضْرِبُونَنَا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ۔

متفق عليه: رواه البخاری (2652)، ومسلم (2533-210)۔

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہیں، پھر وہ لوگ جو اس کے بعد ہوں گے، پھر وہ لوگ جو اس کے بعد ہوں گے اور اس کے بعد ایسے لوگوں کا زمانہ آئے گا جو قسم سے پہلے گواہی دیں گے اور گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے۔ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ہمارے بڑے بزرگ شہادت اور عہد کا لفظ زبان سے نکالنے پر ہمیں مارتے تھے۔

9807/7: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُونِ بَنِي آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتَّى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِي كُنْتُ فِيهِ۔

صحيح: رواه البخاری (3557)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں بنی آدم کے بہترین زمانوں میں سے ہوتا ہوا آیا ہوں (یعنی شریف اور پاکیزہ نسلوں میں) یہاں تک کہ وہ زمانہ آیا جس میں میں پیدا ہوا۔

9808/8: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِينَ بُعِثْتُ فِيهِمْ،

ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ - وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَذَكَرَ الثَّالِثَ أَمْ لَا، قَالَ: ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يُحِبُّونَ السَّمَانَةَ، يَشْهَدُونَ قَبْلَ أَنْ يُسْتَشْهَدُوا

صحيح: رواه مسلم (2534)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے بہترین لوگ، میری بعثت کے زمانہ کے لوگ ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے بعد کے زمانہ کے ہیں۔ (راوی کہتے ہیں کہ) اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ آپ نے تیسرے زمانے کا ذکر کیا تھا یا نہیں۔ فرمایا: پھر ایک ایسی قوم آئے گی جو موٹاپے کو (زیادہ کھانے پینے کو حلال وحرام کی تمیز کیے بغیر) پسند کریں گے، وہ گواہی مانگے جانے سے پہلے ہی گواہی دیں گے۔

9809/9: عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ أَسْقَعَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَزَالُونَ بِخَيْرٍ مَا دَامَ فِيكُمْ مَنْ رَآنِي وَصَاحَبَنِي، وَاللّٰهِ لَا تَزَالُونَ بِخَيْرٍ مَا دَامَ فِيكُمْ مَنْ رَأَى مَنْ رَآنِي وَصَاحَبَ مَنْ صَاحَبَنِي، وَاللّٰهِ لَا تَزَالُونَ بِخَيْرٍ مَا دَامَ فِيكُمْ مَنْ رَأَى مَنْ رَأَى مَنْ رَآنِي وَصَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَنِي.

حسن: رواه ابن أبی شیبة فی مصنفه (178/12)، ومن طریقه ابن أبی عاصم فی السنة (1522)۔

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس وقت تک خیر و عافیت سے رہو گے جب تک تم میں مجھے دیکھنے والے اور میرے ساتھ رہنے والے موجود ہوں گے۔ اللہ کی قسم! اس وقت تک تم خیر و عافیت سے رہو گے، جب تک تم میں میرے صحابہ کو دیکھنے والا اور ان کی مصاحبت اختیار کرنے والا موجود رہے گا۔ اللہ کی قسم! اس وقت تک تم میں خیر رہے گی، جب تک تم میں میرے صحابہ کو دیکھنے والوں کو دیکھنے والا اور ان کی مصاحبت اختیار کرنے والا موجود رہے گا۔

[2]...... باب أن بقاء النبی ﷺ أمان لأصحابه، وبقاء أصحابه أمان للأمة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے صحابہ کو امن تھا اور صحابہ کی ذات سے امت کو امن تھا

9810/10: عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّيْنَا الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ قُلْنَا: لَوْ جَلَسْنَا حَتَّى نُصَلِّيَ مَعَهُ الْعِشَاءَ! قَالَ: فَجَلَسْنَا، فَخَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ: مَا زِلْتُمْ هَاهُنَا! قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، صَلَّيْنَا مَعَكَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ قُلْنَا: نَجْلِسُ حَتَّى نُصَلِّيَ مَعَكَ الْعِشَاءَ۔ قَالَ: أَحْسَنْتُمْ - أَوْ: أَصَبْتُمْ۔ قَالَ: فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ - وَكَانَ كَثِيرًا مِمَّا يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ - فَقَالَ: النُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ، فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ، وَأَنَا أَمَنَةٌ

لِأَصْحَابِي، فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ، وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي، فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ

صحيح: رواه مسلم (2531)۔

ابو بردۃ نے اپنے والد سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ ہم نے مغرب کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی، پھر ہم نے کہا کہ اگر ہم انتظار کریں یہاں تک کہ عشاء آپ ﷺ کے ساتھ پڑھیں تو اچھا ہوگا۔تو کہا کہ پھر ہم انتظار میں رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ باہر تشریف لائے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی تک یہیں ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، پھر ہم نے کہا کہ اگر ہم عشاء کی نماز بھی آپ ﷺ کے ساتھ پڑھیں تو اچھا ہوگا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اچھا کیا یا درست کیا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور آپ ﷺ اکثر اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے، پھر فرمایا کہ ستارے آسمان کے محافظ ہیں، جب ستارے بے نور ہو جائیں گے تو جس بات کا وعدہ کیا گیا ہے وہ آسمان پر آ جائے گی۔اور میں اپنے اصحاب کا محافظ ہوں۔ جب میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا تو جس بات کا وعدہ کیا گیا ہے وہ وقت میرے اصحاب پر بھی آ جائے گا (یعنی فتنہ اور فساد اور لڑائیاں)۔

[3]باب قول النبی ﷺ: ((أنا فرط لكم))

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان: میں (قیامت کے دن) تم سے پہلے آؤں گا

9811/11: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِي سِنِينَ، كَالْمُوَدِّعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ، ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: إِنِّي بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَرَطٌ، وَأَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيدٌ، وَإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ، وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ مِنْ مَقَامِي هَذَا، وَإِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا، وَلَكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوهَا۔

متفق عليه: رواه البخاري (4042)، ومسلم (2296-30)۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے آٹھ سال بعد غزوہ احد کے شہداء پر نماز جنازہ ادا کی۔ جیسے آپ زندوں اور مردوں سب سے رخصت ہو رہے ہوں۔ اس کے بعد آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: میں تمہارے آگے آگے ہوں، اور میں تم پر گواہ رہوں گا اور تم سے ملاقات حوض پر ہوگی۔ اور اس وقت بھی میں اپنی اس جگہ سے حوض کو دیکھ رہا ہوں۔ اور بلاشبہ مجھے تمہارے بارے میں اس کا کوئی اندیشہ نہیں ہے کہ تم شرک کرو گے، ہاں میں تمہارے بارے میں دنیا سے ڈرتا ہوں کہ تم کہیں دنیا کے لیے آپس میں مقابلہ نہ کرنے لگو۔

[4]...... باب ما جاء فی فضل جماعة الصحابة

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت کی فضیلت کا بیان

9812/12: عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِی سُفْيَانَ أَنَّهُ قَامَ فِينَا، فَقَالَ: أَلَا إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِينَا، فَقَالَ: أَلَا إِنَّ مَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ افْتَرَقُوا عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَإِنَّ هَذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ، ثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِی النَّارِ، وَوَاحِدَةٌ فِی الْجَنَّةِ، وَهِیَ الْجَمَاعَةُ زَادَ ابْنُ يَحْيَى وَعَمْرٌو فِی حَدِيثَيْهِمَا: وَإِنَّهُ سَيَخْرُجُ فِی أُمَّتِی أَقْوَامٌ تَجَارَى بِهِمْ تِلْكَ الْأَهْوَاءُ كَمَا يَتَجَارَى الْكَلْبُ لِصَاحِبِهِ وَقَالَ عَمْرٌو: الْكَلْبُ بِصَاحِبِهِ لَا يَبْقَى مِنْهُ عِرْقٌ وَلَا مَفْصِلٌ إِلَّا دَخَلَهُ۔

حسن: رواه أبو داود (4597)، وأحمد (16937)، وابن أبی عاصم فی السنة (65)۔

سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور کہا: خبردار سن لو، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: خبردار سن لو، تم سے پہلے جو اہل کتاب تھے، 72 فرقوں میں بٹ گئے، اور یہ امت 73 فرقوں میں بٹ جائے گی، بہتر فرقے آگ میں ہوں گے اور ایک جنت میں اور یہی جماعت ہے۔ ابن یحییٰ اور عمرو نے اپنی روایت میں مزید یہ بیان کیا: اور عنقریب میری امت میں ایسے لوگ نکلیں گے جن میں گمراہیاں اسی طرح جاری ہوں گی، جس طرح کتے کا اثر اس شخص پر جاری ہو جاتا ہے جسے اس نے کاٹ لیا ہو۔ اور عمرو کی روایت میں لصاحبہ کے بجائے بصاحبہ ہے اس میں یہ بھی ہے: کوئی رگ اور کوئی جوڑ ایسا باقی نہیں رہتا جس میں اس کا اثر داخل نہ ہوا ہو۔

9813/13: عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: افْتَرَقَتِ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، فَوَاحِدَةٌ فِی الْجَنَّةِ، وَسَبْعُونَ فِی النَّارِ، وَافْتَرَقَتِ النَّصَارَى عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، فَإِحْدَى وَسَبْعُونَ فِی النَّارِ، وَوَاحِدَةٌ فِی الْجَنَّةِ، وَالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَتَفْتَرِقَنَّ أُمَّتِی عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، وَاحِدَةٌ فِی الْجَنَّةِ، وَثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِی النَّارِ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ هُمْ؟ قَالَ: الْجَمَاعَةُ

حسن: رواه ابنُ ماجه (3992)، وابن أبی عاصم فی السنة (63)، واللالكائی فی شرح أصول اعتقاد (149)۔

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہودی 71 فرقوں میں بٹ گئے پس ایک جنت میں

جائے گا اور 70 آگ میں، نصاریٰ کے 72 فرقے ہوئے جن میں سے 71 آگ میں اور ایک جنت میں جائے گا، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! میری امت 73 فرقوں میں بٹ جائے گی پس ایک گروہ جنت میں جائے گا، اور 72 فرقے آگ میں۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ وہ کون ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جماعت۔

9814/14: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ بَنِی إِسْرَائِیلَ افْتَرَقَتْ عَلَی إِحْدَی وَسَبْعِینَ فِرْقَةً، وَإِنَّ أُمَّتِی سَتَفْتَرِقُ عَلَی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِینَ فِرْقَةً، كُلُّهَا فِی النَّارِ، إِلَّا وَاحِدَةً وَهِیَ: الْجَمَاعَةُ

حسن: رواه ابن ماجه (3993)، وابن أبی عاصم فی السنة (64)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل 71 فرقوں میں بٹ گئے، اور میری امت 72 فرقوں میں بٹ جائے گی، سوائے ایک کے سب آگ میں ہوں گے، اور وہ جماعت ہے۔

9815/15: أَنَّ أَبَا سَعِیدٍ الْخُدْرِیَّ حَدَّثَهُ، أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمَّا كَانَ یَوْمُ الْحُدَیْبِیَةِ، قَالَ: لَا تُوقِدُوا نَارًا بِلَیْلٍ قَالَ: فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذَاكَ ، قَالَ: أَوْقِدُوا وَاصْطَنِعُوا، فَإِنَّهُ لَا یُدْرِكُ قَوْمٌ بَعْدَكُمْ صَاعَكُمْ وَلَا مُدَّكُمْ

حسن: رواه أحمد (11208)، وأبو یعلی (984)، والحاكم فی المستدرك (36/3)۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے غزوہ حدیبیہ کے دن صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا رات کو آگ نہ جلانا، اس کے کچھ عرصے بعد فرمایا (اب رات کو) آگ جلالیا کرو اور کھانا پکایا کرو، کیوں کہ اب تمہارے بعد کوئی قوم تمہارے صاع اور مد کو نہیں پہنچ سکتی۔

[5]...... باب ما جاء فی انخرام قرن الصحابة بتمام مائة عام بعد النبی ﷺ

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات کے پورے 100 سال بعد صحابہ کا زمانہ ختم ہونے کا بیان

9816/16: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: صَلَّی النَّبِیُّ ﷺ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِی آخِرِ حَیَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ، قَامَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ: أَرَأَیْتَكُمْ لَیْلَتَكُمْ هَذِهِ، فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةٍ، لَا یَبْقَی مِمَّنْ هُوَ الْیَوْمَ عَلَی ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ۔ فَوَهِلَ النَّاسُ فِی مَقَالَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، إِلَی مَا یَتَحَدَّثُونَ مِنْ هَذِهِ الْأَحَادِیثِ، عَنْ مِائَةِ سَنَةٍ، وَإِنَّمَا قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: لَا یَبْقَی مِمَّنْ هُوَ الْیَوْمَ عَلَی ظَهْرِ الْأَرْضِ۔ یُرِیدُ بِذَلِكَ أَنَّهَا تَخْرِمُ ذَلِكَ الْقَرْنَ

متفق علیه: رواه البخاری (601)، ومسلم (2537) والسیاق لمسلم۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اس رات کے متعلق تمہیں کچھ خبر ہے؟ آج اس روئے زمین پر جتنے انسان زندہ ہیں، سوسال بعد ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سمجھنے میں غلطی کی اور مختلف باتیں کرنے لگے۔حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد صرف یہ تھا کہ جولوگ آج زمین پر بستے ہیں۔ان میں سے کوئی بھی آج سے ایک سوسال بعد باقی نہیں رہے گا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ سو برس میں یہ قرن گزر جائے گا۔

9817/17: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ بِالْجَابِيَةِ، فَقَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَقَامِي فِيكُمْ، فَقَالَ: اسْتَوْصُوا بِأَصْحَابِي خَيْرًا، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَبْتَدِءُ بِالشَّهَادَةِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا، فَمَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ بَحْبَحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمُ الْجَمَاعَةَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ، وَهُوَ مِنَ الِاثْنَيْنِ أَبْعَدُ، لَا يَخْلُوَنَّ أَحَدُكُمْ بِامْرَأَةٍ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ ثَالِثُهُمَا، وَمَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ، فَهُوَ مُؤْمِنٌ ۔

صحيح: رواه أحمد (114)، وابن حبان (7254)، والحاكم فی المستدرك (113/1)۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ مقام جابیہ میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے جیسے میں کھڑا ہوا ہوں اور فرمایا کہ میں تمہیں اپنے صحابہ کے ساتھ خیر کی وصیت کرتا ہوں، اور یہی وصیت ان سے بعد والوں اور ان سے بعد والوں کو بھی ہے، پھر ایک وقت آئے گا کہ جھوٹ عام ہو جائے گا حتی کہ گواہی طلب کرنے سے پہلے ہی آدمی گواہی دینے کے لیے تیار ہو جائے گا، سوتم میں سے جو شخص جنت کا ٹھکانہ چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ جماعت کو لازم پکڑے، کیونکہ اکیلے آدمی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور دو رسے دور ہوتا ہے۔تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے کیونکہ ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے اور جس شخص کو اپنی نیکی سے خوشی اور برائی سے غم ہو تو وہ مومن ہے۔

(2) صحابہ کرام کو برا بھلا کہنے کی حرمت کا بیان

9818/18: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ

متفق عليه: رواه البخاري (3673)، ومسلم (2541)۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کو گالی مت دو۔اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر ڈالے تو ان کے ایک مد کے برابر اور نہ ان کے آدھے مد کے برابر ہوسکتا ہے۔

9819/19: عن عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُسْرٍ يَقُولُ: سمعت رسول اللّٰه ﷺ يَقُولُ: طُوبَى لِمَنْ رَآنِي، وَطُوبَى لِمَنْ آمَنَ بِي وَلَمْ يَرَنِي، وَطُوبَى لَهُ وَحُسْنُ مَآبٍ

حسن: رواه يعقوب بن سفيان فى المعرفة والتاريخ (351/2) والضياء فى المختارة (9/98-99)۔

سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خوشخبری ہے اس کے لیے جس نے مجھے دیکھا، اور خوشخبری ہے اس کے لیے بھی جس نے مجھے نہیں دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا۔اس کے لیے خوشخبری اور اچھا انجام ہے۔

9820/20: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ذَكَرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ مَالِكَ بْنَ الدُّخْشُمِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَوَقَعُوا فِيهِ وَشَتَمُوهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: دَعُوا لِي أَصْحَابِي فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّهُ كَهْفُ الْمُنَافِقِينَ وَمَلْجَؤُهُمُ الَّذِي يَلْجَؤُونَ إِلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ؟ قَالُوا: بَلَى، وَلَا خَيْرَ فِي شَهَادَتِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَشْهَدُ بِهَا عَبْدٌ صَادِقًا مِنْ قَلْبِهِ ثُمَّ يَمُوتُ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ

صحيح: رواه النسائى فى الكبرى (10877)، والبزار فى مسنده (7221)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مالک بن دخشم کا تذکرہ کیا تو اسے برا بھلا کہا گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے لیے میرے صحابہ کو چھوڑ دو۔تو انہوں نے عرض کیا کہ وہ تو منافقوں کا ہم راز ہے اور منافق لوگوں کے لیے اس کے پاس ٹھکانا ہے۔تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا وہ (یعنی مالک بن دخشم) اس بات کی گواہی نہیں دیتا کہ سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں اللہ کے رسول ﷺ لیکن اس کی یہ گواہی دل سے نہیں ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا جو کوئی دل سے یقین کے ساتھ گواہی دے لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ تو وہ جہنم میں نہ جائے گا۔

[6]باب ما جاء فى إطلاق النبى ﷺ لفظ التابعين لمن جاء بعد الصحابة

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صحابہ کے بعد والی جماعت کو تابعین کہنے کا بیان

9821/21: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ خَيْرَ التَّابِعِينَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ، وَلَهُ وَالِدَةٌ، وَكَانَ بِهِ بَيَاضٌ، فَمُرُوهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ

صحيح: رواه مسلم (2542-224)۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ تابعین میں ایک بہترین شخص ہے جنہیں اویس کہا جاتا ہے، اس کی ایک والدہ (ہی) ہیں اور اسے (درہم کے برابر برص) کی سفیدی ہے۔پس جب اس سے ملو تو اس سے اپنی بخشش کے لیے دعا کروانا۔

جموع مناقب أبي بكر وأخباره

احادیث کا مجموعہ جن میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حالات واقعات بیان ہوئے

[1]...... باب دفاع أبی بکر عن رسول اللّٰه ﷺ وهو بمكة

ابو بکر رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کا مکہ میں دفاع کرنا

9822/22: عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو عَنْ أَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: رَأَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي، فَوَضَعَ رِدَاءَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ خَنْقًا شَدِيدًا، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى دَفَعَهُ عَنْهُ، فَقَالَ: ﴿أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ﴾ (سورة غافر 28)

صحيح: رواه البخاری (3678)۔

عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مشرکین مکہ کی سب سے بڑی اس زیادتی کے بارے پوچھا جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کی تھی۔ تو انہوں نے کہا کہ میں نے عقبہ بن ابی معیط کو دیکھا کہ وہ آپ ﷺ کے پاس اس وقت آیا جب آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، اس بدبخت نے اپنی چادر آپ کی گردن مبارک میں ڈال کر کھینچی جس سے آپ کا گلا بڑی سختی کے ساتھ گھونٹ دیا۔ اتنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور اس بدبخت کو آپ ﷺ سے دور کیا اور کہا: کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور وہ تمہارے پاس اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی ہوئی دلیلیں بھی لے کر آیا ہے۔

[2]...... باب لقب أبی بکر بالصديق

ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لقب صدیق کا بیان

9823/23: عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَمَّا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى أَصْبَحَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ بِذَلِكَ، فَارْتَدَّ نَاسٌ فَمَنْ كَانَ آمَنُوا بِهِ وَصَدَّقُوهُ، وَسَمِعُوا بِذَلِكَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ، فَقَالُوا: هَلْ لَكَ إِلَى صَاحِبِكَ يَزْعُمُ أَنَّهُ أُسْرِيَ بِهِ اللَّيْلَةَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، قَالَ: أَوَ قَالَ ذَلِكَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: لَئِنْ كَانَ قَالَ ذَلِكَ لَقَدْ صَدَقَ، قَالُوا: أَوَ تُصَدِّقُهُ أَنَّهُ

ذَهَبَ اللَّيْلَةَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَجَاءَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنِّي لَأُصَدِّقُهُ فِيمَا هُوَ أَبْعَدُ مِنْ ذَلِكَ أُصَدِّقُهُ بِخَبَرِ السَّمَاءِ فِي غَدْوَةٍ أَوْ رَوْحَةٍ، فَلِذَلِكَ سُمِّيَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقَ۔

حسن: رواه الحاكم (62/3) ومن طريقه البيهقى فى الدلائل (2/360-361)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی رات ورات سیر کروائی گئی تو اگلے دن صبح وہ واقعہ لوگوں سے بیان فرمایا جس سے بہت لوگ مرتد ہو گئے ''جو آپ پر ایمان رکھتا تھا اور آپ کی تصدیق کرتا تھا۔'' پھر کفار ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگے کیا اب بھی آپ اپنے رفیق یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرو گے۔ لیجئے وہ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ آج رات وہ بیت المقدس جا کر آ گئے کہا کیا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ کہا ہاں، کہا اگر فرمایا ہے تو یقیناً سچ ہے۔ کہا کیا تم اس کی تصدیق کرتے ہو کہ وہ رات بیت المقدس تک گئے اور صبح سے پہلے واپس آ گئے۔ فرمایا ہاں میں تو بیت المقدس سے دور کی باتوں کی تصدیق کرتا ہوں۔ یعنی جو صبح شام آسمان کی خبریں بیان فرماتے ہیں ان کو صحیح جانتا ہوں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اسی وجہ سے ان کا نام صدیق رکھا گیا۔

[3]...... باب ابن الدغنة سيد القارة يصف أبا بكر كما وصفت خديجة النبى ﷺ لما بعث، فتواردا فيهما على نعت واحد من غير أن يتواطأ على ذلك

جیسے خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصف بیان کیا تھا ویسا ہی وصف قارۃ کے سردار ابن الدغنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بیان کیا۔ پس ان دونوں کا آپس میں ملے بغیر ایک ہی صفت بیان کرنا

9824/24: أَنَّ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ، وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَرَفَيِ النَّهَارِ، بُكْرَةً وَعَشِيَّةً، فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُونَ، خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا قِبَلَ الْحَبَشَةِ، حَتَّى إِذَا بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ، وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ، فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ يَا أَبَا بَكْرٍ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْرَجَنِي قَوْمِي، فَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَسِيحَ فِي الْأَرْضِ فَأَعْبُدَ رَبِّي، قَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ: إِنَّ مِثْلَكَ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ، فَإِنَّكَ تُكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ، وَأَنَا لَكَ جَارٌ، فَارْجِعْ فَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبِلَادِكَ۔ فَارْتَحَلَ ابْنُ الدَّغِنَةِ، فَرَجَعَ مَعَ أَبِي بَكْرٍ، فَطَافَ فِي أَشْرَافِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ، فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا يُخْرَجُ، أَتُخْرِجُونَ رَجُلًا يُكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَيَصِلُ الرَّحِمَ، وَيَحْمِلُ الْكَلَّ، وَيَقْرِي

الضَّيْفَ، وَيُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَأَنْفَذَتْ قُرَيْشٌ جِوَارَ ابْنِ الدَّغِنَةِ، وَآمَنُوا أَبَا بَكْرٍ، وَقَالُوا لِابْنِ الدَّغِنَةِ: مُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهُ فِي دَارِهِ، فَلْيُصَلِّ، وَلْيَقْرَأْ مَا شَاءَ، وَلَا يُؤْذِينَا بِذَلِكَ، وَلَا يَسْتَعْلِنْ بِهِ، فَإِنَّا قَدْ خَشِينَا أَنْ يَفْتِنَ أَبْنَاءَ نَا وَنِسَاءَ نَا۔ قَالَ ذَلِكَ ابْنُ الدَّغِنَةِ لِأَبِي بَكْرٍ، فَطَفِقَ أَبُو بَكْرٍ يَعْبُدُ رَبَّهُ فِي دَارِهِ، وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِالصَّلَاةِ، وَلَا الْقِرَاءَ ةِ فِي غَيْرِ دَارِهِ، ثُمَّ بَدَا لِأَبِي بَكْرٍ، فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ وَبَرَزَ، فَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ، وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ، فَيَتَقَصَّفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ وَأَبْنَاؤُهُمْ، يَعْجَبُونَ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً، لَا يَمْلِكُ دَمْعَهُ حِينَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، فَأَفْزَعَ ذَلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَأَرْسَلُوا إِلَى ابْنِ الدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ، فَقَالُوا لَهُ: إِنَّا كُنَّا أَجَرْنَا أَبَا بَكْرٍ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ، وَإِنَّهُ جَاوَزَ ذَلِكَ، فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ، وَأَعْلَنَ الصَّلَاةَ وَالْقِرَاءَ ةَ، وَقَدْ خَشِينَا أَنْ يَفْتِنَ أَبْنَاءَ نَا وَنِسَاءَ نَا، فَأْتِهِ، فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَعَلَ، وَإِنْ أَبَى إِلَّا أَنْ يُعْلِنَ ذَلِكَ، فَسَلْهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ، فَإِنَّا كَرِهْنَا أَنْ نُخْفِرَكَ، وَلَسْنَا مُقِرِّينَ لِأَبِي بَكْرٍ الِاسْتِعْلَانَ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَتَى ابْنُ الدَّغِنَةِ أَبَا بَكْرٍ، فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتَ الَّذِي عَقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ، فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلَى ذَلِكَ، وَإِمَّا أَنْ تَرُدَّ إِلَيَّ ذِمَّتِي، فَإِنِّي لَا أُحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ أَنِّي أُخْفِرْتُ فِي رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهُ۔ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنِّي أَرُدُّ إِلَيْكَ جِوَارَكَ، وَأَرْضَى بِجِوَارِ اللَّهِ۔ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: قَدْ أُرِيتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ، رَأَيْتُ سَبِخَةً ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ، وَهُمَا الْحَرَّتَانِ، فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِينَةِ حِينَ ذَكَرَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَرَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ بَعْضُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ، وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: عَلَى رِسْلِكَ، فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ لِي، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: هَلْ تَرْجُو ذَلِكَ بِأَبِي أَنْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِيَصْحَبَهُ، وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ۔

صحیح: رواه البخاری (2297)۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا تبھی سے اپنے والدین کو مسلمان پایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلا ناغہ ہمارے گھر صبح و شام تشریف لایا کرتے تھے۔ پھر جب مسلمانوں کو تکالیف دی جانے لگی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حبشہ کی جانب ہجرت کے لیے نکل پڑے۔ یہاں تک کہ جب آپ برک الغماد پہنچے تو آپ کی ملاقات قارہ کے سردار ابن الدغنہ سے ہوئی۔ اس نے کہا ابوبکر کہاں جانا چاہتے ہو؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ میری قوم نے مجھے نکال دیا

ہے۔ پس یہی چاہتا ہوں کہ کسی دوسری جگہ چلا جاؤں تاکہ میں اپنے رب کی عبادت کروں۔ مالک بن الدغنہ نے کہا کہ آپ جیسا انسان نا نکل سکتا اور نہ اسے نکالا جا سکتا ہے۔ کہ آپ تو محتاجوں کے لیے کماتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں۔ مجبوروں کا بوجھ اپنے سر لیتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں۔ اور حادثوں میں حق بات کی مدد کرتے ہیں۔ آپ کو میں امان دیتا ہوں۔ آپ چلیے اور اپنے ہی شہر میں اپنے رب کی عبادت کیجئے۔ چنانچہ ابن الدغنہ اپنے ساتھ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لے کر آیا اور مکہ پہنچ کر کفار قریش کے تمام اشراف کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ ابوبکر جیسا نیک آدمی (اپنے وطن سے) نہیں نکل سکتا۔ اور نہ اسے نکالا جا سکتا ہے۔ کیا تم ایسے شخص کو بھی نکال دو گے جو محتاجوں کے لیے کماتا ہے اور جو صلہ رحمی کرتا ہے اور جو مجبوروں اور کمزوروں کا بوجھ اپنے سر پر لیتا ہے۔ اور جو مہمان نوازی کرتا ہے اور جو حادثوں میں حق بات کی مدد کرتا ہے۔ چنانچہ قریش نے ابن الدغنہ کی امان کو مان لیا۔ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امان دے دی۔ پھر ابن الدغنہ سے کہا کہ ابوبکر کو اس کی تاکید کر دینا کہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر ہی میں کر لیا کریں۔ وہاں جس طرح چاہیں نماز پڑھیں، اور قرآن کی تلاوت کریں، لیکن ہمیں ان چیزوں کی وجہ سے کوئی ایذا نہ دیں اور نہ اس کا اظہار کریں، کیونکہ ہمیں اس کا ڈر ہے کہ کہیں ہمارے بچے اور ہماری عورتیں فتنہ میں نہ پڑ جائیں۔ ابن الدغنہ نے یہ باتیں جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سنائیں تو آپ اپنے رب کی عبادت گھر کے اندر ہی کرنے لگے۔ نہ نماز میں کسی قسم کا اظہار کرتے اور نہ اپنے گھر کے سوا کسی دوسری جگہ تلاوت کرتے۔ پھر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کچھ دنوں بعد ایسا کیا کہ آپ نے اپنے گھر کے سامنے نماز کے لیے ایک جگہ بنا لی۔ اب آپ ظاہر ہو کر وہاں نماز پڑھنے لگے۔ اور اسی پر تلاوت قرآن کرنے لگے۔ پس پھر کیا تھا مشرکین کے بچوں اور ان کی عورتوں کا مجمع لگنے لگا۔ سب حیرت اور تعجب کی نگاہوں سے انہیں دیکھتے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے ہی رونے والے تھے۔ جب قرآن پڑھنے لگتے تو آنسوؤں پر قابو نہ رہتا۔ اس صورت حال سے اکابر مشرکین قریش گھبرائے اور سب نے ابن الدغنہ کو بلا بھیجا۔ ابن الدغنہ ان کے پاس آیا تو ان سب نے کہا کہ ہم نے تو ابوبکر کو اس لیے امان دی تھی کہ وہ اپنے رب کی عبادت گھر کے اندر ہی کریں گے، لیکن وہ تو زیادتی پر اتر آئے اور گھر کے سامنے نماز پڑھنے کی ایک جگہ بنا لی ہے۔ نماز بھی سب کے سامنے ہی پڑھنے لگے ہیں اور تلاوت بھی سب کے سامنے کرنے لگے ہیں۔ ڈر ہمیں اپنی اولاد اور عورتوں کا ہے کہ کہیں وہ فتنہ میں نہ پڑ جائیں۔ اس لیے اب تم ان کے پاس جاؤ۔ اگر وہ اس پر تیار ہو جائیں کہ اپنے رب کی عبادت صرف اپنے گھر کے اندر ہی کریں، پھر تو کوئی بات نہیں، لیکن اگر انہیں اس سے انکار ہو تو تم ان سے کہو کہ وہ تمہاری امان تمہیں واپس کر دیں۔ کیونکہ ہمیں یہ پسند نہیں کہ تمہاری امان کو ہم توڑ دیں۔ لیکن اس طرح انہیں اظہار اور اعلان بھی کرنے نہیں دیں گے۔ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس کے بعد ابن الدغنہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کو معلوم ہے وہ شرط جس پر میرا آپ سے عہد ہوا تھا۔ اب یا تو آپ اس شرط کی حدود میں رہیں یا میری امان مجھے واپس کر دیں۔ کیونکہ یہ میں پسند نہیں کرتا کہ عرب کے کانوں تک

یہ بات پہنچے کہ میں نے ایک شخص کو امان دی تھی لیکن وہ امان توڑ دی گئی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہاری امان تمہیں واپس کرتا ہوں میں تو بس اپنے اللہ کی امان سے خوش ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں مکہ ہی میں موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تمہاری ہجرت کا مقام دکھلایا گیا ہے۔ میں نے ایک کھاری نمکین زمین دیکھی ہے۔ جہاں کھجور کے باغات ہیں اور وہ پتھریلے میدانوں کے درمیان میں ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اظہار فرما دیا تو جن مسلمانوں نے ہجرت کرنی چاہی وہ پہلے ہی مدینہ ہجرت کر کے چلے گئے۔ بلکہ بعض وہ صحابہ بھی جو حبشہ ہجرت کر کے چلے گئے تھے وہ بھی مدینہ آ گئے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہجرت کی تیاریاں کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا، جلدی نہ کرو، امید ہے کہ مجھے بھی جلد ہی اجازت مل جائے گی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! کیا آپ کو اس کی امید ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ضرور! چنانچہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنے لگے، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کریں۔ ان کے پاس دو اونٹ تھے، انہیں چار مہینے تک وہ ببول کے پتے کھلاتے رہے۔

[4]...... باب فی هجرة أبی بکر مع النبی ﷺ إلی المدینة

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا بیان

9825/25: عن الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ جَاءَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ إِلَى أَبِي فِي مَنْزِلِهِ فَاشْتَرَى مِنْهُ رَحْلًا فَقَالَ لِعَازِبٍ ابْعَثِ ابْنَكَ يَحْمِلْهُ مَعِي قَالَ فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ وَخَرَجَ أَبِي يَنْتَقِدُ ثَمَنَهُ فَقَالَ لَهُ أَبِي يَا أَبَا بَكْرٍ حَدِّثْنِي كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِينَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ أَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتَّى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ وَخَلَا الطَّرِيقُ لَا يَمُرُّ فِيهِ أَحَدٌ فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيلَةٌ لَهَا ظِلٌّ لَمْ تَأْتِ عَلَيْهِ الشَّمْسُ فَنَزَلْنَا عِنْدَهُ وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَكَانًا بِيَدِي يَنَامُ عَلَيْهِ وَبَسَطْتُ فِيهِ فَرْوَةً وَقُلْتُ نَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَأَنَا أَنْفُضُ لَكَ مَا حَوْلَكَ فَنَامَ وَخَرَجْتُ أَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ مُقْبِلٍ بِغَنَمِهِ إِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيدُ مِنْهَا مِثْلَ الَّذِي أَرَدْنَا فَقُلْتُ لَهُ لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ لِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ أَوْ مَكَّةَ قُلْتُ أَفِي غَنَمِكَ لَبَنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ أَفَتَحْلُبُ قَالَ نَعَمْ فَأَخَذَ شَاةً فَقُلْتُ انْفُضِ الضَّرْعَ مِنَ التُّرَابِ وَالشَّعَرِ وَالْقَذَى قَالَ فَرَأَيْتُ الْبَرَاءَ يَضْرِبُ إِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى يَنْفُضُ فَحَلَبَ فِي قَعْبٍ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَمَعِي إِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ يَرْتَوِي مِنْهَا يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّأُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَهُ فَوَافَقْتُهُ حِينَ اسْتَيْقَظَ فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ

أَسْفَلُهُ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ ثُمَّ قَالَ أَلَمْ يَأْنِ لِلرَّحِيلِ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَارْتَحَلْنَا بَعْدَمَا مَالَتِ الشَّمْسُ وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ: أُتِينَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ {لا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا} فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَارْتَطَمَتْ بِهِ فَرَسُهُ إِلَى بَطْنِهَا أُرَى فِي جَلَدٍ مِنَ الْأَرْضِ شَكَّ زُهَيْرٌ فَقَالَ إِنِّي أُرَاكُمَا قَدْ دَعَوْتُمَا عَلَيَّ فَادْعُوَا لِي فَاللّٰهُ لَكُمَا أَنْ أَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَنَجَا فَجَعَلَ لَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا قَالَ قَدْ كَفَيْتُكُمْ مَا هُنَا فَلَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا رَدَّهُ قَالَ وَوَفَى لَنَا۔

متفق عليه: رواه البخاری (3615)، ومسلم (2009-75)۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے والد کے پاس ان کے گھر آئے اور ایک کجاوا خریدا۔ پھر انہوں نے میرے والد سے کہا کہ اپنے بیٹے کو بھیجے تا کہ وہ اسے میرے ساتھ اٹھائے (اور میرے گھر چھوڑ آئے)۔ سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا چنانچہ میں اس کجاوے کو اٹھا کر آپ کے ساتھ چل پڑا اور میرے والد ان پیسوں کو پرکھنے لگے۔ میرے والد نے ان سے پوچھا ابوبکر مجھے اس واقعے کے بارے تو بتلایئے کہ جب آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی تو آپ نے (سفری) معاملات کیسے کیے؟ اس پر انہوں نے بیان کیا کہ جی ہاں، ہم پوری رات اور اگلے دن صبح تک چلتے رہے یہاں تک کہ جب دوپہر کا وقت ہوا اور راستہ اس طرح صاف ہو گیا کہ کوئی بھی مسافر نہیں چلنے والا تھا تو ہمیں ایک لمبی چٹان دکھائی دی، جس کا سایہ تھا اور اس پر دھوپ نہیں پڑتی تھی۔ ہم وہاں رکے اور میں نے اپنے ہاتھ سے ایک جگہ نبی کریم ﷺ کے لیے درست کی اور وہاں پر ایک چادر بچھائی۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ سو جائیں میں پہرہ دوں گا۔ پس آپ ﷺ سو گئے اور میں چاروں طرف حالات دیکھنے کے لیے نکلا۔ پھر مجھے ایک چرواہا نظر آیا جو اپنی بکریوں کو اسی چٹان کے سائے کی طرف لا رہا تھا اور وہ بھی ہماری طرح سایہ چاہتا تھا۔ تو میں نے اس سے پوچھا کہ تو کس کا (غلام) ہے؟ اس نے بتایا کہ مدینہ یا مکہ کے فلاں شخص کا، میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تیری بکریوں میں دودھ موجود ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ میں نے پوچھا کیا ہمارے لیے تو دودھ نکال سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ تو اس نے ایک بکری کو پکڑا۔ میں نے کہا کہ پہلے اس کے تھنوں کو مٹی، بال اور دوسری گندگیوں سے صاف کر لے۔ میں نے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مار کر تھن کو جھاڑنے کی صورت بیان کی۔ اس نے لکڑی کے ایک پیالے میں دودھ نکالا۔ میں نے آپ ﷺ کے لیے ایک برتن اپنے ساتھ رکھ لیا تھا۔ آپ اس سے پانی پیا کرتے تھے اور وضو بھی کر لیتے تھے۔ پھر میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو میں نے آپ ﷺ کو نیند سے جگانا پسند نہیں کیا۔ پھر میں اس وقت آیا جب آپ ﷺ بیدار ہو چکے تھے۔ میں نے پہلے دودھ کے برتن پر پانی بہایا جب اس کے نیچے کا حصہ ٹھنڈا ہو گیا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ دودھ پی لیجئے، پھر آپ ﷺ

نے دودھ پیا جس سے مجھے خوشی حاصل ہوئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا چلنے کا وقت نہیں آیا؟ میں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں ۔پھر جب سورج ڈھل گیا تو ہم نے سفر شروع کیا۔ بعد میں سراقہ بن مالک ہمارا پیچھا کرتا ہوا آ گیا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب تو یہ ہمارے پاس ہی پہنچ گیا ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا کی اور اس کا گھوڑا اسی کے ساتھ پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ میرا خیال ہے کہ زمین بڑی سخت تھی۔ یہ شک (راوی حدیث) زہیر کو تھا۔ سراقہ نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں نے میرے لیے بددعا کی ہے۔ اگر آپ لوگ میرے حق میں دعا کر دیں تو اللہ کی قسم میں آپ لوگوں کی تلاش میں آنے والے تمام لوگوں کو واپس لوٹا دوں گا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دعا کی تو وہ نجات پا گیا۔ پھر تو جو بھی اسے راستے میں ملتا اس سے وہ کہتا تھا کہ میں بہت تلاش کر چکا ہوں۔ قطعی طور پر وہ ادھر نہیں ہیں۔ اس طرح جو بھی ملتا اسے وہ واپس اپنے ساتھ لے جاتا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے ہمارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا۔

9826/26: عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَأَنَا فِي الْغَارِ: لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَأَبْصَرَنَا، فَقَالَ: مَا ظَنُّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا۔

متفق عليه: رواه البخاری (3653)، ومسلم (2381)۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم غار (ثور) میں تھے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر مشرکین کے کسی آدمی نے اپنے قدموں پر نظر ڈالی تو وہ ضرور ہم کو دیکھ لے گا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! تمہارا کیا خیال ہے ان دو کے بارے میں جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہو (بھلا وہ بھی کسی مصیبت میں پڑ سکتے ہیں)۔

دار البشير للبحث والتحقيق +923024056187

[5]...... باب ما جاء أن أبا بكر من أَمَنّ الناس على النبى صلى الله عليه وسلم فى صحبته وماله

ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی صحبت اور اپنی دولت کے ذریعہ تمام لوگوں سے زیادہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر احسان کرنے والے ہیں کا بیان

9827/27: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ۔ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: مَا يُبْكِي هَذَا الشَّيْخَ؟ إِنْ يَكُنِ اللّٰهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ، فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم هُوَ الْعَبْدَ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا، قَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ، لَا تَبْكِ، إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي، لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ، وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ، لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ،

إِلَّا بَابُ أَبِی بَکْرٍ

متفق علیه: رواه البخاری (466)، ومسلم (2382-2)۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور جو اس کے پاس ہے (آخرت) میں اختیار کا حق دیا اور بندے نے وہ پسند کیا جو اللہ کے پاس ہے یعنی آخرت۔ یہ سن کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے، میں نے کہا کہ یہ بزرگ بھلا کیوں رونے لگے؟ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو دنیا یا آخرت میں سے کسی کو چننے کا اختیار دیا تو انہوں نے آخرت کو چن لیا ہے۔ اصل میں بندے سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ ابوبکر آپ مت روئیے۔ آپ تو اپنی صحبت اور مال کے ذریعہ تمام لوگوں سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والے ہیں اور اگر میں کسی کو اس امت میں سے خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ لیکن اس کے بدلہ میں اسلامی بھائی چارہ اور دوستی کافی ہے۔ مسجد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف کے دروازے کے سوا تمام دروازے بند کر دیئے جائیں۔

9828/28: عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ رضی الله عنه قَالَ: کُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ إِذْ أَقْبَلَ أَبُو بَکْرٍ آخِذًا بِطَرَفِ ثَوْبِهِ، حَتَّى أَبْدَى عَنْ رُکْبَتِهِ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: أَمَّا صَاحِبُکُمْ فَقَدْ غَامَرَ، فَسَلَّمَ وَقَالَ: إِنِّی کَانَ بَیْنِی وَبَیْنَ ابْنِ الْخَطَّابِ شَیْءٌ، فَأَسْرَعْتُ إِلَیْهِ ثُمَّ نَدِمْتُ، فَسَأَلْتُهُ أَنْ یَغْفِرَ لِی فَأَبَى عَلَیَّ، فَأَقْبَلْتُ إِلَیْکَ، فَقَالَ: یَغْفِرُ اللهُ لَکَ یَا أَبَا بَکْرٍ ثَلَاثًا، ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ نَدِمَ فَأَتَى مَنْزِلَ أَبِی بَکْرٍ، فَسَأَلَ: أَثَمَّ أَبُو بَکْرٍ؟ فَقَالُوا: لَا، فَأَتَى إِلَى النَّبِیِّ ﷺ فَسَلَّمَ، فَجَعَلَ وَجْهُ النَّبِیِّ ﷺ یَتَمَعَّرُ، حَتَّى أَشْفَقَ أَبُو بَکْرٍ، فَجَثَا عَلَى رُکْبَتَیْهِ فَقَالَ: یَا رَسُولَ اللهِ، وَاللهِ أَنَا کُنْتُ أَظْلَمَ، مَرَّتَیْنِ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: إِنَّ اللهَ بَعَثَنِی إِلَیْکُمْ فَقُلْتُمْ: کَذَبْتَ، وَقَالَ أَبُو بَکْرٍ: صَدَقَ۔ وَوَاسَانِی بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِکُو لِی صَاحِبِی مَرَّتَیْنِ، فَمَا أُوذِیَ بَعْدَهَا

صحیح: رواه البخاری (3661)۔

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں تھا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے، یہاں تک کہ اپنے گھٹنے کا ظاہر کیے ہوئے آ رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے لگتا ہے کہ تمہارے دوست کسی سے لڑ کر آئے ہیں۔ پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر سلام کیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے اور عمر بن خطاب کے درمیان کچھ تکرار ہو گئی تھی میں نے جلدی میں ان کو سخت باتیں کہیں لیکن پھر مجھے سخت ندامت ہوئی تو میں نے ان سے معافی کی درخواست کی لیکن انہوں نے مجھے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ اسی لیے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا کہ اے ابوبکر! تمہیں اللہ معاف کرے۔ پس عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ندامت ہوئی

تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور پوچھا کیا ابوبکر گھر پر موجود ہیں؟ گھر والوں نے کہا کہ نہیں۔تو آپ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے سلام کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک غصہ سے بدل گیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور دو مرتبہ فرمایا کہ، یا رسول اللہ! اللہ کی قسم زیادتی میری ہی طرف سے تھی۔اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے تمہاری طرف نبی بنا کر بھیجا تھا۔اور تم لوگوں نے مجھ سے کہا تھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو لیکن ابوبکر نے کہا تھا کہ آپ سچے ہیں اور اپنی جان و مال کے ذریعہ انہوں نے میری مدد کی تھی تو کیا تم لوگ میرے دوست کو ستانا چھوڑتے ہو یا نہیں؟ آپ نے دو دفعہ اس بات کو دوہرایا۔ پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کسی نے نہیں ستایا۔

9829/29: عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَا نَفَعَنَا مَالٌ قَطُّ مَا نَفَعَنَا مَالُ أَبِي بَكْرٍ۔

صحيح: رواه الحميدى (250)، وأبو يعلى (4418)، وعبد الله بن أحمد فى زوائد الفضائل لأبيه (29)۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں کسی اور شخص کے مال نے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال نے پہنچایا ہے۔

9830/30: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا نَفَعَنِي مَالٌ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ ـ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ، وَقَالَ: هَلْ أَنَا وَمَالِي إِلَّا لَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔

صحيح: رواه النسائى فى الفضائل (9)، وابن ماجه (94)، وأحمد (7446)، وصحّحه ابن حبان (6858)۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے کسی شخص کے بھی مال نے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال نے پہنچایا۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اور میرا مال صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ہے۔

9831/31: عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ خَرَجَ تِلْكَ الْخَرْجَةَ اسْتَوَى عَلَى الْمِنْبَرِ، تَشَهَّدَ، فَلَمَّا قَضَى تَشَهُّدَهُ كَانَ أَوَّلُ كَلَامٍ تَكَلَّمَ بِهِ أَنِ اسْتَغْفَرَ لِلشُّهَدَاءِ الَّذِينَ قُتِلُوا يَوْمَ أُحُدٍ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَ رَبِّهِ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ رَبِّهِ فَنظَرَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رضي الله عنه أَوَّلَ النَّاسِ، وَعَرَفَ إِنَّمَا يُرِيدُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَفْسَهُ، فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: عَلَى رِسْلِكَ، سُدُّوا هَذِهِ الْأَبْوَابَ الشَّوَارِعَ فِي الْمَسْجِدِ إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ، فَإِنِّي لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَفْضَلُ عِنْدِي يَدًا فِي الصُّحْبَةِ مِنْ أَبِي بَكْرٍ

صحيح: رواه ابن سعد فى الطبقات (228/2)، والطبرانى فى مسند الشاميين (3219)۔

نبی کریم ﷺ کے بعض اصحاب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ گھر سے نکلے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے گواہی (کے کلمات) کہے۔ اس کے بعد جو آپ ﷺ نے سب سے پہلا کلام کیا وہ یہ کہ آپ ﷺ نے یوم احد کے شہداء کے لیے بخشش کی دعا کہ اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور جو اس کے پاس ہے (آخرت) میں اختیار کا حق دیا اور بندے نے وہ پسند کیا جو اللہ کے پاس ہے یعنی آخرت۔ یہ سن کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے، میں نے کہا کہ یہ بزرگ بھلا کیوں رونے لگے؟ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو دنیا یا آخرت میں سے کسی کو چننے کا اختیار دیا تو انہوں نے آخرت کو چن لیا ہے۔ اصل میں بندے سے مراد رسول اللہ ﷺ تھے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا۔ ابوبکر آپ مت روئیے۔ آپ تو اپنی صحبت اور مال کے ذریعہ تمام لوگوں سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والے ہیں اور اگر میں کسی کو اس امت میں سے خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ لیکن اس کے بدلہ میں اسلامی بھائی چارہ اور دوستی کافی ہے۔ مسجد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف کے دروازے کے سوا تمام دروازے بند کر دیئے جائیں۔

9832/32: عن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ أَبُو قُحَافَةَ لِأَبِي بَكْرٍ: أَرَاكَ تُعْتِقُ رِقَابًا ضِعَافًا فَلَوْ أَنَّكَ إِذْ فَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ أَعْتَقْتَ رِجَالًا جَلْدًا يَمْنَعُونَكَ وَيَقُومُونَ دُونَكَ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا أَبَتِ إِنِّي إِنَّمَا أُرِيدُ مَا أُرِيدُ لِمَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَاتُ فِيهِ {فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى} [الليل: 6] إِلَى قَوْلِهِ عز وجل {وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى وَلَسَوْفَ يَرْضَى} [الليل: 19]

حسن: رواه عبد الله بن أحمد فى زوائده على فضائل الصحابة لأبيه (66)، وصحّحه الحاكم (525/2)۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سیدنا ابو قحافہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں تمہیں دیکھتا ہوں کمزور غلاموں کو آزاد کرتے ہو۔ اگر تم تندرست و توانا غلام آزاد کرتے جو تمہاری حفاظت کرتے۔ تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اے میرے اباجان! میں تو صرف یہ چاہتا ہوں جو ان آیات میں نازل ہوا ہے کہ جس نے دیا اور پرہیز گاری کی۔ اور اچھی بات کی تصدیق کی۔ تو اس کے لیے ہم آسانی کریں گے، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تک کہ: اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے، اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔ (سورۃ اللیل 5۔12)

[6]...... باب لو كان للنبى ﷺ خليل لكان أبا بكر

اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا خلیل بناتے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتے اس کا بیان

9833/33: عَنْ أَبِى سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبَا بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِى لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ، إِلَّا خُلَّةَ الْإِسْلَامِ، لَا يَبْقَيَنَّ فِى الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةُ أَبِى بَكْرٍ۔

متفق عليه: رواه مالك فى الموطأ (944-رواية محمد الشيبانى) والبخارى (3904)، ومسلم (2-2382)۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی صحبت اور مال کے ذریعہ مجھ پر احسان کرنے والے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا البتہ اسلامی رشتہ ان کے ساتھ کافی ہے۔ مسجد میں کوئی کھڑکی اب کھلی ہوئی باقی نہ رکھی جائے سوائے ابوبکر کی کھڑکی کے۔

9834/34: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِى مَرَضِهِ الَّذِى مَاتَ فِيهِ عَاصِبٌ رَأْسَهُ بِخِرْقَةٍ، فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَيَّ فِى نَفْسِهِ وَمَالِهِ مِنْ أَبِى بَكْرِ بْنِ أَبِى قُحَافَةَ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنَ النَّاسِ خَلِيلًا، لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، وَلَكِنْ خُلَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ، سُدُّوا عَنِّى كُلَّ خَوْخَةٍ فِى هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرَ خَوْخَةِ أَبِى بَكْرٍ

صحيح: رواه البخارى (467)۔ ورواه (3656)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مرض وفات میں اس حال میں باہر تشریف لائے کہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ منبر پر بیٹھے، اللہ کی حمد وثنا کی اور فرمایا، کوئی شخص بھی ایسا نہیں جس نے ابوبکر بن ابوقحافہ سے زیادہ مجھ پر اپنی جان و مال کے ذریعہ احسان کیا ہو اور اگر میں کسی کو لوگوں میں سے جانی دوست بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔ لیکن اسلامی رشتہ افضل ہے۔ دیکھو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی چھوڑ کر اس مسجد کی تمام کھڑکیاں بند کر دی جائیں۔

9835/35: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِى مُلَيْكَةَ قَالَ: كَتَبَ أَهْلُ الْكُوفَةِ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ فِى الْجَدِّ، فَقَالَ: أَمَّا الَّذِى قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُهُ أَنْزَلَهُ

أَبًا، يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ۔

صحيح: رواه البخاری (3658)۔

عبداللہ بن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ اہل کوفہ نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دادا کے متعلق سوال لکھا (کہ میراث میں ان کا حصہ ہے؟) تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر اس امت میں کسی کو میں اپنا جانی دوست بنا سکتا تو ابوبکر کو بناتا۔

[آگے حدیث کے سیاق میں ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ باپ کی غیر موجودگی میں دادا باپ کی مانند ہے]

9836/36: عن عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، وَلَكِنَّهُ أَخِي وَصَاحِبِي، وَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰهُ عز وجل صَاحِبَكُمْ خَلِيلًا

صحيح: رواه مسلم (2383-3)۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی شخص کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا مگر وہ اسلام کی رو سے میرے بھائی اور ساتھی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھی یعنی مجھ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خلیل بنایا ہے۔

9837/37: عن جُنْدُبٌ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ بِخَمْسٍ وَهُوَ يَقُولُ: إِنِّي أَبْرَأُ إِلَى اللّٰهِ أَنْ يَكُونَ لِي مِنْكُمْ خَلِيلٌ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَدِ اتَّخَذَنِي خَلِيلًا كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا۔ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا! ----

صحيح: رواه مسلم (532-23)۔

سیدنا جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ اپنی وفات سے پانچ دن قبل فرما رہے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس چیز سے براءت کا اظہار کرتا ہوں کہ تم میں سے کوئی میرا خلیل ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنا لیا ہے، جس طرح اس نے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیل بنایا تھا، اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا بھی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا۔

9838/38: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا۔

حسن: رواه البزار (6557)، والطبرانی فی مسند الشاميين (154)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا۔

[7]...... باب ما جاء أن أبا بكر أحب الناس إلى النبى ﷺ وأفضلهم بعده ﷺ

ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ افضل تھے اس کا بیان

9839/39: عن جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: أَتَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، قَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ؟ كَأَنَّهَا تَقُولُ: الْمَوْتَ، قَالَ عليه السلام: إِنْ لَمْ تَجِدِينِى فَأْتِى أَبَا بَكْرٍ۔

متفق عليه: رواه البخارى (3659) ومسلم (2386)۔

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ بعد میں آنا۔ اس نے کہا: اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ گویا وہ وفات کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آجانا۔

9840/40: عن عمار بن ياسر يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَمَا مَعَهُ إِلَّا خَمْسَةُ أَعْبُدٍ وَامْرَأَتَانِ، وَأَبُو بَكْرٍ۔

صحيح: رواه البخارى (3660)۔

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف پانچ غلام، دو عورتیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہم کے سوا اور کوئی (ایمان والا موجود) نا تھا۔

9841/41: عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِى مَرَضِهِ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّى بِالنَّاسِ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ: قُلْتُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِى مَقَامِكَ، لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ، فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ۔ فَقَالَتْ: عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُولِى لَهُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِى مَقَامِكَ، لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ، فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ، فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَهْ، إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ۔ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ: مَا كُنْتُ لِأُصِيبَ مِنْكِ خَيْرًا۔

متفق عليه: رواه مالك (89) والبخارى (679)، ومسلم (418:79)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں فرمایا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ ابوبکر آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو وہ رونے کی وجہ

دار ابن بشير للبحث والتحقيق قصور

سے لوگوں کو سنا نہ سکیں گے، اس لیے آپ عمر رضی اللہ عنہ سے فرمائیے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے سیدۃ حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ وہ بھی کہیں کہ اگر ابوبکر آپ کی جگہ کھڑے ہوئے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو نہ سنا سکیں گے۔ اس لیے عمر رضی اللہ عنہ سے کہئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سیدۃ حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی اسی طرح کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خاموش رہو۔ تم صواحب یوسف کی طرح ہو۔ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پس سیدۃ حفصہ رضی اللہ عنہ نے سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔ بھلا مجھ کو کہیں تم سے بھلائی پہنچ سکتی ہے؟

9842/42: عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: مَرِضَ النَّبِيُّ ﷺ فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّهُ رَجُلٌ رَقِيقٌ، إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ۔ قَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ۔ فَعَادَتْ، فَقَالَ: مُرِي أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ۔ فَأَتَاهُ الرَّسُولُ، فَصَلَّى بِالنَّاسِ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ ﷺ۔

متفق علیه: رواہ البخاری (678)، ومسلم (420:101)۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض شدت اختیار کر گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اس پر سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں کہ وہ نرم دل ہیں جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو وہ لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکے گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دوبارہ وہی بات کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑھائیں، تم لوگ صواحب یوسف کی طرح ہو۔ آخر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی بلانے آیا اور آپ نے لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی نماز پڑھائی۔

9843/43: عن عبد الله بن عمر قَالَ: لَمَّا اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَجَعُهُ، قِيلَ لَهُ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ، إِذَا قَرَأَ غَلَبَهُ الْبُكَاءُ، قَالَ: مُرُوهُ فَيُصَلِّي۔ فَعَاوَدَتْهُ قَالَ: مُرُوهُ فَيُصَلِّي، إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ۔

صحیح: رواہ البخاری (682)۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف شدت اختیار کر گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے لیے کہا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ابوبکر نرم دل کے آدمی ہیں۔ جب وہ قرآن مجید پڑھتے ہیں تو بہت زیادہ رو دیتے ہیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان ہی سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دوبارہ وہی بات دوہرائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نماز پڑھانے کے لیے کہو۔ تم تو بالکل صواحب یوسف کی طرح ہو۔

9844/44: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ: لَمَّا اسْتُعِزَّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عِنْدَهُ فِي نَفَرٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، قَالَ: دَعَا بِلَالٌ لِلصَّلَاةِ، فَقَالَ: " مُرُوا مَنْ يُصَلِّي بِالنَّاسِ "، قَالَ: فَخَرَجْتُ، فَإِذَا عُمَرُ فِي النَّاسِ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ غَائِبًا، فَقَالَ: قُمْ يَا عُمَرُ فَصَلِّ بِالنَّاسِ. قَالَ: فَقَامَ، فَلَمَّا كَبَّرَ عُمَرُ سَمِعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهُ، وَكَانَ عُمَرُ رَجُلًا مُجْهِرًا قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:: " فَأَيْنَ أَبُو بَكْرٍ؟ يَأْبَى اللّٰهُ ذَلِكَ وَالْمُسْلِمُونَ، يَأْبَى اللّٰهُ ذَلِكَ وَالْمُسْلِمُونَ " قَالَ: فَبَعَثَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَجَاءَ بَعْدَ أَنْ صَلَّى عُمَرُ تِلْكَ الصَّلَاةَ، فَصَلَّى بِالنَّاسِ. قَالَ: وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَمْعَةَ: قَالَ لِي عُمَرُ: وَيْحَكَ، مَاذَا صَنَعْتَ بِي يَا ابْنَ زَمْعَةَ، وَاللّٰهِ مَا ظَنَنْتُ حِينَ أَمَرْتَنِي إِلَّا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَكَ بِذَلِكَ، وَلَوْلَا ذَلِكَ مَا صَلَّيْتُ بِالنَّاسِ. قَالَ: قُلْتُ: وَاللّٰهِ مَا أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَكِنْ حِينَ لَمْ أَرَ أَبَا بَكْرٍ رَأَيْتُكَ أَحَقَّ مَنْ حَضَرَ بِالصَّلَاةِ

حسن: رواه أبو داود (4660)، و أحمد (18906)۔

سیدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرض الوفات میں مبتلا ہوئے تو میں بھی آپ کے پاس مسلمانوں کی ایک جماعت میں موجود تھا اتنے میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کو نماز کے لیے بلایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی سے کہہ دو کہ لوگوں کو نماز پڑھادے۔ تو عبداللہ بن زمعہ باہر نکلے تو عمر رضی اللہ عنہ لوگوں میں تھے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے میں نے کہا کہ عمر! آیئے اور لوگوں کو نماز پڑھایئے۔، چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ آگے آئے اور جب انہوں نے تکبیر کہی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز سنی اور عمر رضی اللہ عنہ بلند آواز والے تھے تو فرمایا کہ ابوبکر کہاں ہیں؟ اللہ اور مسلمان اس سے انکار کرتے ہیں اللہ اور مسلمان اس سے انکار کرتے ہیں، پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیج کر انہیں بلایا جب وہ آئے تو عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو وہ نماز پڑھا چکے تھے پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا خرابی ہو تیرے لیے ابن زمعہ! یہ تم نے میرے ساتھ کیا کیا؟ اللہ کی قسم جب تم نے مجھے نماز کے لیے کہا تو میں یہی سمجھا کہ اس کا حکم تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اگر ایسا نہیں تھا تو میں لوگوں کو نماز نہ پڑھاتا۔ میں نے ان سے کہا کہ واللہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ مجھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دکھائی نہیں دیئے تھے تو میں نے حاضر لوگوں میں آپ سے بڑھ کر کسی کو امامت کے لائق نہیں پایا۔

9845/45: عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: كَانَ قِتَالٌ بَيْنَ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَتَاهُمْ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ بَعْدَ الظُّهْرِ، فَقَالَ لِبِلَالٍ: إِنْ حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ، وَلَمْ آتِكَ

فَمُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ،،---الحديث بطوله۔

صحيح: رواه أبو داود (941)، والنسائی (793)، وأحمد (22816)، وصحّحه ابن خزيمة (853)۔

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی عمرو بن عوف کی آپس میں لڑائی ہوئی، تو یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کے بعد ان کے درمیان صلح کی غرض سے تشریف لائے اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر نماز عصر کا وقت ہو جائے میں تمہارے پاس نا آؤں تو تم ابوبکر سے کہنا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں.......... (طویل حدیث ہے)

9846/46: عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ أَنَا، قَالَ: فَمَنْ تبعَ مِنكُمُ الْيَوْمَ جِنَازَةً، قَالَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ أَنَا۔ قَالَ: فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا، قَالَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ أَنَا۔ قَالَ: فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا، قَالَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ أَنَا۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا اجْتَمَعْنَ فِی امْرِءٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ

صحيح: رواه مسلم (1028)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ: آج تم میں سے کون روزہ دار ہے؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج تم میں سے کس نے جنازہ پڑھا؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ۔آپ نے فرمایا: آج تم میں سے کس نے مریض کی عیادت کی ہے۔؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی میں یہ تمام امور جمع ہوں تو وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

9847/47: عن أبی هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَیْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ فِی سَبِيلِ اللّٰهِ، دُعِیَ مِنْ أَبْوَابِ يَعْنِی: الْجَنَّةَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ، وَبَابِ الرَّيَّانِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا عَلَى هٰذَا الَّذِی يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، وَقَالَ: هَلْ يُدْعَى مِنْهَا كُلِّهَا أَحَدٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ۔

متفق عليه: رواه البخاری (3666)، ومسلم (1027-85)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اللہ کے راستے میں کسی چیز کا

ایک جوڑا یعنی دو چیزیں خرچ کیں تو اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے اس سے داخل ہو یہ دروازہ بہتر ہے پس جو شخص نمازی ہوگا اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا، جو شخص مجاہد ہوگا اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا، جو شخص اہل صدقہ میں سے ہوگا اسے صدقہ کے دروازہ سے بلایا جائے گا اور جو شخص روزہ دار ہوگا اسے صیام اور ریان کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جس شخص کو ان تمام ہی دروازوں سے بلایا جائے گا پھر تو اسے کسی قسم کا خوف باقی نہیں رہے گا۔ اور پوچھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جسے ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم انہیں میں سے ہوگے۔

9848/48: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ: ادْعِي لِي أَبَا بَكْرٍ أَبَاكِ وَأَخَاكِ حَتَّى أَكْتُبَ كِتَابًا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَمَنَّى مُتَمَنٍّ وَيَقُولَ قَائِلٌ أَنَا أَوْلَى، وَيَأْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ

متفق عليه: رواه مسلم (2387) والبخاري (7217).

سیدۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے (آخری) مرض کے دوران میں مجھ سے فرمایا: اپنے والد ابوبکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں ایک تحریر لکھ دوں، مجھے یہ خوف ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے گا اور کہنے والا کہے گا: میں زیادہ حقدار ہوں جبکہ اللہ بھی ابوبکر کے سوا (کسی اور کی جانشینی) سے انکار فرماتا ہے اور مومن بھی۔

9849/49: عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ--- وفيه قصة ضياع عقد لعائشة وبقاء الناس من أجله بدون ماء ولا وضوء، وتوبيخ أبي بكر لعائشة وطعنه إياها، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوا، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ: مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ، فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ

متفق عليه: رواه مالك (120) والبخاري (3672) ومسلم (367-108).

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے۔۔۔ اور اس سفر میں آپ رضی اللہ عنہا کے ہار گم ہونے، اور لوگوں کو پانی نا ملنے کی وجہ سے تنگی کا سامنا کرنے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ڈانٹنے کا ذکر ہے۔ تو اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے تیمم کا حکم نازل فرمایا اور سب نے تیمم کیا۔ اس پر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے آل ابوبکر! یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ہم نے جب اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو اس کے نیچے سے ہمیں ہار مل گیا۔

[8]...... باب أن أبا بكر ليس ممن يجرُّ ثوبه خيلاء

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو اپنا کپڑا تکبر کی وجہ سے لٹکاتے ہیں

9850/50: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ، لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ ثَوْبِي يَسْتَرْخِي، إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذٰلِكَ خُيَلَاءَ۔
قَالَ مُوسَى: فَقُلْتُ لِسَالِمٍ: أَذَكَرَ عَبْدُ اللّٰهِ: مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ؟ قَالَ: لَمْ أَسْمَعْهُ ذَكَرَ إِلَّا ثَوْبَهُ۔

متفق عليه: رواه البخاری (3665)، ومسلم (2085-44)۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنا کپڑا (چادر، شلوار وغیرہ) تکبر کی وجہ سے زمین پر گھسیٹ کر چلے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو نظر رحمت سے بھی نہیں دیکھے گا، پس یہ سن کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے کپڑے کا ایک کونہ زمین کی جانب لٹک جاتا ہے (غیر ارادی طور پر) مگر دھیان رکھنے سے ایسا نہیں ہوتا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ ایسا تکبر کی وجہ سے نہیں کرتے ہیں۔
موسیٰ نے کہا کہ میں نے سالم سے پوچھا، کیا سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ فرمایا تھا کہ جو اپنی ازار کو گھسیٹتے ہوئے چلے؟ تو جواب دیا: کہ میں نے صرف انہیں کپڑے کا ذکر کرتے ہوئے ہی سنا ہے۔۔

[9]...... باب أنه تصدق بماله كله فی سبيل اللّٰه

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا

9851/51: عن أَسْلَمَ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا أَنْ نَتَصَدَّقَ، فَوَافَقَ ذٰلِكَ مَالًا عِنْدِي، فَقُلْتُ: الْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَكْرٍ إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا، فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ فَقُلْتُ: مِثْلَهُ قَالَ: وَأَتَى أَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟ قَالَ: أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ قُلْتُ: لَا أُسَابِقُكَ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا۔

حسن: رواه أبو داود (1678)، والترمذی (3675)۔

اسلم نے بیان کیا کہ میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا اور اس وقت میرے پاس مال بھی موجود تھا۔ تو میں نے کہا: اگر میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھ سکتا ہوں تو آج کے دن ہی بڑھوں گا۔ تو میں آپ ﷺ کے پاس اپنا آدھا مال لے آیا، پس رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: اپنے گھر

والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کیا: اس کے برابر ہی۔اور ابوبکر رضی اللہ عنہ وہ سارا مال لے آئے جو کچھ ان کے پاس تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ابوبکر! اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا: ان کے لیے تو اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں، اس پر میں (عمر) نے کہا کہ میں ان سے کبھی بھی آگے نہیں بڑھ سکوں گا۔

[10]...... باب ما جاء فی لقب أبی بکر عتیقا

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لقب عتیق ہونے کا بیان

9852/52: عن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: كَانَ اسْمُ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُثْمَانَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: أَنْتَ عَتِيقُ اللّٰهِ تَعَالَى مِنَ النَّارِ فَسُمِّيَ عَتِيقًا

حسن: رواه البزار (2213)، والطبرانی فی الكبير (5/1)، وابن أبی عاصم فی الآحاد والمثانی (8،17)۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن عثمان تھا۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: آپ آگ سے اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ ہیں۔پس آپ کا لقب عتیق پڑ گیا۔

[11]...... باب ما جاء فی موقف أبی بكر الصديق عند وفاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا طرز عمل

9853/53: عن ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قال: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ خَرَجَ وَعُمَرُ رضی اللہ عنہ يُكَلِّمُ النَّاسَ، فَقَالَ: اجْلِسْ، فَأَبَى، فَقَالَ:اجْلِسْ، فَأَبَى، فَتَشَهَّدَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ، فَمَالَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَتَرَكُوا عُمَرَ، فَقَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم فَإِنَّ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: {وَمَا مُحَمَّدٌ إِلا رَسُولٌ} إِلَى الشَّاكِرِينَ وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ حَتَّى تَلَاهَا أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ، فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ، فَمَا يُسْمَعُ بَشَرٌ إِلَّا يَتْلُوهَا۔

صحيح: رواه البخاری (1241، 1242)۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر نکلے تو عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے کچھ باتیں کر رہے تھے۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کیا۔پھر دوبارہ آپ نے بیٹھنے کے لیے کہا۔لیکن عمر رضی اللہ عنہ انکار کیا۔پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا تو لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو گئے اور عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔آپ نے فرمایا اما بعد! اگر کوئی شخص تم میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی اور اگر کوئی اللہ

تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے زندہ ہے۔ وہ کبھی مرنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور محمد ﷺ صرف اللہ کے رسول ہیں اور بہت سے رسول اس سے پہلے بھی گزر چکے ہیں الشاکرین تک (آپ نے آیت تلاوت کی) اللہ کی قسم! ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آیت کی تلاوت سے پہلے جیسے لوگوں کو معلوم ہی نہ تھا کہ یہ آیت بھی اللہ پاک نے قرآن مجید میں اتاری ہے۔ تمام لوگوں نے یہ آیت آپ سے سیکھ لی پھر تو ہر شخص کی زبان پر یہی آیت تھی۔

9854/54: عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَاتَ وَأَبُو بَكْرٍ بِالسُّنْحِ قَالَ إِسْمَاعِيلُ: يَعْنِى بِالْعَالِيَةِ، فَقَامَ عُمَرُ يَقُولُ: وَاللّٰهِ مَا مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَتْ: وَقَالَ عُمَرُ: وَاللّٰهِ مَا كَانَ يَقَعُ فِى نَفْسِى إِلَّا ذَاكَ، وَلَيَبْعَثَنَّهُ اللّٰهُ، فَلَيَقْطَعَنَّ أَيْدِىَ رِجَالٍ وَأَرْجُلَهُمْ۔ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَبَّلَهُ، قَالَ: بِأَبِى أَنْتَ وَأُمِّى، طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا، وَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ لَا يُذِيقُكَ اللّٰهُ الْمَوْتَتَيْنِ أَبَدًا، ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: أَيُّهَا الْحَالِفُ عَلَى رِسْلِكَ، فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ جَلَسَ عُمَرُ،فَحَمِدَ اللّٰهَ أَبُو بَكْرٍ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَقَالَ: أَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا ﷺ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ۔ وَقَالَ: {إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ} وَقَالَ: {وَمَا مُحَمَّدٌ إِلا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشَّاكِرِينَ} قَالَ: فَنَشَجَ النَّاسُ يَبْكُونَ، قَالَ: وَاجْتَمَعَتِ الْأَنْصَارُ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِى سَقِيفَةِ بَنِى سَاعِدَةَ، فَقَالُوا: مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ، فَذَهَبَ إِلَيْهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، فَذَهَبَ عُمَرُ يَتَكَلَّمُ فَأَسْكَتَهُ أَبُو بَكْرٍ، وَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ: وَاللّٰهِ مَا أَرَدْتُ بِذَلِكَ إِلَّا أَنِّى قَدْ هَيَّأْتُ كَلَامًا قَدْ أَعْجَبَنِى، خَشِيتُ أَنْ لَا يَبْلُغَهُ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَتَكَلَّمَ أَبْلَغَ النَّاسِ، فَقَالَ فِى كَلَامِهِ: نَحْنُ الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ، فَقَالَ حُبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِ: لَا وَاللّٰهِ لَا نَفْعَلُ، مِنَّا أَمِيرٌ، وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَا، وَلَكِنَّا الْأُمَرَاءُ، وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ، هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ دَارًا، وَأَعْرَبُهُمْ أَحْسَابًا، فَبَايِعُوا عُمَرَ أَوْ أَبَا عُبَيْدَةَ، فَقَالَ عُمَرُ: بَلْ نُبَايِعُكَ أَنْتَ، فَأَنْتَ سَيِّدُنَا، وَخَيْرُنَا، وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَأَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهِ فَبَايَعَهُ، وَبَايَعَهُ النَّاسُ، فَقَالَ قَائِلٌ: قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ، فَقَالَ عُمَرُ: قَتَلَهُ اللّٰهُ۔

صحيح: رواه البخاري (3667، 3668)۔

نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی جب وفات ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اس وقت

مقام سنح میں تھے۔ (راوی اسماعیل نے کہا یعنی عالیہ میں تھے) چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم میرے دل میں یہی بات تھی کی اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابھی اٹھا دیں گے اور آپ ان لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیں گے۔ اس اثناء میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور آپ کو بوسہ دیا۔ اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات کے بعد بھی پاکیزہ۔ اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپ پر ہرگز دو مرتبہ موت طاری نہیں کرے گا۔ اس کے بعد آپ (حجرہ) سے باہر تشریف لائے اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے، اے قسم کھانے والے! ذرا غور تو کر۔ پھر جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی تو عمر رضی اللہ عنہ خاموش بیٹھ گئے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا: لوگو! دیکھو اگر کوئی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عبادت کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی ہے اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ ہمیشہ سے زندہ ہے اسے موت کبھی نہیں آئے گی۔ اور یہ آیت تلاوت کی اے پیغمبر! تو بھی فوت والا ہے اور وہ بھی مریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک رسول ہیں۔ اس سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ پس کیا اگر وہ وفات پا جائیں یا انہیں شہید کر دیا جائے تو تم اسلام سے پھر جاؤ گے اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے تو وہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور اللہ عنقریب شکر گزار بندوں کو بدلہ دینے والا ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ یہ سن کر لوگ بے تحاشہ رونے لگے۔ راوی نے بیان کیا کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر تم میں سے ہوگا۔ پھر ابو بکر، عمر بن خطاب اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم ان کے پاس گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کرنی چاہی لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے خاموش رہنے کے لیے کہا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم میں نے ایسا صرف اس وجہ سے کیا تھا کہ میں نے پہلے ہی سے ایک تقریر تیار کر لی تھی جو مجھے بہت پسند آئی تھی پھر بھی مجھے ڈر تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی برابری اس سے بھی نہیں ہو سکے گی۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انتہائی بلاغت کے ساتھ بات شروع کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ہم امراء ہیں اور تم وزراء ہو۔ اس پر حباب بن منذر رضی اللہ عنہ بولے کہ نہیں اللہ کی قسم ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے، ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر تم میں سے ہوگا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں ہم امراء ہیں تم وزراء ہو، قریش کے لوگ سارے عرب میں شریف خاندان شمار کیے جاتے ہیں اور ان کا شہر عرب کے بیچ میں ہے تو اب تم کو اختیار ہے یا تو عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لو یا ابو عبیدہ بن جراح کی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں ہم آپ کی ہی بیعت کریں گے۔ آپ ہمارے سردار ہیں، ہم میں سب سے بہتر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آپ ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی پھر سب لوگوں نے بیعت کی۔ اتنے میں کسی کی آواز آئی کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو تم لوگوں نے مار ڈالا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: انہیں اللہ نے مار ڈالا۔

[12]...... من أخبار أبی بکر الصدیق

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات وواقعات

9855/55: عَن طَارق بن شهَاب قَالَ: جَاءَ وَفد بزاخة من أسدٍ وغَطَفَان إِلَى أبي بكر يسألونه الصُّلْح، فَخَيرهمْ بَين الْحَرْب المجلية وَالسّلم المخزية، فَقَالُوا هَذِه المجلية قد عرفناها، فَمَا المخزية؟ قَالَ: ننزع مِنْكُم الْحلقَة والكراع، ونغنم مَا أصبْنَا مِنْكُم، وتردون علينا مَا أصبْتُم منا، وتدون لنا قَتْلَانَا، وَتَكون قَتْلَاكُمْ فِي النَّار، وتتركون أَقْوَامًا يتبعُون أَذْنَاب الْإِبِل حَتَّى يري اللّٰه خَليفَة رَسُول اللّٰه صلى اللّٰه عَلَيْهِ وَسلم والمهاجرين أمرا يعذرونكم بِهِ. فَعرض أَبُو بكرٍ مَا قَالَ على الْقَوْم. فَقَامَ عمر بن الْخطاب فَقَالَ: قد رَأَيْت رَأيا وسنشير عَلَيْك. فَأَما مَا ذكرت من الْحَرْب المجلية وَالسّلم المخزية فَنعم مَا ذكرت، وَمَا ذكرت أَن نغنم مَا أصبْنَا مِنْكُم وتردون مَا أصبْتُم منا فَنعم مَا ذكرت. وَأما مَا ذكرت: تدون قَتْلَانَا وَتَكون قَتْلَاكُمْ فِي النَّار، فَإِن قَتْلَانَا قَاتَلت فقتلت على أَمر اللّٰه، أجورها على اللّٰه، لَيْسَ لَهَا دياتٌ، فتتابع الْقَوْم على مَا قَالَ عمر.

صحیح: رواه أبو بكر البرقانی فی كتابه المخرَّج علی الصحيحين كما فی كتاب الجمع بين الصحيحين للحميدی۔ ورواه البخاری فی الأحكام (7221)۔

طارق بن شہاب کہتے ہیں: قبیلہ اسد سے بزاخہ اور غطفان کا ایک وفد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تاکہ آپ سے صلح کرلیں تو سیدنا ابوبکر نے انھیں اختیار دیا کہ یا تو واضح لڑائی ہے یا رسوائی کے ساتھ صلح ہے تو کہنے لگے: واضح لڑائی تو ہم جانتے ہیں۔ ذلت کے ساتھ صلح کیا ہے؟ کہنے لگے کہ ہم تم سے اسلحہ اور گھوڑے لے لیں گے۔ اور جو مال ہم نے تم سے حاصل کیا ہے وہ ہمارے لیے غنیمت ہوگا۔ اور جو مال تم نے ہم سے حاصل کیا ہے وہ تم ہمیں لوٹاؤ گے۔ اور تم ہمارے مقتولین کی دیت دو گے۔ اور تمہارے مقتول تو جہنم میں ہیں۔ اور تم ایسے لوگ چھوڑ دو گے جو اونٹوں کی دموں کے پیچھے لگیں گے۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے خلیفہ اور مہاجرین کو کوئی امر بتلادے جس سے تمہارے معذوری معلوم ہوجائے۔ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی بات پیش کر چکے تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: آپ نے ایک رائے دی اور ہم آپ کو ایک مشورہ دیتے ہیں، تو جہاں تک آپ نے واضح لڑائی اور رسوائی کی صلح ذکر کی ہے تو یہ بہت عمدہ بات کی، اور جہاں تک آپ نے ان کے مال کو غنیمت اور ہمارے مال کو لوٹانے کی بات کی تو یہ بھی بہت عمدہ بات کی، لیکن یہ بات کہ تم ہمارے مقتولین کی دیت دو گے، اور تمہارے مقتولین تو جہنم میں ہیں، (تو اس پر ہم کہتے ہیں) کہ

ہمارے مقتولین جنہوں نے جام شہادت نوش کیا تو انہوں نے اللہ کے حکم پر ایسا کیا، ان کا اجر اللہ پر ہے، اس پر کوئی دیت نہیں لیں گے۔ پس آپ کی اس بات پر قوم راضی ہوگئی۔

9856/56: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَنَزَلُوا رُفَقَاءَ، رُفْقَةٌ مَعَ فُلَانٍ، وَرُفْقَةٌ مَعَ فُلَانٍ، قَالَ: فَنَزَلْتُ فِي رُفْقَةِ أَبِي بَكْرٍ، فَكَانَ مَعَنَا أَعْرَابِيٌّ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، فَنَزَلْنَا بِأَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْأَعْرَابِ، وَفِيهِمْ امْرَأَةٌ حَامِلٌ، فَقَالَ لَهَا الْأَعْرَابِيُّ: أَيَسُرُّكِ أَنْ تَلِدِي غُلَامًا؟ إِنْ أَعْطَيْتِنِي شَاةً وَلَدْتِ غُلَامًا۔ فَأَعْطَتْهُ شَاةً، وَسَجَعَ لَهَا أَسَاجِيعَ، قَالَ: فَذَبَحَ الشَّاةَ، فَلَمَّا جَلَسَ الْقَوْمُ يَأْكُلُونَ، قَالَ رَجُلٌ: أَتَدْرُونَ مَا هَذِهِ الشَّاةُ؟ فَأَخْبَرَهُمْ، قَالَ: فَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ مُتَبَرِّزًا مُسْتَنْبِلًا مُتَقَيِّئًا ۔

صحيح: رواه أحمد (11482)۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ وہ لوگ نبی ﷺ کے ساتھ سفر پر گئے اور جب ایک جگہ رکے تو مختلف گروہوں میں بٹ کر بیٹھ گئے۔ کوئی کسی شخص کے گروہ میں اور کوئی کسی شخص کے گروہ میں چلا گیا۔ اور میں اس گروہ میں گیا جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تھا۔ چنانچہ ہمارے ساتھ دیہات کا ایک اعرابی بھی تھا۔ ہم لوگ جن دیہاتیوں کے ساتھ بیٹھے تھے اس میں ایک عورت حاملہ تھی، اس عورت کو اعرابی نے کہا کہ کیا تمہیں یہ بات خوش کرے گی کہ تمہارے ہاں بیٹا پیدا ہو؟ اگر تم مجھے ایک بکری دو تو تمہارے یہاں بیٹا پیدا ہوگا، اس عورت نے اسے ایک بکری دے دی اور اس اعرابی نے اس عورت کے لیے ہم قافیہ کلمات کہے (یعنی جادوئی کلمات پڑھے)۔ اور پھر بکری ذبح کی۔ جب لوگ کھانے کے لیے دستر خوان پر بیٹھے تو ایک آدمی نے لوگوں سے کہا کیا آپ کو معلوم بھی ہے کہ اس بکری کا کیا معاملہ ہے؟ پھر اس نے لوگوں نے سارا واقعہ سنایا تو میں نے دیکھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے حلق میں انگلیاں ڈال کرتے کر رہے ہیں اور اسے باہر نکال رہے ہیں۔

9857/57: عَنْ أَنَس بن قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَلَيْسَ فِي أَصْحَابِهِ أَشْمَطُ غَيْرَ أَبِي بَكْرٍ فَغَلَفَهَا بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ۔

صحيح: رواه البخاري (3919)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ (مدینہ منورہ) تشریف لائے تو آپ کے صحابہ میں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی ایسا نا تھا جس کے بال سفید ہو رہے ہوں، پس آپ نے ان سفید بالوں پر مہندی اور وسمہ کا استعمال کیا تھا۔

9858/58: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ، وَكَفَرَ

مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهِ۔ فَقَالَ عُمَرُ: فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ

متفق علیہ: رواہ البخاری (7284)، ومسلم (20)۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی اور آپ کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا اور عرب میں سے بعض لوگ مرتد ہو گئے ۔تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ لوگوں سے کیسے جنگ کریں گے جب کہ نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار نہ کرلیں پس جو شخص اقرار کرلے کہ لا الہ الا اللہ تو میری طرف سے اس کا مال اور اس کی جان محفوظ ہے۔سوائے حق کے اور اس کا حساب اللہ پر ہے ۔تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم میں تو اس سے ضرور جنگ کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا ہے کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے، اللہ کی قسم اگر انہوں نے مجھے ایک رسی دینے سے بھی انکار کیا جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیتے تھے تو میں ان سے ان کے انکار پر بھی جنگ کروں گا۔عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر جو میں نے غور کیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں لڑائی کی تجویز ڈالی ہے تو میں نے جان لیا کہ وہ حق پر ہیں۔

جموع ما جاء فى فضائل عمر بن الخطاب وأخباره

احادیث کا مجموعہ جن میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فضائل اور واقعات بیان ہوئے

سیدنا عمر بن الخطاب بن نفیل القرشی العدوی ہیں۔ عام الفیل کے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے۔ جاہلیت کے دور میں ان کا سفارت خانہ تھااور بعثت کے وقت مسلمانوں کے مخالف تھے۔ پھر انہوں نے اسلام قبول کیا اور ان کا اسلام قبول کرنا مسلمانوں کے لیے عظیم فتح تھی۔اور تنگی سے نکلنے کا راستہ تھا۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ہم اعلانیہ طور پر عبادت نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا (یعنی پھر ہم ان کی وجہ سے اعلانیہ طور پر بھی عبادت کرنے لگے)

[1]...... باب دعاء النبى ﷺ لإسلام عمر

نبی کریم ﷺ کا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی دعاء کرنے کا بیان

9859/59: عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اللهُمَّ أَعِزَّ الإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ، بِأَبِى جَهْلٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: وَكَانَ أَحَبَّهُمَا إِلَيْهِ عُمَرُ۔

حسن: رواه الترمذى (3681)، و أحمد (5696)، وصحّحه ابن حبان (6881)۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! ان دونوں میں سے جو تجھے محبوب ہو اس کے ذریعہ اسلام کو عزت عطا فرما۔ یعنی ابوجہل یا عمر بن خطاب میں سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو ان دونوں میں سے عمر اللہ کے محبوب نکلے۔

9860/60: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اللهُمَّ أَعِزَّ الإِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً

صحیح: رواه ابن ماجه (105) وصحّحه الحاكم (83/3)

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اسلام کو خاص طور سے عمر بن خطاب کے ذریعہ عزت

عطا فرما۔

9861/61: عن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَيْنَمَا هُوَ فِي الدَّارِ خَائِفًا، إِذْ جَاءَهُ الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ السَّهْمِيُّ أَبُو عَمْرٍو، عَلَيْهِ حُلَّةُ حِبَرَةٍ وَقَمِيصٌ مَكْفُوفٌ بِحَرِيرٍ، وَهُوَ مِنْ بَنِي سَهْمٍ، وَهُمْ حُلَفَاؤُنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ لَهُ: مَا بَالُكَ؟ قَالَ: زَعَمَ قَوْمُكَ أَنَّهُمْ سَيَقْتُلُونِي إِنْ أَسْلَمْتُ، قَالَ: لَا سَبِيلَ إِلَيْكَ، بَعْدَ أَنْ قَالَهَا أَمِنْتُ، فَخَرَجَ الْعَاصُ فَلَقِيَ النَّاسَ قَدْ سَالَ بِهِمُ الْوَادِي، فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُونَ؟ فَقَالُوا: نُرِيدُ هَذَا ابْنَ الْخَطَّابِ الَّذِي صَبَا، قَالَ: لَا سَبِيلَ إِلَيْهِ، فَكَرَّ النَّاسُ۔

صحيح: رواه البخاري (3864)۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ وہ ڈرے ہوئے گھر میں تھے کہ ابوعمرو عاص بن وائل سہمی دھاری دار چادر اور ریشمی کرتہ پہنے ہوئے ان کے پاس آیا۔ وہ قبیلہ بنوسہم سے تھا اور وہ زمانہ جاہلیت میں ہمارے حلیف تھے۔ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا معاملہ ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تمہاری قوم کہتی ہے کہ اگر میں مسلمان ہوا تو وہ مجھ کو مار ڈالیں گے۔ تو انہوں نے کہا: تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ جب عاص نے یہ بات کہی تو میں نے نے خود کو امان میں سمجھا۔ اس کے بعد عاص باہر نکلا تو دیکھا کہ میدان لوگوں سے بھر گیا ہے۔ انہوں نے پوچھا کیا چاہتے ہو؟ لوگوں نے کہا ہم ابن خطاب کی خبر لینے جاتے ہیں جو بے دین ہو گیا ہے۔ عاص نے کہا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، یہ سنتے ہی لوگ لوٹ گئے۔

[2]...... باب أن النبى ﷺ كان أحب الناس إلى عمر بن الخطاب من كل شىء حتى من نفسه

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے نبی کریم ﷺ لوگوں میں سے سب سے زیادہ محبوب تھے حتی کہ اپنی جان سے بھی کا بیان

9862/62: عن عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللّٰهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: الْآنَ يَا عُمَرُ۔

صحيح: رواه البخاري (6632)

سیدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے میری جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ جب تک میں تمہیں تمہاری جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اب آپ اللہ کی قسم مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں، عمر اب۔

[3]...... باب لو كان فى هذه الأمة محدَّثا لكان عمر

اگر اس امت میں محدث ہوتے تو وہ عمر ہوتے اس کا بیان

9863/63: عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ، فَإِنْ يَكُ فِى أُمَّتِى أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ۔

صحيح: رواه البخارى (3689)۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے، اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہے تو وہ عمر ہیں۔

9864/64: عَنْ عَائِشَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: قَدْ كَانَ يَكُونُ فِى الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ مُحَدَّثُونَ، فَإِنْ يَكُنْ فِى أُمَّتِى مِنْهُمْ أَحَدٌ فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهُمْ

صحيح: رواه مسلم (2398)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: تم سے پہلے کی امتوں میں ایسے لوگ تھے جو محدث تھے اور اگر ان میں سے کوئی میری امت میں محدث ہے تو عمر بن خطاب انھی میں سے ہے۔

[4]...... باب ما جاء فى صلابة عمر فى الدين ونشره فى أقطار الأرض

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دین پر استقامت اور زمین میں اس کی نشر و اشاعت کرنے کا بیان

9865/65: عن أبى سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ، رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ، مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذٰلِكَ، وَمَرَّ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ قَالُوا: مَا أَوَّلْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الدِّينَ۔

متفق عليه: رواه البخارى (7008)، ومسلم (2390)۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مرتبہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ لوگ

میرے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں اور انہوں نے قمیص پہن رکھی ہے۔ ان میں بعض کی قمیص سینے تک ہے اور بعض کی اس سے بڑی ہے اور میرے سامنے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ گزرے تو ان کی قمیص زمین سے گھسٹ رہی تھی۔ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس کی کیا تعبیر کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دین (یعنی دین داری کی طرف اشارہ ہے)۔

[5]...... باب ما جاء فی غزارة علم عمر بن الخطاب

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا علم وسیع ہونے کا بیان

9866/66: عن عبد اللّٰه بن عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ، أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ، فَشَرِبْتُ حَتَّى أَنِّى لأَرَى الرِّىَّ يَخْرُجُ فِى أَظْفَارِى، ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ. قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الْعِلْمَ

متفق عليه: رواه البخارى (82)، ومسلم (2391).

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک مرتبہ میں سویا ہوا تھا کہ مجھے دودھ کا ایک پیالہ دیا گیا۔ تو میں نے پیا۔ حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ (اس دودھ) تازگی میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا عمر بن الخطاب کو دے دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم (یعنی اس سے ان کے وسیع علم ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

9867/67: عن ابن عمر أن رسول اللّٰه ﷺ قال: ((رأيت فى النوم أنى أعطيت عسا مملوء ا لبنا، فشربت حتى تملأت حتى رأيته يجرى فى عروقى بين الجلد واللحم، ففضلت فضلة أعطيتها عمر بن الخطاب، فأوِّلوها))، قالوا: يا نبى اللّٰه، هذا علم أعطاكه اللّٰه فملأك منه، ففضلت فضلة فأعطيتها عمر بن الخطاب، فقال: ((أصبتم)).

صحيح: رواه عبد اللّٰه بن أحمد فى زوائده على فضائل الصحابة (319).

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے پیالہ دیا گیا جو دودھ سے بھرا ہوا تھا تو میں نے پیا یہاں تک کہ میں پیتا رہا یہاں تک کہ میں نے اپنی جلد اور گوشت کے درمیان اپنی رگوں میں بہتا ہوا دیکھا تو میں نے اسے عمر بن الخطاب کو دینے کو ترجیح دی۔ اب اس کی تعبیر کرو۔ تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے نبی، یہ وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا تو آپ اس سے سیر ہو گئے، تو آپ نے جو باقی رہ گیا وہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے درست کہا۔

[6]...... باب هيبة عمر بن الخطاب فى الجن والأنس

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی جن وانس میں ہیبت کا بیان

9868/68: عن سَعْد بْن أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: اسْتَأْذَنَ عُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهُ نِسَاءٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ يَبْتَدِرْنَ الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَضْحَكُ فَقَالَ عُمَرُ: أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ قَالَ عُمَرُ: فَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كُنْتَ أَحَقَّ أَنْ يَهَبْنَ ثُمَّ قَالَ: أَيْ عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِي وَلَا تَهَبْنَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ؟ قُلْنَ: نَعَمْ أَنْتَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ۔

متفق عليه: رواه البخاري (3294)، ومسلم (2396)۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ اس وقت قریش کی بعض عورتیں (یعنی آپ کی ازواج مطہرات) آپ سے گفتگو کر رہی تھیں اور آپ سے بلند آواز سے خرچہ بڑھانے کا سوال کر رہی تھیں۔ لیکن جیسے ہی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی، وہ خواتین جلدی سے پردے کے پیچھے چلی گئیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت دی، آپ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھ کر کہا: اے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو ہنستا رکھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ان عورتوں پر تعجب ہوا جو میرے پاس تھیں۔ پس جب تمہاری آواز سنی تو پردے کے پیچھے جلدی سے چھپ گئیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، لیکن اللہ کے رسول آپ اس بات کے زیادہ مستحق تھے کہ یہ آپ سے ڈرتیں۔ پھر انہوں نے کہا: اے اپنی جان کے دشمنوں کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور نبی کریم ﷺ سے نہیں ڈرتیں؟۔ انہوں نے جواب دیا کہ واقعہ یہی ہے کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے برخلاف مزاج میں بہت سخت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر شیطان کبھی تجھ سے راستہ میں ٹکرا جائے تو وہ بھی جلدی سے راستہ چھوڑ کر کوئی اور راہ اختیار کر لیتا ہے۔

9869/69: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ قَدْ رَفَعْنَ أَصْوَاتَهُنَّ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ -

صحيح: رواه مسلم (2397)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ عورتیں (آپ کی ازواج مطہرات) تھیں جو رسول اللہ ﷺ کے سامنے بلند آواز سے باتیں کر رہی

تھیں۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے (اندر آنے کی) اجازت مانگی تو وہ جلدی سے پردے میں چھپ گئیں۔

9870/70: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا فَسَمِعْنَا لَغَطًا وَصَوْتَ صِبْيَانٍ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا حَبَشِيَّةٌ تَزْفِنُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهَا، فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ، تَعَالَيْ فَانْظُرِي فَجِئْتُ فَوَضَعْتُ لَحْيَيَّ عَلَى مَنْكِبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهَا مَا بَيْنَ الْمَنْكِبِ إِلَى رَأْسِهِ، فَقَالَ لِي: أَمَا شَبِعْتِ، أَمَا شَبِعْتِ۔ قَالَتْ: فَجَعَلْتُ أَقُولُ: لَا، لِأَنْظُرَ مَنْزِلَتِي عِنْدَهُ، إِذْ طَلَعَ عُمَرُ، قَالَتْ: فَارْفَضَّ النَّاسُ عَنْهَا، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى شَيَاطِينِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ قَدْ فَرُّوا مِنْ عُمَرَ قَالَتْ: فَرَجَعْتُ

حسن: رواه الترمذی (3691)، والنسائی فی الکبری (8908)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے کہ ہم نے ایک شور سنا اور بچوں کی آواز سنی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے تو دیکھا کہ ایک حبشیہ کچھ کرتب دکھا رہی تھی اور بچے اسے گھیرے ہوئے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ آؤ، تم بھی دیکھ لو۔ تو میں آئی اور رسول اللہ ﷺ کے کندھے پر اپنی ٹھوڑی رکھ کر آپ کے سر اور کندھے کے درمیان سے اس عورت کو دیکھنے لگی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ کافی نہیں ہے؟ کیا یہ کافی نہیں ہے؟ تو میں نے کہا کہ ابھی نہیں اور یہ بات میں نے اس لیے کہی تا کہ میں دیکھوں کہ آپ کے دل میں میرا کتنا مقام ہے؟ اتنے میں عمر رضی اللہ عنہ آ گئے تو سب لوگ اس عورت کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوئے، یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ انسانوں اور جنوں کے شیطان عمر کو دیکھ کر بھاگ گئے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پھر میں بھی لوٹ آئی۔

9871/71: عن أبی هریرة قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: ((ما سلك عمر فجا إلا سلك الشیطان فجا غیره))۔

حسن: رواه ابن أبی عاصم فی السنة (1295)، والبزار (9088)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس راہ سے عمر رضی اللہ عنہ گزرتے ہیں، شیطان وہ راستہ چھوڑ کر کسی اور راہ پر ہو جاتا ہے۔

[7]...... باب فی قصر عمر بن الخطاب فی الجنة

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا جنت میں محل کا بیان

9872/72: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: رَأَيْتُنِي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ، امْرَأَةِ أَبِي طَلْحَةَ، وَسَمِعْتُ خَشْفَةً، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: هَذَا بِلَالٌ، وَرَأَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهِ جَارِيَةٌ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: لِعُمَرَ فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَأَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَذَكَرْتُ

غَيْرَتَكَ فَقَالَ عُمَرُ: بِأُمِّي وَأَبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَعَلَيْكَ أَغَارُ؟

متفق علیه: رواه البخاری (3679) ومسلم (2394-20)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا ہوں، تو وہاں میں نے سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی رمیصاء کو دیکھا اور میں نے قدموں کی آواز سنی تو میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ہیں اور میں نے ایک محل دیکھا اس کے سامنے ایک عورت تھی، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ تو بتایا کہ یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ میرے دل میں آیا کہ اندر داخل ہو کر اسے دیکھوں، لیکن مجھے عمر کی غیرت یاد آئی۔ اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے غیرت دکھاؤں گا؟

9873/73: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ جُلُوسٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا لِعُمَرَ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ، فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا۔ فَبَكَى عُمَرُ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ، ثُمَّ قَالَ: أَوَعَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغَارُ۔؟

متفق علیه: رواه البخاری (5227)، ومسلم (2395)۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا تو میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک محل کے قریب ایک عورت وضو کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ فرشتے نے کہا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا۔ میں ان کی غیرت کا خیال کر کے واپس چلا آیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جو اس وقت مجلس میں موجود تھے اس پر رو دیئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے غیرت دکھاؤں گا؟

9874/74: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَإِذَا أَنَا بِقَصْرٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِشَابٍّ مِنْ قُرَيْشٍ، قُلْتُ: لِمَنْ؟ قَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ "، قَالَ: " فَلَوْلَا مَا عَلِمْتُ مِنْ غَيْرَتِكَ لَدَخَلْتُهُ "، فَقَالَ عُمَرُ: عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغَارُ.

صحيح: رواه الترمذی (3688)، وصحّحه، وأحمد (12046) - واللفظ له ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک سونے کے محل میں ہوں، میں نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا: قریش کے ایک نوجوان کا ہے، تو میں نے سوچا کہ وہ

میں ہی ہوں گا، چنانچہ میں نے پوچھا کہ وہ نوجوان کون ہے؟ تو انہوں نے کہا: وہ عمر بن خطاب ہیں۔ اگر مجھے عمر کی غیرت نا ہوتی تو میں اس محل میں ضرور داخل ہوتا۔ تو اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے غیرت دکھاؤں گا؟

9875/75: عن أَبِی بُرَیْدَةَ قَالَ: أَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا بِلاَلاً، فَقَالَ: یَا بِلاَلُ، بِمَ سَبَقْتَنِی إِلَى الْجَنَّةِ؟ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلاَّ سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِی، دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِی، فَأَتَیْتُ عَلَى قَصْرٍ مُرَبَّعٍ مُشْرِفٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ فَقَالُوا: لِرَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ، فَقُلْتُ: أَنَا عَرَبِیٌّ، لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِرَجُلٍ مِنْ قُرَیْشٍ، قُلْتُ: أَنَا قُرَشِیٌّ، لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِرَجُلٍ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ، قُلْتُ: أَنَا مُحَمَّدٌ، لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ بِلاَلٌ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا أَذَّنْتُ قَطُّ إِلاَّ صَلَّیْتُ رَكْعَتَیْنِ، وَمَا أَصَابَنِی حَدَثٌ قَطُّ إِلاَّ تَوَضَّأْتُ عِنْدَهَا، وَرَأَیْتُ أَنَّ لِلّٰهِ عَلَیَّ رَكْعَتَیْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: بِهِمَا۔

حسن: رواه الترمذی (3689)، و أحمد (22996)، وقال الترمذی: حسن صحیح۔

سیدنا ابو بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے پوچھا بلال! کس چیز نے تمہیں جنت میں مجھ سے آگے کیا؟ میں جب بھی جنت میں داخل ہوا تو اپنے آگے تمہارے قدموں کو آہٹ سنی۔ آج رات میں جنت میں داخل ہوا تو تمہاری آہٹ پھر سنائی دی پھر میں سونے سے بنے ہوئے ایک بلند و بالا محل کے سامنے پہنچا اور لوگوں سے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ایک عربی آدمی کا ہے میں نے کہا کہ عربی تو میں بھی ہوں یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ امت محمدیہ کے ایک مسلمان آدمی کا ہے میں نے کہا کہ پھر میں تو خود محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ عمر بن خطاب کا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر! اگر مجھے تمہاری غیرت کا خیال نہ آتا تو میں اس محل میں ضرور داخل ہوتا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں آپ کے سامنے غیرت دکھاؤں گا؟ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم جنت میں مجھ سے آگے کیسے تھے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں جب بھی بے وضو ہوا تو وضو کر کے دو رکعتیں ضرور پڑھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی اس کا سبب ہے۔

[8]...... باب ما جاء فی موافقات عمر بن الخطاب ربه

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی باتوں کا اللہ رب العزت کے حکم سے موافقت رکھنے کا بیان

9876/76: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: وَافَقْتُ رَبِّی فِی ثَلَاثٍ، فَقُلْتُ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَوِ

اتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى، فَنَزَلَتْ: {وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى} وَآيَةُ الْحِجَابِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَوْ أَمَرْتَ نِسَاءَكَ أَنْ يَحْتَجِبْنَ؛ فَإِنَّهُ يُكَلِّمُهُنَّ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، فَنَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ، وَاجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُنَّ: {عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ} فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ

متفق عليه: رواه البخاری (402) ومسلم (2399)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تین باتیں ایسی کہیں کہ اس پر رب نے ویسا ہی حکم فرمایا۔ میں نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ! اگر ہم مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا لیں؟ تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اورتم مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا لو دوسری آیت پردہ کے بارے میں ہے۔ میں نے کہا تھا کہ اے اللہ کے رسول اگر آپ اپنی عورتوں کو پردہ کا حکم دیتے، کیونکہ ان سے اچھے اور برے ہر طرح کے لوگ بات کرتے ہیں۔ اس پر پردہ کی آیت نازل ہوئی اور ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کی بیویاں جوش وخروش میں آپ کی خدمت میں اتفاق کر کے کچھ مطالبات لے کر حاضر ہوئیں۔ میں نے ان سے کہا کہ ہوسکتا ہے کہ اللہ پاک تمہیں طلاق دلا دیں اور تمہارے بدلے تم سے بہتر مسلمہ بیویاں اپنے رسول ﷺ کو عنایت کریں، تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿عَسَىٰ رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ﴾

9877/77: عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَمَا ضُرِبَ الْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا، وَكَانَتِ امْرَأَةً جَسِيمَةً، لَا تَخْفَى عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا، فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: يَا سَوْدَةُ، أَمَا وَاللّٰهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا، فَانْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ۔ قَالَتْ: فَانْكَفَأَتْ رَاجِعَةً، وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِي، وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَّى وَفِي يَدِهِ عَرْقٌ، فَدَخَلَتْ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي، فَقَالَ لِي عُمَرُ كَذَا وَكَذَا، قَالَتْ: فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ، ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ، وَإِنَّ الْعَرْقَ فِي يَدِهِ مَا وَضَعَهُ، فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ

متفق عليه: رواه البخاری (4795)، ومسلم (2170-17)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سیدۃ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد قضائے حاجت کے لیے نکلیں وہ بہت بھاری بھر کم تھیں جو انہیں جانتا تھا اس سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھیں۔ راستے میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ لیا اور کہا کہ اے سودہ! ہاں اللہ کی قسم! آپ ہم سے اپنے آپ کو نہیں چھپا سکتیں دیکھیے تو آپ کس طرح باہر نکلی ہیں۔ بیان کیا کہ سیدۃ سودہ رضی اللہ عنہا الٹے پاؤں وہاں سے واپس آ گئیں، رسول اللہ ﷺ اس وقت میرے حجرہ میں تشریف رکھتے تھے اور رات کا کھانا کھا رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں اس وقت گوشت کی ایک ہڈی تھی۔ سودہ رضی اللہ عنہا نے

داخل ہوتے ہی فرمایا: اے اللہ کے رسول ﷺ میں قضائے حاجت کے لیے نکلی تھی تو عمر (رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے باتیں کیں، بیان کیا کہ آپ ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد یہ کیفیت ختم ہوئی، ہڈی اب بھی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ آپ نے اسے رکھا نہیں تھا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں (اللہ کی طرف سے) قضائے حاجت کے لیے باہر جانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔

9878/78: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ، جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ قَمِيصَهُ يُكَفِّنُ فِيهِ أَبَاهُ فَأَعْطَاهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ، فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، تُصَلِّي عَلَيْهِ، وَقَدْ نَهَاكَ رَبُّكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّمَا خَيَّرَنِي اللّٰهُ فَقَالَ: {اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً} وَسَأَزِيدُهُ عَلَى السَّبْعِينَ، قَالَ: إِنَّهُ مُنَافِقٌ، قَالَ: فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: {وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ}

متفق عليه: رواه البخاري (4670)، ومسلم (2400).

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن ابی (منافقوں کا سردار) فوت ہوا تو اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ اپنی قمیص ان کے والد کے کفن کے لیے عنایت فرما دیں۔ نبی کریم ﷺ نے قمیص اسے دے دی۔ پھر انہوں نے عرض کی کہ آپ نماز جنازہ بھی پڑھا دیں۔ نبی کریم ﷺ نماز جنازہ پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ اتنے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا دامن پکڑ لیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کی نماز جنازہ پڑھانے جا رہے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے منع بھی فرما دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے فرمایا ہے ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً﴾ کہ آپ ان کے لیے استغفار کریں خواہ نہ کریں۔ اگر آپ ان کے لیے ستر بار بھی استغفار کریں گے (تب بھی اللہ انہیں نہیں بخشے گا)۔ اس لیے میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ استغفار کروں گا۔ (ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ استغفار کرنے سے معاف کر دے) عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تو منافق ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آخر نبی کریم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾ کہ اور ان میں سے جو کوئی مر جائے اس پر کبھی بھی نماز نہ پڑھیے اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہوئیے۔

9879/79: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُولَ، دُعِيَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَثَبْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا

رَسُولَ اللّٰهِ، أَتُصَلِّي عَلَى ابْنِ أُبَيٍّ، وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا: كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: أُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: أَخِّرْ عَنِّي يَا عُمَرُ، فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ، قَالَ: إِنِّي خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ، لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي إِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ يُغْفَرْ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا، قَالَ: فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ انْصَرَفَ، فَلَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسِيرًا، حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَتَانِ مِنْ بَرَاءَةَ: {وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا} إِلَى قَوْلِهِ: {وَهُمْ فَاسِقُونَ} قَالَ: فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِي عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ

صحيح: رواه البخاری (4671)۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن ابی ابن سلول مرا تو رسول اللہ ﷺ سے اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے کہا گیا۔ جب آپ ﷺ نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تو میں جلدی سے خدمت نبوی میں پہنچا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھانے لگے حالانکہ اس نے فلاں فلاں روز ایسی ایسی باتیں کی تھیں؟ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اس کی کہی ہوئی باتیں ایک ایک کر کے پیش کرنے لگا۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ عمر! میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔ میں نے اصرار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے۔ اس لیے میں نے پسند کیا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہو جائے گی تو میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں گا۔ بیان کیا کہ پھر نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی اور واپس تشریف لائے، تھوڑی دیر ابھی ہوئی تھی کہ سورۃ برات کی دو آیتیں نازل ہوئیں ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا﴾ کہ ان میں سے جو کوئی مر جائے اس پر کبھی بھی نماز نہ پڑھیے۔ آخر آیت ﴿وَهُمْ فَاسِقُونَ﴾ تک۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بعد میں مجھے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنی اس درجہ جرات پر خود بھی حیرت ہوئی اور اللہ اور اس کے رسول بہتر جاننے والے ہیں۔

[9]...... باب إن الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر جاری فرما دیا ہے کا بیان

9880/80: عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ۔ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَا نَزَلَ بِالنَّاسِ أَمْرٌ قَطُّ فَقَالُوا فِيهِ وَقَالَ فِيهِ عُمَرُ أَوْ قَالَ ابْنُ الْخَطَّابِ، فِيهِ شَكَّ خَارِجَةُ، إِلَّا نَزَلَ فِيهِ الْقُرْآنُ عَلَى نَحْوِ مَا قَالَ عُمَرُ

صحيح: رواه الترمذي (3682) وأحمد (5697، 5145) وصحّحه ابن حبان (6895)۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان اور دل پر جاری فرما دیا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: کبھی کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا جس میں لوگوں نے اپنی رائیں پیش کی ہوں اور

عمر نے یا ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے ۔راوی خارجہ کو شک ہوا۔کبھی رائے دی ہو،مگر قرآن اسی رائے کے مطابق نازل ہوا جیسا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہوتا۔

9881/81: عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى وَضَعَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ يَقُولُ بِهِ۔

صحيح: رواه أبو داود (2962) وابن ماجه (108) وأحمد (21295، 21457) واللفظ له۔

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ نے عمر کی زبان پر حق رکھ دیا ہے اور وہ اسی کے ساتھ بولتے ہیں۔

9882/82: عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: ((إن الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه))۔

حسن: رواه عبد الله بن أحمد في زوائده على الفضائل (315) وصحّحه ابن حبان (6889)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر جاری فرما دیا ہے۔

9883/83: عن عائشة أن النبي ﷺ قال: ((ما كان نبي قط إلا في أمته معلَّم أو معلَّمان، وإن يكن في أمتي منهم أحد فهو عمر بن الخطاب، إن الحق على لسان عمر وقلبه))۔

حسن: رواه القطيعي في زوائده على فضائل الصحابة (518) والطبراني في الأوسط (9133)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں گزرا،جس کی امت میں ایک یا دو معلَّم نہ ہوئے ہوں۔ اگر میری امت میں کوئی معلم ہوگا،تو وہ عمر بن خطاب ہوں گے۔ بلاشبہ حق عمر کی زبان اور دل پر رکھا ہے۔

[10]...... باب أن عمر باب مغلق دون الفتن

عمر رضی اللہ عنہ فتنوں کے سامنے ایک بند دروازہ ہیں کا بیان

9884/84: عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه قَالَ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْفِتْنَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا أَحْفَظُ كَمَا قَالَ قَالَ هَاتِ إِنَّكَ لَجَرِيءٌ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ لَيْسَتْ هَذِهِ وَلَكِنِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَا بَأْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ يُفْتَحُ الْبَابُ أَوْ يُكْسَرُ قَالَ لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ ذَاكَ أَحْرَى أَنْ لَا يُغْلَقَ قُلْنَا عَلِمَ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ كَمَا أَنَّ دُونَ غَدٍ اللَّيْلَةَ إِنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا

لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ وَأَمَرْنَا مَسْرُوقًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ مَنِ الْبَابُ قَالَ عُمَرُ۔

متفق عليه: رواه البخاری (3586) ومسلم (144: 26)۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم سے عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ فتنہ سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث تم میں سے کسی کو یاد ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے اسے ویسے ہی یاد رکھا ہے جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتن کو معلوم کرنے میں بڑے جرات مند تھے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے گھر والے، مال اولاد اور پڑوسی سب فتنہ ہیں۔ اور نماز، روزہ، صدقہ، اچھی بات کے لیے لوگوں کو حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا ان فتنوں کا کفارہ ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تم سے ان فتنوں کے متعلق نہیں پوچھ رہا ہوں بلکہ مجھے تم اس فتنہ کے بارے میں بتلاؤ جو سمندر کی موج کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہوا بڑھے گا۔ اس پر میں نے کہا کہ یا امیر المؤمنین! آپ اس سے مطمئن رہیے۔ آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ پوچھا کیا وہ دروازہ توڑ دیا جائے گا یا کھولا جائے گا۔ میں نے کہا کہ توڑ دیا جائے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ بول اٹھے، کہ پھر تو وہ کبھی بند نہیں ہو سکے گا۔ شقیق نے کہا کہ ہم نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا عمر رضی اللہ عنہ اس دروازہ کے متعلق کچھ علم رکھتے تھے تو انہوں نے کہا کہ ہاں! بالکل اسی طرح جیسے دن کے بعد رات کے آنے کا۔ میں نے ان سے ایسی حدیث بیان کی ہے جو قطعاً غلط نہیں ہے۔ ہمیں اس کے متعلق سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھنے میں ڈر ہوتا تھا، اس لیے ہم نے مسروق سے کہا (کہ وہ پوچھیں) انہوں نے دریافت کیا تو آپ نے بتایا کہ وہ دروازہ خود عمر رضی اللہ عنہ ہی تھے۔

دار البشیر للبحث والتحقیق قصور: +923024056187

[11]...... باب تخوّف عمر بعد رسول اللّٰه ﷺ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کا ڈرنا

9885/85: عن أبى بُرْدَةَ بْنُ أَبِى مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ : هَلْ تَدْرِي مَا قَالَ أَبِي لِأَبِيكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَإِنَّ أَبِي قَالَ لِأَبِيكَ: يَا أَبَا مُوسَى، هَلْ يَسُرُّكَ إِسْلَامُنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَهِجْرَتُنَا مَعَهُ، وَجِهَادُنَا مَعَهُ، وَعَمَلُنَا كُلُّهُ مَعَهُ، بَرَدَ لَنَا، وَأَنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ؟ فَقَالَ أَبِي: لَا وَاللّٰهِ، قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَصَلَّيْنَا، وَصُمْنَا، وَعَمِلْنَا خَيْرًا كَثِيرًا، وَأَسْلَمَ عَلَى أَيْدِينَا بَشَرٌ كَثِيرٌ، وَإِنَّا لَنَرْجُو ذَلِكَ۔ فَقَالَ أَبِي: لَكِنِّي أَنَا، وَالَّذِي نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ، لَوَدِدْتُ أَنَّ ذَلِكَ بَرَدَ لَنَا، وَأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ۔ فَقُلْتُ: إِنَّ أَبَاكَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ أَبِي۔

صحیح: رواه البخاری (3915)۔

ابوبردہ بن ابوموسیٰ اشعری نے بیان کیا، کہ مجھ سے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا، کیا تم کو معلوم ہے کہ میرے والد نے تمہارے والد کو کیا جواب دیا تھا؟ انہوں نے کہا مجھے معلوم نہیں، تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرے والد نے تمہارے والد سے کہا: اے ابوموسیٰ! کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمارا اسلام قبول کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہماری ہجرت کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمارا جہاد کرنا اور ہمارے تمام اعمال جو ہم نے آپ کی زندگی میں کئے ہیں ان کے بدلہ میں ہم اپنے ان اعمال سے نجات پا جائیں جو ہم نے آپ کے بعد کئے ہیں اگر چہ وہ نیک بھی ہوں بس برابری پر معاملہ ختم ہو جائے؟ اس پر آپ کے والد نے میرے والد سے کہا اللہ کی قسم! میں اس پر راضی نہیں ہوں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی جہاد کیا، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے اور بہت سے اعمال خیر کئے اور ہمارے ہاتھ پر ایک مخلوق نے اسلام قبول کیا، ہم تو اس کے ثواب کی بھی امید رکھتے ہیں اس پر میرے والد نے کہا (خیر ابھی تم سمجھو) لیکن جہاں تک میرا سوال ہے تو اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری خواہش ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کئے ہوئے ہمارے اعمال محفوظ رہے ہوں اور جتنے اعمال ہم نے آپ کے بعد کئے ہیں ان سب سے اس کے بدلہ میں ہم نجات پا جائیں اور برابر پر معاملہ ختم ہو جائے۔ ابوبردہ کہتے ہیں اس پر میں نے کہا: اللہ کی قسم! آپ کے والد (عمر رضی اللہ عنہ) میرے والد (ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ) سے بہتر تھے۔

[12]...... باب ما جاء فی أخبار عمر بن الخطاب

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حالات وواقعات کا بیان

9886/86: عن سَعِيد بْن زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ يَقُولُ: وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي، وَإِنَّ عُمَرَ لَمُوثِقِي عَلَى الْإِسْلَامِ، قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عُمَرُ، وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا ارْفَضَّ لِلَّذِي صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ

صحیح: رواه البخاری (3862)۔

سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کوفہ کی مسجد میں کہہ رہے تھے کہ اللہ کی قسم ایک وقت تھا جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے سے پہلے مجھے اس وجہ سے باندھ رکھا تھا کہ میں نے اسلام کیوں قبول کیا لیکن تم لوگوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اس کی وجہ سے اگر احد پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سرک جائے تو اسے ایسا کرنا ہی چاہیے۔

9887/87: عن عَبْدُ اللّٰهِ بن مسعود قال : مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ۔

صحیح: رواه البخاری (3684)۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد ہمیں ہمیشہ عزت حاصل رہی۔

9888/88: عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما: إِذَا قِيلَ لَهُ: هَاجَرَ قَبْلَ أَبِيهِ يَغْضَبُ، قَالَ: وَقَدِمْتُ أَنَا وَعُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَوَجَدْنَاهُ قَائِلًا، فَرَجَعْنَا إِلَى الْمَنْزِلِ، فَأَرْسَلَنِي عُمَرُ وَقَالَ: اذْهَبْ فَانْظُرْ هَلِ اسْتَيْقَظَ، فَأَتَيْتُهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَبَايَعْتُهُ، ثُمَّ انطَلَقْتُ إِلَى عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّهُ قَدِ اسْتَيْقَظَ، فَانْطَلَقْنَا إِلَيْهِ نُهَرْوِلُ هَرْوَلَةً، حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهِ فَبَايَعَهُ، ثُمَّ بَايَعْتُهُ

صحيح: رواه البخاري (3916)۔

ابوعثمان نے بیان کیا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے میں نے سنا کہ جب ان سے کہا جاتا کہ تم نے اپنے والد سے پہلے ہجرت کی تو وہ غصہ ہو جایا کرتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ ﷺ آرام فرما رہے تھے، اس لیے ہم گھر واپس آ گئے پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا اور فرمایا کہ جا کر دیکھ آؤ نبی کریم ﷺ ابھی بیدار ہوئے یا نہیں چنانچہ میں آیا اور گھر کے اندر داخل ہو گیا اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ کو نبی کریم ﷺ کے بیدار ہونے کی خبر دی۔ اس کے بعد ہم آپ ﷺ کی خدمت میں دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی اندر گئے اور آپ ﷺ سے بیعت کی اور میں نے بھی بیعت کی۔

9889/89: عَنْ حُذَيْفَةَ رضي الله عنه قَالَ: دُعِيَ عُمَرُ، لِجِنَازَةٍ، فَخَرَجَ فِيهَا أَوْ يُرِيدُهَا فَتَعَلَّقْتُ بِهِ فَقُلْتُ: اجْلِسْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَإِنَّهُ مِنْ أُولَئِكَ، فَقَالَ: نَشَدْتُكَ اللّٰهَ أَنَا مِنْهُمْ، قَالَ: لَا وَلَا أُبَرِّئُ أَحَدًا بَعْدَكَ۔

صحيح: رواه البزار (2885)۔

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک جنازہ کے لیے بلائے گئے، تو آپ جانے لگے یا جانا چاہتے تھے تو میں نے انہیں پکڑ لیا۔ پس میں نے کہا کہ اے امیر المومنین بیٹھیے، بلاشبہ یہ ان (منافقین) میں سے ہے۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کے تجھے اللہ کی قسم کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ تو سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں۔ اور آپ کے سوا میں کسی اور کو یہ بات نہیں بتلاؤ گا۔

9890/90: عن ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِذَا صَلَّى صَلَاةً جَلَسَ لِلنَّاسِ فَمَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ كَلَّمَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ حَاجَةٌ قَامَ فَدَخَلَ قَالَ: فَصَلَّى صَلَوَاتٍ لَا يَجْلِسُ لِلنَّاسِ فِيهِنَّ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَحَضَرْتُ الْبَابَ فَقُلْتُ: يَا يَرْفَأُ أَبِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ شَكَاةٌ؟ فَقَالَ: مَا بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ شَكْوَى فَجَلَسْتُ، فَجَاءَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَجَلَسَ

فَخَرَجَ يَرْفَأُ فَقَالَ: قُمْ يَا ابْنَ عَفَّانَ، قُمْ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَدَخَلْنَا عَلَى عُمَرَ فَإِذَا بَيْنَ يَدَيْهِ صُبَرٌ مِنْ مَالٍ عَلَى كُلِّ صُبْرَةٍ مِنْهَا كِنْفٌ فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي نَظَرْتُ فِي أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَجَدْتُكُمَا مِنْ أَكْثَرِ أَهْلِهَا عَشِيرَةً، فَخُذَا هَذَا الْمَالَ فَاقْتَسِمَاهُ، فَمَا كَانَ مِنْ فَضْلٍ فَرُدَّا، فَأَمَّا عُثْمَانُ فَحَثَا وَأَمَّا أَنَا فَجَثَوْتُ لِرُكْبَتَيَّ، وَقُلْتُ: وَإِنْ كَانَ نُقْصَانٌ رَدَدْتَ عَلَيْنَا، فَقَالَ عُمَرُ نَشْنَشَةٌ مِنْ أَخْشَنَ - يَعْنِي حَجَرًا مِنْ جَبَلٍ - أَمَا كَانَ هَذَا عِنْدَ اللّٰهِ إِذْ مُحَمَّدٌ وَأَصْحَابُهُ يَأْكُلُونَ الْقَدَّ فَقُلْتُ: بَلَى وَاللّٰهِ لَقَدْ كَانَ هَذَا عِنْدَ اللّٰهِ وَمُحَمَّدٌ ﷺ حَيٌّ، وَلَوْ عَلَيْهِ فُتِحَ لَصَنَعَ فِيهِ غَيْرَ الَّذِي تَصْنَعُ، قَالَ: فَغَضِبَ عُمَرُ وَقَالَ: أَوْ صَنَعَ مَاذَا؟ قُلْتُ: إِذًا لَأَكَلَ وَأَطْعَمَنَا، قَالَ: فَنَشَجَ عُمَرُ حَتَّى اخْتَلَفَتْ أَضْلَاعُهُ، ثُمَّ قَالَ وَدِدْتُ أَنِّي خَرَجْتُ مِنْهَا كَفَافًا لَا لِيَ وَلَا عَلَيَّ

حسن: رواه الحميدى (30)، والبزار (209)۔ واللفظ للحميدى۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب نماز ادا کر لیتے تو لوگوں کے معاملات سننے کے لیے بیٹھے رہتے تھے۔ اور اگر لوگوں کو کوئی حاجت نا ہوتی تو پھر گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کچھ نمازیں ادا کیں لیکن وہ ان کے بعد لوگوں سے ملاقات کے لیے نہیں بیٹھے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں ان کے دروازے پر آیا میں نے کہا: اے یرفا کیا امیر المؤمنین بیمار ہیں؟ اس نے جواب دیا: امیر المؤمنین بیمار تو نہیں ہیں۔ یہ سن کر میں وہاں بیٹھ گیا اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی وہاں تشریف لے آئے، تو وہ بھی بیٹھ گئے۔ یرفا باہر آیا، تو بولا: اے ابن عفان! اے ابن عباس! آپ آیئے تو ہم لوگ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان کے سامنے مال کے کچھ ڈھیر رکھے ہوئے تھے اور ہر ڈھیر کے ساتھ برتن بھی رکھا ہوا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بولے: میں نے اہل مدینہ کا جائزہ کیا تو میں نے تم دونوں کو ایسا پایا، جن کے خاندانوں کے زیادہ افراد یہاں موجود ہیں، تو آپ لوگ اس مال کو حاصل کر کے تقسیم کریں جو بچ جائے وہ واپس کر دیں، تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھ ملا کر جو کچھ آیا تھا وہ لے لیا لیکن میں گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا میں نے کہا: اگر یہ کم ہوا تو آپ ہمیں اور دیں گے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بولے: سخت ترین چیز کا ٹکڑا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ پہاڑ کے پتھر جیسے ہیں۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بولے: کیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس چیز کی کوئی قدر نہیں ہوگی کہ جب رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب کِدْ کھایا کرتے۔ میں نے عرض کی: جی ہاں! اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ بات قابل قدر ہے اگر نبی اکرم ﷺ زندہ ہوتے اور آپ ﷺ کو فتوحات نصیب ہوتیں، تو نبی اکرم ﷺ کا طرز عمل اس سے مختلف ہوتا جو آپ کا ہے، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ غصے میں آ گئے اور بولے: پھر نبی اکرم ﷺ نے کیا کرنا تھا، تو میں نے کہا: آپ ﷺ نے خود بھی کھانا تھا، اور ہمیں بھی کھانے دینا تھا، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

رونے لگے، یہاں تک کہ ان کی پسلیاں حرکت کرنے لگیں، پھر وہ بولے: میری یہ خواہش ہے کہ میں اس معاملے سے برابری کی بنیاد پر نکل جاؤں نہ مجھے کچھ ملے نہ میرے ذمہ کچھ لازم ہو۔

[12]...... باب ما جاء فی جود عمر بن الخطاب

باب عمر رضی اللہ عنہ کی سخاوت کا بیان

9891/91: عن زَيْد بْن أَسْلَمَ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلَنِى ابْنُ عُمَرَ عَنْ بَعْضِ شَأْنِهِ يَعْنِى عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ حِينَ قُبِضَ كَانَ أَجَدَّ وَأَجْوَدَ، حَتَّى انْتَهَى مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔

صحيح: رواه البخاري (3687)۔

زید بن اسلم نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے اپنے والد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بعض حالات پوچھے تو میں نے انہیں بتا دیئے تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے بعد میں نے کسی شخص کو دین میں اتنی زیادہ محنت کرنے والا اور اتنا زیادہ سخی نہیں دیکھا اور یہ امر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر ختم ہو گیا۔

[14]...... باب عمر بن الخطاب أول من وضع للمسلمين تاريخا

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے مسلمانوں کے لیے تاریخ کا اجراء کیا

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: مَا عَدُّوا مِنْ مَبْعَثِ النَّبِيِّ ﷺ، وَلَا مِنْ وَفَاتِهِ، مَا عَدُّوا إِلَّا مِنْ مَقْدَمِهِ الْمَدِينَةَ۔

رواه البخاري (3934)۔

ومن أخباره عن سعيد بن المسيب يقول: جمع عمر الناس فسألهم من أى يوم يكتب التاريخ؟ فقال على بن أبى طالب: من يوم هاجر رسول الله ﷺ وترك أرض الشرك، ففعله عمر۔ رواه الحاكم (14/3)۔

وقد تواترت الروايات عن عمر بن الخطاب أمير المؤمنين أنه أول من وضع تاريخا للمسلمين ابتداء من هجرة المصطفى ﷺ من مكة إلى المدينة۔ راجع للمزيد فتح البارى (268/7) ومحض الصواب فى فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب ص 316-317۔

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ تاریخ کا شمار نا تو نبی کریم ﷺ کی نبوت کے سال سے ہوا اور نا ہی آپ کی

وفات کے سال سے بلکہ اس کا شمار آپ کی مدینہ میں آمد کے سال سے ہوا۔
سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور پوچھا کہ کس دن سے تاریخ کا آغاز کیا جائے؟ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی اور شرک کی زمین کو چھوڑ۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔
اور یہ روایات تواتر کے ساتھ ہیں جس میں بیان ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تاریخ کا آغاز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت سے شروع کیا۔

[15]...... باب تمنى عمر الموتَ فى المدينة

باب عمر رضی اللہ عنہ کا مدینہ منورہ میں وفات پانے کی تمنا کرنے کا بیان

عَنْ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ: اللهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ، وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ ﷺ
رواه البخاری (1890)۔

عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا کر اور میری موت اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں مقدر کر دے۔

[16]...... باب ما جاء فى قصة استشهاد عمر ووصاياه وكفنه ودفنه وقصة أمر الاستخلاف بعده واتفاقهم على عثمان

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت، وصیت، کفن دفن کا بیان اور خلیفہ کے لیے لوگوں کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر متفق ہونے کا بیان

9892/92: عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه قَبْلَ أَنْ يُصَابَ بِأَيَّامٍ بِالْمَدِينَةِ، وَقَفَ عَلَى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَعُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: كَيْفَ فَعَلْتُمَا، أَتَخَافَانِ أَنْ تَكُونَا قَدْ حَمَّلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تُطِيقُ؟ قَالَا: حَمَّلْنَاهَا أَمْرًا هِيَ لَهُ مُطِيقَةٌ، مَا فِيهَا كَبِيرُ فَضْلٍ۔ قَالَ: انْظُرَا أَنْ تَكُونَا حَمَّلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تُطِيقُ، قَالَ: قَالَا: لَا، فَقَالَ عُمَرُ: لَئِنْ سَلَّمَنِي اللّٰهُ، لَأَدَعَنَّ أَرَامِلَ أَهْلِ الْعِرَاقِ لَا يَحْتَجْنَ إِلَى رَجُلٍ بَعْدِي أَبَدًا، قَالَ: فَمَا أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا رَابِعَةٌ حَتَّى أُصِيبَ، قَالَ: إِنِّي لَقَائِمٌ مَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ غَدَاةَ أُصِيبَ، وَكَانَ إِذَا مَرَّ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ قَالَ: اسْتَوُوا، حَتَّى إِذَا لَمْ يَرَ فِيهِنَّ خَلَلًا تَقَدَّمَ فَكَبَّرَ، وَرُبَّمَا قَرَأَ سُورَةَ يُوسُفَ أَوِ النَّحْلَ أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى حَتَّى يَجْتَمِعَ النَّاسُ، فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ كَبَّرَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَتَلَنِي أَوْ أَكَلَنِي الْكَلْبُ، حِينَ طَعَنَهُ، فَطَارَ الْعِلْجُ

بِسِكِّينٍ ذَاتِ طَرَفَيْنِ، لَا يَمُرُّ عَلَى أَحَدٍ يَمِينًا وَلَا شِمَالًا إِلَّا طَعَنَهُ، حَتَّى طَعَنَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا، مَاتَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ طَرَحَ عَلَيْهِ بُرْنُسًا، فَلَمَّا ظَنَّ الْعِلْجُ أَنَّهُ مَأْخُوذٌ نَحَرَ نَفْسَهُ، وَتَنَاوَلَ عُمَرُ يَدَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَدَّمَهُ، فَمَنْ يَلِي عُمَرَ فَقَدْ رَأَى الَّذِي أَرَى، وَأَمَّا نَوَاحِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُمْ لَا يَدْرُونَ، غَيْرَ أَنَّهُمْ قَدْ فَقَدُوا صَوْتَ عُمَرَ، وَهُمْ يَقُولُونَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ، فَصَلَّى بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ صَلَاةً خَفِيفَةً، فَلَمَّا انْصَرَفُوا قَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، انْظُرْ مَنْ قَتَلَنِي، فَجَالَ سَاعَةً ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ: غُلَامُ الْمُغِيرَةِ، قَالَ: الصَّنَعُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: قَاتَلَهُ اللّٰهُ، لَقَدْ أَمَرْتُ بِهِ مَعْرُوفًا، الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَجْعَلْ مِيتَتِي بِيَدِ رَجُلٍ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ، قَدْ كُنْتَ أَنْتَ وَأَبُوكَ تُحِبَّانِ أَنْ تَكْثُرَ الْعُلُوجُ بِالْمَدِينَةِ، وَكَانَ أَكْثَرَهُمْ رَقِيقًا، فَقَالَ: إِنْ شِئْتَ فَعَلْتُ، أَيْ: إِنْ شِئْتَ قَتَلْنَا؟ قَالَ: كَذَبْتَ، بَعْدَمَا تَكَلَّمُوا بِلِسَانِكُمْ، وَصَلَّوْا قِبْلَتَكُمْ، وَحَجُّوا حَجَّكُمْ۔ فَاحْتُمِلَ إِلَى بَيْتِهِ، فَانْطَلَقْنَا مَعَهُ، وَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ تُصِبْهُمْ مُصِيبَةٌ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ، فَقَائِلٌ يَقُولُ: لَا بَأْسَ، وَقَائِلٌ يَقُولُ: أَخَافُ عَلَيْهِ، فَأُتِيَ بِنَبِيذٍ فَشَرِبَهُ، فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ، ثُمَّ أُتِيَ بِلَبَنٍ فَشَرِبَهُ، فَخَرَجَ مِنْ جُرْحِهِ، فَعَلِمُوا أَنَّهُ مَيِّتٌ، فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ، وَجَاءَ النَّاسُ يُثْنُونَ عَلَيْهِ، وَجَاءَ رَجُلٌ شَابٌّ فَقَالَ: أَبْشِرْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِبُشْرَى اللّٰهِ لَكَ، مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَقِدَمٍ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ، ثُمَّ وَلِيتَ فَعَدَلْتَ، ثُمَّ شَهَادَةٌ۔ قَالَ: وَدِدْتُ أَنَّ ذَلِكَ كَفَافٌ لَا عَلَيَّ وَلَا لِي، فَلَمَّا أَدْبَرَ إِذَا إِزَارُهُ يَمَسُّ الْأَرْضَ، قَالَ: رُدُّوا عَلَيَّ الْغُلَامَ، قَالَ: ابْنَ أَخِي ارْفَعْ ثَوْبَكَ، فَإِنَّهُ أَبْقَى لِثَوْبِكَ، وَأَتْقَى لِرَبِّكَ۔ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، انْظُرْ مَا عَلَيَّ مِنَ الدَّيْنِ، فَحَسَبُوهُ فَوَجَدُوهُ سِتَّةً وَثَمَانِينَ أَلْفًا أَوْ نَحْوَهُ، قَالَ: إِنْ وَفَى لَهُ مَالُ آلِ عُمَرَ فَأَدِّهِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَإِلَّا فَسَلْ فِي بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ، فَإِنْ لَمْ تَفِ أَمْوَالُهُمْ فَسَلْ فِي قُرَيْشٍ، وَلَا تَعْدُهُمْ إِلَى غَيْرِهِمْ، فَأَدِّ عَنِّي هَذَا الْمَالَ۔ انْطَلِقْ إِلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، فَقُلْ: يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ السَّلَامَ، وَلَا تَقُلْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، فَإِنِّي لَسْتُ الْيَوْمَ لِلْمُؤْمِنِينَ أَمِيرًا، وَقُلْ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ۔ فَسَلَّمَ وَاسْتَأْذَنَ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهَا فَوَجَدَهَا قَاعِدَةً تَبْكِي، فَقَالَ: يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ السَّلَامَ، وَيَسْتَأْذِنُ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ، فَقَالَتْ: كُنْتُ أُرِيدُهُ لِنَفْسِي، وَلَأُوثِرَنَّ بِهِ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِي، فَلَمَّا أَقْبَلَ، قِيلَ: هَذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ جَاءَ، قَالَ: ارْفَعُونِي، فَأَسْنَدَهُ رَجُلٌ إِلَيْهِ فَقَالَ: مَا لَدَيْكَ؟ قَالَ: الَّذِي تُحِبُّ يَا

دار ابن بشیر للبحث والتحقیق +923024056187

أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَذِنَتْ، قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ، مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ أَهَمُّ إِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ، فَإِذَا أَنَا قَضَيْتُ فَاحْمِلُونِي، ثُمَّ سَلِّمْ، فَقُلْ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَإِنْ أَذِنَتْ لِي فَأَدْخِلُونِي، وَإِنْ رَدَّتْنِي رُدُّونِي إِلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ۔ وَجَاءَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حَفْصَةُ وَالنِّسَاءُ تَسِيرُ مَعَهَا، فَلَمَّا رَأَيْنَاهَا قُمْنَا، فَوَلَجَتْ عَلَيْهِ، فَبَكَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً، وَاسْتَأْذَنَ الرِّجَالُ، فَوَلَجَتْ دَاخِلًا لَهُمْ، فَسَمِعْنَا بُكَاءَهَا مِنَ الدَّاخِلِ، فَقَالُوا: أَوْصِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اسْتَخْلِفْ، قَالَ: مَا أَجِدُ أَحَقَّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ، أَوِ الرَّهْطِ الَّذِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ، فَسَمَّى عَلِيًّا وَعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ، وَقَالَ: يَشْهَدُكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، وَلَيْسَ لَهُ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ كَهَيْئَةِ التَّعْزِيَةِ لَهُ فَإِنْ أَصَابَتِ الْإِمْرَةُ سَعْدًا فَهُوَ ذَاكَ، وَإِلَّا فَلْيَسْتَعِنْ بِهِ أَيُّكُمْ مَا أُمِّرَ، فَإِنِّي لَمْ أَعْزِلْهُ عَنْ عَجْزٍ وَلَا خِيَانَةٍ۔ وَقَالَ: أُوصِي الْخَلِيفَةَ مِنْ بَعْدِي، بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ، أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ، وَيَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ، وَأُوصِيهِ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا، {وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ} أَنْ يَقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَأَنْ يُعْفَى عَنْ مُسِيئِهِمْ، وَأُوصِيهِ بِأَهْلِ الْأَمْصَارِ خَيْرًا، فَإِنَّهُمْ رِدْءُ الْإِسْلَامِ، وَجُبَاةُ الْمَالِ، وَغَيْظُ الْعَدُوِّ، وَأَنْ لَا يُؤْخَذَ مِنْهُمْ إِلَّا فَضْلُهُمْ عَنْ رِضَاهُمْ۔ وَأُوصِيهِ بِالْأَعْرَابِ خَيْرًا، فَإِنَّهُمْ أَصْلُ الْعَرَبِ، وَمَادَّةُ الْإِسْلَامِ، أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ حَوَاشِي أَمْوَالِهِمْ، وَيُرَدَّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، وَأُوصِيهِ بِذِمَّةِ اللّٰهِ، وَذِمَّةِ رَسُولِهِ ﷺ أَنْ يُوفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ، وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ، وَلَا يُكَلَّفُوا إِلَّا طَاقَتَهُمْ۔ فَلَمَّا قُبِضَ خَرَجْنَا بِهِ، فَانْطَلَقْنَا نَمْشِي، فَسَلَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، قَالَتْ: أَدْخِلُوهُ، فَأُدْخِلَ، فَوُضِعَ هُنَالِكَ مَعَ صَاحِبَيْهِ، فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ دَفْنِهِ اجْتَمَعَ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: اجْعَلُوا أَمْرَكُمْ إِلَى ثَلَاثَةٍ مِنْكُمْ، فَقَالَ الزُّبَيْرُ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عَلِيٍّ، فَقَالَ طَلْحَةُ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عُثْمَانَ، وَقَالَ سَعْدٌ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: أَيُّكُمَا تَبَرَّأَ مِنْ هٰذَا الْأَمْرِ، فَنَجْعَلَهُ إِلَيْهِ وَاللّٰهُ عَلَيْهِ وَالْإِسْلَامُ، لَيَنْظُرَنَّ أَفْضَلَهُمْ فِي نَفْسِهِ؟ فَأُسْكِتَ الشَّيْخَانِ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: أَفَتَجْعَلُونَهُ إِلَيَّ وَاللّٰهُ عَلَيَّ أَنْ لَا آلُو عَنْ أَفْضَلِكُمْ؟ قَالَا: نَعَمْ، فَأَخَذَ بِيَدِ أَحَدِهِمَا فَقَالَ: لَكَ قَرَابَةٌ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَالْقَدَمُ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ، فَاللّٰهُ عَلَيْكَ لَئِنْ أَمَّرْتُكَ لَتَعْدِلَنَّ وَلَئِنْ أَمَّرْتُ عُثْمَانَ لَتَسْمَعَنَّ وَلَتُطِيعَنَّ، ثُمَّ خَلَا بِالْآخَرِ فَقَالَ لَهُ: مِثْلَ ذٰلِكَ، فَلَمَّا أَخَذَ الْمِيثَاقَ قَالَ: ارْفَعْ يَدَكَ يَا عُثْمَانُ، فَبَايَعَهُ،

فَبَايَعَ لَهُ عَلِيٌّ، وَوَلَجَ أَهْلُ الدَّارِ فَبَايَعُوهُ۔

صحيح: رواه البخاري (3700)۔ وفي لفظ له مزيد إيضاح لقصة الاستخلاف:

عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو زخمی ہونے سے چند دن پہلے مدینہ میں دیکھا کہ وہ سیدنا حذیفہ بن یمان اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہما کے ساتھ کھڑے تھے اور ان سے یہ فرما رہے تھے کہ تم لوگوں نے کیا کیا ہے؟ کیا تم لوگوں کو یہ خدشہ تو نہیں ہے کہ تم نے زمین کا اتنا محصول لگا دیا ہے جس کی گنجائش نہ ہو۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے ان پر خراج کا اتنا ہی بار ڈالا ہے جسے ادا کرنے کی زمین میں طاقت ہے، اس میں کوئی زیادتی نہیں کی گئی ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیکھو پھر سمجھ لو کہ تم نے ایسی جمع تو نہیں لگائی ہے جو زمین کی طاقت سے باہر ہو۔ ان دونوں نے کہا کہ ایسا نہیں ہوگا، اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ رکھا تو میں عراق کی بیوہ عورتوں کے لیے اتنا کر دوں گا کہ پھر میرے بعد کسی کی محتاج نہیں رہیں گی۔ راوی عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ ابھی اس گفتگو پر چوتھا دن ہی آیا تھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ زخمی کر دیئے گئے۔ عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ جس صبح کو آپ زخمی کئے گئے، میں صف کے اندر کھڑا تھا اور میرے اور ان کے درمیان عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سوا اور کوئی نہیں تھا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب صف سے گزرتے تو فرماتے جاتے کہ صفیں سیدھی کر لو اور جب دیکھتے کہ صفوں میں کوئی خلل نہیں رہ گیا ہے تب آگے آتے اور تکبیر کہتے۔ آپ پہلی رکعت میں عموماً سورۃ یوسف یا سورۃ النحل یا اتنی ہی طویل کوئی سورت پڑھتے یہاں تک کہ لوگ جمع ہو جاتے۔ اس دن ابھی آپ نے تکبیر ہی کہی تھی کہ میں نے سنا، آپ فرما رہے ہیں کہ مجھے قتل کر دیا یا کتے نے کاٹ لیا۔ ابولؤلؤ نے آپ کو زخمی کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہ بدبخت اپنا دو دھاری خنجر لیے دوڑنے لگا اور دائیں اور بائیں جدھر بھی پھرتا تو لوگوں کو زخمی کرتا جاتا۔ اس طرح اس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کر دیا جن میں سات نے شہادت پائی۔ مسلمانوں میں سے ایک صاحب نے یہ صورت حال دیکھی تو انہوں نے اس پر اپنی چادر ڈال دی۔ اس بدبخت کو جب یقین ہو گیا کہ اب پکڑ لیا جائے گا تو اس نے خود اپنا بھی گلا کاٹ لیا، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں آگے بڑھا دیا۔ جو لوگ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قریب تھے انہوں نے بھی وہ صورت حال دیکھی جو میں دیکھ رہا تھا لیکن جو لوگ مسجد کے کنارے پر تھے (پیچھے کی صفوں میں) تو انہیں کچھ معلوم نہیں ہو سکا، البتہ چونکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی قرآت (نماز میں) انہوں نے نہیں سنی تو سبحان اللہ! سبحان اللہ! کہتے رہے۔ آخر سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بہت ہلکی نماز پڑھائی۔ پھر جب لوگ نماز سے پلٹے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابن عباس! دیکھو مجھے کس نے زخمی کیا ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تھوڑی دیر گھوم پھر کر دیکھا اور آ کر فرمایا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کے غلام نے آپ کو زخمی کیا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا، وہی جو کاریگر ہے؟ جواب دیا کہ جی ہاں، اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اسے برباد کرے میں نے تو اسے اچھی بات کہی تھی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھوں

نہیں مقدر کی جو اسلام کا مدعی ہو۔ تم اور تمہارے والد (عباس رضی اللہ عنہ) اس کے بہت ہی خواہشمند تھے کہ عجمی غلام مدینہ میں زیادہ سے زیادہ لائے جائیں۔ یوں بھی ان کے پاس غلام بہت تھے، اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا، اگر آپ فرمائیں تو ہم بھی کر گزریں۔ مقصد یہ تھا کہ اگر آپ چاہیں تو ہم قتل کر ڈالیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ بہت قبیح ارادہ ہے، خصوصاً جب کہ تمہاری زبان میں وہ گفتگو کرتے ہیں، تمہارے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں اور تمہاری طرح حج کرتے ہیں۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر اٹھا کر لایا گیا اور ہم آپ کے ساتھ ساتھ آئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے لوگوں پر کبھی اس سے پہلے اتنی بڑی مصیبت آئی ہی نہیں تھی، بعض تو یہ کہتے تھے کہ کچھ نہیں ہوگا۔ اور بعض کہتے تھے کہ آپ کی زندگی خطرہ میں ہے۔ اس کے بعد کھجور کا پانی لایا گیا۔ اسے آپ نے پیا تو وہ آپ کے پیٹ سے باہر نکل آیا۔ پھر دودھ لایا گیا اسے بھی جوں ہی آپ نے پیا زخم کے راستے وہ بھی باہر نکل آیا۔ اب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آپ کی شہادت یقینی ہے۔ پھر ہم اندر آ گئے اور لوگ آپ کی تعریف بیان کرنے لگے، اتنے میں ایک نوجوان اندر آیا اور کہنے لگا یا امیر المؤمنین! آپ کو خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی۔ ابتداء میں اسلام لانے کا شرف حاصل کیا جو آپ کو معلوم ہے۔ پھر آپ خلیفہ بنائے گئے اور آپ نے پورے انصاف سے حکومت کی، پھر شہادت پائی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تو اس پر بھی خوش تھا کہ ان باتوں کی وجہ سے برابر پر میرا معاملہ ختم ہو جاتا، نہ ثواب ہوتا اور نہ عذاب۔ جب وہ نوجوان جانے لگا تو اس کا تہبند لٹک رہا تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس لڑکے کو میرے پاس واپس بلاؤ۔ آپ نے فرمایا: میرے بھتیجے! یہ اپنا کپڑا اوپر اٹھائے رکھو کہ اس سے تمہارا کپڑا بھی زیادہ دنوں چلے گا اور تمہارے رب سے تقویٰ کا بھی باعث ہے۔ اے عبداللہ بن عمر! دیکھو مجھ پر کتنا قرض ہے؟ جب لوگوں نے آپ پر قرض کا شمار کیا تو تقریباً چھیاسی (86) ہزار نکلا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا کہ اگر یہ قرض آل عمر کے مال سے ادا ہو سکے تو انہی کے مال سے اس کو ادا کرنا ورنہ پھر بنی عدی بن کعب سے کہنا، اگر ان کے مال کے بعد بھی ادائیگی نہ ہو سکے تو قریش سے کہنا، ان کے سوا کسی سے امداد نہ طلب کرنا اور میری طرف سے اس قرض کو ادا کر دینا۔ اچھا اب ام المؤمنین سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ عمر نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے۔ امیر المؤمنین نہ کہنا، کیونکہ اب میں مسلمانوں کا امیر نہیں رہا ہوں، تو ان سے عرض کرنا کہ عمر بن خطاب نے آپ سے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر) سلام کیا اور اجازت لے کر اندر داخل ہوئے۔ دیکھا کہ آپ بیٹھی رو رہی ہیں۔ پھر کہا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے، سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے اس جگہ کو اپنے لیے منتخب کر رکھا تھا لیکن آج میں انہیں اپنے پر ترجیح دوں گی، پھر جب سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما واپس آئے تو لوگوں نے بتایا کہ عبداللہ آ گئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اٹھاؤ۔ ایک صاحب نے سہارا دے کر آپ کو اٹھایا۔ آپ نے

دریافت کیا کیا خبر لائے؟ کہا کہ جو آپ کی تمنا تھی اے امیر المؤمنین! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا الحمدللہ۔ اس سے اہم چیز اب میرے لیے کوئی نہیں رہ گئی تھی۔ لیکن جب میری وفات ہو چکے اور مجھے اٹھا کر لے چلو تو پھر میرا سلام ان سے کہنا اور عرض کرنا کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے آپ سے اجازت چاہی ہے۔ اگر وہ میرے لیے اجازت دے دیں تب تو وہاں دفن کرنا اور اگر اجازت نہ دیں تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا۔ اس کے بعد ام المؤمنین سیدۃ حفصہ رضی اللہ عنہا آئیں۔ ان کے ساتھ کچھ دوسری خواتین بھی تھیں، جب ہم نے انہیں دیکھا تو ہم اٹھ گئے۔ آپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قریب آئیں اور وہاں تھوڑی دیر تک آنسو بہاتی رہیں۔ پھر جب مردوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو وہ مکان کے اندرونی حصہ میں چلی گئیں اور ہم نے ان کے رونے کی آواز سنی پھر لوگوں نے عرض کیا امیر المؤمنین! خلافت کے لیے کوئی وصیت کر دیجیے، فرمایا کہ خلافت کا میں ان سے زیادہ اور کسی کو مستحق نہیں پاتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک جن سے راضی اور خوش تھے پھر آپ نے علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف کا نام لیا اور یہ بھی فرمایا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر کو بھی صرف مشورہ کی حد تک شریک رکھنا لیکن خلافت سے انہیں کوئی سروکار نہیں رہے گا۔ جیسے آپ نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تسکین کے لیے یہ فرمایا ہو۔ پھر اگر خلافت سعد کو مل جائے تو وہ اس کے اہل ہیں اور اگر وہ نہ ہو سکیں تو جو شخص بھی خلیفہ ہو وہ اپنے زمانہ خلافت میں ان کا تعاون حاصل کرتا رہے۔ کیونکہ میں نے ان کو (کوفہ کی گورنری سے) نااہلی یا کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا ہے اور عمر نے فرمایا: میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کے حقوق پہچانے اور ان کے احترام کو ملحوظ رکھے اور میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ انصار کے ساتھ بہتر معاملہ کرے جو دار الہجرت اور دار الایمان (مدینہ منورہ) میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے سے) مقیم ہیں۔ (خلیفہ کو چاہیے) کہ وہ ان کے نیکوں کو نوازے اور ان کے بروں کو معاف کر دیا کرے اور میں ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ شہری آبادی کے ساتھ بھی اچھا معاملہ رکھے کہ یہ لوگ اسلام کی مدد، مال جمع کرنے کا ذریعہ اور (اسلام کے) دشمنوں کے لیے ایک مصیبت ہیں اور یہ کہ ان سے وہی وصول کیا جائے جو ان کے پاس فاضل ہو اور ان کی خوشی سے لیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو بدویوں کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ اصل عرب ہیں اور اسلام کی جڑ ہیں اور یہ کہ ان سے ان کا بچا کھچا مال وصول کیا جائے اور انہیں کے محتاجوں میں تقسیم کر دیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو اللہ اور اس کے رسول کے عہد کی نگہداشت کی وصیت کرتا ہوں کہ ان سے کئے گئے عہد کو پورا کیا جائے، ان کی حفاظت کے لیے جنگ کی جائے اور ان کی حیثیت سے زیادہ ان پر بوجھ نہ ڈالا جائے، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو ہم وہاں سے ان کو لے کر (عائشہ رضی اللہ عنہا) کے حجرہ کی طرف آئے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سلام کیا اور عرض کیا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی ہے۔ ام المؤمنین نے کہا انہیں یہیں دفن کیا جائے۔ چنانچہ وہ وہیں دفن ہوئے، پھر جب لوگ دفن سے فارغ ہو چکے تو وہ جماعت (جن

کے نام سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے وفات سے پہلے بتائے تھے) جمع ہوئی عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا: تمہیں اپنا معاملہ اپنے ہی میں سے تین آدمیوں کے سپرد کر دینا چاہیے اس پر زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا معاملہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنا معاملہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں اور سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا معاملہ عبدالرحمٰن بن عوف کے سپرد کیا۔ اس کے بعد سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے (عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کو مخاطب کر کے) کہا کہ آپ دونوں میں سے جو بھی خلافت سے اپنی برات ظاہر کرے ہم اسی کو خلافت دیں گے اور اللہ اس کا نگراں ونگہبان ہوگا اور اسلام کے حقوق کی ذمہ داری اس پر لازم ہوگی۔ ہر شخص کو غور کرنا چاہیے کہ اس کے خیال میں کون افضل ہے، اس پر یہ دونوں خاموش ہو گئے تو سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ اس انتخاب کی ذمہ داری مجھ پر ڈالتے ہیں، اللہ کی قسم کہ میں آپ میں سے اسی کو منتخب کروں گا جو سب میں افضل ہوگا۔ ان دونوں نے کہا کہ جی ہاں، پھر آپ نے ان دونوں میں سے ایک کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ آپ کی قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور ابتداء میں اسلام لانے کا شرف بھی۔ جیسا کہ آپ کو خود ہی معلوم ہے، پس اللہ آپ کا نگران ہے کہ اگر میں آپ کو خلیفہ بنا دوں تو کیا آپ عدل وانصاف سے کام لیں گے اور اگر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دوں تو کیا آپ ان کے احکام سنیں گے اور ان کی اطاعت کریں گے؟ اس کے بعد دوسرے صاحب کو تنہائی میں لے گئے اور ان سے بھی یہی کہا اور جب ان سے وعدہ لے لیا تو فرمایا: اے عثمان! اپنا ہاتھ بڑھایئے۔ چنانچہ انہوں نے ان سے بیعت کی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان سے بیعت کی، پھر اہل مدینہ آئے اور سب نے بیعت کی۔

9894/94: عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَأْلَمُ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَكَأَنَّهُ يُجَزِّعُهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، وَلَئِنْ كَانَ ذَاكَ، لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ، ثُمَّ فَارَقْتَهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، ثُمَّ صَحِبْتَ أَبَا بَكْرٍ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ، ثُمَّ فَارَقْتَهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، ثُمَّ صَحِبْتَ صَحَبَتَهُمْ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ، وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُونَ، قَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَرِضَاهُ، فَإِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللّٰهِ تَعَالَى مَنَّ بِهِ عَلَيَّ، وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ أَبِي بَكْرٍ وَرِضَاهُ، فَإِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ مَنَّ بِهِ عَلَيَّ، وَأَمَّا مَا تَرَى مِنْ جَزَعِي، فَهُوَ مِنْ أَجْلِكَ وَأَجْلِ أَصْحَابِكَ، وَاللّٰهِ لَوْ أَنَّ لِي طِلَاعَ الْأَرْضِ ذَهَبًا، لَافْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ عز وجل قَبْلَ أَنْ أَرَاهُ۔

صحیح: رواہ البخاری (3692)۔

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ زخمی کیے گئے تو آپ تکلیف سے گھبرانے لگے۔ اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ سے تسلی کے طور پر کہا کہ اے امیر المؤمنین! آپ اتنا گھبرا کیوں رہے ہیں؟ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی صحبت میں رہے اور نبی کریم ﷺ کی صحبت کا پورا حق ادا کیا اور پھر جب آپ نبی کریم ﷺ سے جدا ہوئے تو نبی کریم ﷺ آپ سے راضی تھے، اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اٹھائی اور ان کی صحبت کا بھی آپ نے پورا حق ادا کیا اور جب جدا ہوئے تو وہ بھی آپ سے راضی تھے۔ آخر میں مسلمانوں کی صحبت آپ کو حاصل رہی۔ ان کی صحبت کا بھی آپ نے پورا حق ادا کیا اور اگر آپ ان سے جدا ہوئے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انہیں بھی آپ اپنے سے راضی ہی چھوڑیں گے۔ اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابن عباس! تم نے جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا اور آپ ﷺ کی رضا وخوشی کا ذکر کیا ہے تو یقیناً یہ صرف اللہ تعالیٰ کا ایک فضل اور احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا ہے۔ اسی طرح جو تم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اور ان کی خوشی کا ذکر کیا ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا مجھ پر فضل واحسان تھا۔ لیکن جو گھبراہٹ اور پریشانی مجھ پر تم طاری دیکھ رہے ہو وہ تمہاری وجہ سے اور تمہارے ساتھیوں کی فکر کی وجہ سے ہے۔ اور اللہ کی قسم! اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا سامنا کرنے سے پہلے اس کا فدیہ دے کر اس سے نجات کی کوشش کرتا۔

9895/95: عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمَّا طَعَنَ أَبُو لُؤْلُؤَةَ عُمَرَ، طَعَنَهُ طَعْنَتَيْنِ، فَظَنَّ عُمَرُ أَنَّ لَهُ ذَنْبًا فِي النَّاسِ لَا يَعْلَمُهُ، فَدَعَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَكَانَ يُحِبُّهُ، وَيُدْنِيهِ، وَيَسْتَمِعُ مِنْهُ، فَقَالَ لَهُ: أَحَبُّ أَنْ تَعْلَمَ عَنْ مَلَأٍ مِنَ النَّاسِ كَانَ هٰذَا؟ فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَجَعَلَ لَا يَمُرُّ بِمَلَإٍ مِنَ النَّاسِ إِلَّا وَهُمْ يَبْكُونَ، فَرَجَعَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ: مَا أَتَيْتُ عَلَى مَلَإٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا وَهُمْ يَبْكُونَ، كَأَنَّمَا فَقَدُوا الْيَوْمَ أَبْكَارَ أَوْلَادِهِمْ۔ فَقَالَ: مَنْ قَتَلَنِي؟ قَالَ: أَبُو لُؤْلُؤَةَ الْمَجُوسِيُّ عَبْدُ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَرَأَيْتُ الْبِشْرَ فِي وَجْهِهِ۔ فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَبْتَلِنِي بِقَوْلِ أَحَدٍ يُحَاجُّنِي بِقَوْلِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَمَا إِنِّي كُنْتُ قَدْ نَهَيْتُكُمْ أَنْ تَجْلِبُوا إِلَيْنَا مِنَ الْعُلُوجِ أَحَدًا، فَعَصَيْتُمُونِي۔ ثُمَّ قَالَ: ادْعُوا لِي إِخْوَانِي۔ قَالُوا: وَمَنْ؟ قَالَ: عُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ۔ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ، ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فِي حَجْرِي، فَلَمَّا جَاءُ وا، قُلْتُ: هٰؤُلَاءِ قَدْ حَضَرُوا۔ فَقَالَ: نَعَمْ، نَظَرْتُ فِي أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ، فَوَجَدْتُكُمْ أَيُّهَا السِّتَّةُ رُءُ وسَ النَّاسِ، وَقَادَتَهُمْ، وَلَا يَكُونُ هٰذَا الْأَمْرُ إِلَّا فِيكُمْ مَا اسْتَقَمْتُمْ يَسْتَقِيمُ أَمْرُ النَّاسِ، وَإِنْ يَكُنِ اخْتِلَافٌ يَكُنْ فِيكُمْ، فَلَمَّا سَمِعْتُ ذِكْرَ الِاخْتِلَافِ، وَالشِّقَاقِ ظَنَنْتُ أَنَّهُ كَائِنٌ، لِأَنَّهُ قَلَّ مَا قَالَ شَيْئًا إِلَّا رَأَيْتُهُ، ثُمَّ نَزَفَ الدَّمَ، فَهَمَسُوا بَيْنَهُمْ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ يُبَايِعُوا رَجُلًا مِنْهُمْ، فَقُلْتُ: إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ حَيٌّ بَعْدُ، وَلَا يَكُونُ خَلِيفَتَانِ يَنْظُرُ أَحَدُهُمَا إِلَى الْآخَرِ۔ فَقَالَ: احْمِلُونِي، فَحَمَلْنَاهُ، فَقَالَ: تَشَاوَرُوا ثَلَاثًا۔ وَيُصَلِّي بِالنَّاسِ صُهَيْبٌ۔ قَالَ: مَنْ نُشَاوِرُ يَا

أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ فَقَالَ: شَاوِرُوا الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ، وَسَرَاةَ مَنْ هُنَا مِنَ الْأَجْنَادِ. ثُمَّ دَعَا بِشَرْبَةٍ مِنْ لَبَنٍ، فَشَرِبَ، فَخَرَجَ بَيَاضُ اللَّبَنِ مِنَ الْجُرْحَيْنِ، فَعُرِفَ أَنَّهُ الْمَوْتُ، فَقَالَ: الْآنَ لَوْ أَنَّ لِيَ الدُّنْيَا كُلَّهَا لَافْتَدَيْتُ بِهَا مِنْ هَوْلِ الْمَطْلَعِ، وَمَا ذَاكَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ إِنْ أَكُونُ رَأَيْتُ إِلَّا خَيْرًا. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَإِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ، فَجَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا، أَلَيْسَ قَدْ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُعِزَّ اللَّهُ بِكَ الدِّينَ وَالْمُسْلِمِينَ إِذْ يَخَافُونَ بِمَكَّةَ، فَلَمَّا أَسْلَمْتَ كَانَ إِسْلَامُكَ عِزًّا، وَظَهَرَ بِكَ الْإِسْلَامُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ، وَهَاجَرْتَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَكَانَتْ هِجْرَتُكَ فَتْحًا، ثُمَّ لَمْ تَغِبْ عَنْ مَشْهَدٍ شَهِدَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ قِتَالِ الْمُشْرِكِينَ مِنْ يَوْمِ كَذَا وَيَوْمِ كَذَا، ثُمَّ قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، فَوَازَرْتَ الْخَلِيفَةَ بَعْدَهُ عَلَى مِنْهَاجِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَضَرَبْتَ مَنْ أَدْبَرَ بِمَنْ أَقْبَلَ حَتَّى دَخَلَ النَّاسُ فِي الْإِسْلَامِ طَوْعًا أَوْ كَرْهًا، ثُمَّ قُبِضَ الْخَلِيفَةُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، ثُمَّ وُلِّيتَ بِخَيْرِ مَا وُلِّيَ النَّاسُ، مَصَّرَ اللَّهُ بِكَ الْأَمْصَارَ، وَجَبَى بِكَ الْأَمْوَالَ، وَنَفَى بِكَ الْعَدُوَّ، وَأَدْخَلَ اللَّهُ بِكَ عَلَى كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ تَوَسُّعِهِمْ فِي دِينِهِمْ، وَتَوَسُّعِهِمْ فِي أَرْزَاقِهِمْ، ثُمَّ خَتَمَ لَكَ بِالشَّهَادَةِ، فَهَنِيئًا لَكَ. فَقَالَ: وَاللَّهِ إِنَّ الْمَغْرُورَ مَنْ تَغُرُّونَهُ. ثُمَّ قَالَ: أَتَشْهَدُ لِي يَا عَبْدَ اللَّهِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَلْصِقْ خَدِّي بِالْأَرْضِ يَا عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عُمَرَ فَوَضَعْتُهُ مِنْ فَخِذِي عَلَى سَاقِي. فَقَالَ: أَلْصِقْ خَدِّي بِالْأَرْضِ، فَتَرَكَ لِحْيَتَهُ وَخَدَّهُ حَتَّى وَقَعَ بِالْأَرْضِ، فَقَالَ: وَيْلَكَ وَوَيْلَ أُمِّكَ يَا عُمَرُ إِنْ لَمْ يَغْفِرِ اللَّهُ لَكَ. ثُمَّ قُبِضَ ﷺ. فَلَمَّا قُبِضَ أَرْسَلُوا إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، فَقَالَ: لَا آتِيكُمْ إِنْ لَمْ تَفْعَلُوا مَا أَمَرَكُمْ بِهِ مِنْ مُشَاوَرَةِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، وَسَرَاةِ مَنْ هَاهُنَا مِنَ الْأَجْنَادِ قَالَ الْحَسَنُ، وَذُكِرَ لَهُ فِعْلُ عُمَرَ عِنْدَ مَوْتِهِ وَخَشْيَتُهُ مِنْ رَبِّهِ، فَقَالَ: هٰكَذَا الْمُؤْمِنُ جَمَعَ إِحْسَانًا وَشَفَقَةً، وَالْمُنَافِقُ جَمَعَ إِسَاءَةً وَغِرَّةً، وَاللَّهِ مَا وَجَدْتُ فِيمَا مَضَى وَلَا فِيمَا بَقِيَ عَبْدًا ازْدَادَ إِحْسَانًا إِلَّا ازْدَادَ مَخَافَةً وَشَفَقَةً مِنْهُ، وَلَا وَجَدْتُ فِيمَا مَضَى، وَلَا فِيمَا بَقِيَ عَبْدًا ازْدَادَ إِسَاءَةً إِلَّا ازْدَادَ غِرَّةً.

حسن: رواه الطبرانی فی الأوسط (583)۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب ابو لؤلؤ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر وار لگائے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ ان کے ذمہ لوگوں کا گناہ ہے، جسے وہ نہیں جانتے، آپ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بلایا اور وہ آپ سے محبت کرتے تھے اور ان کو اپنے قریب رکھتے تھے اور ان سے باتیں کیا کرتے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا میں یہ پسند کرتا

ہوں کہ لوگ اس واقعہ کو جان لیں۔ اس پر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نکلے اور جس بھی گروہ کے پاس سے گزرے تو وہ رو رہے تھے، پھر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما واپس آئے اور عرض کیا اے امیر المومنین! میں جس گروہ کے پاس بھی گیا ہوں وہ رو رہے تھے، ایسا لگتا تھا کہ وہ آج اپنی جان اور اولاد کو نہیں پا رہے۔ آپ نے فرمایا: مجھے کس نے مارا ہے؟ فرمایا مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولؤلؤ مجوسی نے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے آپ کے چہرے پر بشاشت دیکھی، اور دعا کی تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے مجھے کسی ایسے شخص کی بات کے ساتھ آزمائش میں نہ ڈالا جو لا الہ الا اللہ کے ساتھ مجھ سے جھگڑا کر سکے۔ میں نے تم کو روکا تھا کہ تم میرے قریب کسی کو نا آنے دو، تم نے میری نافرمانی کی۔ پھر فرمایا میرے پاس میرے بھائیوں کو بلاؤ۔ لوگوں نے پوچھا کون؟ فرمایا: عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص کو۔ تو انہیں بلایا گیا پھر آپ نے اپنا سر میری گود میں رکھا، جب وہ آئے تو میں نے کہا: یہ سارے آ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ میں نے مسلمانوں کے معاملہ کو دیکھ لیا ہے میں نے تمہیں ان لوگوں کا سربراہ اور قائد پایا ہے۔ یہ امر جب تک تمہارے درمیان رہے گا تو لوگوں کا معاملہ ٹھیک رہے گا۔ اگر اختلاف ہوا تو تم میں اختلاف ہوگا، جب میں نے اختلاف اور مخالفت کا ذکر سنا تو میں نے خیال کہ وہ ہو کر رہے گا کیونکہ جو آپ نے فرمایا میں نے اس کو دیکھا کہ بہت کم ایسے ہوا ہے جو آپ نے فرمایا وہ نا ہوا ہو۔ پھر آپ نے خون صاف کیا، پھر آپ نے ان کے درمیان آہستہ گفتگو فرمائی یہاں تک کہ میں نے خوف کیا کہ ان میں سے ایک آدمی کی بیعت کر دی گئی، میں نے کہا: بے شک امیر المومنین زندہ ہیں، دو خلیفہ نہیں ہو سکتے، ان میں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ آپ نے فرمایا مجھے اٹھاؤ، ہم نے انہیں اٹھایا تو فرمایا: تین بار مشورہ کریں اور لوگوں کو صہیب نماز پڑھائیں۔ فرمایا گیا، اے امیر المومنین ہم کس سے مشورہ کریں؟ مہاجرین اور انصار سے مشورہ کرو۔ یہاں لشکر سے پسند کرو، پھر آپ نے پینے کے لیے دودھ مانگا تو اسے پیا پس دودھ آپکے دونوں زخموں سے نکل گیا، معلوم ہو گیا کہ آپ نے دنیا سے جانا ہے آپ نے فرمایا: اگر میرے پاس ساری دنیا ہوتی تو میں اس عذاب کی ہولناکی سے بچنے کے لیے سارا فدیہ دے دوں۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے میں بہتر ہی دیکھتا ہوں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر آپ نے یہ کہا ہے کہ اللہ آپ کو بہتر جزا دے گا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا نہیں مانگی کہ اللہ تیرے ذریعے دین اور مسلمانوں کو عزت دے، جب یہ مکہ میں ڈرتے تھے جب آپ اسلام لائے تو آپ کا اسلام عزت کا باعث ہوا۔ اور آپ کی وجہ سے اسلام نے غلبہ پایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہ نے اور آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی آپ کی ہجرت فتح تھی، پھر کسی جنگ سے آپ پیچھے نہیں رہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریک ہوئے، جس میں مشرکوں سے اس دن جنگ کی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال اس حالت میں ہو کہ وہ آپ سے راضی تھے پھر آپ نے خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے طریقے پر رکھی، آپ نے اس کو مارا جس نے اسلام سے منہ پھیرا یہاں تک کہ لوگ اسلام میں داخل ہو گئے مجبوراً یا خوشی سے، پھر خلیفہ کا انتقال ہوا، یعنی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تو

وہ بھی آپ سے راضی تھے۔ پھر لوگوں کا آپ کو ولی بنایا گیا تو آپ اچھے ولی بنے ، اللہ نے کئی ملکوں کو آپ کے ذریعے فتح کروایا، آپ کے ذریعے اموال ملے، دشمن بھاگے، ہر گھر میں دین آپ کی وجہ سے پھیلا، ان کے رزق میں وسعت ہوئی، پھر آپ کا خاتمہ شہادت پر ہوا ہے، آپ کے لیے خوشخبری ہے ۔تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم یہ سب تکبر والی چیزیں ہیں ۔ پھر فرمایا: اے عبداللہ کیا آپ قیامت کے دن میرے لیے گواہی دیں گے؟ عرض کی جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ تیرے لیے تعریف ہے ۔ اے عبد اللہ بن عمر میرا رخسار زمین پر رکھ دے پس میں نے اپنی ران سے اپنی پنڈلی پر رکھا، آپ نے فرمایا: میرا رخسار زمین پر رکھ دو۔ سوانہوں نے آپ کی داڑھی اور رخسار کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ زمین پر رکھ دیا۔ فرمانے لگے۔ تیرے لیے ہلاکت اور تیری ماں کے لیے ہلاکت اے عمر اگر اللہ نے تجھے نہیں بخشا۔ پھر آپ کا انتقال ہو گیا۔ اللہ کی آپ پر رحمت ہو جب آپ فوت ہوئے تو سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف کسی کو بھیجا گیا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نہیں آؤں گا، اگر تم نے نہیں کیا جو آپ کو مہاجرین و انصار کے ساتھ مشاورت کا حکم دیا گیا، اس کو اس لشکر تک راز میں رکھنا۔ امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے فعل اور اللہ کے ڈر کو موت کے وقت ذکر کیا گیا فرمایا اس طرح مومن پر احسان اور شفقت ،اور منافق پر ناراضگی اور دھوکہ جمع کرتا ہے۔ اللہ کی قسم میں نے کوئی ایسا بندہ نہیں پایا جو گزر گیا اور جو باقی ہے کہ اس پر احسان زیادہ ہو لیکن اس کا خوف اور ڈر اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ میں نے کوئی بندہ جو گزر گیا اور جو باقی ہے نہیں پایا ناراضگی کی حالت میں مگر اس کا دھوکہ زیادہ ہو جاتا ہے۔

جموع مناقب عثمان بن عفان و أخبارہ

احادیث کا مجموعہ جن میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے فضائل اور واقعات بیان ہوئے

امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان بن ابی العاص القرشی الاموی۔

عام الفیل کے چھ سال بعد پیدا ہوئے۔ اور متواضع قد (نا زیادہ لمبا نا زیادہ چھوٹا)، خوبصورت چہرہ، نرم دل، گھنی داڑھی، کشادہ سینے والے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی رقیہ (رضی اللہ عنہا) کا نکاح ان سے کیا۔ بدر کے دنوں میں ان (رقیہ رضی اللہ عنہا) کی وفات ہوگئی، تو آپ ﷺ نے ان کی بہن ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی ان سے کر دیا۔ اسی لیے آپ کا لقب ذوالنورین تھا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب انہوں نے بیعت کی تو ہمارے پاس خیر جمع ہوگئی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہم سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ اسی طرح کا قول سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب ان کے پاس سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پہنچی کہ: انہیں شہید کر دیا گیا، حالانکہ وہ ان سے صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ اور اپنے رب سے ان سے زیادہ ڈرنے والے تھے۔ آپ اپنی خلافت کے گیارہویں سال، گیارہویں ماہ اور بائیسویں دن شہید کیے گئے، اور یہ بائیس ذوالحج 35 ہجری کا واقعہ ہے۔ ابن اسحاق نے اسے بیان کیا ہے۔ (الاصابة 5473)

+923024056187

[1]...... باب أن عثمان رجل حيي تستحي منه الملائكة

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایسی شخصیت ہیں کہ ان سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں کا بیان

9896/96: عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مُضْطَجِعًا فِي بَيْتِي كَاشِفًا عَنْ فَخِذَيْهِ أَوْ سَاقَيْهِ، فَاسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ فَتَحَدَّثَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ كَذَلِكَ فَتَحَدَّثَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَسَوَّى ثِيَابَهُ - قَالَ مُحَمَّدٌ: وَلَا أَقُولُ ذَلِكَ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ - فَدَخَلَ فَتَحَدَّثَ، فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ: دَخَلَ أَبُوبَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ، ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ،

ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ! فَقَالَ: أَلَا أَسْتَحِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ.

صحیح ۔رواہ مسلم (2401)

اس حدیث اور اگلی حدیث کا ترجمہ تقریباً ملتا جلتا ہے۔

9897/97: عن عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ وَعُثْمَانَ حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ اسْتَأْذَنَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ لَابِسٌ مِرْطَ عَائِشَةَ، فَأَذِنَ لِأَبِى بَكْرٍ وَهُوَ كَذٰلِكَ فَقَضَى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ ثُمَّ انصَرَفَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ فَقَضَى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ ثُمَّ انصَرَفَ، قَالَ عُثْمَانُ: ثُمَّ اسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، وَقَالَ لِعَائِشَةَ: اجْمَعِي عَلَيْكِ ثِيَابَكِ - فَقَضَيْتُ إِلَيْهِ حَاجَتِى ثُمَّ انْصَرَفْتُ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا لِى لَمْ أَرَكَ فَزِعْتَ لِأَبِى بَكْرٍ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہما كَمَا فَزِعْتَ لِعُثْمَانَ؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ، وَإِنِّى خَشِيتُ إِنْ أَذِنْتُ لَهُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ أَنْ لَا يَبْلُغَ إِلَيَّ فِى حَاجَتِهِ۔

صحیح: رواہ مسلم (2402: 27)۔

نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر اوڑھے اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اجازت دی اور آپ اسی طرح رہے یہاں تک کہ وہ اپنا کام پورا کر کے واپس چلے گئے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے انہیں اجازت دی اور آپ اسی طرح رہے یہاں تک کہ وہ بھی اپنا کام پورا کر کے چلے گئے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر میں نے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ بیٹھ گئے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کہ اپنے کپڑوں کو درست کر لے۔ تو میں نے اپنا کام پورا کیا اور واپس چلا گیا۔ اس کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا بات ہے کہ جب ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما تشریف لائے تو آپ نے اپنی حالت کو تبدیل نہیں کیا لیکن جیسے ہی عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: عثمان بڑا با حیا مرد ہے، اور میں ڈرا کہ اگر میں نے اسی حال میں ان کو اجازت دی تو وہ اپنی حاجت مجھے نہیں بتلا سکیں گے۔

[2]...... باب أن عثمان أدرك فضل من شهد بدرًا

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بدر میں شرکت کی فضیلت پائی ہے اس کا بیان

9898/98: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: إِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ، عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ

رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ۔

صحيح: رواه البخاری (3130)۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شامل نا تھے۔ کیونکہ ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحبزادی تھیں اور وہ بیمار تھیں۔ ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں بھی بدر میں شریک ہونے والے کے برابر ہی اجر اور حصہ بھی ملے گا۔

[3]...... باب إن بيعة الرضوان كانت من أجل عثمان

بیعت رضوان سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہی ہوئی تھی کا بیان

9899/99: عن عُثْمَان هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ حَجَّ الْبَيْتَ، فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا، فَقَالَ: مَنْ هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ قُرَيْشٌ، قَالَ: فَمَنِ الشَّيْخُ فِيهِمْ؟ قَالُوا: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: يَا ابْنَ عُمَرَ، إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِي، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ، قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ: تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَلَمْ يَشْهَدْ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ۔ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: تَعَالَ أُبَيِّنْ لَكَ، أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ، فَأَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَ لَهُ، وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ، وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ، فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عُثْمَانَ، وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ الْيُمْنَى: هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ، فَقَالَ: هَذِهِ لِعُثْمَانَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: اذْهَبْ بِهَا الْآنَ مَعَكَ

صحيح: رواه البخاری (3698)۔

عثمان ابن موہب نے بیان کیا کہ مصر والوں میں سے ایک آدمی آیا اور بیت اللہ کا حج کیا، پھر اس نے کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو اس نے کہا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جواب ملا کہ یہ قریش ہیں۔ اس نے پوچھا کہ ان میں بزرگ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ سیدنا عبداللہ بن عمر ہیں۔ اس نے پوچھا۔ اے ابن عمر! میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں تو مجھے اس کے بابت بتلایئے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے احد کے دن لڑائی سے فرار اختیار کی تھی؟

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ پھر انہوں نے پوچھا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے تھے؟ جواب دیا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بیعت رضوان میں بھی شریک نہیں تھے۔ جواب دیا کہ ہاں یہ بھی صحیح ہے۔ یہ سن کر اس کی زبان سے نکلا اللہ اکبر اس پر سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرے پاس آؤ۔ اب میں تمہیں ان واقعات کی تفصیل سمجھاؤں گا۔ احد کی لڑائی سے فرار کے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں اور اس وقت وہ بیمار تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہیں اتنا ہی اجر اور حصہ ملے گا جتنا اس شخص کو جو بدر کی لڑائی میں شریک ہوگا اور اسی کے مطابق مال غنیمت سے حصہ بھی ملے گا اور بیعت رضوان میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس موقع پر مکہ میں کوئی بھی شخص سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ عزت والا اور بااثر ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی کو ان کی جگہ وہاں بھیجتے، یہی وجہ ہوئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مکہ بھیج دیا تھا اور جب بیعت رضوان ہو رہی تھی تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مکہ جا چکے تھے، اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا تھا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور پھر اسے اپنے دوسرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا کہ یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے۔

[4]...... باب قوله: ((ما ضرَّ عثمان ما عمل بعد تجهيز جيش العسرة))

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ آج جیش العسرۃ کے سامان کی تیاری کرنے کے بعد سے عثمان کو کوئی بھی برا عمل نقصان نہیں پہنچائے گا

9900/100: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: جَاءَ عُثْمَانُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِأَلْفِ دِينَارٍ - قَالَ الحَسَنُ بْنُ وَاقِعٍ: وَكَانَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ مِنْ كِتَابِي، فِي كُمِّهِ - حِينَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَنَثَرَهَا فِي حِجْرِهِ۔ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُقَلِّبُهَا فِي حِجْرِهِ وَيَقُولُ: مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ اليَوْمِ مَرَّتَيْنِير ددها مرارا۔

حسن: رواه الترمذی (3701)، وأحمد (20630)، وابن أبی عاصم فی الجهاد (82)، والحاكم (102/3)۔

سیدنا عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار لے کر آئے، (حسن بن واقع کہتے ہیں کہ میرے پاس میری کتاب میں ایک جگہ آستین کا بھی ذکر ہے) جس وقت انہوں نے جیش عسرہ کو تیار کیا، اور ان دیناروں کو آپ کی گود میں ڈال دیا، عبد الرحمن بن سمرہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسے اپنی گود میں الٹتے پلٹتے دیکھا اور یہ کہتے سنا کہ آج کے بعد سے عثمان کو کوئی بھی برا عمل نقصان نہیں پہنچائے گا، ایسا آپ نے دو بار

فرمایا۔

9901/101: عَنْ أَبِى عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ حَيْثُ حُوصِرَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ: أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَلَا أَنْشُدُ إِلَّا أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ حَفَرَ رُومَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَحَفَرْتُهَا أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَجَهَّزْتُهُمْ قَالَ: فَصَدَّقُوهُ بِمَا قَالَ

صحيح: رواه البخاری (2778)۔

سیدنا ابوعبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ محاصرے میں لیے گئے تو باغیوں سے بلند ہو کر آپ نے فرمایا میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں اور صرف نبی کریم ﷺ کے اصحاب سے قسمیہ پوچھتا ہوں کہ کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص بئر رومہ کو کھودے گا اور اسے مسلمانوں کے لیے وقف کر دے گا تو اسے جنت کی بشارت ہے تو میں نے ہی اس کنویں کو کھودہ تھا۔ کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے جب فرمایا تھا کہ جیش عسرة کو تیار کرے گا تو اسے جنت کی بشارت ہے تو میں نے ہی اسے تیار کیا تھا۔ راوی نے بیان کیا کہ آپ کی ان باتوں کی سب نے تصدیق کی تھی۔

[5]...... باب ما جاء فى أخبار عثمان بن عفان

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حالات وواقعات کا بیان

9902/102: عن سَعِيد بْن زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ فِى مَسْجِدِ الْكُوفَةِ يَقُولُ: وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُنِى، وَإِنَّ عُمَرَ لَمُوثِقِى عَلَى الْإِسْلَامِ، قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عُمَرُ، وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا ارْفَضَّ لِلَّذِى صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ

صحيح: رواه البخاری (3862)۔

ترجمہ پیچھے گزر چکا۔

9903/103: عن عُبَيْد اللّٰهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ قَالَا لَهُ: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُكَلِّمَ خَالَكَ عُثْمَانَ فِى أَخِيهِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ، وَكَانَ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيمَا فَعَلَ بِهِ، قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: فَانْتَصَبْتُ لِعُثْمَانَ حِينَ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ لِى إِلَيْكَ حَاجَةً، وَهِىَ نَصِيحَةٌ، فَقَالَ: أَيُّهَا الْمَرْءُ، أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ، فَانْصَرَفْتُ، فَلَمَّا قَضَيْتُ الصَّلَاةَ جَلَسْتُ إِلَى الْمِسْوَرِ وَإِلَى ابْنِ عَبْدِ يَغُوثَ،

فَحَدَّثْتُهُمَا بِالَّذِي قُلْتُ لِعُثْمَانَ وَقَالَ لِي، فَقَالَا: قَدْ قَضَيْتَ الَّذِي كَانَ عَلَيْكَ، فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ مَعَهُمَا، إِذْ جَاءَ نِي رَسُولُ عُثْمَانَ، فَقَالَا لِي: قَدِ ابْتَلَاكَ اللّٰهُ، فَانْطَلَقْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَا نَصِيحَتُكَ الَّتِي ذَكَرْتَ آنِفًا؟ قَالَ: فَتَشَهَّدْتُ، ثُمَّ قُلْتُ: إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، وَكُنْتَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ ﷺ وَآمَنْتَ بِهِ، وَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ، وَصَحِبْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَرَأَيْتَ هَدْيَهُ، وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِي شَأْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ، فَحَقٌّ عَلَيْكَ أَنْ تُقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدَّ، فَقَالَ لِي: يَا ابْنَ أَخِي، آدْرَكْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: قُلْتُ: لَا، وَلَكِنْ قَدْ خَلَصَ إِلَيَّ مِنْ عِلْمِهِ مَا خَلَصَ إِلَى الْعَذْرَاءِ فِي سِتْرِهَا، قَالَ: فَتَشَهَّدَ عُثْمَانُ، فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ ﷺ، وَآمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهِ مُحَمَّدٌ ﷺ، وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ، كَمَا قُلْتَ، وَصَحِبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَبَايَعْتُهُ، وَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ، ثُمَّ اسْتَخْلَفَ اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ، فَوَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ، ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُمَرُ، فَوَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ، ثُمَّ اسْتُخْلِفْتُ، أَفَلَيْسَ لِي عَلَيْكُمْ مِثْلُ الَّذِي كَانَ لَهُمْ عَلَيَّ، قَالَ: بَلَى، قَالَ: فَمَا هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ الَّتِي تَبْلُغُنِي عَنْكُمْ؟ فَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَأْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ، فَسَنَأْخُذُ فِيهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ، قَالَ: فَجَلَدَ الْوَلِيدَ أَرْبَعِينَ جَلْدَةً، وَأَمَرَ عَلِيًّا أَنْ يَجْلِدَهُ، وَكَانَ هُوَ يَجْلِدُهُ۔

صحيح: رواه البخاری (3872)۔

عبیداللہ بن عدی بن خیار نے خبر دی، انہیں مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبدیغوث ان دونوں نے عبیداللہ بن عدی بن خیار سے کہا کہ تم اپنے ماموں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کے بھائی ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے متعلق گفتگو کیوں نہیں کرتے۔ عبیداللہ نے بیان کیا کہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے نکلے تو میں ان کے راستے میں کھڑا ہو گیا اور میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ سے ایک ضرورت ہے، آپ کو ایک خیر خواہانہ مشورہ دینا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ بھلے آدمی! تم سے تو میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ یہ سن کر میں وہاں سے واپس چلا آیا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں مسور بن مخرمہ اور ابن عبدیغوث کی خدمت میں حاضر ہوا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے جو کچھ میں نے کہا تھا اور انہوں نے اس کا جواب مجھے جو دیا تھا، سب میں نے بیان کر دیا۔ ان لوگوں نے کہا تم نے اپنا حق ادا کر دیا۔ ابھی میں اس مجلس میں بیٹھا تھا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا آدمی میرے پاس آیا۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا تمہیں اللہ تعالیٰ نے امتحان میں ڈالا ہے۔ آخر میں وہاں سے چلا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا کیا تم ابھی جس خیر خواہی کا ذکر کر رہے

تھے وہ کیا تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے کہا اللہ گواہ ہے پھر میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی، آپ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا تھا۔ آپ نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے دو ہجرتیں کیں آپ رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے فیضیاب ہیں اور نبی کریم ﷺ کے طریقوں کو دیکھا ہے۔ بات یہ ہے کہ ولید بن عقبہ کے بارے میں لوگوں میں اب بہت چرچا ہونے لگا ہے۔ اس لیے آپ کے لیے ضروری ہے کہ اس پر حد قائم کریں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے بھتیجے کیا تم نے بھی رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ لیکن آپ ﷺ کے دین کی باتیں اس طرح میں نے حاصل کی تھیں جو ایک کنواری لڑکی کو بھی اپنے پردے میں معلوم ہو چکی ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ سن کر پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اللہ کو گواہ کر کے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اور آپ پر اپنی کتاب نازل کی تھی اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت پر لبیک کہا تھا۔ نبی کریم ﷺ جو شریعت لے کر آئے تھے میں اس پر ایمان لایا اور جیسا کہ تم نے کہا میں نے دو ہجرتیں کیں۔ میں نبی کریم ﷺ کی صحبت سے بہرہ مند ہوا اور آپ ﷺ سے بیعت بھی کی۔ اللہ کی قسم! میں نے آپ کی نافرمانی نہیں کی اور نہ کبھی خیانت کی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دے دی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ اللہ کی قسم! میں نے ان کی بھی کبھی نافرمانی نہیں کی اور نہ ان کے کسی معاملہ میں کوئی خیانت کی۔ ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے میں نے ان کی بھی کبھی نافرمانی نہیں کی اور نہ کبھی خیانت کی۔ اس کے بعد میں خلیفہ ہوا۔ کیا اب میرا تم لوگوں پر وہی حق نہیں ہے جو ان کا مجھ پر تھا؟ عبیداللہ نے عرض کیا یقیناً آپ کا حق ہے پھر انہوں نے کہا پھر ان باتوں کی کیا حقیقت ہے جو تم لوگوں کی طرف سے پہنچ رہی ہیں؟ جہاں تک تم نے ولید بن عقبہ کے بارے میں ذکر کیا ہے تو ہم ان شاء اللہ اس معاملے میں اس کی گرفت حق کے ساتھ کریں گے۔ راوی نے بیان کیا کہ ولید بن عقبہ کو چالیس کوڑے لگوائے گئے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کوڑے لگائیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی نے اس کو کوڑے مارے تھے۔

9904/104: عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ، فَسَأَلَهُ عَنْ عُثْمَانَ، فَذَكَرَ عَنْ مَحَاسِنِ عَمَلِهِ، قَالَ: لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوءُكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَرْغَمَ اللّٰهُ بِأَنْفِكَ، ثُمَّ سَأَلَهُ عَنْ عَلِيٍّ فَذَكَرَ مَحَاسِنَ عَمَلِهِ، قَالَ: هُوَ ذَاكَ بَيْتُهُ، أَوْسَطُ بُيُوتِ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوءُكَ؟ قَالَ: أَجَلْ، قَالَ: فَأَرْغَمَ اللّٰهُ بِأَنْفِكَ، انْطَلِقْ فَاجْهَدْ عَلَيَّ جَهْدَكَ

صحيح: رواه البخاری (3704)۔

سعد بن عبیدہ نے بیان کیا کہ ایک شخص سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں آیا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کی اچھی صفات بیان کیں، پھر کہا کہ شاید یہ باتیں تمہیں بری لگی ہوں گی، اس نے کہا جی ہاں،

+923024056187

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ تیری ناک خاک آلودہ کرے پھر اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا، انہوں نے ان کی بھی اچھی صفات ذکر کیں اور کہا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا گھرانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کا نہایت عمدہ گھرانہ ہے، پھر کہا شاید یہ باتیں بھی تمہیں بری لگی ہوں گی، اس نے کہا کہ بالکل، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بولے اللہ تیری ناک خاک آلودہ کرے، دفع ہو جا، اور میرا جو بگاڑنا ہے بگاڑ لے!۔

[6]...... باب قوله: ((إن عثمان يقتل مظلوما))

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ عثمان مظلوم شہید کیے جائیں گے

9905/105: عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِتْنَةً، فَقَالَ: يُقْتَلُ هَذَا فِيهَا مَظْلُومًا لِعُثْمَانَقال: فنظرت فإذا هو عثمان بن عفان۔

حسن: رواه الترمذی (3708)، وأحمد (5953)۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا تو فرمایا: اس فتنہ میں یہ بھی مظلوم قتل کیے جائیں گے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب دیکھا تو یہ بات عثمان بن عفان کے متعلق کی تھی۔

9906/106: عَنْ أَبِی الأَشْعَثِ الصَّنْعَانِیِّ، أَنَّ خُطَبَاءَ قَامَتْ بِالشَّامِ وَفِيهِمْ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَامَ آخِرُهُمْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: مُرَّةُ بْنُ كَعْبٍ، فَقَالَ: لَوْلَا حَدِيثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا قُمْتُ وَذَكَرَ الفِتَنَ فَقَرَّبَهَا، فَمَرَّ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ فِی ثَوْبٍ فَقَالَ: هَذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الهُدَى، فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ۔ قَالَ: فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ، فَقُلْتُ: هَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ

صحيح: رواه الترمذی (3704)، وأحمد (18068)، وصحّحه الحاكم (102/3)۔

ابواشعث صنعانی سے کہ مقررین ملک شام میں تقریر کے لیے کھڑے ہوئے، ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے بھی کچھ لوگ تھے، پھر سب سے آخر میں ایک شخص کھڑا ہوا جسے مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا، اس نے کہا: اگر میں نے ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنی ہوتی تو میں کھڑا نہ ہوتا، پھر انہوں نے فتنوں کا ذکر کیا اور بتایا کہ اس کا ظہور قریب ہے، پھر ایک شخص منہ پر کپڑا ڈالے ہوئے گزرا تو مرہ نے کہا: یہ اس دن ہدایت پر ہوگا، تو میں اسے دیکھنے کے لیے اس کی طرف اٹھا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں، پھر میں نے ان کا منہ مرہ کی طرف کر کے کہا: وہ یہی ہیں، انہوں نے کہا: ہاں وہ یہی ہیں۔

9907/107: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا رَأَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَقْبَلَتْ إِحْدَانَا عَلَى الأُخْرَى، فَكَانَ مِنْ آخِرِ

كَلَامِ كَلَّمَهُ، أَنْ ضَرَبَ مَنْكِبَهُ (2)، وَقَالَ: يَا عُثْمَانُ، إِنَّ اللّٰهَ عز وجل عَسَى أَنْ يُلْبِسَكَ قَمِيصًا، فَإِنْ أَرَادَكَ الْمُنَافِقُونَ عَلَى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ حَتَّى تَلْقَانِي، يَا عُثْمَانُ، إِنَّ اللّٰهَ عَسَى أَنْ يُلْبِسَكَ قَمِيصًا فَإِنْ أَرَادَكَ الْمُنَافِقُونَ عَلَى خَلْعِهِ، فَلَا تَخْلَعْهُ حَتَّى تَلْقَانِي ثَلَاثًا۔ فَقُلْتُ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، فَأَيْنَ كَانَ هَذَا عَنْكِ؟ قَالَتْ: نَسِيتُهُ - وَاللّٰهِ - فَمَا ذَكَرْتُهُ۔ قَالَ: فَأَخْبَرْتُهُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، فَلَمْ يَرْضَ بِالَّذِي أَخْبَرْتُهُ حَتَّى كَتَبَ إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ اكْتُبِي إِلَيَّ بِهِ، فَكَتَبَتْ إِلَيْهِ بِهِ كِتَابًا۔

صحيح: رواه الترمذی (3705)، و أحمد (24566)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان غنی کو بلا بھیجا، وہ آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہو گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گفتگو کے آخر میں عثمان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا عثمان! عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیض پہنائے گا، اگر منافقین اسے اتارنا چاہیں تو تم اسے نہ اتارنا یہاں تک کہ مجھ سے آملو، تین مرتبہ یہ جملہ دہرایا، نعمان کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا اے ام المومنین! اب تک یہ بات آپ نے کیوں ذکر نہیں فرمائی؟ انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم میں یہ بات بھول گئی تھی، مجھے یاد ہی نہیں رہی تھی، وہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے یہ روایت امیر معاویہ کو سنائی لیکن وہ صرف میرے کہنے پر راضی نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے ام المومنین کو خط لکھا کہ مجھے یہ لکھ کر بھجوا دیجئے، چنانچہ انہوں نے وہ حدیث ایک خط میں لکھ کر معاویہ کو بھیج دی۔

9908/108: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ: وَدِدْتُ أَنَّ عِنْدِي بَعْضَ أَصْحَابِي قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَلَا نَدْعُو لَكَ أَبَا بَكْرٍ؟ فَسَكَتَ، قُلْنَا: أَلَا نَدْعُو لَكَ عُمَرَ؟ فَسَكَتَ قُلْنَا: أَلَا نَدْعُو لَكَ عُثْمَانَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَجَاءَ، فَخَلَا بِهِ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يُكَلِّمُهُ، وَوَجْهُ عُثْمَانَ يَتَغَيَّرُ۔

صحيح: رواه ابن ماجه (113)، وصحّحه ابن حبان (6918)۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس میرے صحابہ میں سے کوئی ہوتا، ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم ابوبکر کو نہ بلا دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، ہم نے عرض کیا: کیا ہم عمر کو نہ بلا دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، ہم نے عرض کیا: کیا ہم عثمان کو نہ بلا دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، تو وہ آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے تنہائی میں باتیں کرنے لگے، اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا چہرہ بدلتا رہا۔

9909/109: عن أبي سَهْلَةَ، قَالَ: قَالَ عُثْمَانُ يَوْمَ الدَّارِ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا فَأَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ

ابوسہلہ کا بیان ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے جس دن وہ گھر میں محصور تھے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا تھا اور میں اس عہد پر قائم ہوں۔

[7]...... باب فی أخبار عثمان بن عفان

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے واقعات کا بیان

9910/110: عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: لَوْ كَانَ عَلِيٌّ رضي الله عنه ذَاكِرًا عُثْمَانَ رضي الله عنه ذَكَرَهُ يَوْمَ جَاءَهُ نَاسٌ، فَشَكَوْا سُعَاةَ عُثْمَانَ، فَقَالَ لِي عَلِيٌّ: اذْهَبْ إِلَى عُثْمَانَ فَأَخْبِرْهُ: أَنَّهَا صَدَقَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَمُرْ سُعَاتَكَ يَعْمَلُونَ فِيهَا۔ فَأَتَيْتُهُ بِهَا، فَقَالَ: أَغْنِهَا عَنَّا، فَأَتَيْتُ بِهَا عَلِيًّا فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ضَعْهَا حَيْثُ أَخَذْتَهَا۔

صحیح: رواہ البخاری (3111)۔

محمد بن حنفیہ نے بیان کیا کہ اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو برائی کے ساتھ یاد کرنا ہوتا تو اس دن کرتے جب کچھ لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عاملوں کی شکایت لے کر آئے تھے۔تو انہوں نے مجھے کہا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہنا کہ یہ پروانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔لہٰذا تم اپنے عاملوں کو حکم دو کہ وہ اسی کے مطابق عمل کریں۔ چنانچہ میں اسے لے کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔لیکن انہوں نے فرمایا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے تو میں اس پروانہ کو لے کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آگیا۔تو انہوں نے فرمایا کہ چلو اس پروانے کو جہاں سے اٹھایا ہے وہیں رکھ دو۔

جموع ما جاء فی فضائل علی بن أبی طالب وأخبارہ

احادیث کا مجموعہ جن میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل اور واقعات بیان ہوئے

[1]...... باب أن علی بن أبی طالب من أهل بیت النبی ﷺ

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، نبی ﷺ کے اہل بیت میں سے ہیں کا بیان

9911/111: عن سَعْدِ بْنِ أَبِی وَقَّاصٍ ، قَالَ: أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِی سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ؟ فَقَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَنْ أَسُبَّهُ لَأَنْ تَكُونَ لِی وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَهُ خَلَّفَهُ فِی بَعْضِ مَغَازِيهِ فَقَالَ لَهُ عَلِیٌّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، خَلَّفْتَنِی مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ! فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِی۔ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ: لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ۔ قَالَ: فَتَطَاوَلْنَا لَهَا، فَقَالَ: ادْعُوا لِی عَلِيًّا! فَأُتِیَ بِهِ أَرْمَدَ، فَبَصَقَ فِی عَيْنِهِ وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ}دعا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ: اللّٰهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلِی۔

صحیح: رواه مسلم (2404-32)۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور پوچھا کہ آپ کو کیا چیز سیدنا ابوتراب رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے سے روکتی ہے؟ انھوں نے فرمایا: کہ جب تک مجھے وہ تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہی تھیں، میں ہرگز انھیں برا بھلا نہیں کہوں گا۔ ان میں سے کوئی ایک بات بھی میرے لیے ہوتو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پسند ہوگی، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، آپ ان سے (اس وقت) کہہ رہے تھے جب آپ کسی غزوہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑ کر جا رہے تھے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا

کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تمھیں یہ پسند نہیں کہ تمھارا میرے ساتھ وہی مقام ہو جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا مگر یہ کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔ اسی طرح خیبر کے دن میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا: اب میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر ہم نے اس شخص کو جاننے کے لیے اپنی گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علی کو میرے پاس بلاؤ۔ انھیں شدید آشوب چشم کی حالت میں لایا گیا۔ آپ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور جھنڈا انھیں عطا فرما دیا۔ اللہ نے ان کے ہاتھ پر خیبر فتح کر دیا۔ اور جب یہ آیت اتری: (تو آپ کہہ دیں: آؤ) ہم اپنے بیٹوں اور تمھارے بیٹوں کو بلا لیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ، اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: اے اللہ! یہ میرے گھر والے ہیں۔

9912/112: عن يَزِيدُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا وَحُصَيْنُ بْنُ سَبْرَةَ وَعُمَرُ بْنُ مُسْلِمٍ إِلَى زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ، فَلَمَّا جَلَسْنَا إِلَيْهِ قَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: لَقَدْ لَقِيتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا، رَأَيْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَسَمِعْتَ حَدِيثَهُ وَغَزَوْتَ مَعَهُ وَصَلَّيْتَ خَلْفَهُ، لَقَدْ لَقِيتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا، حَدِّثْنَا يَا زَيْدُ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي، وَاللّٰهِ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّي وَقَدُمَ عَهْدِي، وَنَسِيتُ بَعْضَ الَّذِي كُنْتُ أَعِي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَمَا حَدَّثْتُكُمْ فَاقْبَلُوا، وَمَا لَا فَلَا تُكَلِّفُونِيهِ۔ ثُمَّ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فِينَا خَطِيبًا بِمَاءٍ يُدْعَى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَ، وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ، فَخُذُوا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ - فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: وَأَهْلُ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي۔ فَقَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ يَا زَيْدُ؟ أَلَيْسَ نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ؟ قَالَ: نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَلَكِنْ أَهْلُ بَيْتِهِ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ۔ قَالَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ آلُ عَلِيٍّ وَآلُ عَقِيلٍ وَآلُ جَعْفَرٍ وَآلُ عَبَّاسٍ۔ قَالَ: كُلُّ هَؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ ۔

صحيح: رواه مسلم (2408-36)۔

یزید بن حیان نے بیان کیا کہ میں، حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ جب ہم ان کے

پاس بیٹھے تو حصین نے ان سے کہا بلا شبہ زید آپ کو تو بہت زیادہ خیر ملی ہے، آپ نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی، ان کی بات سنی، ان کے ساتھ مل کر جہاد کیا اور ان کی اقتداء میں نمازیں پڑھیں۔ اے زید آپ کو تو بہت زیادہ خیر ملی ہے۔ اے زید ہمیں کوئی ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ تو انہوں نے کہا: اے بھتیجے واللہ! میری عمر زیادہ ہوگئی، زمانہ گزر چکا ہے، رسول اللہ ﷺ کی جو احادیث یاد تھیں ان میں سے کچھ بھول چکا ہوں، اب جو میں بیان کروں اسے قبول کرو اور جو نا بیان کرسکوں تو اس کا مجھے مکلف نہ ٹھہراؤ۔ پھر کہا: کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع مقام خم کے پانی کے مقام پر خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثناء خوب بیان کی اور وعظ و نصیحت کی۔ پھر فرمایا کہ اس کے بعد اے لوگو! میں آدمی ہوں، قریب ہے کہ میرے رب کا بھیجا ہوا پیغام لائے اور میں قبول کرلوں۔ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ پہلے تو اللہ کی کتاب ہے اور اس میں ہدایت ہے اور نور ہے۔ تو اللہ کی کتاب کو تھامے رہو اور اس کو مضبوط پکڑے رہو۔ غرض کہ آپ ﷺ نے اللہ کی کتاب کی طرف رغبت دلائی۔ پھر فرمایا کہ دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں، تین بار فرمایا۔ اور حصین نے کہا کہ اے زید! آپ ﷺ کے اہل بیت کون سے ہیں، کیا آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اہل بیت نہیں ہیں؟ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ازواج مطہرات بھی اہل بیت میں داخل ہیں لیکن اہل بیت وہ ہیں جن پر زکوۃ حرام ہے۔ حصین نے کہا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ علی، عقیل، جعفر اور عباس کی آل ہیں۔ حصین نے کہا کہ کیا ان سب پر صدقہ حرام کیا گیا ہے؟ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں۔

[2]...... باب منزلة علی من النبی ﷺ کمنزلة هارون من موسی إلا أنه لا نبی بعده

نبی کریم ﷺ کے نزدیک سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مقام اسی طرح ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک ہارون علیہ السلام کا ہے، مگر نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے کا بیان

9913/113: عن سعد بن أبی وقاص أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى تَبُوكَ وَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا، فَقَالَ: أَتُخَلِّفُنِي فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ؟ قَالَ: أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي۔

متفق علیه: رواه البخاری (4416)، ومسلم (2404-31)۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے لیے تشریف لے گئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے نگہبان بنا کر گئے۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جا رہے ہیں؟ نبی کریم

ﷺ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ میرے لیے تم ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام تھے۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

9914/114: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ: أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

حسن: رواه الترمذی (3730)۔ وأحمد (14638)۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم میرے لیے ایسے ہی ہو جیسے ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

9915/115: عن أَسْمَاء بِنْت عُمَيْسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ: أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ

حسن: رواه أحمد (27081)، والنسائیّ فی الكبرى (8143)، والطبرانیّ فی الكبير (ج 24/146-147)۔

ترجمہ پیچھے گزر چکا۔

[3]...... باب لقبه النبی ﷺ بأبی تراب

نبی کریم ﷺ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ابوتراب کا لقب دینے کا بیان

9916/116: عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْتَ فَاطِمَةَ، فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ: أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟۔ قَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِي، فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِإِنْسَانٍ: انْظُرْ أَيْنَ هُوَ۔ فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ، قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ، وَأَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُولُ: قُمْ أَبَا تُرَابٍ، قُمْ أَبَا تُرَابٍ

متفق عليه: رواه البخاری (441)، ومسلم (2409)۔

سیدنا سہل بن سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گھر نا پایا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میرے اور ان کے درمیان کچھ ناگواری پیش آگئی اور وہ مجھ سے ناراض ہو کر باہر چلے گئے ہیں اور میرے پاس قیلولہ بھی نہیں کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے کہا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو تلاش کرو کہ کہاں ہیں؟ وہ آئے اور بتایا کہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے اس حال میں کہ آپ کی چادر پہلو سے گری ہوئی تھی اور جسم پر مٹی لگ گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ ان کے جسم سے دھول جھاڑنے لگے اور فرما رہے تھے اٹھو

ابوتراب اٹھوابوتراب۔

[4]...... باب بشارة النبى ﷺ أن الله يفتح خيبر على يد عليٍّ

نبی کریم ﷺ کا اس بات کی بشارت دینا کہ خیبر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے فتح ہوگا کا بیان

9917/117: عَنْ سَلَمَةَ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي خَيْبَرَ، وَكَانَ بِهِ رَمَدٌ، فَقَالَ: أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِي فَتَحَهَا اللّٰهُ فِي صَبَاحِهَا، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ أَوْ لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، أَوْ قَالَ: يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوهُ، فَقَالُوا: هٰذَا عَلِيٌّ، فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ

متفق عليه: رواه البخاری (3702) و (4209)، ومسلم (2407)۔

سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ غزوہ خیبر کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ نا آسکے۔ کیونکہ آپ کو آشوب چشم تھا۔ پھر انہوں نے کہا کہ بھلا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ میں نا شریک ہوں (یہ کیسے ممکن ہے) پس آپ رضی اللہ عنہ گھر سے نکلے اور نبی کریم ﷺ سے جا ملے، جب اس رات کی شام آئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے فتح عنایت فرمائی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کل میں ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا یا آپ ﷺ نے یوں فرمایا کہ کل ایسا شخص جھنڈا لے گا جس سے اللہ اور اس کے رسول کو محبت ہے یا آپ نے یہ فرمایا کہ جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائے گا، اتفاق سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ آ گئے، حالانکہ ان کے آنے کی ہمیں امید نہیں تھی لوگوں نے بتایا کہ یہ ہیں علی رضی اللہ عنہ۔ آپ ﷺ نے جھنڈا انہیں دے دیا، اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر خیبر کو فتح کرا دیا۔

9918/118: عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ: لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ۔ فَقَامُوا يَرْجُونَ لِذٰلِكَ أَيُّهُمْ يُعْطَى فَغَدَوْا وَكُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَى فَقَالَ: أَيْنَ عَلِيٌّ فَقِيلَ: يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ فَأَمَرَ فَدُعِيَ لَهُ فَبَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ فَبَرَأَ مَكَانَهُ حَتَّى كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ شَيْءٌ فَقَالَ: نُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا فَقَالَ: عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يُهْدَى بِكَ رَجُلٌ وَاحِدٌ خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ۔

متفق عليه: رواه البخاری (2942) و (3701) و(4210)، ومسلم (2406)۔

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو خیبر کے دن فرماتے ہوئے سنا کہ میں جھنڈا

اس شخص کے ہاتھ میں دوں گا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا۔تو سب لوگ اس بات کا انتظار کرنے لگے کہ جھنڈا کسے ملتا ہے۔ پھر جب صبح ہوئی تو سب سرکردہ لوگ اسی امید میں رہے کہ کاش! انہیں کو مل جائے لیکن آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: علی کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا کہ وہ آنکھوں کے درد میں مبتلا ہیں، آخر آپ ﷺ کے حکم سے انہیں بلایا گیا۔آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن مبارک ان کی آنکھوں میں لگا دیا اور فوراً ہی وہ اچھے ہو گئے۔ جیسے پہلے کوئی تکلیف ہی نہ رہی ہو۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ان سے اس وقت تک لڑتے رہے گے جب تک یہ ہمارے جیسے نہ ہو جائیں (یعنی ہمارے دین کو نا اختیار کر لیں)۔لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی ٹھہرو پہلے ان کے میدان میں اتر کر انہیں تم اسلام کی دعوت دے لو اوران کے لیے جو چیز ضروری ہیں ان کی خبر کر دو۔اللہ کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے تو یہ تمہارے حق میں سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

9919/119: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ! قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: مَا أَحْبَبْتُ الْإِمَارَةَ إِلَّا يَوْمَئِذٍ! قَالَ: فَتَسَاوَرْتُ لَهَا رَجَاءَ أَنْ أُدْعَى لَهَا۔ قَالَ: فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا وَقَالَ: امْشِ، وَلَا تَلْتَفِتْ حَتَّى يَفْتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكَ۔ قَالَ: فَسَارَ عَلِيٌّ شَيْئًا ثُمَّ وَقَفَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ، فَصَرَخَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، عَلَى مَاذَا أُقَاتِلُ النَّاسَ؟ قَالَ: قَاتِلْهُمْ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ فَقَدْ مَنَعُوا مِنْكَ دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ

صحيح: رواه مسلم (2405)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کے دن فرمایا: کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے، اللہ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے کہا: اس ایک دن کے علاوہ میں نے کبھی امارت کی تمنا نہیں کی، کہا: میں نے اس امید میں اپنی گردن بلند کی کہ مجھے اس کے لیے بلایا جائے گا۔پھر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا، ان کو وہ جھنڈا دیا اور فرمایا: جاؤ، پیچھے مڑ کر نہ دیکھو، یہاں تک کہ اللہ تمھیں فتح عطا کر دے۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ کچھ دور گئے، پھر ٹھہر گئے، پیچھے مڑ کر نہ دیکھا اور بلند آواز سے پکار کر کہا: اللہ کے رسول ﷺ! کس بات پر لوگوں سے جنگ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان سے لڑو یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اگر انھوں نے ایسا کر لیا تو انھوں نے اپنی جانیں اور اپنے مال تم سے محفوظ کر لیے، سوائے یہ کہ حق کے ساتھ ہو اور ان کا حساب اللہ پر ہوگا۔

9920/120: عن عمران بن حصين أن النبي ﷺ قال: ((لأعطين الراية رجلا يحب الله

ورسوله -أو قال-: يحبه اللّٰه ورسوله))۔ فدعا عليا وهو أرمد، ففتح اللّٰه على يديه۔

صحيح: رواه النسائی فی الكبرى (8094، 8353) والطبرانی فی الكبير (237/18)۔

ترجمہ گزر چکا۔

[5]...... باب قوله: ((من كنت مولاه فعلى مولاه))

نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ جس کا میں محبوب ہوں تو علی بھی اس کے محبوب ہونے چاہیے کا بیان

9921/121: عَنْ بُرَيْدَةَ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ عَلِيِّ الْيَمَنَ، فَرَأَيْتُ مِنْهُ جَفْوَةً، فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرْتُ عَلِيًّا، فَتَنَقَّصْتُهُ، فَرَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَتَغَيَّرُ، فَقَالَ: يَا بُرَيْدَةُ، أَلَسْتُ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ؟ قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔ قَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ

صحيح: رواه أحمد (22945)، والنسائی فی خصائص علی (82)، وصحّحه الحاكم (110/3)۔

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں یمن میں جہاد کے موقع پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھا مجھے ان کی طرف سے سختی کا سامنا ہوا لہٰذا جب میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے ان کی شان میں کوتاہی کی میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کے چہرہ انور کا رنگ تبدیل ہو رہا ہے پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے بریدہ! کیا مجھے مسلمانوں پر ان کی اپنی جانوں سے زیادہ حق نہیں ہے؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ! نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں جس کا دوست ہوں تو علی بھی اس کے دوست ہونے ہیں۔

9922/122: عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ، أَوْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ - شَكَّ شُعْبَةُ - عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ

صحيح: رواه الترمذی (3713)، وأحمد فی فضائل الصحابة (959)، والطبرانی فی الكبير (199/3)۔

سیدنا ابوسریحہ حذیفہ بن اسید یا سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس کا میں دوست ہوں علی بھی اس کے دوست ہیں۔

9923/123: عن سَعِيد بْن وَهْبٍ قَالَ: نَشَدَ عَلِيٌّ النَّاسَ، فَقَامَ خَمْسَةٌ أَوْ سِتَّةٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، فَشَهِدُوا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ

صحيح: رواه أحمد (23107)، والنسائی فی خصائص علی (86)۔

سعید بن وہب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو قسم دے کر پوچھا تو پانچ یا چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کھڑے ہوئے اور انہوں نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس کا میں دوست ہوں علی بھی اس کے

دوست ہیں۔

9924/124: عَنْ رِيَاحِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: جَاءَ رَهْطٌ إِلَى عَلِيٍّ بِالرَّحْبَةِ فَقَالُوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَانَا۔ قَالَ: كَيْفَ أَكُونُ مَوْلَاكُمْ وَأَنْتُمْ قَوْمٌ عَرَبٌ؟! قَالُوا: سَمِعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ يَقُولُ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَإِنَّ هَذَا مَوْلَاهُ قَالَ رِيَاحٌ: فَلَمَّا مَضَوْا تَبِعْتُهُمْ، فَسَأَلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالُوا: نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِيهِمْ أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ۔

حسن: رواه أحمد (23563، 23564)، وابن أبى شيبة (32736)۔

ریاح بن حارث بیان کرتے ہیں کہ رحبہ مقام پر ایک گروہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا اے ہمارے سردار آپ پر سلامتی ہو! سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہارا سردار کیسے ہوسکتا ہوں جبکہ تم عرب قوم ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کو غدیر خم کے مقام پر یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں جس کا دوست ہوں علی بھی اس کے دوست ہیں جب وہ لوگ چلے گئے تو میں بھی ان کے پیچھے چل پڑا اور میں نے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ کچھ انصاری لوگ ہیں جن میں ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔

9925/125: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا بِالْجُحْفَةِ بِغَدِيرِ خُمٍّ، إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم فَأَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ.

حسن: رواه ابن أبى شيبة (32735)۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم جحفہ میں غدیر خم کے مقام پر تھے۔ کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: میں جس کا دوست ہوں علی بھی اس کے دوست ہیں۔

9926/126: عن سعد بن أبى وقاص قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: ((من كنت مولاه فعلى مولاه))۔

حسن: رواه ابن أبى عاصم فى السنة (1393) والنسائى فى الكبرى (8414)۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا میں دوست ہوں علی بھی اس کے دوست ہیں۔

[6]...... باب إخبار النبى ﷺ بأنه يقاتل الخوارج

نبی کریم ﷺ کا اس بات کی خبر دینا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ خوارج سے جنگ کریں گے کا بیان

9927/127: عن أبى سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: كُنَّا جُلُوسًا نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَخَرَجَ عَلَيْنَا مِنْ بَعْضِ بُيُوتِ نِسَائِهِ، قَالَ: فَقُمْنَا مَعَهُ، فَانْقَطَعَتْ نَعْلُهُ، فَتَخَلَّفَ عَلَيْهَا عَلِيٌّ يَخْصِفُهَا، فَمَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَمَضَيْنَا مَعَهُ، ثُمَّ قَامَ يَنْتَظِرُهُ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقَالَ: إِنَّ

مِنْكُمْ مَنْ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيلِ هَذَا الْقُرْآنِ، كَمَا قَاتَلْتُ عَلَى تَنْزِيلِهِ فَاسْتَشْرَفْنَا وَفِينَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ: لَا، وَلَكِنَّهُ خَاصِفُ النَّعْلِ ـ قَالَ: فَجِئْنَا نُبَشِّرُهُ قَالَ: وَكَأَنَّهُ قَدْ سَمِعَهُ۔

حسن: رواه أحمد (11773) -واللفظ له-، والنسائی فی الكبرى (8488)، وأبو يعلى (1086)۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی زوجہ محترمہ کے گھر سے تشریف لے آئے۔ ابو سعید نے کہا کہ پھر ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل پڑے پھر راستے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جوتا مبارک ٹوٹ گیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ رک کر جوتا سینے لگے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم آگے چل پڑے، ہم بھی چلتے رہے، ایک جگہ پہنچ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا انتظار کرنے لگے، ہم بھی کھڑے ہو گئے اسی دوران نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں ایک آدمی ایسا بھی ہوگا جو قرآن کریم کی تفسیر پر اسی طرح قتال کرے گا جیسے میں نے اس کی تنزیل پر قتال کیا ہے، یہ سن کر ہم جھانک کر دیکھنے لگے، اس وقت ہمارے درمیان ابو بکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جوتی سینے والا ہے، اس پر ہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ خوشخبری سنانے کے لیے گئے تو گویا کہ انہوں نے بھی یہ بات سن لی ہے۔

[7]...... باب إخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم بأن علی بن أبی طالب يقتله أشقى هذه الأمة

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بات کی خبر دینا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس امت کا سب سے بدترین شخص شہید کرے گا کا بیان

9928/128: عَنْ أَبِی سِنَانٍ يَزِيدَ بْنِ أُمَيَّةَ الدِّيلِیِّ، قَالَ: مَرِضَ عَلِیُّ بْنُ أَبِی طَالِبٍ مَرَضًا شَدِيدًا حَتَّى أَدْنَفَ وَخِفْنَا عَلَيْهِ، ثُمَّ إِنَّهُ بَرَأَ وَنَقِهَ، فَقُلْنَا: هَنِيئًا لَكَ أَبَا الْحَسَنِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی عَافَاكَ، قَدْ كُنَّا نَخَافُ عَلَيْكَ، قَالَ: لَكِنِّی لَمْ أَخَفْ عَلَى نَفْسِی، أَخْبَرَنِی الصَّادِقُ الْمُصَدَّقُ أَنِّی لَا أَمُوتُ حَتَّى أُضْرَبَ عَلَى هَذِهِ، وَأَشَارَ إِلَى مُقَدَّمِ رَأْسِهِ الْأَيْسَرِ، فَتَخَضَّبُ هَذِهِ مِنْهَا بِدَمٍ، وَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ، وَقَالَ لِی: يَقْتُلُكَ أَشْقَى هَذِهِ الْأُمَّةِ كَمَا عَقَرَ نَاقَةَ اللّٰهِ أَشْقَى بَنِی فُلَانٍ مِنْ ثَمُودَ

حسن: رواه أبو يعلى (569) وعبد بن حميد (92)۔

ابو سنان یزید بن امیہ الدیلی نے بیان کیا کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انتہائی سخت بیمار ہوئے یہاں تک اتنا کمزور ہو گئے اور ہم آپ کی بابت ڈر گئے۔ پھر آپ صحت مند ہو گئے۔ تو ہم نے کہا: اے ابوالحسن آپ کو مبارک ہو۔ ہر طرح کی تعریفات اس ذات کے لیے ہیں جس نے آپ کو صحت بخشی۔ ہمیں تو آپ کے متعلق ڈر تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیکن

مجھے تو اپنے متعلق (موت کا) کوئی ڈر نہیں تھا۔ کیونکہ مجھے صادق المصدوق نے خبر دی ہے کہ میں اس وقت تک فوت نہیں ہوں گا یہاں تک کہ مجھے اس جگہ مارا جائے گا اور آپ نے اپنے سر کے آگے کی بائیں جانب اشارہ کیا۔ اس داڑھی کو خون سے رنگا جائے گا۔ اور مجھے بتلایا کہ اس امت کا سب سے بدترین آدمی مجھے شہید کرے گا جیسے کے بنو فلاں سے ثمود قوم والے بدبخت نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں۔

[8]...... باب ما جاء فی أخبار علی بن أبی طالب

سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے حالات و واقعات کا بیان

9929/129: عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: اقْضُوا كَمَا كُنْتُمْ تَقْضُونَ، فَإِنِّي أَكْرَهُ الِاخْتِلَافَ، حَتَّى يَكُونَ لِلنَّاسِ جَمَاعَةٌ، أَوْ أَمُوتَ كَمَا مَاتَ أَصْحَابِي۔
فَكَانَ ابْنُ سِيرِينَ يَرَى: أَنَّ عَامَّةَ مَا يُرْوَى عَلَى عَلِيٍّ الْكَذِبُ

صحیح: رواه البخاری (3707)۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسی طرح تم فیصلہ کرو جیسے پہلے کیا کرتے تھے، کیونکہ میں اختلاف کو ناپسند کرتا ہوں۔ اس وقت تک کہ سب لوگ جمع ہو جائیں یا میں بھی اپنے ساتھیوں (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کی طرح دنیا سے چلا جاؤں۔

ابن سیرین رحمہ اللہ سمجھتے تھے کہ جو لوگ (روافض) سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایات (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے خلاف) بیان کرتے ہیں وہ جھوٹی ہیں۔

9930/130: عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ، فَسَأَلَهُ عَنْ عُثْمَانَ، فَذَكَرَ عَنْ مَحَاسِنِ عَمَلِهِ، قَالَ: لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوءُكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَرْغَمَ اللَّهُ بِأَنْفِكَ، ثُمَّ سَأَلَهُ عَنْ عَلِيٍّ فَذَكَرَ مَحَاسِنَ عَمَلِهِ، قَالَ: هُوَ ذَاكَ بَيْتُهُ، أَوْسَطُ بُيُوتِ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوءُكَ؟ قَالَ: أَجَلْ، قَالَ: فَأَرْغَمَ اللَّهُ بِأَنْفِكَ، انْطَلِقْ فَاجْهَدْ عَلَيَّ جَهْدَكَ۔

صحیح: رواه البخاری (3704)۔

سعد بن عبیدہ نے بیان کیا کہ ایک شخص سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کی اچھی صفات کو بیان کیا اور کہا کہ شاید یہ باتیں تمہیں بری لگی ہوں گی، اس نے کہا ہاں، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ تیری ناک خاک آلودہ کرے۔ پھر اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا، انہوں نے ان کی بھی اچھی صفات ذکر کیں اور کہا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا گھرانہ نبی کریم ﷺ کے خاندان کا نہایت عمدہ گھرانہ ہے، پھر کہا شاید یہ باتیں بھی تمہیں بری لگی ہوں گی، اس نے کہا کہ جی ہاں، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بولے اللہ تیری ناک خاک

آلودہ کرے، جا، اور میرا جو بگاڑنا چاہے بگاڑ لینا۔

9931/131: عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيَاضِ بْنِ عَمْرٍو الْقَارِيِّ، قَالَ: جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ فَدَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ، وَنَحْنُ عِنْدَهَا جُلُوسٌ، مَرْجِعَهُ مِنَ الْعِرَاقِ لَيَالِيَ قُتِلَ عَلِيٌّ، فَقَالَتْ لَهُ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ شَدَّادٍ، هَلْ أَنْتَ صَادِقِي عَمَّا أَسْأَلُكَ عَنْهُ؟ تُحَدِّثُنِي عَنْ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ الَّذِينَ قَتَلَهُمْ عَلِيٌّ۔ قَالَ: وَمَا لِي لَا أَصْدُقُكِ؟ قَالَتْ: فَحَدِّثْنِي عَنْ قِصَّتِهِمْ۔ قَالَ: فَإِنَّ عَلِيًّا لَمَّا كَاتَبَ مُعَاوِيَةَ، وَحَكَّمَ الْحَكَمَيْنِ ، خَرَجَ عَلَيْهِ ثَمَانِيَةُ آلافٍ مِنْ قُرَّاءِ النَّاسِ، فَنَزَلُوا بِأَرْضٍ يُقَالُ لَهَا: حَرُورَاءُ، مِنْ جَانِبِ الْكُوفَةِ، وَإِنَّهُمْ عَتَبُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا: انْسَلَخْتَ مِنْ قَمِيصٍ أَلْبَسَكَهُ اللّٰهُ تَعَالَى، وَاسْمٍ سَمَّاكَ اللّٰهُ تَعَالَى بِهِ، ثُمَّ انْطَلَقْتَ فَحَكَّمْتَ فِي دِينِ اللّٰهِ، فَلا حُكْمَ إِلا لِلّٰهِ تَعَالَى۔ فَلَمَّا أَنْ بَلَغَ عَلِيًّا مَا عَتَبُوا عَلَيْهِ، وَفَارَقُوهُ عَلَيْهِ، فَأَمَرَ مُؤَذِّنًا فَأَذَّنَ: أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلا رَجُلٌ قَدْ حَمَلَ الْقُرْآنَ۔ فَلَمَّا أَنِ امْتَلأتِ الدَّارُ مِنْ قُرَّاءِ النَّاسِ، دَعَا بِمُصْحَفٍ إِمَامٍ عَظِيمٍ، فَوَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَصُكُّهُ بِيَدِهِ وَيَقُولُ: أَيُّهَا الْمُصْحَفُ، حَدِّثِ النَّاسَ۔ فَنَادَاهُ النَّاسُ فَقَالُوا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، مَا تَسْأَلُ عَنْهُ إِنَّمَا هُوَ مِدَادٌ فِي وَرَقٍ، وَنَحْنُ نَتَكَلَّمُ بِمَا رُوِينَا مِنْهُ، فَمَاذَا تُرِيدُ؟ قَالَ: أَصْحَابُكُمْ هَؤُلاءِ الَّذِينَ خَرَجُوا، بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ كِتَابُ اللّٰهِ عز وجل، يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ فِي امْرَأَةٍ وَرَجُلٍ: {وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا} [النساء: 35]، فَأُمَّةُ مُحَمَّدٍ ﷺ أَعْظَمُ دَمًا وَحُرْمَةً مِنَ امْرَأَةٍ وَرَجُلٍ۔ وَنَقَمُوا عَلَيَّ أَنْ كَاتَبْتُ مُعَاوِيَةَ: كَتَبَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَقَدْ جَاءَنَا سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو، وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالْحُدَيْبِيَةِ، حِينَ صَالَحَ قَوْمَهُ قُرَيْشًا، فَكَتَبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ فَقَالَ سُهَيْلٌ: لَا تَكْتُبْ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ فَقَالَ: كَيْفَ نَكْتُبُ؟ فَقَالَ: اكْتُبْ: بِاسْمِكَ اللهُمَّ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: فَاكْتُبْ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ فَقَالَ: لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ لَمْ أُخَالِفْكَ۔ فَكَتَبَ: هَذَا مَا صَالَحَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قُرَيْشًا۔ يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ: {لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ} [الأحزاب: 21]۔ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ عَلِيٌّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ فَخَرَجْتُ مَعَهُ، حَتَّى إِذَا تَوَسَّطْنَا عَسْكَرَهُمْ، قَامَ ابْنُ الْكَوَّاءِ يَخْطُبُ النَّاسَ، فَقَالَ: يَا حَمَلَةَ الْقُرْآنِ، إِنَّ هَذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ، فَمَنْ لَمْ يَكُنْ يَعْرِفُهُ فَأَنَا أُعَرِّفُهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا يَعْرِفُهُ بِهِ، هَذَا مِمَّنْ

+923024056187

نَزَلَ فِيهِ وَفِي قَوْمِهِ: {قَوْمٌ خَصِمُونَ} [الزخرف فَرُدُّوهُ إِلَى صَاحِبِهِ، وَلَا تُوَاضِعُوهُ كِتَابَ اللَّهِ. فَقَامَ خُطَبَاؤُهُمْ فَقَالُوا: وَاللَّهِ لَنُوَاضِعَنَّهُ كِتَابَ اللَّهِ، فَإِنْ جَاءَ بِحَقٍّ نَعْرِفُهُ لَنَتَّبِعَنَّهُ، وَإِنْ جَاءَ بِبَاطِلٍ لَنُبَكِّتَنَّهُ بِبَاطِلِهِ. فَوَاضَعُوا عَبْدَ اللَّهِ الْكِتَابَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَرَجَعَ مِنْهُمْ أَرْبَعَةُ آلَافٍ كُلُّهُمْ تَائِبٌ، فِيهِمُ ابْنُ الْكَوَّاءِ، حَتَّى أَدْخَلَهُمْ عَلَى عَلِيٍّ الْكُوفَةَ، فَبَعَثَ عَلِيٌّ إِلَى بَقِيَّتِهِمْ، فَقَالَ: قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِنَا وَأَمْرِ النَّاسِ مَا قَدْ رَأَيْتُمْ، فَقِفُوا حَيْثُ شِئْتُمْ، حَتَّى تَجْتَمِعَ أُمَّةُ مُحَمَّدٍ ﷺ، بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَا تَسْفِكُوا دَمًا حَرَامًا، أَوْ تَقْطَعُوا سَبِيلًا، أَوْ تَظْلِمُوا ذِمَّةً، فَإِنَّكُمْ إِنْ فَعَلْتُمْ فَقَدْ نَبَذْنَا إِلَيْكُمُ الْحَرْبَ عَلَى سَوَاءٍ، إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ. فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: يَا ابْنَ شَدَّادٍ، فَقَدْ قَتَلَهُمْ! فَقَالَ: وَاللَّهِ مَا بَعَثَ إِلَيْهِمْ حَتَّى قَطَعُوا السَّبِيلَ، وَسَفَكُوا الدَّمَ، وَاسْتَحَلُّوا أَهْلَ الذِّمَّةِ. فَقَالَتْ: آللَّهِ؟ قَالَ: آللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَقَدْ كَانَ. قَالَتْ: فَمَا شَيْءٌ بَلَغَنِي عَنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ يَتَحَدَّثُونَهُ؟ يَقُولُونَ: ذُو الثُّدَيِّ، وَذُو الثُّدَيِّ. قَالَ: قَدْ رَأَيْتُهُ، وَقُمْتُ مَعَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ فِي الْقَتْلَى، فَدَعَا النَّاسَ فَقَالَ: أَتَعْرِفُونَ هَذَا؟ فَمَا أَكْثَرَ مَنْ جَاءَ يَقُولُ: قَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَسْجِدِ بَنِي فُلَانٍ يُصَلِّي، وَرَأَيْتُهُ فِي مَسْجِدِ بَنِي فُلَانٍ يُصَلِّي، وَلَمْ يَأْتُوا فِيهِ بِثَبَتٍ يُعْرَفُ إِلَّا ذَلِكَ. قَالَتْ: فَمَا قَوْلُ عَلِيٍّ حِينَ قَامَ عَلَيْهِ كَمَا يَزْعُمُ أَهْلُ الْعِرَاقِ؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ. قَالَتْ: هَلْ سَمِعْتَ مِنْهُ أَنَّهُ قَالَ غَيْرَ ذَلِكَ؟ قَالَ: اللَّهُمَّ لَا. قَالَتْ: أَجَلْ، صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، يَرْحَمُ اللَّهُ عَلِيًّا إِنَّهُ كَانَ مِنْ كَلَامِهِ لَا يَرَى شَيْئًا يُعْجِبُهُ إِلَّا قَالَ: صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، فَيَذْهَبُ أَهْلُ الْعِرَاقِ يَكْذِبُونَ عَلَيْهِ، وَيَزِيدُونَ عَلَيْهِ فِي الْحَدِيثِ.

حسن: رواه أحمد(656)، وأبو يعلى (474).

عبیداللہ بن عیاض کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چند روز بعد سیدنا عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ عراق سے واپس آ کر سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت ہم لوگ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف فرما تھے، سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا: عبداللہ! میں تم سے جو پوچھوں گی تو کیا تم اس کا صحیح جواب دو گے؟ کیا تم مجھے ان لوگوں کے بارے بتا سکتے ہو جنھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں آپ سے سچ کیوں نہیں بولوں گا۔ پھر سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پھر مجھے ان کا قصہ سناؤ۔ سیدنا عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے خط وکتابت شروع کی اور دونوں ثالثوں نے اپنا اپنا فیصلہ سنا دیا، تو آٹھ ہزار لوگ جنہیں قراء کہا جاتا تھا، نکل کر کوفہ کے ایک طرف حروراء نامی علاقے میں چلے گئے، وہ لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو گئے تھے اور ان کا یہ کہنا

تھا کہ اللہ نے آپ کو جو قمیص پہنائی تھی، آپ نے اسے اتار دیا اور اللہ نے آپ کو جو نام عطاء کیا تھا، آپ نے اسے اپنے آپ سے دور کر دیا، پھر آپ نے جا کر دین کے معاملے میں ثالث کو قبول کر لیا، حالانکہ حکم تو صرف اللہ کا ہی چلتا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ لوگ ان سے ناراض ہو کر جدا ہو گئے ہیں تو انہوں نے منادی کو یہ نداء لگانے کا حکم دیا کہ امیر المؤمنین کے پاس صرف وہی شخص آئے جس نے قرآن کریم اٹھا رکھا ہو، جب ان کا گھر قرآن پڑھنے والوں سے بھر گیا، تو انہوں نے قرآن کریم کا ایک بڑا نسخہ منگوا کر اپنے سامنے رکھا اور اسے اپنے ہاتھ سے ہلاتے ہوئے کہنے لگے، اے قرآن! لوگوں کو بتا، یہ دیکھ کر لوگ کہنے لگے، امیر المؤمنین! آپ اس نسخے سے کیا پوچھ رہے ہیں؟ یہ تو کاغذ میں روشنائی ہے، ہاں! اس کے حوالے ہم تک جو احکام پہنچے ہیں وہ ہم ایک دوسرے سے بیان کرتے ہیں، آپ کا اس سے مقصد کیا ہے؟ فرمایا: تمہارے یہ ساتھی جو ہم سے جدا ہو کر چلے گئے ہیں، میرے اور ان کے درمیان قرآن کریم ہی فیصلہ کرے گا، اللہ تعالیٰ خود قرآن کریم میں میاں بیوی کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں ان دونوں کے درمیان ناچاقی کا اندیشہ ہو تو ایک ثالث مرد کی طرف سے اور ایک ثالث عورت کے اہل خانہ کی طرف سے بھیجو، اگر ان کی نیت محض اصلاح کی ہوئی، تو اللہ ان دونوں کے درمیان موافقت پیدا فرما دے گا، میرا خیال ہے کہ ایک آدمی اور ایک عورت کی نسبت پوری امت کا خون اور حرمت زیادہ اہم ہے، اور انہیں اس بات پر جو غصہ ہے کہ میں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خط و کتابت کی ہے (تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تو پھر مسلمان اور صحابی ہیں)، جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں تھے اور سہیل بن عمرو ہمارے پاس آیا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم قریش سے صلح کی تھی، تو اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ہی لکھوایا تھا، بسم اللّٰه الرحمن الرحيم، اس پر سہیل نے کہا: کہ آپ اس طرح مت لکھوایئے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر کس طرح لکھوائیں؟ اس نے کہا کہ آپ باسمك اللهم لکھیں۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نام محمد رسول اللہ لکھوایا تو اس نے کہا کہ اگر میں آپ کو اللہ کا پیغمبر مانتا تو کبھی آپ کی مخالفت نہ کرتا، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ لکھوائے هذا ما صالح محمد بن عبداللّٰه قريشا اور اللہ فرماتا ہے کہ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں تمہارے لیے بہترین نمونہ موجود ہے۔ اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے پاس سمجھانے کے لیے بھیجا، راوی کہتے ہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ گیا تھا، جب ہم ان کے وسط لشکر میں پہنچے تو ابن الکواء نامی ایک شخص لوگوں کے سامنے تقریر کرنے کے لیے کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے حاملین قرآن! یہ عبداللہ بن عباس آئے ہیں، جو شخص انہیں نہ جانتا ہو، میں اس کے سامنے ان کا تعارف قرآن کریم سے پیش کر دیتا ہوں، یہ وہی ہیں کہ ان کے اور ان کی قوم کے بارے میں قرآن کریم میں قوم خصمون، یعنی جھگڑالو قوم کا لفظ وارد ہوا ہے، اس لیے انہیں ان کے ساتھی یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس واپس بھیج دو اور کتاب اللہ کو ان کے سامنے مت بچھاؤ۔ یہ سن کر ان کے خطباء کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ باللہ تعالیٰ! ہم تو ان کے سامنے کتاب اللہ کو پیش کریں گے، اگر یہ حق بات لے کر آئے

ہیں تو ہم ان کی پیروی کریں گے اور اگر یہ باطل لے کر آئے ہیں تو ہم اس باطل کو خاموش کرا دیں گے، چنانچہ تین دن تک وہ لوگ کتاب اللہ کو سامنے رکھ کر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مناظرہ کرتے رہے، جس کے نتیجے میں ان میں سے چار ہزار لوگ اپنے عقائد سے رجوع کر کے توبہ تائب ہو کر واپس آ گئے، جن میں خود ابن الکواء بھی شامل تھا، اور یہ سب کے سب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کوفہ حاضر ہو گئے۔ اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بقیہ افراد کی طرف قاصد کے ذریعے یہ پیغام بھجوا دیا کہ ہمارا اور ان لوگوں کا جو معاملہ ہوا وہ تم نے دیکھ لیا، اب تم جہاں چاہو ٹھہرو، تا آنکہ امت مسلمہ متفق ہو جائے، ہمارے اور تمہارے درمیان یہ معاہدہ ہے کہ تم ناحق کسی کا خون نہ بہاؤ، ڈاکے نہ ڈالو اور ذمیوں پر ظلم وستم نہ ڈھاؤ، اگر تم نے ایسا کیا تو ہم تم پر جنگ مسلط کر دیں گے کیونکہ اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔ یہ ساری روداد سن کر سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابن شداد! کیا انہوں نے پھر قتال کیا ان لوگوں سے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس وقت تک ان کے پاس اپنا کوئی لشکر نہیں بھیجا جب تک انہوں نے مذکورہ معاہدے کو ختم نہ کر دیا، انہوں نے ڈاکے ڈالے، لوگوں کا خون ناحق بہایا، اور ذمیوں پر دست درازی کو حلال سمجھا، سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا: کیا باللہ تعالیٰ! ایسا ہی ہوا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! اس اللہ تعالیٰ کی قسم! جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، ایسا ہی ہوا ہے۔ پھر سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ اس بات کی کیا حقیقت ہے جو مجھے تک اہل عراق کے ذریعے پہنچی ہے کہ ذوالثدی نامی کوئی شخص تھا؟ عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے خود اس شخص کو دیکھا ہے اور مقتولین میں اس کی لاش پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑا بھی ہوا ہوں، اس موقع پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بلا کر پوچھا تھا، کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟ اکثر لوگوں نے یہی کہا کہ میں نے اسے فلاں محلے کی مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، میں نے اسے فلاں محلے کی مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، کوئی مضبوط بات جس سے اس کی چھان ہو سکتی، وہ لوگ نہ بتا سکے۔ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کی لاش کے پاس کھڑے تھے تو انہوں نے کیا وہی بات کہی تھی، جو اہل عراق بیان کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ نے اس کے علاوہ بھی ان کے منہ سے کوئی بات سنی؟ انہوں نے کہا: باللہ تعالیٰ! نہیں، فرمایا: اچھا ٹھیک ہے، اللہ علی پر رحم فرمائے، یہ ان کا تکیہ کلام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں جب بھی کوئی چیز اچھی یا تعجب خیز معلوم ہوتی ہے تو وہ یہی کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا، اور اہل عراق ان کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرنا شروع کر دیتے ہیں، اور اپنی طرف سے بڑھا چڑھا کر بات کو پیش کرتے ہیں۔

9932/132: عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: اشْتَکَی عَلِیًّا النَّاسُ قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ فِینَا خَطِیبًا، فَسَمِعْتُهُ یَقُولُ: أَیُّهَا النَّاسُ، لَا تَشْکُوا عَلِیًّا، فَوَاللّٰہِ إِنَّهُ لَأُخَیْشِنُ فِی ذَاتِ اللّٰہِ، أَوْ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ

حسن: رواه الإمام أحمد (11817) -ومن طريقه الحاكم (68/1)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شکایت لگائی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور میں نے انہیں فرماتے ہوئے سنا کہ اے لوگو! علی سے شکوہ نہ کیا کرو، واللہ! وہ اللہ کی ذات میں یا اللہ کی راہ میں بڑا سخت آدمی ہے۔

فضائل بقية العشرة المبشرين بالجنة وهم:

1: طلحة بن عبيد الله

2: الزبير بن العوام

3: سعد بن أبی وقاص

4: عبدالرحمن بن عوف

5: أبو عبيدة بن الجراح

6: سعيد بن زيد

بقیہ عشرہ مبشرہ کے فضائل:

اور (بقیہ عشرہ مبشرہ) وہ یہ ہیں

1: طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ — 2: زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

3: سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ — 4: عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

5: ابوعبیدۃ بن جراح رضی اللہ عنہ — 6: سعید بن زید رضی اللہ عنہ

9933/133: عن ابن عمر، قال: قال رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: عَشَرَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ في الجَنَّةِ: أَبُو بَكرٍ في الجَنَّةِ، وعُمَرُ في الجَنَّةِ، وعُثْمَانُ في الجَنَّةِ، وعَلِيٌّ في الجَنَّةِ، وطَلْحَةُ في الجَنَّةِ، والزُّبَيْرُ في الجَنَّةِ، وسَعْدٌ وسَعِيدٌ في الجَنَّةِ، وعَبْدُالرَّحْمَنِ بنُ عَوْفٍ في الجَنَّةِ ، وأَبُو عُبَيْدَةَ بنُ الجَرَّاحِ في الجَنَّةِ.

حسن: رواه الطبرانی فی الكبير (13823) وفی الأوسط (2222) وفی الصغير (62)۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریش میں سے دس لوگ جنتی ہیں، ابوبکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں، علی جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، سعد اور سعید جنتی ہیں، عبدالرحمن بن عوف جنتی ہیں، اور سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح جنتی ہیں۔ رضی اللہ عنہم جمیعا

دار ابن بشیر للبحث والتحقیق +923024056187

جموع مناقب طلحة بن عبيد الله وأخباره

احادیث کا مجموعہ جو طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہوئیں

[1]...... باب فضل طلحة بن عبيد اللّٰه

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

9934/134: عن الزبير بن العوام قَالَ: كَانَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانِ فَنَهَضَ إِلَى صَخْرَةٍ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَأَقْعَدَ تَحْتَهُ طَلْحَةَ، فَصَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى اسْتَوَى عَلَى الصَّخْرَةِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: أَوْجَبَ طَلْحَةُ

وقوله: ((أوجب طلحة)) أي عمل عملا أوجب له الجنة۔

حسن: رواه الترمذي (1692، 3738)، وأحمد (1417)، وصحّحه ابن حبان (6979)۔

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو زرہیں پہنے ہوئے تھے، آپ ایک چٹان پر چڑھنے لگے لیکن چڑھ نہ سکے تو اپنے نیچے طلحہ کو بٹھایا اور چڑھے یہاں تک کہ چٹان پر سیدھے کھڑے ہو گئے، تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: طلحہ نے اپنے لیے واجب کر لی۔

9935/135: عن عبد اللّٰه بن الزبير قال: سمعت رسول اللّٰه ﷺ يقول: ((أَوجَبَ طَلحَة))۔ حِينَ صَنَعَ مَا صَنَعَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔

حسن: رواه محمد بن إسحاق في سيرته (514)۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ پر واجب ہوگئی۔ جب انہوں نے (احد کے دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی۔

9936/136: عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رضي الله عنه قَالَ: كُنْتُ فِيمَنْ تَغَشَّاهُ النُّعَاسُ يَوْمَ أُحُدٍ، حَتَّى سَقَطَ سَيْفِي مِنْ يَدِي مِرَارًا، يَسْقُطُ وَآخُذُهُ، وَيَسْقُطُ فَآخُذُهُ

صحيح: رواه البخاري (4068)۔

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ان لوگوں میں تھا جنہیں احد کے دن اونگھ نے گھیر لیا تھا یہاں تک اونگھ کی وجہ سے

میری تلوار کئی مرتبہ گر پڑی تھی۔ میں اسے اٹھالیتا، پھر گر جاتی اور میں اسے پھر اٹھالیتا۔

9937/137: عن طلحة أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوا: لِأَعْرَابِيٍّ جَاهِلٍ: سَلْهُ عَمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ مَنْ هُوَ؟ وَكَانُوا لَا يَجْتَرِئُونَ عَلَى مَسْأَلَتِهِ يُوَقِّرُونَهُ وَيَهَابُونَهُ، فَسَأَلَهُ الْأَعْرَابِيُّ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ إِنِّي اطَّلَعْتُ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ وَعَلَيَّ ثِيَابٌ خُضْرٌ، فَلَمَّا رَآنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أَيْنَ السَّائِلُ عَمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ؟ قَالَ الْأَعْرَابِيُّ: أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: هٰذَا مِمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ:

حسن: رواه الترمذی (3203، 3742) وحسّنه، والبزار (943)، وأبو يعلى (663)۔

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صحابہ نے ایک لاعلم اعرابی سے کہا: تم نبی اکرم ﷺ سے من قضى کے متعلق پوچھو کہ اس سے کون مراد ہے، صحابہ کا یہ حال تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ آپ ﷺ کی ان پر اتنی ہیبت طاری رہتی تھی کہ وہ آپ ﷺ سے سوال کی جرات نہیں کر پاتے تھے، چنانچہ اس اعرابی نے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے جواب نا دیا، اس نے پھر پوچھا، آپ ﷺ نے دوبارہ جواب نا دیا اس نے پھر (تیسری مرتبہ) پوچھا، آپ ﷺ نے پھر جواب نا دیا۔ اس کے بعد میں مسجد کے دروازے سے نکلا، میں سبز کپڑے پہنے ہوئے تھا، تو جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: من قضى نحبه کے متعلق پوچھنے والا کہاں ہے؟ اعرابی نے کہا میں موجود ہوں اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: یہ من قضى نحبه میں سے ہیں۔

[2]...... باب ثبات طلحة مع النبى ﷺ يوم أحد

جنگ احد کے دن طلحہ رضی اللہ عنہ کا نبی کریم ﷺ کے ساتھ جمے رہنے کا بیان

9938/138: عن السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: صَحِبْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَطَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَالْمِقْدَادَ وَسَعْدًا رضی اللہ عنہم، فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ يَوْمِ أُحُدٍ۔

صحيح: رواه البخاری (4062)۔

سائب بن یزید نے بیان کیا کہ، میں سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف، سیدنا طلحہ بن عبیداللہ، سیدنا مقداد بن اسود اور سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کی صحبت میں رہا ہوں پس میں نے ان میں سے کسی کو نبی کریم ﷺ سے حدیث بیان کرتے نہیں سنا۔ سوائے طلحہ رضی اللہ عنہ سے غزوہ احد کے متعلق حدیث بیان کرتے ہوئے سنا۔

9939/139: عَنْ قَيْسٍ قَالَ: رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَّاءَ، وَقَى بِهَا النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ۔

صحیح: رواہ البخاری (4063)۔

قیس نے بیان کیا کہ میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کا شل ہاتھ دیکھا۔ احد کے دن اس سے انہوں نے نبی کریم ﷺ کی حفاظت کی تھی۔

9940/140: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَوَلَّى النَّاسُ، كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي نَاحِيَةٍ فِي اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَفِيهِمْ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، فَأَدْرَكَهُمُ الْمُشْرِكُونَ، فَالْتَفَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: مَنْ لِلْقَوْمِ؟ فَقَالَ طَلْحَةُ: أَنَا۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: كَمَا أَنْتَ۔ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ: أَنْتَ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ۔ ثُمَّ الْتَفَتَ فَإِذَا الْمُشْرِكُونَ، فَقَالَ: مَنْ لِلْقَوْمِ؟ فَقَالَ طَلْحَةُ: أَنَا، قَالَ: كَمَا أَنْتَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَا، فَقَالَ: أَنْتَ۔ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذٰلِكَ وَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَيُقَاتِلُ قِتَالَ مَنْ قَبْلَهُ حَتَّى يُقْتَلَ، حَتَّى بَقِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَطَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ لِلْقَوْمِ؟ فَقَالَ طَلْحَةُ: أَنَا، فَقَاتَلَ طَلْحَةُ قِتَالَ الْأَحَدَ عَشَرَ حَتَّى ضُرِبَتْ يَدُهُ فَقُطِعَتْ أَصَابِعُهُ، فَقَالَ: حَسِّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْ قُلْتَ: بِسْمِ اللّٰهِ، لَرَفَعَتْكَ الْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ، ثُمَّ رَدَّ اللّٰهُ الْمُشْرِكِينَ۔

حسن: رواہ النسائی (3149)، -وعنه ابن السنی فی عمل الیوم واللیلة (670)۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جنگ احد کے دن جب لوگ بھاگنے لگے۔ تو رسول اللہ ﷺ بارہ انصار صحابہ کے ساتھ ایک جانب تھے اور ان میں سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو مشرکین ان پر ٹوٹ پڑے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ان (مشرکین) کی جانب دیکھا اور فرمایا: ہماری (اس گروہ) کی حفاظت کون کرے گا؟ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جیسے ہو ویسے ہی رہو تو ایک دوسرے انصاری صحابی نے کہا: اللہ کے رسول! میں آپ ﷺ نے فرمایا: تم۔ تو وہ لڑے یہاں تک کہ شہید کر دیئے گئے۔ پھر آپ نے مڑ کر ایک نظر ڈالی تو مشرکین موجود تھے آپ نے پھر آواز لگائی: قوم کی کون حفاظت کرے گا؟ طلحہ رضی اللہ عنہ بولے: میں حفاظت کروں گا، آپ نے فرمایا: تم جیسے ہو ویسے ہی رہو، تو دوسرے انصاری صحابی نے کہا: اللہ کے رسول! میں قوم کی حفاظت کروں گا، آپ نے فرمایا: تم پھر وہ صحابی (مشرکین سے) لڑے اور شہید ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ برابر ایسے ہی پکارتے رہے اور کوئی نہ کوئی انصاری صحابی ان مشرکین کے مقابلے کے لیے میدان میں اترتا اور نکلتا رہا اور اپنے سے قبل لوگوں کی طرح لڑتا اور شہید ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اور طلحہ بن عبیداللہ ہی باقی رہ گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے آواز لگائی۔ قوم

کی کون حفاظت کرے گا؟ طلحہ رضی اللہ عنہ نے (پھر) کہا: میں کروں گا۔اور پہلے گیارہ کی طرح مشرکین سے جنگ کرنے لگ گئے۔(اورلڑتے رہے) یہاں تک کہ ہاتھ پر ایک کاری ضرب لگی اور انگلیاں کٹ کر گر گئیں۔انہوں نے کہا: حس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم بسم اللہ کہتے تو فرشتے تمہیں اٹھا لیتے اور لوگ دیکھ رہے ہوتے ، پھر اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) سے دور کر دیا۔

9941/141: عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فِي بَعْضِ تِلْكَ الْأَيَّامِ الَّتِي قَاتَلَ فِيهِنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ عَنْ حَدِيثِهِمَا۔

متفق علیه: رواه البخاری (3722، 3723)، ومسلم (2414)۔

سیدنا ابوعثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طلحہ اور سعد رضی اللہ عنہما کے علاوہ کوئی بھی باقی نہیں رہا تھا ان جنگوں میں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔

دار ابن بشیر للبحث والتحقیق
قصور:
+923024056187

جموع مناقب الزبير بن العوام وأخباره

احادیث کا مجموعہ جو زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہوئیں

سیدنا زبیر بن عوام رسول اللہ ﷺ کے حواری، آپ ﷺ کی پھوپھو صفیہ بنت عبد المطلب کے صاحبزادے ہیں۔ عشرہ مبشرہ مین سے ہیں۔ اور اہل شوری کے چھ لوگوں میں شامل تھے۔ اور جنہوں نے سب سے پہلے اللہ کی رارہ میں تلوار چلائی۔ بچپن میں اسلام کو قبول کیا۔ اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ 16 سال رہے۔

ان کے بارے میں روایت ہے کہ وہ لمبے قد والے تھے، جب وہ سوار ہوتے تو ان کے پاؤں نیچے زمین پر لگ رہے ہوتے۔

[1]...... باب ما جاء فی شجاعة الزبير يوم الخندق وجمع النبی ﷺ له أبويه

خندق کے روز زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور نبی کریم ﷺ کا اپنے والدین آپ پر جمع کرنے کا بیان

9942/142: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: كُنْتُ يَوْمَ الْأَحْزَابِ جُعِلْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِى سَلَمَةَ فِى النِّسَاءِ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِالزُّبَيْرِ عَلَى فَرَسِهِ يَخْتَلِفُ إِلَى بَنِى قُرَيْظَةَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ: يَا أَبَتِ رَأَيْتُكَ تَخْتَلِفُ؟ قَالَ: أَوَهَلْ رَأَيْتَنِى يَا بُنَيَّ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ يَأْتِ بَنِى قُرَيْظَةَ فَيَأْتِيَنِى بِخَبَرِهِمْ فَانْطَلَقْتُ، فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَبَوَيْهِ فَقَالَ: فِدَاكَ أَبِى وَأُمِّى

متفق عليه: رواه البخاری (3720)، ومسلم (2416)۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں جنگ احزاب میں شریک تھا اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کو عورتوں (کی نگرانی) میں معمور کر دیا گیا تھا۔ تو میں نے دیکھا کہ زبیر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار بنی قریظہ طرف آ جا رہے ہیں۔ دو یا تین مرتبہ ایسا ہوا، پھر جب میں وہاں سے واپس آیا تو میں نے عرض کیا، ابا جان! میں نے آپ کو کئی مرتبہ آتے جاتے دیکھا۔ انہوں نے کہا: بیٹے! کیا واقعی تم نے بھی دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو بنو قریظہ کی طرف جا کر ان کی اطلاع میرے پاس لا سکے۔ اس پر میں وہاں گیا اور جب میں (خبر لے کر) واپس آیا تو آپ ﷺ نے (فرط مسرت میں) اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کر کے فرمایا

کہ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔

9943/143: عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ۔ يَوْمَ الْأَحْزَابِ قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا ثُمَّ قَالَ: مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ۔ قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ۔

متفق عليه: رواه البخاری (2846) و(4113)، ومسلم (2415-48)۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ احزاب کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کون کفار کی خبر مجھے لا کر دے گا؟ زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں تیار ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ کون کفار کی خبر مجھے لا کر دے گا؟ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں! اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر ہیں۔

9944/144: عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيِّي الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ

حسن: رواه الترمذی (3744)، وأحمد (680)۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر بن عوام ہیں۔

9945/145: عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ رَجُلًا يَقُولُ: أَنَا ابْنُ حَوَارِيِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: إِنْ كُنْتَ مِنْ آلِ الزُّبَيْرِ وَإِلَّا فَلَا.

صحيح: رواه البزار -كشف الأستار- (2594)، والطبرانی فی الكبير (78/1)۔

نافع سے روایت ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سنا: اے حواری رسول ﷺ کے بیٹے۔ تو کہا اگر تم آل زبیر سے ہوں تو ورنہ نہیں۔

[2]...... باب ما جاء فی أخبار الزبير بن العوام

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے حالات و واقعات کا بیان

9946/146: عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: قَالَتْ لِي عَائِشَةُ: كَانَ أَبَوَاكَ مِنَ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ۔

صحيح: رواه مسلم (2418-51)۔

عروہ سے روایت ہے کہ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا کہ: تمھارے دونوں باپ (والد زبیر اور نانا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ) ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے زخم کھا لینے کے بعد اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے بلاوے پر لبیک کہا تھا۔

9947/147: عن مَرْوَان بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: أَصَابَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رُعَافٌ شَدِيدٌ سَنَةَ

الرُّعَافِ، حَتَّى حَبَسَهُ عَنِ الْحَجِّ، وَأَوْصَى، فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَ: اسْتَخْلِفْ، قَالَ: وَقَالُوهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَمَنْ؟ فَسَكَتَ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ أَحْسِبُهُ الْحَارِثَ فَقَالَ: اسْتَخْلِفْ، فَقَالَ عُثْمَانُ: وَقَالُوا؟ فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَمَنْ هُوَ؟ فَسَكَتَ، قَالَ: فَلَعَلَّهُمْ قَالُوا الزُّبَيْرَ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّهُ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ، وَإِنْ كَانَ لَأَحَبَّهُمْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔

صحیح: رواه البخاری (3717)۔

مروان بن حکم نے بیان کیا کہ جس سال نکسیر پھوٹنے کی وبا پھیلی تھی اس سال عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی اس وبا کے شدید لپیٹ میں آئے یہاں تک کہ اس وجہ سے حج کے لیے بھی نا جا سکے۔، اور وصیت بھی کر دی، پھر ان کی خدمت میں قریش کے ایک صاحب گئے اور کہا کہ آپ کسی کو اپنا خلیفہ بنا دیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا سبھی لوگ ایسا کہتے ہیں؟ تو اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے پوچھا کہ کسے بناؤں؟ اس پر وہ خاموش ہو گیا۔ پھر ایک اور شخص گیا۔ میرا خیال ہے کہ وہ حارث تھے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کسی کو خلیفہ بنا دیں، آپ نے فرمایا کیا سبھی لوگ یہی چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ نے پوچھا: لوگوں کی رائے کس کے لیے ہے؟ اس پر وہ بھی خاموش ہو گئے، تو آپ نے خود فرمایا: غالباً زبیر کی طرف لوگوں کا رجحان ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، پھر آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے علم کے مطابق بھی وہی ان میں سب سے بہتر ہیں اور بلاشبہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نظروں میں بھی ان میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔

9948/148: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: لَمَّا وَقَفَ الزُّبَيْرُ يَوْمَ الْجَمَلِ، دَعَانِي فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَقَالَ: يَا بُنَيَّ إِنَّهُ لَا يُقْتَلُ الْيَوْمَ إِلَّا ظَالِمٌ أَوْ مَظْلُومٌ، وَإِنِّي لَا أُرَانِي إِلَّا سَأُقْتَلُ الْيَوْمَ مَظْلُومًا، وَإِنَّ مِنْ أَكْبَرِ هَمِّي لَدَيْنِي، أَفَتُرَى يُبْقِي دَيْنُنَا مِنْ مَالِنَا شَيْئًا؟ فَقَالَ: يَا بُنَيَّ بِعْ مَالَنَا فَاقْضِ دَيْنِي، وَأَوْصَى بِالثُّلُثِ، وَثُلُثِهِ لِبَنِيهِ يَعْنِي عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: ثُلُثُ الثُّلُثِ، فَإِنْ فَضَلَ مِنْ مَالِنَا فَضْلٌ بَعْدَ قَضَاءِ الدَّيْنِ شَيْءٌ فَثُلُثُهُ لِوَلَدِكَ۔ قَالَ هِشَامٌ: وَكَانَ بَعْضُ وَلَدِ عَبْدِ اللّٰهِ قَدْ وَازَى بَعْضَ بَنِي الزُّبَيْرِ، خُبَيْبٌ وَعَبَّادٌ، وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعَةُ بَنِينَ وَتِسْعُ بَنَاتٍ۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَجَعَلَ يُوصِينِي بِدَيْنِهِ وَيَقُولُ: يَا بُنَيَّ إِنْ عَجَزْتَ عَنْهُ فِي شَيْءٍ فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ مَوْلَايَ۔ قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا دَرَيْتُ مَا أَرَادَ حَتَّى قُلْتُ: يَا أَبَةِ مَنْ مَوْلَاكَ؟ قَالَ: اللّٰهُ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا وَقَعْتُ فِي كُرْبَةٍ مِنْ دَيْنِهِ إِلَّا قُلْتُ: يَا مَوْلَى الزُّبَيْرِ اقْضِ عَنْهُ دَيْنَهُ فَيَقْضِيهِ، فَقُتِلَ الزُّبَيْرُ رضی اللہ عنہ وَلَمْ يَدَعْ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِلَّا أَرَضِينَ، مِنْهَا الْغَابَةُ

وَإِحْدَى عَشْرَةَ دَارًا بِالْمَدِينَةِ، وَدَارَيْنِ بِالْبَصْرَةِ، وَدَارًا بِالْكُوفَةِ، وَدَارًا بِمِصْرَ، قَالَ: وَإِنَّمَا كَانَ دَيْنُهُ الَّذِي عَلَيْهِ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَأْتِيهِ بِالْمَالِ فَيَسْتَوْدِعُهُ إِيَّاهُ، فَيَقُولُ الزُّبَيْرُ: لَا، وَلَكِنَّهُ سَلَفٌ، فَإِنِّي أَخْشَى عَلَيْهِ الضَّيْعَةَ، وَمَا وَلِيَ إِمَارَةً قَطُّ وَلَا جِبَايَةَ خَرَاجٍ، وَلَا شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي غَزْوَةٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، أَوْ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رضی اللہ عنہم، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ: فَحَسَبْتُ مَا عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ فَوَجَدْتُهُ أَلْفَيْ أَلْفٍ وَمِائَتَيْ أَلْفٍ، قَالَ: فَلَقِيَ حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي، كَمْ عَلَى أَخِي مِنَ الدَّيْنِ؟ فَكَتَمَهُ، فَقَالَ: مِائَةُ أَلْفٍ، فَقَالَ حَكِيمٌ: وَاللَّهِ مَا أُرَى أَمْوَالَكُمْ تَسَعُ لِهَذِهِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ: أَفَرَأَيْتَكَ إِنْ كَانَتْ أَلْفَيْ أَلْفٍ وَمِائَتَيْ أَلْفٍ؟ قَالَ: مَا أُرَاكُمْ تُطِيقُونَ هَذَا، فَإِنْ عَجَزْتُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَاسْتَعِينُوا بِي، قَالَ: وَكَانَ الزُّبَيْرُ اشْتَرَى الْغَابَةَ بِسَبْعِينَ وَمِائَةِ أَلْفٍ، فَبَاعَهَا عَبْدُ اللَّهِ بِأَلْفِ أَلْفٍ وَسِتِّمِائَةِ أَلْفٍ، ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ حَقٌّ فَلْيُوَافِنَا بِالْغَابَةِ، فَأَتَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ، وَكَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ أَرْبَعُمِائَةِ أَلْفٍ، فَقَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ: إِنْ شِئْتُمْ تَرَكْتُهَا لَكُمْ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَا، قَالَ: فَإِنْ شِئْتُمْ جَعَلْتُمُوهَا فِيمَا تُؤَخِّرُونَ إِنْ أَخَّرْتُمْ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَا، قَالَ: قَالَ فَاقْطَعُوا لِي قِطْعَةً، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَكَ مِنْ هَا هُنَا إِلَى هَا هُنَا، قَالَ: فَبَاعَ مِنْهَا فَقَضَى دَيْنَهُ فَأَوْفَاهُ، وَبَقِيَ مِنْهَا أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ وَنِصْفٌ، فَقَدِمَ عَلَى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَالْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ زَمْعَةَ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: كَمْ قُوِّمَتِ الْغَابَةُ؟ قَالَ: كُلُّ سَهْمٍ مِائَةُ أَلْفٍ، قَالَ: كَمْ بَقِيَ، قَالَ: أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ وَنِصْفٌ، قَالَ: الْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ: قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ، قَالَ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ، وَقَالَ ابْنُ زَمْعَةَ: قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: كَمْ بَقِيَ؟ فَقَالَ: سَهْمٌ وَنِصْفٌ، قَالَ: أَخَذْتُهُ بِخَمْسِينَ وَمِائَةِ أَلْفٍ، قَالَ: وَبَاعَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ نَصِيبَهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ بِسِتِّمِائَةِ أَلْفٍ، فَلَمَّا فَرَغَ ابْنُ الزُّبَيْرِ مِنْ قَضَاءِ دَيْنِهِ، قَالَ بَنُو الزُّبَيْرِ: اقْسِمْ بَيْنَنَا مِيرَاثَنَا، قَالَ: لَا وَاللَّهِ لَا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ حَتَّى أُنَادِيَ بِالْمَوْسِمِ أَرْبَعَ سِنِينَ: أَلَا مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَلْنَقْضِهِ، قَالَ: فَجَعَلَ كُلَّ سَنَةٍ يُنَادِي بِالْمَوْسِمِ، فَلَمَّا مَضَى أَرْبَعُ سِنِينَ قَسَمَ بَيْنَهُمْ، قَالَ: فَكَانَ لِلزُّبَيْرِ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ، وَرَفَعَ الثُّلُثَ فَأَصَابَ كُلَّ امْرَأَةٍ أَلْفُ أَلْفٍ وَمِائَتَا أَلْفٍ، فَجَمِيعُ مَالِهِ خَمْسُونَ أَلْفَ أَلْفٍ، وَمِائَتَا أَلْفٍ۔۔

صحيح: رواه البخاری (3129)

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جمل کی جنگ کے موقع پر سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو مجھے بلایا میں ان کے پہلو میں جا کر کھڑا ہو گیا' انہوں نے کہا بیٹے! آج کی لڑائی میں ظالم مارا جائے گا یا مظلوم میں سمجھتا ہوں کہ آج میں مظلوم قتل کیا جاؤں گا اور مجھے سب سے زیادہ فکر اپنے قرضوں کی ہے۔ کیا تمہیں بھی کچھ اندازہ ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد ہمارا کچھ مال بچ سکے گا؟ پھر انہوں نے کہا بیٹے! ہمارا مال فروخت کر کے اس سے قرض ادا کر دینا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک تہائی کی میرے لیے اور اس تہائی کے تیسرے حصہ کی وصیت میرے بچوں کے لیے کی' یعنی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بچوں کے لیے۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ اس تہائی کے تین حصے کر لینا اور اگر قرض کی ادائیگی کے بعد ہمارے اموال میں سے کچھ بچ جائے تو اس کا ایک تہائی تمہارے بچوں کے لیے ہو گا۔ ہشام راوی نے بیان کیا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بعض لڑکے زبیر رضی اللہ عنہ کے لڑکوں کے ہم عمر تھے۔ جیسے خبیب اور عباد۔ اور زبیر رضی اللہ عنہ کے اس وقت نو لڑکے اور نو لڑکیاں تھیں۔ عبداللہ بن زبیر نے بیان کیا کہ پھر زبیر رضی اللہ عنہ مجھے اپنے قرض کے سلسلے میں وصیت کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ بیٹا! اگر قرض ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ تو میرے مالک و مولا سے اس میں مدد چاہنا۔ عبداللہ نے بیان کیا کہ قسم اللہ کی! میں ان کی بات نہ سمجھ سکا' میں نے پوچھا کہ آپ کے مولا کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ پاک! عبداللہ نے بیان کیا' قسم اللہ کی! قرض ادا کرنے میں جو بھی دشواری سامنے آئی تو میں نے اسی طرح دعا کی' کہ اے زبیر کے مولا! ان کی طرف سے ان کا قرض ادا کرا دے اور ادائیگی کی صورت پیدا ہو جاتی تھی۔ چنانچہ جب زبیر رضی اللہ عنہ (اسی موقع پر) شہید ہو گئے تو انہوں نے ترکہ میں درہم و دینار نہیں چھوڑے بلکہ ان کا ترکہ کچھ تو اراضی کی صورت میں تھا اور اسی میں غابہ کی زمین بھی شامل تھی۔ گیارہ مکانات مدینہ میں تھے' دو مکان بصرہ میں تھے' ایک مکان کوفہ میں تھا اور ایک مصر میں تھا۔ عبداللہ نے بیان کیا کہ ان پر جو اتنا سارا قرض ہو گیا تھا اس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ جب ان کے پاس کوئی شخص اپنا مال لے کر امانت رکھنے آتا تو آپ اسے کہتے کہ نہیں البتہ اس صورت میں رکھ سکتا ہوں کہ یہ میرے ذمے بطور قرض رہے۔ کیونکہ مجھے اس کے ضائع ہو جانے کا بھی خوف ہے۔ زبیر رضی اللہ عنہ کسی علاقے کے امیر کبھی نہیں بنے تھے۔ نہ وہ خراج وصول کرنے پر کبھی مقرر ہوئے اور نہ کوئی دوسرا عہدہ انہوں نے قبول کیا' البتہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابوبکر و عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ جہادوں میں شرکت کی تھی۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہا کہ ب میں نے اس رقم کا حساب کیا جو ان پر قرض تھی تو اس کی تعداد بائیس لاکھ تھی۔ بیان کیا کہ پھر حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ملے تو دریافت فرمایا، بیٹے! میرے دینی بھائی پر کتنا قرض رہ گیا ہے؟ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے چھپانا چاہا اور کہہ دیا کہ ایک لاکھ۔ اس پر حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا قسم اللہ کی! میں تو نہیں سمجھتا کہ تمہارے پاس موجود سرمایہ سے یہ قرض ادا ہو سکے گا۔ عبداللہ نے اب کہا کہ اگر قرض کی تعداد بائیس لاکھ ہوئی پھر آپ کی کیا رائے ہو گی؟ انہوں نے فرمایا پھر تو یہ قرض تمہاری برداشت سے بھی باہر ہے۔ خیر اگر کوئی دشواری پیش آئے تو مجھے کہنا، عبداللہ نے بیان کیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ

نے غابہ کی جائداد ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدی تھی۔ لیکن عبد اللہ نے وہ سولہ لاکھ میں بیچی، انہوں نے اعلان کیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ پر جس کا قرض ہو وہ غابہ میں آ کر ہم سے مل لے۔ چناچہ عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آئے، ان کا زبیر پر چار لاکھ روپیہ چاہیے تھا۔ انہوں نے تو یہی پیش کش کی کہ اگر چاہو تو میں یہ قرض چھوڑ سکتا ہوں، لیکن عبد اللہ نے کہا کہ نہیں پھر انہوں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں سارے قرض کی ادائیگی کے بعد لے لوں گا۔ عبد اللہ نے اس پر بھی یہی کہا کہ تا خیر کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ آخر انہوں نے کہا کہ پھر اس زمین میں میرے حصے کا قطعہ مقرر کر دو۔ عبد اللہ نے کہا کہ آپ اپنے قرض میں یہاں سے یہاں تک لے لیجیے۔ راوی نے بیان کیا کہ زبیر کی جائداد اور مکانات وغیرہ بیچ کر ان کا قرض ادا کر دیا گیا۔ اور سارے قرض کی ادائیگی ہوگئی۔ غابہ کی جائداد میں ساڑھے چار حصے ابھی بک نہیں سکے تھے۔ اس لیے عبد اللہ معاویہ کے یہاں شام تشریف لے گئے۔ وہاں عمرو بن عثمان، منذر بن زبیر اور ابن زمعہ بھی موجود تھے۔ ، معاویہ نے ان سے دریافت کیا کہ غابہ کی جائداد کی قیمت کتنی طے ہوئی، انہوں نے بتایا کہ ہر حصے کی قیمت ایک لاکھ طے پائی تھی معاویہ نے دریافت کیا کہ اب باقی کتنے حصے رہ گئے؟ انہوں نے بتایا کہ ساڑھے چار حصے اس پر منذر بن زبیر نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں میں لے لیتا ہوں عمر بن عثمان نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں میں لیتا ہوں ابن زمعہ نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں میں لیتا ہوں اس کے بعد معاویہ نے پوچھا کہ اب کتنے حصے باقی بچے ہیں انہوں نے کہا کہ ڈیڑھ حصہ معاویہ نے کہا کہ پھر اسے میں ڈیڑھ لاکھ میں لے لیتا ہوں بیان کیا کے عبد اللہ بن جعفر نے اپنا حصہ بعد میں معاویہ کو چھ لاکھ میں بیچ دیا پھر جب عبد اللہ بن زبیر قرض کی ادائیگی کر چکے تو زبیر کی اولاد نے کہا کہ اب ہماری میراث تقسیم کر دیجیے لیکن عبد اللہ نے فرمایا کہ ابھی تمہاری میراث اس وقت تک تقسیم نہیں کر سکتا جب تک چار سال تک ایام حج میں اعلان نہ کرا لوں کہ جس شخص کا بھی زبیر پر قرض ہو وہ ہمارے پاس آئے اور قرض لے جائے راوی نے بیان کیا کہ عبد اللہ نے ہر سال ایام حج میں اس کا اعلان کرانا شروع کیا اور جب چار سال گزر گئے تو عبد اللہ نے ان کی میراث تقسیم کی راوی نے بیان کیا کہ زبیر کی چار بیویاں تھیں اور عبد اللہ نے وصیت کے مطابق تہائی حصہ بچی ہوئی۔

[3]...... أخبار الزبير بن العوام في قتاله وشجاعته

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی بہادری اور (جنگ میں) قتال کرنے کا بیان

9949/149: عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: كَانَ فِي الزُّبَيْرِ ثَلَاثُ ضَرَبَاتٍ بِالسَّيْفِ، إِحْدَاهُنَّ فِي عَاتِقِهِ، قَالَ: إِنْ كُنْتُ لَأُدْخِلُ أَصَابِعِي فِيهَا۔ قَالَ: ضُرِبَ ثِنْتَيْنِ يَوْمَ بَدْرٍ، وَوَاحِدَةً يَوْمَ الْيَرْمُوكِ، قَالَ عُرْوَةُ: وَقَالَ لِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ، حِينَ قُتِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ: يَا عُرْوَةُ، هَلْ تَعْرِفُ سَيْفَ الزُّبَيْرِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَمَا فِيهِ؟ قُلْتُ: فِيهِ فَلَّةٌ فُلَّهَا يَوْمَ بَدْرٍ، قَالَ:

صَدَقْتَ، بِهِنَّ فُلُولٌ مِنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ۔ ثُمَّ رَدَّهُ عَلَى عُرْوَةَ قَالَ: هِشَامٌ: فَأَقَمْنَاهُ بَيْنَنَا ثَلَاثَةَ آلَافٍ، وَأَخَذَهُ بَعْضُنَا، وَلَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ أَخَذْتُهُ۔

صحيح: رواه البخاری (3973)۔

عروہ نے بیان کیا کہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے جسم پر تلوار کے تین زخم تھے۔ ایک ان کے کندھے پر اور یہ کہ میں بچپن میں اپنی انگلیاں ان میں داخل کر دیا کرتا تھا۔ ان میں سے دو زخم بدر کی لڑائی میں آئے تھے اور ایک جنگ یرموک میں۔ عروہ نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ شہید کر دیا گیا تو مجھ سے عبدالملک بن مروان نے کہا: اے عروہ! کیا زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار تم پہچانتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں، پہچانتا ہوں۔ اس نے پوچھا اس کی نشانی بتاؤ؟ میں نے کہا کہ بدر کی لڑائی کے موقع پر اس کی دھار کا ایک حصہ ٹوٹ گیا تھا، جو ابھی تک اس میں باقی ہے۔ عبدالملک نے کہا کہ تم نے سچ کہا: فوج کے ساتھ لڑتے لڑتے ان کی تلواروں کی دھاریں کی جگہ سے ٹوٹ گی ہیں پھر عبدالملک نے وہ تلوار عروہ کو واپس کر دی' ہشام نے بیان کیا کہ ہمارا اندازہ تھا کہ اس تلوار کی قیمت تین ہزار درہم تھی۔ وہ تلوار ہمارے ایک دوست نے قیمت دے کر لے لی تھی میری بڑی آرزو تھی کہ کاش! وہ تلوار میرے حصے میں آتی۔

9950/150: عن عروة بن الزبير أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوا لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ الْيَرْمُوكِ: أَلَا تَشُدُّ فَنَشُدَّ مَعَكَ؟ فَقَالَ: إِنِّي إِنْ شَدَدْتُ كَذَبْتُمْ، فَقَالُوا: لَا نَفْعَلُ، فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ حَتَّى شَقَّ صُفُوفَهُمْ، فَجَاوَزَهُمْ وَمَا مَعَهُ أَحَدٌ، ثُمَّ رَجَعَ مُقْبِلًا، فَأَخَذُوا بِلِجَامِهِ، فَضَرَبُوهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلَى عَاتِقِهِ، بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضُرِبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ عُرْوَةُ: كُنْتُ أُدْخِلُ أَصَابِعِي فِي تِلْكَ الضَّرَبَاتِ أَلْعَبُ وَأَنَا صَغِيرٌ۔ قَالَ عُرْوَةُ: وَكَانَ مَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يَوْمَئِذٍ، وَهُوَ ابْنُ عَشْرِ سِنِينَ، فَحَمَلَهُ عَلَى فَرَسٍ، وَكَّلَ بِهِ رَجُلًا

صحيح: رواه البخاری (3975)۔

عروہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے زبیر رضی اللہ عنہ سے یرموک کی جنگ میں کہا آپ حملہ کرتے تو ہم بھی آپ کے ساتھ حملہ کرتے انہوں نے کہا کہ اگر میں نے ان پر زور کا حملہ کر دیا تو پھر تم لوگ پیچھے رہ جاؤ گے سب بولے کہ ہم ایسا نہیں کریں گے۔ چنانچہ زبیر رضی اللہ عنہ نے دشمن (رومی فوج) پر حملہ کیا اور ان کی صفوں کو چیرتے ہوئے آگے نکل گئے۔ اس وقت ان کے ساتھ کوئی ایک بھی (مسلمان) نہیں رہا پھر (مسلمان فوج کی طرف) آنے لگے تو رومیوں نے ان کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور مونڈھے پر دو کاری زخم لگائے، جو زخم بدر کی لڑائی کے موقع پر ان کو لگا تھا وہ ان دونوں زخموں کے درمیان میں پڑ گیا تھا۔ عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ جب میں چھوٹا تھا تو ان زخموں میں اپنی انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتا تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ یرموک کی لڑائی کے موقع پر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ گئے تھے، اس وقت ان کی

عمر کل دس سال کی تھی اس لیے ان کو ایک گھوڑے پر سوار کر کے ایک صاحب کی حفاظت میں دے دیا تھا۔

9951/151: عن عروة قَالَ: كَانَ سَيْفُ الزُّبَيْرِ مُحَلًّى بِفِضَّةٍ، قَالَ هِشَامٌ: وَكَانَ سَيْفُ عُرْوَةَ مُحَلًّى بِفِضَّةٍ

صحيح: رواه البخاری (3974)۔

عروہ نے بیان کیا کہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار پر چاندی کا کام تھا۔ ہشام نے کہا کہ (میرے والد) عروہ کی تلوار پر چاندی کا کام تھا۔

دار ابن بشیر للبحث والتحقیق
قصور:
+923024056187

جموع مناقب سعد بن أبي وقاص وأخباره

احادیث کا مجموعہ جو سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہوئیں

سعد بن مالک بن وھیب بن عبد مناف، نسب کلاب بن مرہ پر جا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ ان کے باپ کی کنیت ابو وقاص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص کے ہاتھوں عراق کی فتح دلائی۔ اور جنگ لشکروں کے سردار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے سے دین اسلام کی نصرت کی۔ اور یہ مدائن میں رہائش پذیر ہوئے، پھر جلولاء کے روز لوگوں کے امیر بنے۔ ان کے ہاتھ سے ہی اس دن فتح نصیب ہوئی۔ ان کی والدہ حمنہ بنت سفیان بن ابی امیہ اسلام نہیں لائی۔ ان کا ذکر تیسرے باب میں آئے گا۔

[1]...... باب أن سعد بن أبي وقاص رجل صالح

یہ کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نیک شخصیت ہیں کا بیان

9952/152: عن عَائِشَةُ : أَرِقَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَقَالَ: لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ۔ إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ السِّلَاحِ، قَالَ: مَنْ هَذَا، قِيلَ: سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ، جِئْتُ أَحْرُسُكَ، فَنَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى سَمِعْنَا غَطِيطَهُ

متفق عليه: رواه البخاري (7231)، ومسلم (2410-39)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند نہ آئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش میرے صحابہ میں سے کوئی نیک شخص میرے لیے آج رات پہرہ دیتا۔ اتنے میں ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون صاحب ہیں؟ بتایا گیا کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں آپ کے لیے پہرہ دینے آیا ہوں، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوئے یہاں تک کہ ہم نے آپ کے خراٹے کی آواز سنے۔

[2]...... باب أن النبي ﷺ جمع أبويه لسعد بن أبي وقاص

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے اپنے والدین جمع کرنے کا بیان

9953/153: عن عَلِيٍّ رضي الله عنه يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُفَدِّي رَجُلًا بَعْدَ سَعْدٍ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي۔

متفق علیه: رواه البخاری (2905) و (4059)، ومسلم (2411-41)۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ بیان کرتے تھے کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بعد میں نے کسی کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ آپ نے خود کو ان پر صدقے کیا ہو۔ میں نے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: تیر برساؤ (سعد) تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

9954/154: عن سعد بن أبی وقاص یَقُولُ: جَمَعَ لِیَ النَّبِیُّ ﷺ أَبَوَیْهِ یَوْمَ أُحُدٍ۔

متفق علیه: رواه البخاری (3725)، ومسلم (2412)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ جنگ احد کے موقع پر میرے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والدین کو ایک ساتھ جمع کر کے یوں فرمایا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

[3]...... باب أن سعدا نزلت فيه آيات من القرآن الكريم

قرآن کی یہ آیات سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے بارے نازل ہوئیں

9955/155: عن مصعب بن سعد، عَنْ أَبِیهِ أَنَّهُ نَزَلَتْ فِیهِ آیَاتٌ مِنَ الْقُرْآنِ، قَالَ: حَلَفَتْ أُمُّ سَعْدٍ أَنْ لَا تُكَلِّمَهُ أَبَدًا حَتَّى یَكْفُرَ بِدِینِهِ، وَلَا تَأْكُلَ وَلَا تَشْرَبَ! قَالَتْ: زَعَمْتَ أَنَّ اللّٰهَ وَصَّاكَ بِوَالِدَیْكَ، وَأَنَا أُمُّكَ، وَأَنَا آمُرُكَ بِهَذَا! قَالَ: مَكَثَتْ ثَلَاثًا حَتَّى غُشِیَ عَلَیْهَا مِنَ الْجَهْدِ، فَقَامَ ابْنٌ لَهَا یُقَالُ لَهُ عُمَارَةُ فَسَقَاهَا، فَجَعَلَتْ تَدْعُو عَلَى سَعْدٍ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عز وجل فِی الْقُرْآنِ هَذِهِ الْآیَةَ: {وَوَصَّیْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا} {وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِی}، وَفِیهَا: {وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوفًا}۔ قَالَ: وَأَصَابَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ غَنِیمَةً عَظِیمَةً، فَإِذَا فِیهَا سَیْفٌ فَأَخَذْتُهُ، فَأَتَیْتُ بِهِ الرَّسُولَ ﷺ فَقُلْتُ: نَفِّلْنِی هَذَا السَّیْفَ فَأَنَا مَنْ قَدْ عَلِمْتَ حَالَهُ۔ فَقَالَ: رُدَّهُ مِنْ حَیْثُ أَخَذْتَهُ۔ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أُلْقِیَهُ فِی الْقَبَضِ لَامَتْنِی نَفْسِی، فَرَجَعْتُ إِلَیْهِ فَقُلْتُ: أَعْطِنِیهِ! قَالَ: فَشَدَّ لِی صَوْتَهُ رُدَّهُ مِنْ حَیْثُ أَخَذْتَهُ! قَالَ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عز وجل: {یَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ}۔ قَالَ: وَمَرِضْتُ فَأَرْسَلْتُ إِلَى النَّبِیِّ ﷺ، فَأَتَانِی فَقُلْتُ: دَعْنِی أَقْسِمُ مَالِی حَیْثُ شِئْتُ۔ قَالَ: فَأَبَى، قُلْتُ: فَالنِّصْفَ۔ قَالَ: فَأَبَى، قُلْتُ: فَالثُّلُثَ۔ قَالَ: فَسَكَتَ، فَكَانَ بَعْدُ الثُّلُثُ جَائِزًا۔ قَالَ: وَأَتَیْتُ عَلَى نَفَرٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرِینَ فَقَالُوا: تَعَالَ نُطْعِمْكَ وَنَسْقِكَ خَمْرًا - وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ تُحَرَّمَ الْخَمْرُ، قَالَ: فَأَتَیْتُهُمْ فِی حُشٍّ - وَالْحُشُّ الْبُسْتَانُ - فَإِذَا رَأْسُ جَزُورٍ مَشْوِیٌّ عِنْدَهُمْ وَزِقٌّ مِنْ خَمْرٍ۔ قَالَ: فَأَكَلْتُ وَشَرِبْتُ مَعَهُمْ۔ قَالَ: فَذَكَرْتُ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرِینَ عِنْدَهُمْ،

+923024056187

فَقُلْتُ: الْمُهَاجِرُونَ خَيْرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ! قَالَ: فَأَخَذَ رَجُلٌ أَحَدَ لَحْيَيِ الرَّأْسِ فَضَرَبَنِي بِهِ فَجَرَحَ بِأَنْفِي، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عز وجل فِيَّ - يَعْنِي نَفْسَهُ شَأْنَ الْخَمْرِ: {إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالأَنْصَابُ وَالأَزْلامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ}

صحيح: رواه مسلم (1748-43)۔

مصعب بن سعد اپنے باپ (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں ان کے حوالے سے کئی آیات نازل ہوئیں کہا: ان کی والدہ نے قسم کھائی کہ وہ اس وقت تک ان سے بات نہیں کریں گی یہاں تک کہ وہ اپنے دین کا انکار کریں اور نہ ہی کچھ کھائیں گی اور نہ پئیں گی ان کا خیال یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں حکم دیا ہے کہ اپنے والدین کی بات مانو اور میں تمھاری ماں ہوں لہٰذا میں تمھیں اس دین کو چھوڑ دینے کا حکم دیتی ہوں۔کہا: وہ تین دن اسی حالت میں رہیں یہاں تک کہ کمزوری سے بے ہوش ہوگئیں تو ان کا بیٹا جو عمارہ کہلاتا تھا کھڑا ہوا اور انھیں پانی پلایا۔پھر انھوں نے سعد رضی اللہ عنہ کو بددعائیں دینی شروع کر دیں تو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ آیت نازل فرمائی: ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور اگر وہ دونوں یہ کوشش کریں کہ تم میرے ساتھ شریک ٹھہراؤ جس بات کو تم (درست ہی) نہیں جانتے تو تم ان کی اطاعت نہ کرو اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھے طریقے سے رہو۔کہا: اور رسول اللہ ﷺ کو بہت زیادہ غنیمت حاصل ہوئی ۔اس میں ایک تلوار بھی تھی۔میں نے وہ اٹھالی اور اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اور عرض کی کہ یہ تلوار مزید مجھے دے دیں۔میری حالت کا تو آپ کو علم ہے ہی آپ نے فرمایا: اسے وہیں رکھ دو جہاں سے تم نے اٹھائی ہے۔میں چلا گیا جب میں نے اسے مقبوضہ غنائم میں واپس پھینکنا چاہا تو میرے دل نے مجھے ملامت کی (کہ واپس کیوں کر رہے ہو؟) تو میں آپ کے پاس واپس آگیا۔میں نے کہا: یہ مجھے عطا کر دیجیے، آپ نے میرے لیے اپنی آواز کو سخت کیا اور فرمایا: جہاں سے اٹھائی ہے وہیں واپس رکھ دو ۔کہا: اس پر اللہ عزوجل نے یہ نازل فرمایا: یہ لوگ آپ سے غنیمتوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔کہا: (ایک موقع نزول وحی کا یہ تھا کہ) میں بیمار ہوگیا۔میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا۔آپ میرے پاس تشریف لے آئے۔میں نے کہا: مجھے اجازت دیجیے کہ میں اپنا (سارا) مال جہاں چاہوں تقسیم کردوں۔کہا: آپ نے انکار فرمادیا۔ میں نے کہا: تو آدھا؟ آپ اس پر بھی نہ مانے، میں نے کہا: تو پھر تیسرا حصہ؟ اس پر آپ خاموش ہوگئے۔اس کے بعد تیسرے حصے کی وصیت جائز ہوگئی۔کہا: اور (ایک اور موقع بھی آیا) میں انصار اور مہاجرین کے کچھ لوگوں کے پاس آیا انھوں نے کہا: آؤ ہم تمھیں کھانا کھلائیں اور شراب پلائیں اور یہ شراب حرام کیے جانے سے پہلے کی بات ہے۔کہا: میں کھجوروں کے ایک جھنڈ کے درمیان خالی جگہ میں ان کے پاس پہنچا دیکھا تو اونٹ کا ایک بھنا ہوا سر ان کے پاس تھا اور شراب کی ایک مشک تھی۔میں نے ان کے ساتھ کھایا، شراب پی، پھر ان کے ہاں انصار اور مہاجرین کا ذکر آگیا۔میں

نے (شراب کی مستی میں) کہہ دیا: مہاجرین انصار سے بہتر ہیں تو ایک آدمی نے (اونٹ کا) ایک جبڑا پکڑا، اس سے مجھے ضرب لگائی اور میری ناک زخمی کردی، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو یہ (ساری) بات بتائی تو اللہ تعالیٰ نے میرے بارے میں۔۔۔ان کی مراد اپنے آپ سے تھی۔۔۔شراب کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی: بے شک شراب، جوا بت اور پانسے شیطان کے گندے کام ہیں۔

9956/156: عن سعد بن أبی وقاص قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سِتَّةَ نَفَرٍ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: اطْرُدْ هٰؤُلَاءِ لَا يَجْتَرِئُونَ عَلَيْنَا! قَالَ: وَكُنْتُ أَنَا وَابْنُ مَسْعُودٍ وَرَجُلٌ مِنْ هُذَيْلٍ وَبِلَالٌ وَرَجُلَانِ لَسْتُ أُسَمِّيهِمَا، فَوَقَعَ فِي نَفْسِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقَعَ، فَحَدَّثَ نَفْسَهُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عز وجل: {وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ}

صحیح: رواه مسلم (2413-46)۔

سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے ساتھ ہم چھ لوگوں کی جماعت تھی تو مشرکین نے نبی ﷺ سے کہا: ان لوگوں کو بھگا دیجیے، یہ ہمارے سامنے آنے کی جرات نہ کریں۔ کہاں کہ ان میں، میں ابن مسعود ہذیل کا ایک شخص بلال اور دو اور شخص جن کا نام میں نہیں لوں گا۔ رسول اللہ ﷺ کے دل میں جو اللہ نے چاہا سو آیا، آپ نے اپنے دل میں کچھ ارشاد فرمایا۔ تب اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی: اور ان لوگوں کو دور نہ کیجیے جو صبح، شام اپنے رب کو پکارتے ہیں صرف اس کی رضا چاہتے ہیں۔

[4]...... باب أن سعدا أسلم يوم أسلم وهو ثلث الإسلام

باب سعد رضی اللہ عنہ جس دن اسلام لائے اس دن وہ اسلام لانے والے تیسرے شخص تھے کا بیان

9957/157: عن سعد بن أبی وقاص يَقُولُ: مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيهِ، وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ، وَإِنِّي لَثُلُثُ الْإِسْلَامِ

صحیح: رواه البخاری (3727)۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص سے سنا، انہوں نے کہا کہ جس دن میں اسلام لایا، اسی دن دوسرے بھی اسلام میں داخل ہوئے ہیں اور میں سات دن تک اسی طور پر رہا کہ میں اسلام کا تیسرا فرد تھا۔

[5]...... باب أن سعد بن أبی وقاص أول العرب رمی فی سبيل اللّٰه

سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ پہلے عربی ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا کا بیان

9958/158: عن سعد بن أبی وقاص يَقُولُ: إِنِّي لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ،

وَرَأَيْتُنَا نَغْزُو وَمَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ وَهَذَا السَّمُرُ، وَإِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَا لَهُ خِلْطٌ ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ تُعَزِّرُنِي عَلَى الْإِسْلَامِ خِبْتُ إِذًا وَضَلَّ سَعْيِي۔

متفق علیه: رواه البخاری (6453)، ومسلم (2966-12)۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سب سے پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کے راستے میں تیر چلائے۔ ہم نے اس حال میں وقت گزارا ہے کہ جہاد کر رہے ہیں اور ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز حبلہ کے پتوں اور اس ببول کے سوا کھانے کے لیے نہیں تھی اور بکری کی مینگنیوں کی طرح ہم پاخانہ کیا کرتے تھے جو جدا جدا ہوتا۔ اب یہ بنو اسد کے لوگ مجھ کو اسلام سکھلا کر درست کرنا چاہتے ہیں پھر تو میں بالکل بدنصیب ٹھہرا اور میرا سارا کیا کرایا اکارت گیا۔

[6]...... باب فی انعزال سعد بن أبی وقاص عن الفتنة

سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ کا فتنوں سے الگ رہنے کا بیان

9959/159: عن عامر بن سعد قال: كَانَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فِي إِبِلِهِ، فَجَاءَهُ ابْنُهُ عُمَرُ فَلَمَّا رَآهُ سَعْدٌ قَالَ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هَذَا الرَّاكِبِ، فَنَزَلَ فَقَالَ لَهُ: أَنَزَلْتَ فِي إِبِلِكَ وَغَنَمِكَ وَتَرَكْتَ النَّاسَ يَتَنَازَعُونَ الْمُلْكَ بَيْنَهُمْ؟ فَضَرَبَ سَعْدٌ فِي صَدْرِهِ فَقَالَ: اسْكُتْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ ۔

صحیح: رواه مسلم (2965)۔ قال الحافظ فی الإصابة (3208):

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے اونٹوں کے پاس تھے کہ ان کے بیٹے عمر (بن سعد) ان کے پاس آئے جب سعد رضی اللہ عنہ نے انھیں دیکھا تو کہا: میں اس سوار کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں وہ اترے اور ان (سعد رضی اللہ عنہ) سے کہا: آپ اپنے اونٹوں اور بکریوں کے پاس رہائش پذیر ہو گئے ہیں اور لوگوں کو چھوڑ دیا ہے کہ وہ سلطنت کے بارے میں باہم لڑ رہے ہیں۔ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے سینے پر ضرب لگائی اور کہا: خاموش رہو! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے سے محبت رکھتا ہے جو متقی ہو، غنی ہو، گم نام (گوشہ نشیں) ہو۔

[7]...... باب دعاء النبی ﷺ لسعد بالشفاء فی مرضه عام حجة الوداع بمكة

مکہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ کا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ کی بیماری کی شفاء کے لیے دعا کرنے کا بیان

9960/160: عن سعد بن أبی وقاص أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى سَعْدٍ يَعُودُهُ بِمَكَّةَ فَبَكَى، قَالَ: مَا يُبْكِيكَ؟ فَقَالَ: قَدْ خَشِيتُ أَنْ أَمُوتَ بِالْأَرْضِ الَّتِي هَاجَرْتُ مِنْهَا كَمَا مَاتَ سَعْدُ

بْنُ خَوْلَةَ، فَقَالَ: النَّبِيُّ ﷺ: اللهُمَّ اشْفِ سَعْدًا، اللهُمَّ اشْفِ سَعْدًا۔ ثَلَاثَ مِرَارٍ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا، وَإِنَّمَا يَرِثُنِي ابْنَتِي، أَفَأُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: لَا۔ قَالَ فَبِالثُّلُثَيْنِ؟ قَالَ: لَا۔ قَالَ: فَالنِّصْفُ؟ قَالَ: لَا۔ قَالَ: فَالثُّلُثُ؟ قَالَ: الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّ صَدَقَتَكَ مِنْ مَالِكَ صَدَقَةٌ، وَإِنَّ نَفَقَتَكَ عَلَى عِيَالِكَ صَدَقَةٌ، وَإِنَّ مَا تَأْكُلُ امْرَأَتُكَ مِنْ مَالِكَ صَدَقَةٌ، وَإِنَّكَ أَنْ تَدَعَ أَهْلَكَ بِخَيْرٍ (أَوْ قَالَ: بِعَيْشٍ) خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، وَقَالَ بِيَدِهِ۔

صحيح: رواه مسلم (1628-8)۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں بیماری کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ تو سعد رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ کیوں روتے ہو؟ سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں اس جگہ فوت نا ہو جاؤں جہاں سے ہجرت کر چکا ہو۔ جیسے سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ سعد کو شفاء عطا فرما۔ اے اللہ سعد کو شفاء عطا فرما۔ تین بار یہ دعا کی۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کے اے اللہ کے رسول ﷺ میرے پاس بہت سارا مال موجود ہے۔ اور اس کی وارث میری صرف ایک بیٹی ہے۔ کیا میں سارے مال کی وصیت کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ دو تہائی مال کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ پھر انہون نے کہا کہ آدھے مال کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ تہائی کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے تہائی کی۔ لیکن تہائی بھی بہت زیادہ ہے۔ اور جو تو اپنے مال سے صدقہ کرے تو وہ صدقہ ہے۔ اور جو تو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے تو وہ بھی صدقہ ہے۔ اور تیرے مال سے جو تیری بیوی کھاتی ہے وہ بھی صدقہ ہے۔ اور تیرے لیے بہتر یہ ہے کہ تو اپنے اہل وعیال کو بھلائی اور عیش پر چھوڑ کر جائے۔ بجائے اس کے کہ وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھلائیں۔

باب قوله ﷺ لسعد: ((يُنْفَع بك أقوام ويُضَرُّ بك آخرون))

نبی کریم ﷺ کا سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو فرمان کہ: تم سے بہت سے مسلمانوں کو نفع پہنچے گا اور بہت سے غیر مسلموں کو نقصان ہو گا کا بیان

9961/161: عن سعد بن أبی وقاص قَالَ: عَادَنِي النَّبِيُّ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ مَرَضٍ أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرَى، وَأَنَا ذُو مَالٍ، وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي وَاحِدَةٌ، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي؟ قَالَ: لَا قَالَ: فَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ؟ قَالَ: الثُلُثُ يَا سَعْدُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ ذُرِّيَّتَكَ أَغْنِيَاءَ، خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً

+923024056187

يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَلَسْتَ بِنَافِقٍ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا آجَرَكَ اللّٰهُ بِهَا، حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِي فِي امْرَأَتِكَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي؟ قَالَ: إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ، فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً، وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ، وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ، اللهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ، وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ، لَكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ۔

متفق عليه: رواه البخاری (3936)، ومسلم (1628-5)۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع 10 ھ کے موقع پر میری مزاج پرسی کے لیے تشریف لائے۔ اس مرض میں میرے بچنے کی کوئی امید نہیں رہی تھی۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مرض کی شدت آپ خود ملاحظہ فرما رہے ہیں، میرے پاس مال بہت ہے اور صرف میری ایک لڑکی وارث ہے تو کیا میں اپنے دو تہائی مال کا صدقہ کر دوں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا پھر آدھے کا کر دوں؟ فرمایا کہ سعد! بس ایک تہائی کا کر دو، یہ بھی بہت ہے۔ تو اگر اپنی اولاد کو مالدار چھوڑ کر جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑے اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ احمد بن یونس نے بیان کیا، ان سے ابراہیم بن سعد نے کہ تم اپنی اولاد کو چھوڑ کر جو کچھ بھی خرچ کرو گے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی مقصود ہو گی تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا ثواب دے گا، اللہ تمہیں اس لقمہ پر بھی ثواب دے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے۔ میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے مکہ میں رہ جاؤں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم پیچھے نہیں رہو گے اور تم جو بھی عمل کرو گے اور اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہو گی تو تمہارا مرتبہ اس کی وجہ سے بلند ہوتا رہے گا اور شاید تم ابھی بہت دنوں تک زندہ رہو گے تم سے بہت سے مسلمانوں کو نفع پہنچے گا اور بہت سارے غیر مسلموں کو نقصان ہو گا۔ اے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت پوری کر دے اور انہیں الٹے پاؤں واپس نہ کر۔ البتہ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ وہی فوت ہو گئے۔۔

9962/162: عن أبی موسی قال: مرض سعد بمكة، فأتاه النبی ﷺ يعوده، فقال له: يا رسول اللّٰه، أليس تكره أن يموت الرجل فی الأرض التی هاجر منها؟ قال: ((بلی، ولعل اللّٰه تبارك وتعالیٰ يرفعك فيضر بك قوما وينفع آخرين بك))۔

حسن: رواه البزار (3139)۔

ابو موسیٰ سے کہ جب سعد مکہ میں بیمار ہوئے تو نبی کریم ﷺ ان کی عیادت کے لیے آئے۔ تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ اس بات کو ناپسند نہیں کرتے کہ کسی شخص کی موت اس شہر میں ہو جہاں سے اس نے ہجرت کر لی ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں؟ شاید اللہ تجھے درست کرے گا اور تیرے ذریعے سے کچھ کو نقصان دے گا

(جنگ کے دوران) اور کچھ کو فائدہ پہنچائے گا (یعنی مسلمانوں کی جماعت کو)۔

[9]......سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان

9963/163: عن عامر بن سعد بن أبی وقاص أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: فِي مَرَضِهِ الَّذِي هَلَكَ فِيهِ الْحَدُوا لِي لَحْدًا، وَانْصِبُوا عَلَيَّ اللَّبِنَ نَصْبًا، كَمَا صُنِعَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ

صحیح: رواه مسلم (966)۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنی اس بیماری کے دوران میں جس میں وہ فوت ہو گئے تھے، (اپنے لواحقین سے) کہا: میرے لیے لحد تیار کرنا اور میرے اوپر اچھے طریقے سے کچی اینٹیں لگانا جس طرح رسول اللہ ﷺ (قبر مبارک) کے ساتھ کیا گیا ہے۔

[10]......سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ کا مستجاب الدعوات ہونے کا بیان

9964/164: عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: شَكَا أَهْلُ الْكُوفَةِ سَعْدًا إِلَى عُمَرَ رضي الله عنه، فَعَزَلَهُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّارًا، فَشَكَوْا حَتَّى ذَكَرُوا أَنَّهُ لَا يُحْسِنُ يُصَلِّي، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا أَبَا إِسْحَاقَ، إِنَّ هَؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ أَنَّكَ لَا تُحْسِنُ تُصَلِّي؟ قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: أَمَّا أَنَا، وَاللَّهِ فَإِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي بِهِمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا أَخْرِمُ عَنْهَا، أُصَلِّي صَلَاةَ الْعِشَاءِ، فَأَرْكُدُ فِي الْأُولَيَيْنِ، وَأُخِفُّ فِي الْأُخْرَيَيْنِ۔ قَالَ: ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ يَا أَبَا إِسْحَاقَ۔ فَأَرْسَلَ مَعَهُ رَجُلًا، أَوْ رِجَالًا، إِلَى الْكُوفَةِ فَسَأَلَ عَنْهُ أَهْلَ الْكُوفَةِ، وَلَمْ يَدَعْ مَسْجِدًا إِلَّا سَأَلَ عَنْهُ، وَيُثْنُونَ مَعْرُوفًا، حَتَّى دَخَلَ مَسْجِدًا لِبَنِي عَبْسٍ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ: أُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ، يُكَنَّى أَبَا سَعْدَةَ قَالَ: أَمَّا إِذْ نَشَدْتَنَا فَإِنَّ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيرُ بِالسَّرِيَّةِ، وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ، وَلَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ، قَالَ سَعْدٌ: أَمَا وَاللَّهِ لَأَدْعُوَنَّ بِثَلَاثٍ: اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ عَبْدُكَ هَذَا كَاذِبًا، قَامَ رِيَاءً وَسُمْعَةً، فَأَطِلْ عُمْرَهُ، وَأَطِلْ فَقْرَهُ، وَعَرِّضْهُ بِالْفِتَنِ۔ وَكَانَ بَعْدُ إِذَا سُئِلَ يَقُولُ: شَيْخٌ كَبِيرٌ مَفْتُونٌ، أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعْدٍ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ فَأَنَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلَى عَيْنَيْهِ مِنَ الْكِبَرِ، وَإِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِي فِي الطُّرُقِ يَغْمِزُهُنَّ۔

+923024056187

متفق علیہ: رواه البخاری (755) ومسلم (453)۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل کوفہ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شکایت کی۔ اس لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول کر کے عمار رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا حاکم بنایا، تو کوفہ والوں نے سعد کے متعلق یہاں تک کہہ دیا کہ وہ تو اچھی طرح نماز بھی نہیں پڑھا سکتے۔ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلا بھیجا۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ اے

ابواسحاق! ان کوفہ والوں کا خیال ہے کہ تم اچھی طرح نماز نہیں پڑھا سکتے ہو۔ اس پر آپ نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! میں تو انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرح نماز پڑھاتا تھا، اس میں کوتاہی نہیں کرتا عشاء کی نماز پڑھاتا تو اس کی دو پہلی رکعات میں (قرآت) لمبی کرتا اور دوسری دو رکعتیں ہلکی پڑھاتا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابواسحاق! مجھ کو تم سے امید بھی یہی تھی۔ پھر آپ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک یا کئی آدمیوں کو کوفہ بھیجا۔ قاصد نے ہر ہر مسجد میں جا کر ان کے متعلق پوچھا۔ سب نے آپ کی تعریف کی لیکن جب مسجد بنی عبس میں گئے۔ تو ایک شخص جس کا نام اسامہ بن قتادہ اور کنیت ابوسعدہ تھی کھڑا ہوا۔ اس نے کہا کہ جب آپ نے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا ہے تو (سنیے کہ) سعد نہ فوج کے ساتھ خود جہاد کرتے تھے، نہ مال غنیمت کی تقسیم صحیح کرتے تھے اور نہ فیصلے میں عدل وانصاف کرتے تھے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے (یہ سن کر) فرمایا کہ اللہ کی قسم میں (تمہاری اس بات پر) تین دعائیں کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور صرف ریا ونمود کے لیے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر دراز کر اور اسے خوب محتاج بنا اور اسے فتنوں میں مبتلا کر۔ اس کے بعد (وہ شخص اس درجہ بدحال ہوا کہ) جب اس سے پوچھا جاتا تو کہتا کہ ایک بوڑھا اور پریشان حال ہوں مجھے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا لگ گئی۔ عبدالملک نے بیان کیا کہ میں نے اسے دیکھا اس کی بھویں بڑھاپے کی وجہ سے آنکھوں پر آ گئی تھی۔ لیکن اب بھی راستوں میں وہ لڑکیوں کو چھیڑتا۔

[11]...... سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کا قصہ اس شخص کے ساتھ جس نے حرم کی حدود میں درخت کاٹا

9965/165: عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ سَعْدًا رَكِبَ إِلَى قَصْرِهِ بِالْعَقِيقِ، فَوَجَدَ عَبْدًا يَقْطَعُ شَجَرًا أَوْ يَخْبِطُهُ، فَسَلَبَهُ، فَلَمَّا رَجَعَ سَعْدٌ جَاءَهُ أَهْلُ الْعَبْدِ فَكَلَّمُوهُ أَنْ يَرُدَّ عَلَى غُلَامِهِمْ، أَوْ عَلَيْهِمْ مَا أَخَذَ مِنْ غُلَامِهِمْ، فَقَالَ: مَعَاذَ اللّٰهِ أَنْ أَرُدَّ شَيْئًا نَفَّلَنِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَأَبَى أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ

صحيح: رواه مسلم (1364)۔

عامر بن سعد سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عقیق میں اپنے محل کی طرف روانہ ہوئے انھوں نے ایک غلام کو دیکھا وہ درخت کاٹ رہا تھا یا اس کے پتے چھاڑ رہا تھا انھوں نے اسے سلب کر لیا۔ جب سعد رضی اللہ عنہ (مدینہ) لوٹے تو غلام کے مالک ان کے پاس حاضر ہوئے اور ان سے گفتگو کی کہ انھوں نے جوان کے غلام سے لیا اس کو انھیں یا ان کے غلام کو واپس کر دیں۔ انھوں نے کہا: اللہ کی پناہ کہ میں کوئی ایسی چیز واپس کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بطور غنیمت دی ہے اور انھوں نے وہ واپس کرنے سے انکار کر دیا۔

[12]...... نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ: یہ میرے ماموں ہیں کا بیان

9966/166: عنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: أَقْبَلَ سَعْدٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: هَذَا خَالِي فَلْيُرِنِي امْرُؤٌ خَالَهُ.

حسن: رواه الترمذی (3752) والحاکم (498/3)۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آئے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ میرے ماموں ہیں، تو مجھے کوئی اپنا ماموں دکھائے۔

دار ابن بشیر للبحث والتحقیق
قصور: +923024056187

احادیث کا مجموعہ جو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہوئیں

عبدالرحمن بن عوف قرشی زھرہ ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، اور چھ اہل شوریٰ میں سے بھی ہیں۔ اور پہلے بدریوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ اوران پہلے آٹھوں میں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ اور یہ اغنیاء صحابہ میں سے تھے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دومہ الجندل کے لیے بھیجا۔ اوران کے بادشاہ الاصبغ بن ثعلبہ الکلبی کی بیٹی سے نکاح کی اجازت دی۔ انہیں فتح نصیب ہوئی اوراس سے نکاح کرلیا۔

خلیفہ نے قوی سند سے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ ابن عمر نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حج کے سال عبدالرحمن بن عوف خلافت کے جانشین بنے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کی تمام عمر حج کرتے رہے۔ 31 ہجری میں فوت ہوئے اور بقیع میں دفن ہوئے۔

[1]......ان (عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ) کا نام تبدیل ہونے کا بیان

9967/167: عن عبد الرحمن بن عوف قال: كان اسمى عبد عمرو، فسمانى رسول الله ﷺ عبد الرحمن۔

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرا نام عبدعمرو تھا،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام عبدالرحمن رکھا۔

[2]...... عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بھائی چارے کا بیان

9968/168: عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، وَآخَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ، وَكَانَ كَثِيرَ الْمَالِ، فَقَالَ سَعْدٌ: قَدْ عَلِمَتِ الْأَنْصَارُ أَنِّى مِنْ أَكْثَرِهَا مَالًا، سَأَقْسِمُ مَالِى بَيْنِى وَبَيْنَكَ شَطْرَيْنِ، وَلِى امْرَأَتَانِ، فَانْظُرْ أَعْجَبَهُمَا إِلَيْكَ فَأُطَلِّقُهَا، حَتَّى إِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَهَا، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِى أَهْلِكَ، فَلَمْ يَرْجِعْ يَوْمَئِذٍ حَتَّى أَفْضَلَ شَيْئًا مِنْ سَمْنٍ وَأَقِطٍ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى جَاءَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَهْيَمْ قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: مَا سُقْتَ فِيهَا قَالَ: وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، أَوْ نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ: أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

متفق عليه: رواه البخارى (3781) ومسلم (81:1427)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ (مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بہت دولت مند تھے، انہوں نے سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا: انصار کو معلوم ہے کہ میں ان میں سب سے زیادہ مالدار ہوں اس لیے میں اپنا آدھا آدھا مال اپنے اور آپ کے درمیان بانٹ دینا چاہتا ہوں اور میرے گھر میں دو بیویاں ہیں جو آپ کو پسند ہو میں اسے طلاق دے دوں گا اس کی عدت گزر جانے پر آپ اس سے نکاح کر لیں۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تمہارے اہل و مال میں برکت عطا فرمائے، (مجھ کو اپنا بازار دکھلا دو) پھر وہ بازار سے اس وقت تک واپس نہیں آئے جب تک کچھ گھی اور پنیر بطور نفع بچا نہیں لیا۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وہ حاضر ہوئے تو جسم پر زردی کا نشان تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے؟ بولے کہ میں نے ایک انصاری خاتون سے شادی کر لی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا مہر کیا دیا ہے؟ بولے ایک گٹھلی کے برابر سونا یا (یہ کہا کہ) سونے کی ایک گٹھلی دی ہے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا اب ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہی سے ہو۔

[3]...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے نماز پڑھنے کا بیان

9969/169: عن المغيرة بن شعبة قال في قصة: فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَوْمِ، وَقَدْ قَامُوا فِي الصَّلَاةِ يُصَلِّي بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً، فَلَمَّا أَحَسَّ بِالنَّبِيِّ ﷺ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ فَصَلَّى بِهِمْ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَقُمْتُ، فَرَكَعْنَا الرَّكْعَةَ الَّتِي سَبَقَتْنَا

صحيح: رواه مسلم (274-81)۔

مغیرہ بن شعبہ نے قصہ ذکر کیا۔۔۔ ہم لوگوں کے پاس پہنچے تو وہ نماز کے لیے کھڑے تھے، عبدالرحمن بن عوف ان کو نماز پڑھا رہے تھے اور ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔ جب انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (کی تشریف آوری) کا احساس ہوا تو پیچھے ہٹنے لگے۔ آپ نے انہیں اشارہ کیا (کہ نماز پوری کرو) تو انہوں نے نماز پڑھا دی، جب انہوں نے سلام پھیرا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے، میں بھی کھڑا ہو گیا اور ہم نے وہ رکعت پڑھی جو ہم سے پہلے ہو چکی تھی۔

9970/170: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا انْتَهَى إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ أَرَادَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ أَنْ يَتَأَخَّرَ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ: أَنْ مَكَانَكَ، فَصَلَّى، وَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِصَلَاةِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

صحيح: رواه الطيالسي (223)، والبزار (1014)، وأبو يعلى (853)، والشاشي في مسنده (246)۔

عبدالرحمن بن عوف سے کہ وہ نماز پڑھا رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بالکل قریب پہنچ گئے، تو انہوں نے پیچھے ہٹنا

چاہا لیکن نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنی جگہ پر نماز پڑھانے کا حکم دیا اور خود ان کے ساتھ نماز پڑھنے لگے۔

[4]...... سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا زیادہ مالدار ہونے کا بیان

9971/171: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، قَالَ: فَقَالَ يَا أُمَّهْ، قَدْ خِفْتُ أَنْ يُهْلِكَنِي كَثْرَةُ مَالِي، أَنَا أَكْثَرُ قُرَيْشٍ مَالاً، قَالَتْ: يَا بُنَيَّ، فَأَنْفِقْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ مِنْ أَصْحَابِي مَنْ لاَ يَرَانِي بَعْدَ أَنْ أُفَارِقَهُ فَخَرَجَ عبد الرحمن فَلَقِيَ عُمَرَ ، فَأَخْبَرَهُ، فَجَاءَ عُمَرُ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا، فَقَالَ لَهَا: بِاللَّهِ مِنْهُمْ أَنَا؟ فَقَالَتْ: لاَ، وَلَنْ أُبْلِيَ أَحَدًا بَعْدَكَ۔

صحيح: رواه أحمد (26489)، والبزار -كشف الأستار- (2496)، وأبو يعلى (7003)۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ عبدالرحمن بن عوف ان کے پاس آئے اور کہنے لگے اماں جان مجھے اندیشہ ہے کہ مال کی کثرت مجھے ہلاک نہ کردے۔ کیونکہ میں قریش میں سب سے زیادہ مالدار ہوں انہوں نے جواب دیا کہ بیٹا اسے خرچ کرو کیونکہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے بعض ساتھی ایسے بھی ہوں گے کہ میری ان سے جدائی ہونے کے بعد وہ مجھے دوبارہ کبھی نہ دیکھ سکیں گے، عبدالرحمن بن عوف جب باہر نکلے تو راستے میں عمر سے ملاقات ہوگئی انہوں نے عمر کو یہ بات بتائی عمر خود ام سلمہ کے پاس پہنچے اور گھر میں داخل ہو کر فرمایا اللہ کی قسم کھا کر بتایئے کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ انہوں نے فرمایا نہیں لیکن آپ کے بعد میں کسی کے متعلق یہ بات نہیں کہہ سکتی۔

[5]...... سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات پر خرچ کرنے کے قصہ کا بیان

9972/172: عن أبي سلمة بن عبد الرحمن بن عوف ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ أَمْرَكُنَّ لَمِمَّا يُهِمُّنِي بَعْدِي، وَلَنْ يَصْبِرَ عَلَيْكُنَّ إِلاَّ الصَّابِرُونَ۔ قَالَ: ثُمَّ تَقُولُ عَائِشَةُ، فَسَقَى اللَّهُ أَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ، تُرِيدُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ، وَقَدْ كَانَ وَصَلَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَالٍ، يُقَالُ: بِيعَتْ بِأَرْبَعِينَ أَلْفًا۔

حسن: رواه الترمذي (3749)، وأحمد (24485)، وصحّحه ابن حبان (6995)، والحاكم (312/3)۔

ام المؤمنین سیدة عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (اپنی بیویوں سے) فرماتے تھے: تم لوگوں کا معاملہ مجھے پریشان کئے رہتا ہے کہ میرے بعد تمہارا کیا ہوگا؟ تمہارے حقوق کی ادائیگی کے معاملہ میں صرف صبر کرنے والے ہی صبر کرسکیں گے۔ پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے (ابوسلمہ سے) کہا: اللہ تمہارے والد یعنی عبدالرحمٰن بن عوف کو جنت کی نہر سلسبیل سے سیراب کرے، انہوں نے آپ ﷺ کی بیویوں کے ساتھ ایک ایسے مال کے ذریعہ جو چالیس ہزار (دینار) میں بکا، اچھے سلوک کا مظاہرہ کیا۔

[6]......سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حالات وواقعات کا بیان

9973/173: عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: كَاتَبْتُ أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ كِتَابًا بِأَنْ يَحْفَظَنِي فِي صَاغِيَتِي بِمَكَّةَ، وَأَحْفَظَهُ فِي صَاغِيَتِهِ بِالمَدِينَةِ، فَلَمَّا ذَكَرْتُ الرَّحْمَنَ قَالَ: لَا أَعْرِفُ الرَّحْمَنَ، كَاتِبْنِي بِاسْمِكَ الَّذِي كَانَ فِي الجَاهِلِيَّةِ فَكَاتَبْتُهُ عَبْدَ عَمْرٍو، فَلَمَّا كَانَ فِي يَوْمِ بَدْرٍ خَرَجْتُ إِلَى جَبَلٍ لِأُحْرِزَهُ حِينَ نَامَ النَّاسُ، فَأَبْصَرَهُ بِلَالٌ، فَخَرَجَ حَتَّى وَقَفَ عَلَى مَجْلِسٍ مِنْ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ، لَا نَجَوْتُ إِنْ نَجَا أُمَيَّةُ، فَخَرَجَ مَعَهُ فَرِيقٌ مِنْ الْأَنْصَارِ فِي آثَارِنَا، فَلَمَّا خَشِيتُ أَنْ يَلْحَقُونَا خَلَّفْتُ لَهُمْ ابْنَهُ لِأَشْغَلَهُمْ، فَقَتَلُوهُ، ثُمَّ أَبَوْا حَتَّى يَتْبَعُونَا، وَكَانَ رَجُلًا ثَقِيلًا فَلَمَّا أَدْرَكُونَا قُلْتُ لَهُ: ابْرُكْ فَبَرَكَ، فَأَلْقَيْتُ عَلَيْهِ نَفْسِي لِأَمْنَعَهُ، فَتَخَلَّلُوهُ بِالسُّيُوفِ مِنْ تَحْتِي حَتَّى قَتَلُوهُ، وَأَصَابَ أَحَدُهُمْ رِجْلِي بِسَيْفِهِ، وَكَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ يُرِينَا ذَلِكَ الْأَثَرَ فِي ظَهْرِ قَدَمِهِ۔

صحيح: رواه البخاري (2301)۔

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے امیہ بن خلف سے یہ معاہدہ اپنے اور اس کے درمیان لکھوایا کہ وہ میرے بال بچوں یا میری جائیداد کی جو مکہ میں ہے، حفاظت کرے اور میں اس کی جائیداد کی جو مدینہ میں ہے حفاظت کروں۔ جب میں نے اپنا نام لکھتے وقت رحمان کا ذکر کیا تو اس نے کہا کہ میں رحمن کو کیا جانوں۔ تم اپنا وہی نام لکھواؤ جو زمانہ جاہلیت میں تھا۔ چنانچہ میں نے عبد عمرو لکھوایا۔ بدر کی لڑائی کے موقع پر میں ایک پہاڑ کی طرف گیا تاکہ لوگوں سے آنکھ بچا کر اس کی حفاظت کر سکوں، لیکن سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا اور فوراً ہی انصار کی ایک مجلس میں آئے۔ انہوں نے مجلس والوں سے کہا کہ یہ دیکھو امیہ بن خلف (کافر دشمن اسلام) ادھر موجود ہے۔ اگر امیہ کافر بچ نکلا تو میری ناکامی ہو گی۔ چنانچہ ان کے ساتھ انصار کی ایک جماعت ہمارے پیچھے ہو لی۔ جب مجھے خوف ہوا کہ اب یہ لوگ ہمیں آلیں گے تو میں نے اس کے لڑکے کو آگے کر دیا تاکہ اس کے ساتھ (آنے والی جماعت) مشغول رہے، لیکن لوگوں نے اسے قتل کر دیا اور پھر بھی وہ ہماری ہی طرف بڑھنے لگے۔ امیہ بہت بھاری جسم کا تھا۔ آخر جب جماعت انصار نے ہمیں آلیا تو میں نے اس سے کہا کہ زمین پر لیٹ جا۔ جب وہ زمین پر لیٹ گیا تو میں نے اپنا جسم اس کے اوپر ڈال دیا۔ تاکہ لوگوں کو روک سکوں، لیکن لوگوں نے میرے جسم کے نیچے سے اس کے جسم پر تلوار کی ضربات لگائیں اور اسے قتل کر کے ہی چھوڑا۔ ایک صحابی نے اپنی تلوار سے میرے پاؤں کو بھی زخمی کر دیا تھا۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اس کا نشان اپنے قدم کے اوپر ہمیں دکھایا کرتے تھے۔

جموع مناقب أبي عبيدة بن الجراح وأخباره

احادیث کا مجموعہ جو سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہوئیں

یہ: عامر بن عبداللہ بن جراح ہیں۔ اپنی کنیت سے زیادہ مشہور ہیں۔ اور نسبت ان کے دادا جراح کی طرف ہے۔ دو مرتبہ ہجرت کی سعادت حاصل کی۔ غزوہ بدر اور اس کے بعد کی جنگوں میں شریک رہے۔ انہوں نے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے جنگ احد میں خود نکالا تھا، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دانت شہید ہوئے تھے۔

[1]...... باب ما جاء أن أبا عبيدة أمين هذه الأمة

یہ کہ سیدنا ابو عبیدہ بن جراح اس امت کے امین ہیں کا بیان

9974/174: عن أنس أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا، وَإِنَّ أَمِينَنَا، أَيَّتُهَا الْأُمَّةُ، أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ۔

متفق عليه: رواه البخاری (3744) ومسلم (2419-53)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر امت میں امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔

9975/175: عَنْ حُذَيْفَةَ رضي الله عنه قَالَ: جَاءَ أَهْلُ نَجْرَانَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالُوا: ابْعَثْ لَنَا رَجُلًا أَمِينًا، فَقَالَ: لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ، فَاسْتَشْرَفَ لَهُ النَّاسُ، فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ۔

متفق عليه: رواه البخاری (4381)، ومسلم (2420-55)۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اہل نجران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے ساتھ کوئی امانت دار آدمی بھیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ایسا آدمی بھیجوں گا جو ہر حیثیت سے امانت دار ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم منتظر تھے، آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

9976/176: عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: جَاءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ صَاحِبَا نَجْرَانَ، قَالَ: وَأَرَادَا أَنْ يُلَاعِنَا رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: لَا تُلَاعِنْهُ، فَوَاللّٰهِ

لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا فلعَنَّا، - قَالَ خلَفُ: فلاعَنَّا - لَا نُفْلِحُ نَحْنُ وَلَا عَقِبُنَا أَبَدًا، قَالَ: فَأَتَيَاهُ، فَقَالَا: لَا نُلَاعِنُكَ، وَلَكِنَّا نُعْطِيكَ مَا سَأَلْتَ، فَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا أَمِينًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: لَأَبْعَثَنَّ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ، حَقَّ أَمِينٍ ، قَالَ: فَاسْتَشْرَفَ لَهَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: فقَالَ: قُمْ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ ، قَالَ: فَلَمَّا قَفَّى قَالَ: هَذَا أَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ

صحيح: رواه ابن ماجه (136)، والنسائى فى فضائل الصحابة (93)، وأحمد (3930)۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: یہ اس امت کے امین ہیں۔

9977/177: عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ، وَأَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ

حسن: رواه الطبرانى فى الكبير (3825)

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: ہر امت کا امین ہوتا ہے۔ اور اس امت کے امین سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں۔

[2]...... باب كان أبو عبيدة أحبَّ الناس إلى رسول الله ﷺ بعد أبى بكر وعمر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بعد سب سے زیادہ عزیز سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تھے کا بیان

وقوله: ((أوجب طلحة)) أى عمل عملا أوجب له الجنة۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَيُّ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ؟ قَالَتْ: أَبُو بَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ: عُمَرُ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ: ثُمَّ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الجَرَّاحِ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: فَسَكَتَتْ۔

صحيح: رواه الترمذى (3657)، وابن ماجه (102)، وأبو يعلى (4732)۔

عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: صحابہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ کون محبوب تھے؟ انہوں نے کہا: ابوبکر، میں نے پوچھا: پھر کون؟ انہوں نے کہا: عمر، میں نے پوچھا: پھر کون؟ کہا: پھر ابوعبیدہ بن جراح، میں نے پوچھا: پھر کون؟ تو وہ خاموش رہیں۔

جموع أخبار سعيد بن زيد بن عمرو العدوى

احادیث کا مجموعہ جو سعید بن زید بن عمرو العدوی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہوئیں

[1]...... باب إسلام سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل بن عبدالعزى العدوى (زوج أخت عمر بن الخطاب)

سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزی العدوی کا اسلام قبول کرنے کا بیان۔(سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بہن کے شوہر تھے)

9979/179: عن سَعِيد بْن زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ فِى مَسْجِدِ الْكُوفَةِ يَقُولُ: وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُنِى، وَإِنَّ عُمَرَ لَمُوثِقِى عَلَى الْإِسْلَامِ، قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عُمَرُ، وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا ارْفَضَّ لِلَّذِى صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ

صحيح: رواه البخاري (3862)۔

سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ ایک وقت تھا جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے سے پہلے مجھے اس وجہ سے باندھ رکھا تھا کہ میں نے اسلام کیوں قبول کیا لیکن تم لوگوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اس کی وجہ سے اگر احد پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سرک جائے تو اسے ایسا کرنا ہی چاہیے۔

[2]...... باب كان سعيد بن زيد مستجاب الدعوة

سعید بن زید مستجاب الدعوات تھے کا بیان

9980/180: عن عُمَر بن مُحَمَّدٍ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ أَنَّ أَرْوَى خَاصَمَتْهُ فِى بَعْضِ دَارِهِ، فَقَالَ: دَعُوهَا وَإِيَّاهَا، فَإِنِّى سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الأَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهِ طُوِّقَهُ فِى سَبْعِ أَرَضِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ اللهُمَّ إِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَأَعْمِ بَصَرَهَا، وَاجْعَلْ قَبْرَهَا فِى دَارِهَا۔ قَالَ: فَرَأَيْتُهَا عَمْيَاءَ تَلْتَمِسُ الْجُدُرَ، تَقُولُ: أَصَابَتْنِى دَعْوَةُ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، فَبَيْنَمَا هِىَ تَمْشِى فِى الدَّارِ، مَرَّتْ عَلَى بِئْرٍ فِى الدَّارِ،

فَوَقَعَتْ فِيهَا، فَكَانَتْ قَبْرَهَا۔

صحیح: رواه مسلم (1610: 138)۔

سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ اروی نے ان کے ساتھ گھر کے کسی حصے کے بارے میں جھگڑا کیا تو انہوں نے کہا: اسے اور گھر کو چھوڑ دو، (جو چاہے کرتی رہے) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا، آپ فرما رہے تھے: جس نے حق کے بغیر ایک بالشت زمین بھی حاصل کی، قیامت کے دن وہ سات زمینوں (تک) اس کی گردن کا طوق بنا دی جائے گی۔ (پھر اس کی ایذا رسانی سے تنگ آ کر انہوں نے دعا کی:) اے اللہ! اگر یہ جھوٹی ہے تو اس کی آنکھوں کو اندھا کر دے اور اس کے گھر ہی میں اس کی قبر بنا دے۔ (محمد بن زید نے) کہا: میں نے اس عورت کو دیکھا وہ اندھی ہو گئی تھی، دیواریں ٹٹولتی پھرتی تھی اور کہتی تھی: مجھے سعید بن زید کی بددعا لگ گئی ہے۔ ایک مرتبہ وہ گھر میں چل رہی تھی، گھر میں کنویں کے پاس سے گزری تو اس میں گر گئی اور وہی کنواں اس کی قبر بن گیا۔

دار ابن بشیر للبحث والتحقیق قصور: +923024056187

جموع ما جاء فی فضل جماعات الصحابة

احادیث کا مجموعہ جو صحابہ کرام] کی جماعت کی فضیلت میں وارد ہوئیں

[1]...... باب ما جاء فی فضل أهل البيت

اہل بیت کی فضیلت کیا بیان

قال الله تعالى: ﴿ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝ ﴾

[الأحزاب: ٣٢ - ٣٤]

قال أبو بكر الصديق: ارقبوا محمدا ﷺ فی أهل بيته۔ رواه البخاری (3713)۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے نبی کی بیویو! تم عورتوں میں سے کسی ایک جیسی نہیں ہو، اگر تقویٰ اختیار کرو تو بات کرنے میں نرمی نہ کرو کہ جس کے دل میں بیماری ہے طمع کر بیٹھے اور وہ بات کہو جو اچھی ہو۔ [32] اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور پہلی جاہلیت کے زینت ظاہر کرنے کی طرح زینت ظاہر نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کر دے اے گھر والو! اور تمھیں پاک کر دے، خوب پاک کرنا۔ [33] اور تمھارے گھروں میں اللہ کی جن آیات اور دانائی کی باتوں کی تلاوت کی جاتی ہے انھیں یاد کرو۔ بے شک اللہ ہمیشہ سے نہایت باریک بین، پوری خبر رکھنے والا ہے۔ [34] (سورۃ الاحزاب)

9981/181: عن أبی حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قُولُوا اللهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

متفق علیه: رواه البخاری (3369)، ومسلم (407-69)۔

سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یوں کہا کرو: ”اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔“ اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد پر اور ان کی بیویوں پر اور ان کی اولاد پر جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور اپنی برکت نازل فرما محمد پر اور ان کی بیویوں اور اولاد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی آل ابراہیم پر۔ بے شک تو انتہائی خوبیوں والا اور عظمت والا ہے۔

9982/182: عن زید بن أرقم قال: قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فِينَا خَطِيبًا بِمَاءٍ يُدْعَى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَ، وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ، فَخُذُوا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ - فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: وَأَهْلُ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي۔ فَقَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ يَا زَيْدُ؟ أَلَيْسَ نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ؟ قَالَ: نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَلَكِنْ أَهْلُ بَيْتِهِ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ۔ قَالَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ آلُ عَلِيٍّ وَآلُ عَقِيلٍ وَآلُ جَعْفَرٍ وَآلُ عَبَّاسٍ۔ قَالَ: كُلُّ هَؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ۔

صحیح: رواه مسلم (2408)۔

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع مقام خم کے پانی کے مقام پر خطبہ سنانے کو کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے اللہ کی حمد کی اور اس کی تعریف کو بیان کیا اور وعظ ونصیحت کی۔ پھر فرمایا کہ اس کے بعد اے لوگو! میں آدمی ہوں، قریب ہے کہ میرے رب کا بھیجا ہوا (موت کا فرشتہ) پیغام اجل لائے اور میں قبول کر لوں۔ میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ پہلے تو اللہ کی کتاب ہے اور اس میں ہدایت ہے اور نور ہے۔ تو اللہ کی کتاب کو تھامے رہو اور اس کو مضبوط پکڑے رہو۔ غرض کہ آپ ﷺ نے اللہ کی کتاب کی طرف رغبت دلائی۔ پھر فرمایا کہ دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ یاد دلاتا ہوں، تین بار فرمایا۔ اور حصین نے کہا کہ اے زید! آپ ﷺ کے اہل بیت کون سے ہیں، کیا آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اہل بیت نہیں ہیں؟ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ازواج مطہرات بھی اہل بیت میں داخل ہیں لیکن اہل بیت وہ ہیں جن پر

زکوۃ حرام ہے۔ حصین نے کہا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ علی، عقیل، جعفر اور عباس کی اولاد ہیں۔ حصین نے کہا کہ ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں۔

9983/183: عن أبی سعید الخدری قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ : ((والذی نفسی بیده، لا یبغضُنا أهلَ البیتِ رجلٌ إلا أدخله اللّٰه النارَ))۔

حسن: رواه ابن حبان (6978)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جس کسی نے بھی اہل بیت سے بغض کیا اللہ اس کو آگ میں داخل کرے گا۔

9984/184: عن علی بن ربیعة الأسدی الوالبی قال: لقیت زید بن أرقم رضی اللہ عنہ وهو یرید الدخول علی المختار- فقلت له: بلغنی عنك حدیث۔ قال: ما هو؟ قلت: أسمعت النبی ﷺ یقول: ((إنی تارك فیکم الثقلین: کتاب اللّٰه عزوجل، وعترتی))۔ قال: نعم۔

صحیح: رواه یعقوب الفسوی فی المعرفة والتاریخ (537/1) والطبرانی فی الکبیر (210/5)۔

علی بن ربیعہ الاسدی الوالبی نے کہا کہ میں سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے ان سے کہا کہ مجھے آپ کے واسطے سے ایک حدیث پہنچی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ کون سی حدیث؟ تو میں نے کہا کہ کیا آپ نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں؛ اللہ کی کتاب اور میرے اہل وعیال۔ تو انہوں نے کہا ہاں (میں نے سنا ہے) ہے۔

9985/185: عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ: لَقَدْ رَأَيْتَ خَيْرًا، لَقَدْ صَاحَبْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْتَ خَلْفَهُ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي حَيَّانَ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: " أَلَا وَإِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَحَدُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ، مَنِ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدَى، وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى ضَلَالَةٍ " وَفِيهِ فَقُلْنَا: مَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ؟ نِسَاؤُهُ؟ قَالَ: لَا، وَايْمُ اللّٰهِ إِنَّ الْمَرْأَةَ تَكُونُ مَعَ الرَّجُلِ الْعَصْرَ مِنَ الدَّهْرِ، ثُمَّ يُطَلِّقُهَا فَتَرْجِعُ إِلَى أَبِيهَا وَقَوْمِهَا أَهْلُ بَيْتِهِ أَصْلُهُ، وَعَصَبَتُهُ الَّذِينَ حُرِمُوا الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ۔

صحیح: رواه مسلم (2407)۔

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: ہم ان (سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس آئے اور اُن سے عرض کی: آپ نے بہت خیر دیکھی ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔ آپ ﷺ کے پیچھے نمازیں پڑھیں ہیں، اور پھر ابوحیان کی حدیث کی طرح حدیث بیان کی، مگر انھوں نے (اس طرح) کہا: (رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا:) دیکھو، میں تمھارے درمیان دوعظیم چیزیں چھوڑے جارہا ہوں۔ایک اللہ کی کتاب ہے وہ اللہ کی رسی ہے جس نے (اسے تھام کر) اس کا اتباع کیا وہ سیدھی راہ پر رہے گا اور جو اسے چھوڑ دے گا وہ گمراہی پر ہوگا۔اور اس میں یہ بھی ہے کہ ہم نے ان سے پوچھا: آپ کے اہل بیت کون ہیں؟ (صرف) آپ کی ازواج ؟انھوں نے کہا:نہیں،اللہ کی قسم!عورت اپنے مرد کے ساتھ زمانے کا بڑا حصہ رہتی ہے، پھر وہ اسے طلاق دے دیتا ہےتو وہ اپنے باپ اور اپنی قوم کی طرف واپس چلی جاتی ہے۔آپ ﷺ کے بعد آپ کے اہل بیت وہ (بھی) ہیں جو آپ کے خاندان سے ہیں،آپ کے وہ ددھیال رشتہ دار جن پر صدقہ حرام ہے۔

[2]...... باب ما جاء فی فضل أبی بکر وعمر

سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

9986/186: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أُرِيتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَنْزِعُ بِدَلْوِ بَكْرَةٍ عَلَى قَلِيبٍ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ نَزْعًا ضَعِيفًا، وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِي فَرِيَّهُ، حَتَّى رَوِيَ النَّاسُ وَضَرَبُوا بِعَطَنٍ۔

متفق علیه: رواه البخاری (3682)، ومسلم (2393)۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنویں سے ایک اچھا بڑا ڈول کھینچ رہا ہوں، جس پر لکڑی کا چرخ لگا ہوا ہے، پھر ابوبکر آئے اور انہوں نے بھی ایک یا دو ڈول کھینچے مگر کمزوری کے ساتھ اور اللہ ان کی مغفرت کرے۔ پھر عمر آئے اور ان کے ہاتھ میں وہ ڈول ایک بہت بڑے ڈول کی صورت اختیار کر گیا۔ میں نے ان جیسا مضبوط اور باعظمت شخص نہیں دیکھا جو اتنی مضبوطی کے ساتھ کام کرسکتا ہو۔ انہوں نے اتنا کھینچا کہ لوگ سیراب ہو گئے اور اپنے اونٹوں کو پلا کر ان کے ٹھکانوں پر لے گئے۔

9987/187: عن أبی هريرة قال: سمعت النبی ﷺ يقول بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ، رَأَيْتُنِي عَلَى قَلِيبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ، فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ، فَنَزَعَ بِهَا ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ، وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ ضَعْفَهُ، ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ، حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ

متفق علیه: رواه البخاری (3664)، ومسلم (2392-17)۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ خواب میں میں نے اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا جس پر ڈول تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا چاہا میں نے اس ڈول سے پانی

کھینچا، پھر اسے ابن ابی قحافہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے لے لیا اور انہوں نے ایک یا دو ڈول کھینچے، ان کے کھینچنے میں کچھ کمزوری سی معلوم ہوئی اللہ ان کی اس کمزوری کو معاف فرمائے۔ پھر اس ڈول نے ایک بہت بڑے ڈول کی صورت اختیار کر لی اور اسے عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ میں نے ایسا شہ زور پہلوان آدمی نہیں دیکھا جو عمر (رضی اللہ عنہ) کی طرح ڈول کھینچ سکتا۔ انہوں نے اتنا پانی نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو حوض سے سیراب کر لیا۔

9988/188: عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بَیْنَا أَنَا نَائِمٌ أُرِیتُ أَنِّی أَنْزِعُ عَلَی حَوْضِی أَسْقِی النَّاسَ، فَجَاءَ نِی أَبُو بَکْرٍ فَأَخَذَ الدَّلْوَ مِنْ یَدِی لِیُرَوِّحَنِی، فَنَزَعَ دَلْوَیْنِ وَفِی نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ یَغْفِرُ لَهُ، فَجَاءَ ابْنُ الْخَطَّابِ فَأَخَذَ مِنْهُ فَلَمْ أَرَ نَزْعَ رَجُلٍ قَطُّ أَقْوَی مِنْهُ، حَتَّی تَوَلَّی النَّاسُ وَالْحَوْضُ مَلْآنُ یَتَفَجَّرُ

صحیح: رواه مسلم (2392-18)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا تو مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ میں اپنے حوض سے پانی نکال کر لوگوں کو پلا رہا ہوں، پھر ابو بکر آئے اور انھوں نے مجھے آرام پہنچانے کے لیے میرے ہاتھ سے ڈول لے لیا، انھوں نے دو ڈول پانی نکالا، ان کے پانی نکالنے میں کچھ کمزوری تھی، اللہ ان کی مغفرت کرے! پھر ابن خطاب رضی اللہ عنہ آئے تو انھوں نے ان سے ڈول لے لیا، میں نے کسی شخص کو ان سے زیادہ قوت کے ساتھ ڈول کھینچتے نہیں دیکھا، یہاں تک کہ لوگ (سیراب ہو کر) چلے گئے۔ اور حوض پوری طرح بھرا ہوا تھا (اس میں سے) پانی امڈ رہا تھا۔

9989/189: عن ابن عباس یَقُولُ: وُضِعَ عُمَرُ عَلَی سَرِیرِهِ، فَتَکَنَّفَهُ النَّاسُ یَدْعُونَ وَیُصَلُّونَ قَبْلَ أَنْ یُرْفَعَ، وَأَنَا فِیهِمْ، فَلَمْ یَرُعْنِی إِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مَنْکِبِی، فَإِذَا عَلِیٌّ، فَتَرَحَّمَ عَلَی عُمَرَ وَقَالَ: مَا خَلَّفْتُ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَیَّ أَنْ أَلْقَی اللّٰهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ، وَایْمُ اللّٰهِ، إِنْ کُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ یَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَیْكَ، وَحَسِبْتُ أَنِّی کُنْتُ کَثِیرًا أَسْمَعُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُولُ: ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو بَکْرٍ وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَکْرٍ وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَکْرٍ وَعُمَرُ۔

متفق علیه: رواه البخاری (3685)، ومسلم (2389)۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو (شہادت کے بعد) ان کی چارپائی پر رکھا گیا تو تمام لوگوں نے نعش مبارک کو گھیر لیا اور ان کے لیے (اللہ سے) دعا اور مغفرت طلب کرنے لگے، نعش ابھی اٹھائی نہیں گئی تھی، میں بھی وہیں موجود تھا۔ اسی حالت میں اچانک ایک صاحب نے میرا شانہ پکڑ لیا، میں نے دیکھا تو وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے، پھر

انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعا رحمت کی اور (ان کی نعش کو مخاطب کر کے) کہا: آپ نے اپنے بعد کسی بھی شخص کو نہیں چھوڑا کہ جسے دیکھ کر مجھے یہ تمنا ہوتی کہ اس کے عمل جیسا عمل کرتے ہوئے میں اللہ سے جا ملوں اور اللہ کی قسم! مجھے تو (پہلے سے) یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہی رکھے گا۔ میرا یہ یقین اس وجہ سے تھا کہ میں نے اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے تھے کہ میں، ابوبکر اور عمر گئے۔ میں، ابوبکر اور عمر داخل ہوئے۔ میں، ابوبکر اور عمر باہر آئے۔

9990/190: عن أبی هريرة يقول: قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: بَيْنَمَا رَاعٍ فِي غَنَمِهِ، عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً، فَطَلَبَهُ الرَّاعِي فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ فَقَالَ: مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ، يَوْمَ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِي؟ وَبَيْنَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا، فَالْتَفَتَتْ إِلَيْهِ فَكَلَّمَتْهُ، فَقَالَتْ: إِنِّي لَمْ أُخْلَقْ لِهَذَا، وَلَكِنِّي خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ قَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَإِنِّي أُومِنُ بِذَلِكَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہما۔

متفق عليه: رواه البخاری (3663)، ومسلم (2388-13)۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ بھیڑیا آ گیا اور ریوڑ سے ایک بکری اٹھا کر لے جانے لگا۔ چرواہے نے اس سے بکری چھڑانی چاہی تو بھیڑیا بول پڑا۔ درندوں والے دن میں اس کی رکھوالی کرنے والا کون ہوگا جس دن میرے سوا اور کوئی چرواہا نہ ہوگا۔ اسی طرح ایک شخص بیل کو اس پر سوار ہو کر لیے جا رہا تھا، بیل اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ میری پیدائش اس کے لیے نہیں ہوئی ہے۔ میں تو کھیتی باڑی کے کاموں کے لیے پیدا کیا گیا ہوں۔ وہ شخص بول پڑا۔ سبحان اللہ! (جانور اور انسانوں کی طرح باتیں کرے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان واقعات پر ایمان لاتا ہوں اور ابوبکر اور عمر بن خطاب بھی۔

9991/191: عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ، وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ عُثْمَانُ، قُلْتُ: ثُمَّ أَنْتَ؟ قَالَ: مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔

صحيح: رواه البخاری (3671)۔

محمد بن حنفیہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل صحابی کون ہیں؟ انہوں نے بتلایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نے پوچھا پھر کون ہیں؟ انہوں نے بتلایا، اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ مجھے اس کا اندیشہ ہوا کہ اب (پھر میں نے پوچھا کہ اس کے بعد؟) کہہ دیں گے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس لیے میں نے خود کہا، اس کے بعد آپ ہیں؟ یہ سن کر وہ بولے کہ میں تو صرف عام مسلمانوں کی جماعت کا ایک شخص ہوں۔

+923024056187

9992/192: عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ جُلُوسًا فَقَالَ: إِنِّي لَا أَدْرِي مَا قَدْرُ بَقَائِي فِيكُمْ، فَاقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي - وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ - وَتَمَسَّكُوا بِعَهْدِ عَمَّارٍ، وَمَا حَدَّثَكُمْ ابْنُ مَسْعُودٍ فَصَدِّقُوهُ

حسن: رواه الترمذى (3799)، وابن ماجه (97)، وأحمد (23276،23419)۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ کب تک میں تمہارے درمیان رہوں، پس میرے بعد ان دونوں کی پیروی کرنا، اور آپ ﷺ نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی جانب اشارہ کیا۔ اور عمار کی طرح ہدایت حاصل کرنا، اور ابن مسعود جو تمہیں بیان کریں اس کی تصدیق کرنا۔

[3]...... باب أن أبا بكر وعمر سيدا كهول أهل الجنة

سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما جنت میں بوڑھوں کے سردار ہوں گے کا بیان

9993/193: عن أبى جحيفة قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ، إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ

حسن: رواه ابن ماجه (100)۔

سیدنا ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر وعمر انبیاء ورسل کے علاوہ جملہ اولین وآخرین میں جنت کے بوڑھے لوگوں کے سردار ہوں گے۔

9994/194: عن أبى هريرة قال: قال رسول الله ﷺ لأبى بكر وعمر: ((هذان سيدان كهول أهل الجنة))۔

حسن: رواه عبدالله بن أحمد فى زوائد الفضائل (200)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا: کہ یہ دونوں جن کے بوڑھے لوگوں کے سردار ہیں۔

9995/195: عن على بن أبى طالب قال: إنى لجالس مع رسول الله ﷺ ليس معنا أحد من البشر، إذ أقبل أبو بكر وعمر رضی اللہ عنہما يمشيان كل واحد منهما آخذاً بيد صاحبه فقال لى: ((هذان سيدا كهول أهل الجنة من الأولين والآخرين إلا النبيين والمرسلين، لا تخبرهما يا على))۔ فما أخبرتهما ولو كانا حيين ما حدّثت به۔

حسن: رواه الدولابى فى الكنى (99/2)۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا تھا۔ اس وقت ہمارے پاس اور کوئی شخص

موجود نہیں تھا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما۔ ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے ہوئے پیدل چلتے ہوئے آ رہے تھے۔ تو نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: یہ دونوں تمام جنتیوں کے بوڑھوں کے سردار ہوں گے سوائے انبیاء و رسل کے۔ اے علی ان دونوں کو خبر نا دینا۔ تو میں نے انہیں خبر نہیں دی۔

9996/196: عن عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا أَنْ نَتَصَدَّقَ، فَوَافَقَ ذَلِكَ مَالًا عِنْدِي، فَقُلْتُ: الْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَكْرٍ إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا، فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ فَقُلْتُ: مِثْلَهُ قَالَ: وَأَتَى أَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟ قَالَ: أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ قُلْتُ: لَا أُسَابِقُكَ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا۔

حسن: رواه أبو داود (1678)، والترمذی (3675)،

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم صدقہ کریں، اتفاق سے اس وقت میرے پاس دولت تھی، میں نے کہا: اگر میں کسی دن ابوبکر رضی اللہ عنہ پر سبقت لے جا سکوں گا تو آج کا دن ہو گا، چنانچہ میں اپنا آدھا مال لے کر آیا، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: اپنے گھر والوں کے لیے تم نے کیا چھوڑا ہے؟، میں نے کہا: اسی قدر یعنی آدھا مال، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے کر حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: اپنے گھر والوں کے لیے تم نے کیا چھوڑا ہے؟، انہوں نے کہا میں ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں ۱، تب میں نے (دل میں) کہا: میں آپ سے کبھی بھی کسی معاملے میں نہیں بڑھ سکوں گا۔

9997/197: عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: ((إن الرجل من أهل عليين يشرف على أهل الجنة كأنه كوكب دري، وإن أبا بكر وعمر منهم، وأنعما))۔

حسن: رواه أحمد في فضائل الصحابة (706)، والبزار في مسنده (9619)۔

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلند درجے والوں کو (جنت میں) نیچے درجہ والے دیکھیں گے جس طرح چمکتا ہوا ستارہ آسمان کی بلندیوں میں دیکھا جاتا ہے، اور ابوبکر و عمر بھی انہیں میں سے ہیں، اور ان میں سب سے فائق و برتر ہیں۔

9998/198: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ عِلِّيِّينَ لَيُشْرِفُ عَلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَتُضِيءُ الْجَنَّةُ بِوَجْهِهِ، كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ قَالَ: وَهَكَذَا جَاءَ الْحَدِيثُ دُرِّيٌّ مَرْفُوعَةٌ، الدَّالُ لَا تُهْمَزُ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَمِنْهُمْ، وَأَنْعَمَا۔

حسن بالمتابعة: رواه أبو داود (3987)، والترمذی (3658)، وابن ماجه (96)، و أحمد (11882، 11467)۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلند درجے والوں کو (جنت میں) نیچے درجہ والے دیکھیں گے جس طرح چمکتا ہوا ستارہ آسمان کی بلندیوں میں دیکھا جاتا ہے، اور ابوبکر وعمر بھی انہیں میں سے ہیں، اور ان میں سب سے فائق وبرتر ہیں

[4]...... ما جاء في فضل الخلفاء الثلاثة: أبي بكر، وعمر، وعثمان

خلفاء ثلاثہ؛ ابوبکر، عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

9999/199: عن ابن عمر قال كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَنُخَيِّرُ أَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضي الله عنهم۔

صحيح: رواه البخاري (3655)۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں جب ہمیں صحابہ کے درمیان انتخاب کے لیے کہا جاتا تو سب میں افضل اور بہتر ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے، پھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو۔

10000/200: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا، ثُمَّ عُمَرَ، ثُمَّ عُثْمَانَ، ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ

صحيح: رواه البخاري (3697)۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں قرار دیتے تھے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر ہم کوئی بحث نہیں کرتے تھے اور کسی کو ایک دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔

10001/201: عن أنس أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَعِدَ أُحُدًا، وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمْ، فَقَالَ: اثْبُتْ أُحُدُ، فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ، وَشَهِيدَانِ

صحيح: رواه البخاري (3675)۔ وفي لفظ له (3686): فرجف بهم، فضربه برجله وقال: ((اثبت أحد...))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر احد پہاڑ پر چڑھے تو احد کانپ اٹھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احد! قرار پکڑ کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

10002/202: عن أبي موسى: أَنَّهُ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ خَرَجَ، فَقُلْتُ: لَأَلْزَمَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَلَأَكُونَنَّ مَعَهُ يَوْمِي هَذَا، قَالَ: فَجَاءَ الْمَسْجِدَ، فَسَأَلَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالُوا: خَرَجَ وَوَجَّهَ هَاهُنَا، فَخَرَجْتُ عَلَى إِثْرِهِ أَسْأَلُ عَنْهُ، حَتَّى دَخَلَ بِئْرَ أَرِيسٍ، فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ،

وَبَابُهَا مِنْ جَرِيدٍ، حَتَّى قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَاجَتَهُ فَتَوَضَّأَ، فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى بِئْرِ أَرِيسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ، فَقُلْتُ: لَأَكُونَنَّ بَوَّابَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْيَوْمَ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَدَفَعَ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ، فَقَالَ: ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ: ادْخُلْ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ، فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَجَلَسَ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُ فِي الْقُفِّ، وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ كَمَا صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ، وَقَدْ تَرَكْتُ أَخِي يَتَوَضَّأُ وَيَلْحَقُنِي، فَقُلْتُ: إِنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يُرِيدُ أَخَاهُ يَأْتِ بِهِ، فَإِذَا إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ، ثُمَّ جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: هَذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْتَأْذِنُ، فَقَالَ: ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجِئْتُ فَقُلْتُ: ادْخُلْ، وَبَشَّرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ، فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْقُفِّ عَنْ يَسَارِهِ، وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ، فَقُلْتُ: إِنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَأْتِ بِهِ، فَجَاءَ إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ، فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ، عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ فَجِئْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ: ادْخُلْ، وَبَشَّرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ، عَلَى بَلْوَى تُصِيبُكَ، فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِئَ، فَجَلَسَ وِجَاهَهُ مِنَ الشَّقِّ الْآخَرِ۔

قَالَ شَرِيكٌ: قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ: فَأَوَّلْتُهَا قُبُورَهُمْ

متفق علیہ: رواہ البخاری (3674)، ومسلم (2403-9)۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے ایک دن اپنے گھر میں وضو کیا اور اس ارادہ سے نکلے کہ آج دن بھر رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر وہ مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور نبی کریم ﷺ کے متعلق پوچھا تو وہاں موجود لوگوں نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ تو تشریف لے جا چکے ہیں اور آپ اس طرف تشریف لے گئے ہیں۔ چنانچہ میں آپ کے متعلق پوچھتا ہوا آپ کے پیچھے پیچھے نکلا اور آخر میں نے دیکھا کہ آپ (قباء کے قریب) بئر اریس میں داخل ہو رہے ہیں، میں دروازے پر بیٹھ گیا اور اس کا دروازہ کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا تھا۔ جب آپ قضائے حاجت کر چکے اور آپ نے وضو بھی کر لیا تو میں آپ کے پاس گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ بئر اریس (اس باغ

دار السبیل للبحث والتحقیق +923024056187

کے کنویں) کی منڈیر پر بیٹھے ہوئے ہیں، اپنی پنڈلیاں آپ نے کھول رکھی ہیں اور کنویں میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا اور پھر واپس آ کر باغ کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے سوچا کہ آج رسول اللہ ﷺ کا دربان رہوں گا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور دروازہ کھولنا چاہا تو میں نے پوچھا کہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ابوبکر! میں نے کہا تھوڑی دیر ٹھہر جایئے۔ پھر میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ابوبکر دروازے پر موجود ہیں اور اندر آنے کی اجازت آپ سے چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی۔ میں دروازہ پر آیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے میں نے کہا کہ اندر تشریف لے جایئے اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور اسی کنویں کی منڈیر پر آپ ﷺ کی داہنی طرف بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا لیے۔ جس طرح آپ ﷺ نے لٹکائے ہوئے تھے اور اپنی پنڈلیوں کو بھی کھول لیا تھا۔ پھر میں واپس آ کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ میں آتے وقت اپنے بھائی کو وضو کرتا ہوا چھوڑ آیا تھا۔ وہ میرے ساتھ آنے والے تھے۔ میں نے اپنے دل میں کہا، کاش اللہ تعالیٰ فلاں کو خبر دے دیتا۔ ان کی مراد اپنے بھائی سے تھی اور انہیں یہاں پہنچا دیتا۔ اتنے میں کسی صاحب نے دروازہ پر دستک دی میں نے پوچھا کون صاحب ہیں؟ کہا کہ عمر بن خطاب۔ میں نے کہا کہ تھوڑی دیر کے لیے ٹھہر جایئے، چنانچہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کے بعد عرض کیا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دروازے پر کھڑے ہیں اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی پہنچا دو۔ میں واپس آیا اور کہا کہ اندر تشریف لے جایئے اور آپ کو رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے۔ وہ بھی داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ اسی منڈیر پر بائیں طرف بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا لیے۔ میں پھر دروازے پر آ کر بیٹھ گیا اور سوچتا رہا کہ اگر اللہ تعالیٰ فلاں (ان کے بھائی) کے ساتھ خیر چاہے گا تو اسے یہاں پہنچا دے گا، اتنے میں ایک اور صاحب آئے اور دروازے پر دستک دی، میں نے پوچھا کون صاحب ہیں؟ بولے کہ عثمان بن عفان، میں نے کہا تھوڑی دیر کے لیے رک جایئے، میں آپ کے پاس آیا اور میں نے آپ کو ان کی اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور ایک مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی جنت کی بشارت پہنچا دو۔ میں دروازے پر آیا اور میں نے ان سے کہا کہ اندر تشریف لے جایئے۔ نبی کریم ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے، ایک مصیبت پر جو آپ کو پہنچے گی۔ وہ جب داخل ہوئے تو دیکھا چبوترہ پر جگہ نہیں ہے اس لیے وہ دوسری طرف آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے۔ شریک نے بیان کیا کہ سعید بن مسیب نے کہا میں نے اس سے ان کی قبروں کی تاویل لی ہے (کہ اسی طرح بنیں گی)۔

10003/203: عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهُ، فَإِذَا

أَبُو بَكْرٍ فَبَشَّرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَمِدَ اللَّهَ، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ، فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَمِدَ اللَّهَ، ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ، فَقَالَ لِي: افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ فَإِذَا عُثْمَانُ، فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَحَمِدَ اللَّهَ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُ الْمُسْتَعَانُ

متفق عليه: رواه البخاري (3693)، ومسلم (2403-28)۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مدینہ کے ایک باغ (بئر اریس) میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ ایک صاحب نے آ کر دروازہ کھلوایا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے لیے دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو، میں نے دروازہ کھولا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں نبی کریم ﷺ کے فرمانے کے مطابق جنت کی خوشخبری سنائی تو انہوں نے اس پر اللہ کی حمد کی، پھر ایک اور صاحب آئے اور دروازہ کھلوایا۔ نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر بھی یہی فرمایا کہ دروازہ ان کے لیے کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو، میں نے دروازہ کھولا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے، انہیں بھی جب نبی کریم ﷺ کے ارشاد کی اطلاع سنائی تو انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر ایک تیسرے اور صاحب نے دروازہ کھلوایا۔ ان کے لیے بھی نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو ان مصائب اور آزمائشوں کے بعد جن سے انہیں (دنیا میں) واسطہ پڑے گا۔ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ جب میں نے ان کو نبی کریم ﷺ کے ارشاد کی اطلاع دی تو انہوں نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی مدد کرنے والا ہے۔

10004/204: عَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ حَائِطًا وَأَمَرَنِي بِحِفْظِ بَابِ الْحَائِطِ فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ،فَقَالَ: ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ يَسْتَأْذِنُ، فَقَالَ: ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا عُمَرُ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ يَسْتَأْذِنُ، فَسَكَتَ هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالَ: ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى سَتُصِيبُهُ فَإِذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ۔

قَالَ حَمَّادٌ: وَحَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، وَعَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ: سَمِعَا أَبَا عُثْمَانَ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِي مُوسَى بِنَحْوِهِ، وَزَادَ فِيهِ عَاصِمٌ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ قَاعِدًا فِي مَكَانٍ فِيهِ مَاءٌ، قَدِ انْكَشَفَ عَنْ رُكْبَتَيْهِ، أَوْ رُكْبَتِهِ، فَلَمَّا دَخَلَ عُثْمَانُ غَطَّاهَا۔

صحيح: رواه البخاري (3695)۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک باغ (بئر اریس) کے اندر تشریف لے گئے اور مجھ سے فرمایا کہ میں دروازہ پر پہرہ دیتا رہوں۔ پھر ایک صاحب آئے اور اجازت چاہی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری بھی سنا دو، وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر دوسرے ایک اور صاحب آئے اور اجازت چاہی۔ نبی کریم ﷺ

نے فرمایا کہ انہیں بھی اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری سنا دو، وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر تیسرے ایک اور صاحب آئے اور اجازت چاہی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گئے پھر فرمایا کہ انہیں بھی اجازت دے دو اور (دنیا میں) ایک آزمائش سے گزرنے کے بعد جنت کی بشارت بھی سنا دو، وہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔ حماد بن سلمہ نے بیان کیا، ہم سے عاصم احول اور علی بن حکم نے بیان کیا، انہوں نے ابوعثمان سے سنا اور وہ ابوموسیٰ سے اسی طرح بیان کرتے تھے، لیکن عاصم نے اپنی اس روایت میں یہ زیادہ کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ایک ایسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے جس کے اندر پانی تھا اور آپ اپنے دونوں گھٹنے یا ایک گھٹنہ کھولے ہوئے تھے لیکن جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو آپ نے اپنے گھٹنے کو چھپا لیا۔

10005/205: عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا إِلَى حَائِطٍ مِنْ حَوَائِطِ الْمَدِينَةِ لِحَاجَتِهِ، وَخَرَجْتُ فِي إِثْرِهِ، فَلَمَّا دَخَلَ الْحَائِطَ جَلَسْتُ عَلَى بَابِهِ، وَقُلْتُ: لَأَكُونَنَّ الْيَوْمَ بَوَّابَ النَّبِيِّ ﷺ، وَلَمْ يَأْمُرْنِي، فَذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَضَى حَاجَتَهُ، وَجَلَسَ عَلَى قُفِّ الْبِئْرِ، فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِ لِيَدْخُلَ، فَقُلْتُ: كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ لَكَ، فَوَقَفَ فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ، قَالَ: ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ۔ فَدَخَلَ، فَجَاءَ عَنْ يَمِينِ النَّبِيِّ ﷺ، فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ، فَجَاءَ عُمَرُ فَقُلْتُ: كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ لَكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ۔ فَجَاءَ عَنْ يَسَارِ النَّبِيِّ ﷺ، فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ فَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ، فَامْتَلَأَ الْقُفُّ، فَلَمْ يَكُنْ فِيهِ مَجْلِسٌ، ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَقُلْتُ: كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ لَكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ، مَعَهَا بَلَاءٌ يُصِيبُهُ۔ فَدَخَلَ فَلَمْ يَجِدْ مَعَهُمْ مَجْلِسًا، فَتَحَوَّلَ حَتَّى جَاءَ مُقَابِلَهُمْ عَلَى شَفَةِ الْبِئْرِ، فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ دَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ، فَجَعَلْتُ أَتَمَنَّى أَخًا لِي، وَأَدْعُو اللّٰهَ أَنْ يَأْتِيَ۔ قَالَ ابْنُ الْمُسَيِّبِ: فَتَأَوَّلْتُ ذَلِكَ قُبُورَهُمْ، اجْتَمَعَتْ هَا هُنَا، وَانْفَرَدَ عُثْمَانُ۔

صحيح: رواه البخاري (7097)۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے باغات میں کسی باغ کی طرف اپنی کسی ضرورت کے لیے گئے، میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے گیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں داخل ہوئے تو میں اس کے دروازے پر بیٹھ گیا اور اپنے دل میں کہا کہ آج میں آپ کا دربان بنوں گا حالانکہ آپ نے مجھے اس کا حکم نہیں دیا تھا۔ آپ اندر چلے گئے اور اپنی حاجت پوری کی۔ پھر آپ کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ گئے اور اپنی دونوں پنڈلیوں کو کھول کر انہیں کنوئیں میں لٹکا لیا۔

پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور اندر جانے کی اجازت چاہی۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ یہیں رہیں، میں آپ کے لیے اجازت لے کر آتا ہوں۔ چنانچہ وہ کھڑے رہے اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا نبی اللہ! ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو۔ چنانچہ وہ اندر آ گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب آ کر انہوں نے بھی اپنی پنڈلیوں کو کھول کر کنوئیں میں لٹکا لیا۔ اتنے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے۔ میں نے کہا ٹھہرو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے لوں (اور میں نے اندر جا کر آپ سے عرض کیا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو بھی اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری بھی۔ خیر وہ بھی آئے اور اسی کنوئیں کی منڈیر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب بیٹھے اور اپنی پنڈلیاں کھول کر کنوئیں میں لٹکا دیں۔ اور کنوئیں کی منڈیر بھر گئی اور وہاں جگہ نہ رہی۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور میں نے ان سے بھی کہا کہ یہیں رہیے یہاں تک کہ آپ کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگ لوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت دے دو اور اس کے ساتھ ایک آزمائش ہے جو انہیں پہنچے گی۔ پھر وہ بھی داخل ہوئے، ان کے ساتھ بیٹھنے کے لیے کوئی جگہ نہ تھی۔ چنانچہ وہ گھوم کر ان کے سامنے کنوئیں کے کنارے پر آ گئے پھر انہوں نے اپنی پنڈلیاں کھول کر کنوئیں میں پاؤں لٹکا لیے، پھر میرے دل میں بھائی (غالباً ابو بردہ یا ابورہم) کی تمنا پیدا ہوئی اور میں دعا کرنے لگا کہ وہ بھی آ جاتے، ابن المسیب نے بیان کیا کہ میں نے اس سے ان کی قبروں کی تعبیر لی کہ سب کی قبریں ایک جگہ ہوں گی لیکن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی الگ بقیع غرقد میں ہے۔

10006/206: عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُضْطَجِعًا فِي بَيْتِي كَاشِفًا عَنْ فَخِذَيْهِ أَوْ سَاقَيْهِ، فَاسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ فَتَحَدَّثَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ كَذَلِكَ فَتَحَدَّثَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَسَوَّى ثِيَابَهُ - قَالَ مُحَمَّدٌ: وَلَا أَقُولُ ذَلِكَ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ - فَدَخَلَ فَتَحَدَّثَ، فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ: دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ، ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ، ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ! فَقَالَ: أَلَا أَسْتَحِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ

صحيح: رواه مسلم (2401)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں لیٹے ہوئے تھے، رانیں یا پنڈلیاں کھولے ہوئے تھے کہ اتنے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حالت میں اجازت دے دی اور باتیں کرتے رہے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تو انہیں بھی اسی حالت میں اجازت دے دی اور باتیں کرتے رہے۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور کپڑے برابر کر لیے۔ پھر وہ آئے اور باتیں کیں۔

(راوی محمد کہتا ہے کہ میں نہیں کہتا کہ تینوں کا آنا ایک ہی دن ہوا) جب وہ چلے گئے تو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ خیال نہ کیا، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ خیال نہ کیا، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں؟

10007/207: عن عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ وَعُثْمَانَ حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ اسْتَأْذَنَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ لَابِسٌ مِرْطَ عَائِشَةَ، فَأَذِنَ لِأَبِي بَكْرٍ وَهُوَ كَذٰلِكَ فَقَضَى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ فَقَضَى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ، قَالَ عُثْمَانُ: ثُمَّ اسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، وَقَالَ لِعَائِشَةَ: اجْمَعِي عَلَيْكِ ثِيَابَكِ - فَقَضَيْتُ إِلَيْهِ حَاجَتِي ثُمَّ انْصَرَفْتُ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا لِي لَمْ أَرَكَ فَزِعْتَ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما كَمَا فَزِعْتَ لِعُثْمَانَ؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ، وَإِنِّي خَشِيتُ إِنْ أَذِنْتُ لَهُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ أَنْ لَا يَبْلُغَ إِلَيَّ فِي حَاجَتِهِ۔

صحيح: رواه مسلم (2402)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ سیدة عائشہ رضی اللہ عنہا اور عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے، عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ آپ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں اندر آنے کی اجازت دے دی، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بات کی، پھر چلے گئے، ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی، آپ نے اجازت دے دی۔ وہ بھی جس کام کے لیے آئے تھے، وہ کیا، پھر چلے گئے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر میں نے آپ کے پاس حاضری کی اجازت چاہی تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اپنے کپڑے اپنے اوپر اکٹھے کرلو۔ پھر میں جس کام کے لیے آیا تھا وہ کیا اور واپس آ گیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا وجہ ہے میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اس طرح ہڑ بڑا کے اٹھے ہوں جس طرح عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے اٹھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عثمان انتہائی حیادار ہیں، مجھے ڈر تھا کہ میں نے اسی حالت میں ان کو آنے کی اجازت دی تو وہ اپنی ضرورت کے بارے میں مجھ سے بات نہیں کرسکیں گے۔

10008/208: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ ، أَنَّ رَجُلًا، بِالْكُوفَةِ، شَهِدَ أَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ، عَنْهُ قُتِلَ شَهِيدًا فَأَخَذَتْهُ الزَّبَانِيَةُ فَرَفَعُوهُ إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ، عَنْهُ وَقَالُوا: لَوْلَا أَنْ تَنْهَانَا - أَوْ نَهَيْتَنَا - أَنْ لَا نَقْتُلَ أَحَدًا لَقَتَلْنَاهُ۔ هَذَا زَعَمَ أَنَّهُ يَشْهَدُ أَنَّ عُثْمَانَ رضي الله عنه قُتِلَ شَهِيدًا، فَقَالَ الرَّجُلُ لِعَلِيٍّ، رضي الله عنه: وَأَنْتَ تَشْهَدُ۔ أَتَذْكُرُ أَنِّي أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي،

وَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي۔ وَأَتَيْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، وَأَتَيْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، قَالَ: فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُبَارِكَ لِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: كَيْفَ لَا يُبَارَكُ لَكَ وَأَعْطَاكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ، وَأَعْطَاكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ، وَأَعْطَاكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ؟

صحيح: رواه أبو يعلى (1601)۔

محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کوفہ میں تھا اس نے گواہی دی کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا ہے۔ چوکیداروں نے اس کو پکڑا اور اسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس لا کر انہوں نے کہا: اگر ہم کو منع نا کیا ہوتا کہ ہم کسی کو قتل نا کریں تو ہم اس کو ضرور قتل کرتے یہ گمان کرتا ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید کیا گیا ہے۔ اس آدمی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ گواہ ہیں کیا آپ کو یاد ہے میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آیا، میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا۔ آپ ﷺ نے مجھے دیا۔ میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو میں نے آپ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بھی مجھے عطا کیا۔ پھر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں آپ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بھی مجھے دیا۔ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں آپ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بھی مجھے دیا۔ اس کے بعد میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول اللہ سے میرے لیے برکت کی دعا کیجیے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تجھے کیونکر نا برکت دی جائے گی تجھے تو ایک نبی اور صدیق اور دو شہیدوں نے دیا ہے۔ اور تجھے نبی اور صدیق اور دو شہیدوں نے دیا ہے۔

10009/209: عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ، قَالَ: كَانَ يَقُولُ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: لَا يَمُوتُ عُثْمَانُ حَتَّى يُسْتَخْلَفَ، قُلْنَا: مِنْ أَيْنَ تَعْلَمُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّهُ ثَلَاثَةٌ مِنْ أَصْحَابِي وُزِنُوا، فَوُزِنَ أَبُو بَكْرٍ، فَوَزَنَ، ثُمَّ وُزِنَ عُمَرُ، فَوَزَنَ، ثُمَّ وُزِنَ عُثْمَانُ، فَنَقَصَ صَاحِبُنَا، وَهُوَ صَالِحٌ

صحيح: رواه أحمد (16604)۔

اسود بن ہلال اپنی قوم کے ایک آدمی سے نقل کرتے ہیں کہ جو سیدنا عمر کے دور خلافت میں کہا کرتا تھا سیدنا عثمان غنی اس وقت تک فوت نہیں ہوں گے جب تک خلیفہ نہیں بن جاتے، ہم اس سے پوچھتے کہ تمہیں یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی؟ تو وہ جواب دیتا کہ میں نے نبی ﷺ کو ایک مرتبہ یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ آج رت میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے تین صحابہ کا وزن کیا گیا ہے، چنانچہ سیدنا ابوبکر کا وزن کیا گیا تو ان کا پلڑا جھک گیا، پھر سیدنا عمر کا وزن کیا گیا تو ان کا پلڑا ابھی جھک گیا، پھر سیدنا عثمان کا وزن کیا گیا تو ہمارے ساتھی کا وزن کم رہا اور وہ نیک آدمی ہے۔

10010/210: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ

فَاسْتَأْذَنَ، فَقَالَ: ائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ، فَاسْتَأْذَنَ، فَقَالَ: ائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ، فَاسْتَأْذَنَ، فَقَالَ: ائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ، قَالَ: قُلْتُ: فَأَيْنَ أَنَا؟ قَالَ: أَنْتَ مَعَ أَبِيكَ ۔

صحيح: رواه أحمد (6548)، والطبرانی فی الکبیر (13/615-616)۔

سیدنا ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اجازت طلب کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں اجازت بھی دو اور جنت کی خوشخبری بھی دو پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اجازت طلب کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں اجازت بھی دو اور جنت کی خوشخبری بھی دو میں نے عرض کیا کہ میں کہاں گیا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے والد گرامی کے ساتھ ہو گے۔

10011/211: عن بريدة بن الحصيب أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ جَالِسًا عَلَى حِرَاءٍ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اثْبُتْ حِرَاءُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدٌ

حسن: رواه أحمد (22936)، وابن أبی عاصم فی السنة (1443)

سیدنا بریدة بن حصیب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حراء مقام پر تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر، عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے۔ تو پہاڑ ہلنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اے حراء ٹھہر جا، کیونکہ تیرے اوپر یا نبی ہے یا صدیق یا شہید۔

10012/212: عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: ارْتَجَّ أُحُدٌ وَعَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اثْبُتْ أُحُدُ، مَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ ۔

صحيح: رواه أحمد (22811)، وابن أبی عاصم فی السنة (1444)، وابن حبان (6492)۔

سیدنا سھل بن سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ احد پہاڑ ہلنے لگا، اس وقت پہاڑ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما تشریف فرما تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے احد ٹھہر جا۔ تیرے اوپر ایک نبی اور دو شہید ہیں۔

10013/213: عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ: مَنْ رَأَى مِنْكُمْ رُؤْيَا؟ فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا رَأَيْتُ كَأَنَّ مِيزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ، فَوُزِنْتَ أَنْتَ وَأَبُو بَكْرٍ فَرَجَحْتَ أَنْتَ بِأَبِي بَكْرٍ، وَوُزِنَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَرَجَحَ أَبُو بَكْرٍ، وَوُزِنَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَحَ عُمَرُ، ثُمَّ رُفِعَ الْمِيزَانُ، فَرَأَيْنَا الْكَرَاهِيَةَ فِي وَجْهِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔

حسن: رواه أبو داود (4634)، والترمذی (2287)، والنسائی فی الکبری (8080)، والحاکم

(3/70-71)۔

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن دریافت فرمایا تم میں سے خواب کس نے دیکھا ہے؟ ایک آدمی نے کہا: میں نے۔ میں نے دیکھا کہ گویا آسمان سے ایک ترازو اتری ہے تو آپ کا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا تو آپ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھاری ہو گئے۔ پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ بھاری ہو گئے۔ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھاری ہوگئے، پھر ترازو اٹھالی گئی۔ تو (اس بات پر) ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر ناپسندیدگی کے آثار دیکھے۔

[5]...... باب ما جاء فی فضل الخلفاء الأربعة

خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

10014/214: عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي رَأَيْتُ كَأَنَّ دَلْوًا دُلِّيَ مِنَ السَّمَاءِ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ بِعَرَاقِيهَا، فَشَرِبَ شُرْبًا ضَعِيفًا ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِعَرَاقِيهَا فَشَرِبَ حَتَّى تَضَلَّعَ ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَأَخَذَ بِعَرَاقِيهَا فَشَرِبَ حَتَّى تَضَلَّعَ ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِعَرَاقِيهَا فَانْتَشَطَتْ وَانْتَضَحَ عَلَيْهِ مِنْهَا شَيْءٌ

حسن: رواه أبو داود (4637)، وأحمد (20242)۔

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے دیکھا ہے جیسے ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا' تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے ہیں اور اس کو اس کے دونوں طرف کے کناروں سے پکڑ لیا۔ اور اس سے پانی پیا، مگر کمزوری کے ساتھ۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے اس کو اس کے دونوں کناروں سے پکڑا اور پیا اور خوب سیر ہو کر پیٹ بھر کر پیا۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آئے، انہوں نے اس کے دونوں کناروں سے پکڑا اور پیا حتیٰ کہ پیٹ بھر کر پیا۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے، انہوں نے اس کے دونوں کناروں سے پکڑا تو وہ ہلا اور اس سے کچھ پانی ان پر گر گیا۔

[6]...... باب فی فضل الخلفاء الأربعة وطلحة، والزبير

خلفاء اربعہ اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

10015/215: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عَلَى حِرَاءٍ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ، فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اهْدَأْ، فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ

صحيح: رواه مسلم (2417-50)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حراء مقام پر تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے۔ تو پہاڑ ہلنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ پرسکون ہو جا، کیونکہ تیرے اوپر یا نبی ہے یا صدیق یا شہید۔

[7]...... باب ما جاء فی فضل العشرة المبشرين بالجنة

عشرہ مبشرہ کی فضیلت کا بیان

10016/216: عن سعيد بن زيد قال: أَنَا أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، بِمَا سَمِعَتِ أُذُنَایَ، وَوَعَاهُ قَلْبِی مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَإِنِّی لَمْ أَكُنِ أَرْوِی عَنْهُ كَذِبًا يَسْأَلُنِی عَنْهُ إِذَا لَقِيتُهُ، أَنَّهُ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ فِی الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِی الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِی الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِی الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِی الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِی الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ فِی الْجَنَّةِ، وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ فِی الْجَنَّةِ وَتَاسِعُ الْمُؤْمِنِينَ فِی الْجَنَّةِ، لَوْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَهُ لَسَمَّيْتُهُ۔ قَالَ: فَضَجَّ أَهْلُ الْمَسْجِدِ يُنَاشِدُونَهُ: يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَنِ التَّاسِعُ؟ قَالَ: نَاشَدْتُمُونِی بِاللّٰهِ، وَاللّٰهُ عَظِيمٌ أَنَا تَاسِعُ الْمُؤْمِنِينَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْعَاشِرُ، ثُمَّ أَتْبَعَ ذَلِكَ يَمِينًا قَالَ: وَاللّٰهِ لَمَشْهَدٌ شَهِدَهُ رَجُلٌ يُغَبَّرُ فِيهِ وَجْهُهُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، أَفْضَلُ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوحٍ علیہ السلام۔

صحيح: رواه أحمد (1629) – واللفظ له –، وأبو داود (4650)، وابن ماجه (133)۔

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اس بات کا گواہ ہوں کہ میرے کانوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے، اور میرے دل نے اسے محفوظ کیا ہے، اور میں ان سے کوئی جھوٹی بات روایت نہیں کرتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر جنت میں ہوں گے، عمر، علی، عثمان، طلحہ، زبیر، عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن مالک رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ایک نواں مسلمان بھی جنت میں ہوگا، جس کا نام اگر میں بتانا چاہتا تو بتا سکتا ہوں۔ اہل مسجد نے بآواز بلند انہیں قسم دے کر پوچھا کہ اے صحابی رسول! وہ نواں آدمی کون ہے؟ فرمایا: تم مجھے اللہ کی قسم دے رہے ہو، اللہ کا نام بہت بڑا ہے، وہ نواں آدمی میں ہی ہوں اور دسویں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اس کے بعد وہ دائیں طرف چلے گئے اور فرمایا کہ واللہ! وہ ایک غزوہ جس میں کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوا اور اس میں اس کا چہرہ غبار آلود ہوا، وہ تمہارے ہر عمل سے افضل ہے اگرچہ تمہیں عمر نوح علیہ السلام ہی نا مل جائے۔

10017/217: عن ابن عمر قال : قال رسول اللّٰه ﷺ: ((عشرة من قريش فی الجنة: أبو بكر فی الجنة، وعمر فی الجنة، ، وعثمان فی الجنة، وعلی فی الجنة، وطلحة فی

الجنة، والزبير فى الجنة، وسعد وسعيد فى الجنة، وعبدالرحمن بن عوف فى الجنة، وأبو عبيدة بن الجراح فى الجنة))۔

حسن: رواه الطبرانى فى الكبير (13823) وفى الأوسط (2222) وفى الصغير (62)۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ قریش میں سے دس جنتی ہیں: ابوبکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں، علی جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، سعد اور سعید جنتی ہیں، عبدالرحمن بن عوف جنتی ہیں، اور سیدنا ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہیں۔

[8]...... باب ما جاء فى فضل أبى بكر وعمر وأبى عبيدة بن الجراح

ابوبکر، عمر اور ابوعبیدة بن جراح کی فضیلت کا بیان

10018/218: عن عائشة، وسئلت: مَنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَخْلِفًا لَوِ اسْتَخْلَفَهُ؟ قَالَتْ: أَبُو بَكْرٍ، فَقِيلَ لَهَا: ثُمَّ مَنْ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ؟ قَالَتْ: عُمَرُ، ثُمَّ قِيلَ لَهَا: مَنْ بَعْدَ عُمَرَ؟ قَالَتْ: أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ - ثُمَّ انْتَهَتْ إِلَى هٰذَا۔

حسن: رواه مسلم (2385)۔

ام المؤمنین سیدة عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا، ان سے پوچھا گیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ کرتے تو کس کو کرتے؟ انہوں نے کہا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو (خلیفہ) بناتے۔ پھر پوچھا گیا کہ ان کے بعد کس کو (خلیفہ) بناتے؟ انہوں نے کہا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو (خلیفہ) بناتے۔ پھر پوچھا گیا کہ ان کے بعد کس کو (خلیفہ) بناتے؟ انہوں نے کہا کہ سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح کو۔ پھر خاموش ہوگئیں۔

10019/219: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَيُّ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ؟ قَالَتْ: أَبُو بَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ: عُمَرُ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ: ثُمَّ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: فَسَكَتَتْ۔

صحيح: رواه الترمذى (3657)، وابن ماجه (102)، وأبو يعلى (4732) وقال الترمذى: حسن صحيح۔

عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے سیدة عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: صحابہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ کون محبوب تھے؟ انہوں نے کہا: ابوبکر، میں نے پوچھا: پھر کون؟ انہوں نے کہا: عمر، میں نے پوچھا: پھر کون؟ کہا: پھر ابوعبیدہ بن جراح، میں نے پوچھا: پھر کون؟ تو وہ خاموش رہیں۔

[9]...... باب ما جاء فی فضل أبی بکر وعمر وعائشة

ابوبکر، عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

10020/220: عن عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رضي الله عنه: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم بَعَثَهُ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: عَائِشَةُ فَقُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ؟ فَقَالَ: أَبُوهَا قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ ابْنُ لْخَطَّابِ فَعَدَّ رِجَالًا.

متفق عليه: رواه البخارى (3662)، ومسلم (2348-8)۔

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں غزوہ ذات السلاسل کے لیے بھیجا (عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے پوچھا کہ سب سے زیادہ محبت آپ کو کس سے ہے؟ آپ نے فرمایا کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے میں نے پوچھا، اور مردوں میں؟ فرمایا کہ اس کے باپ سے، میں نے پوچھا، اس کے بعد؟ فرمایا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے۔ اس طرح آپ نے کئی آدمیوں کے نام لیے۔

[10]...... باب فی فضل فاطمة وعلی

فاطمہ اور علی رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

10021/221: عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ أَحَبَّ النِّسَاءِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَاطِمَةُ وَمِنَ الرِّجَالِ عَلِيٌّ۔

حسن: رواه الترمذى (3868)، والطبرانى فى الأوسط (7258)، والحاكم (155/3)۔

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتوں میں سب سے زیادہ محبوب سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں اور مردوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے

[11]...... باب فی فضل علی والحسن والحسین وفاطمة

علی، حسن، حسین اور فاطمہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

10022/222: عن عائشة زوج النبى ﷺ : خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعَرٍ أَسْوَدَ، فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ، ثُمَّ جَاءَ تْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا، ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ قَالَ: {إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا }

صحيح: رواه مسلم (2424)۔

ام المؤمنین سیدۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس پر کجاووں کی صورتیں یا ہانڈیوں کی صورتیں بنی ہوئی تھیں۔ اتنے میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس چادر کے اندر کرلیا۔ پھر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آئے تو ان کو بھی اس میں داخل کرلیا۔ پھر سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا آئیں تو ان کو بھی انہی کے ساتھ شامل کرلیا پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے تو ان کو بھی شامل کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور کرے اور تم کو پاک کرے اے گھر والو۔ (الاحزاب:33)

10023/223: عن أم سلمة حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ - يَعْنِي ابْنَ أَبِي سُلَيْمَانَ - عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ أُمَّ سَلَمَةَ، تَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي بَيْتِهَا، فَأَتَتْهُ فَاطِمَةُ بِبُرْمَةٍ، فِيهَا خَزِيرَةٌ، فَدَخَلَتْ بِهَا عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهَا: ادْعِي زَوْجَكِ وَابْنَيْكِ ۔ قَالَتْ: فَجَاءَ عَلِيٌّ وَالْحُسَيْنُ وَالْحَسَنُ، فَدَخَلُوا عَلَيْهِ، فَجَلَسُوا يَأْكُلُونَ مِنْ تِلْكَ الْخَزِيرَةِ، وَهُوَ عَلَى مَنَامَةٍ لَهُ عَلَى دُكَّانٍ تَحْتَهُ كِسَاءٌ خَيْبَرِيٌّ ۔ قَالَتْ: وَأَنَا أُصَلِّي فِي الْحُجْرَةِ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عز وجل هَذِهِ الْآيَةَ: {إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا} [الأحزاب: 33]۔ قَالَتْ: فَأَخَذَ فَضْلَ الْكِسَاءِ، فَغَشَّاهُمْ بِهِ، ثُمَّ أَخْرَجَ يَدَهُ، فَأَلْوَى بِهَا إِلَى السَّمَاءِ، ثُمَّ قَالَ: اللهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَخَاصَّتِي ، فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ، وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا، اللهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَخَاصَّتِي ، فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ، وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا ۔ قَالَتْ: فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي الْبَيْتَ، فَقُلْتُ: وَأَنَا مَعَكُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: إِنَّكِ إِلَى خَيْرٍ، إِنَّكِ إِلَى خَيْرٍ ۔

حسن: رواه أحمد (26508)۔ والمقصود من أهل البيت هنا من حيث النسب، وأما إطهار أهل البيت من الرجس فهو شامل للنسب والصهر جميعا۔

سیدۃ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں تھے کہ فاطمہ ایک ہنڈیا لے کر آگئیں جس میں خزیرہ تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اپنے شوہر اور بچوں کو بھی بلالاؤ چنانچہ علی اور سیدنا حسنین بھی آگئے اور بیٹھ کر وہ خزیرہ کھانے لگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ایک چبوترے پر نیند کی حالت میں تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کے نیچے خیبر کی ایک چادر تھی اور میں حجرے میں نماز پڑھ رہی تھی کہ اسی دوران اللہ نے یہ آیت نازل فرمادی اے اہل بیت اللہ تو تم سے گندگی کو دور کر کے تمہیں خوب صاف ستھرا بنانا چاہتا ہے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کا بقیہ حصہ لے کر ان سب پر ڈال دیا اور اپنا ہاتھ باہر نکال کر آسمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اے اللہ یہ لوگ میرے اہل بیت اور میرا خام مال ہیں تو ان سے گندگی کو دور کر کے انہیں خوب صاف ستھرا کردے، دو مرتبہ یہ دعا کی اس پر میں نے اس کمرے میں اپنا

سر داخل کر کے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی تو آپ کے ساتھ ہوں نبی ﷺ نے فرمایا تم بھی خیر پر ہو، تم بھی خیر پر ہو۔

10024/224: عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، رَبِيبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ {إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ البَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا} [الأحزاب: 33] فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، فَدَعَا فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ، وَعَلِيٌّ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَجَلَّلَهُ بِكِسَاءٍ ثُمَّ قَالَ: اللهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا۔ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: وَأَنَا مَعَهُمْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، قَالَ: أَنْتِ عَلَى مَكَانِكِ وَأَنْتِ عَلَى خَيْرٍ

حسن: رواه الترمذی (3205،3787)، والطبری فی تفسیره (106/19)، والطبرانی فی الکبیر (8295)۔

نبی اکرم ﷺ کے ربیب (پروردہ) عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب آیت کریمہ ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ نبی اکرم ﷺ پر سیدة ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اتریں تو آپ نے فاطمہ اور سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور آپ نے انہیں ایک چادر میں ڈھانپ لیا اور علی آپ کی پشت مبارک کے پیچھے تھے تو آپ نے انہیں بھی چادر میں چھپالیا، پھر فرمایا: ''اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں تو ان کی ناپاکی کو دور فرمادے اور انہیں اچھی طرح پاک کردے''، ام سلمہ نے عرض کیا: اللہ کے نبی! میں بھی انہیں کے ساتھ ہوں، آپ نے فرمایا: ''تو اپنی جگہ پر رہ اور تو بھی نیکی پر ہے۔''

10025/225: عَنْ شَدَّادٍ أَبِي عَمَّارٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ وَعِنْدَهُ قَوْمٌ، فَذَكَرُوا عَلِيًّا، فَلَمَّا قَامُوا قَالَ لِي: أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَا رَأَيْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: أَتَيْتُ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا أَسْأَلُهَا عَنْ عَلِيٍّ، قَالَتْ: تَوَجَّهَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ فَجَلَسْتُ أَنْتَظِرُهُ حَتَّى جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهُ عَلِيٌّ وَحَسَنٌ وَحُسَيْنٌ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمْ، آخِذٌ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِيَدِهِ، حَتَّى دَخَلَ فَأَدْنَى عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ، فَأَجْلَسَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ، وَأَجْلَسَ حَسَنًا وَحُسَيْنًا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى فَخِذِهِ، ثُمَّ لَفَّ عَلَيْهِمْ ثَوْبَهُ أَوْ قَالَ: كِسَاءً، ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: {إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا} [الأحزاب: 33] وَقَالَ: اللهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي، وَأَهْلُ بَيْتِي أَحَقُّ

صحیح: رواه أحمد (16988)، وصحّحه ابن حبان (6976)، والحاكم (3/2،174/416)۔

شداد کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ واثلہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، ان کے پاس کچھ لوگ تھے، وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرنے

لگے، جب وہ اٹھ گئے تو واثلہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جو میں نے نبی علیہ السلام سے دیکھی ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں؟ وہ کہنے لگے ایک مرتبہ میں علی رضی اللہ عنہ کے بارے پوچھنے کے لیے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا، انہوں نے بتایا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئے ہیں، میں بیٹھ کر ان کا انتظار کرنے لگا، اتنی دیر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، ہمراہی میں علی رضی اللہ عنہ، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ تھے اور وہ سب اس طرح آرہے تھے کہ ہر ایک نے دوسرے کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو قریب بلا کر بٹھایا اور سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دونوں کو اپنی رانوں پہ پر بٹھا لیا، پھر ان سب کو ایک چادر اوڑھا کر یہ آیت تلاوت فرمائی، اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے اہل بیت! تم سے گندگی کو دور کر دے اور تمہیں خوب پاکیزگی عطا کر دے، اور فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں اور میرے اہل بیت کا حق زیادہ ہے۔

10026/226: عن على أنه دخل على النبى ﷺ وقد بسط شملة فجلس عليها هو وفاطمة وعلى والحسن والحسين ثم أخذ النبى ﷺ بمجامعه فعقد عليهم ثم قال: ((اللهم ارض عنهم كما أنا عنهم راض))۔

حسن: رواه الطبرانى فى الأوسط (5510)۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر بچھائی، تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اور فاطمہ، علی، سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہم بیٹھ گئے۔ پھر ان پر چادر کا ایک پلو اوڑھا دیا اور فرمایا: اے اللہ ان سے راضی ہو جا جیسے میں ان سے راضی ہوں۔

[12]...... باب فى حب النبى ﷺ للحسن والحسين

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدنا حسن اور حسین سے محبت کا بیان

10027/227: عَنْ عَطَاءٍ، أَنَّ رَجُلًا أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَضُمُّ إِلَيْهِ حَسَنًا وَحُسَيْنًا يَقُولُ: اللهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا ۔

صحيح: رواه أحمد (23133)۔

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے انہیں خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حسن اور حسین کی اپنے ساتھ لگائے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے: اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔

10028/228: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: اللهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا

صحيح: رواه أحمد (9759)، والبزار (9736)، والطبرانى فى الكبير (42/3)۔ وزاد الطبرانى فى آخر

الحدیث: ((وأبغض من أبغضهما))۔

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن اور حسین کے متعلق فرمایا: اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔

10029/229: عن عبد اللّٰه بن مسعود أن النبی ﷺ قال للحسن والحسین: ((اللهم إنی أحبهما فأحببهما، ومن أحبهما فقد أحبنی))۔

حسن: رواه البزار (1820)۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن اور حسین کے متعلق فرمایا: اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔

10030/230: عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ أَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَقَدْ أَحَبَّنِی، وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِی۔

حسن: رواه النسائی فی الكبری (8112)، وابن ماجه (143)، وأحمد (7876)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سے محبت کی تو اس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا تو اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

10031/231: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يُصَلِّی فَإِذَا سَجَدَ وَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَی ظَهْرِهِ فَإِذَا أَرَادُوا أَنْ يَمْنَعُوهُمَا أَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ دَعُوهُمَا فَلَمَّا صَلَّی وَضَعَهُمَا فِی حِجْرِهِ ثُمَّ قَالَ: مَنْ أَحَبَّنِی فَلْيُحِبَّ هَذَيْنِ

حسن: رواه النسائی فی الكبری (8114)، وصحّحه ابن خزيمة (887) –والسياق له–، وابن حبان (6970)۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا تو سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آپ کی پیٹھ پر سوار ہو گئے، جب ان کو منع کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے کہا انہیں ایسے ہی رہنے دو۔ پھر جب نماز ادا کر لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو اپنے حجرہ میں لے گئے اور فرمایا جو کوئی مجھ سے محبت کرتا ہے اسے چاہیے کہ وہ ان دونوں سے بھی محبت کرے۔

10032/232: عن بريدة بن الحصيب قال: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُنَا إِذْ جَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: صَدَقَ اللّٰهُ {إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ}

[التغابن: 15] نَظَرْتُ إِلَى هَذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَلَمْ أَصْبِرْ حَتَّى قَطَعْتُ حَدِيثِي وَرَفَعْتُهُمَا۔

حسن: رواه أبو داود (1109)، والترمذی (3774) وحسّنه، والنسائی (1413،1585)۔

عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دے رہے تھے کہ (اس اثناء میں) سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سرخ قمیصیں پہنے ہوئے آئے۔ وہ گرتے تھے اور اٹھتے تھے۔ تو آپ ﷺ منبر سے اتر پڑے، ان کو پکڑا اور ان دونوں کو لے کر منبر پر تشریف لائے، پھر فرمایا سچ فرمایا اللہ ذوالجلال نے ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ بلاشبہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں۔ میں نے ان دونوں بچوں کو پیدل چلتے اور گرتے دیکھا تو صبر نہ کرسکا۔ یہاں تک کہ میں نے اپنا خطبہ روک دیا اور ان دونوں کو اٹھالیا۔

10033/233: عَنْ خَالِدٍ قَالَ: وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِ يَكْرِبَ وَعَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِينَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ: أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ؟ فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ فَقَالَ لَهُ فُلَانٌ: أَتَعُدُّهَا مُصِيبَةً؟ قَالَ لَهُ: وَلِمَ لَا أَرَاهَا مُصِيبَةً، وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حِجْرِهِ فَقَالَ: هَذَا مِنِّي، وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ۔

حسن: رواه أبو داود (4131)، وأحمد (17189)، والطبرانی فی الكبير (269/20)۔

خالد بن معدان نے بیان کیا کہ سیدنا مقدام بن معدیکرب، عمرو بن اسود اور قبیلہ بنو اسد کا ایک آدمی جو اہل قنسرین میں سے تھا، سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ہاں آئے۔ معاویہ نے مقدام سے کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ وفات پا گئے ہیں؟ تو مقدام نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ تو ایک آدمی نے ان سے کہا: کیا تم اس کو مصیبت سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں ان کی وفات کو مصیبت کیوں نہ سمجھوں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی گود میں بٹھایا تھا اور کہا تھا: یہ (حسن) مجھ سے ہے اور حسین علی سے ہیں۔

[13]...... باب ما جاء أن الحسن والحسين هما ريحانتا رسول الله ﷺ

یہ کہ سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دونوں رسول اللہ ﷺ کے پھول ہیں کا بیان

10034/234: عن عبدالله بن عمر- وَسَأَلَهُ عَنِ الْمُحْرِمِ قَالَ شُعْبَةُ: أَحْسِبُهُ يَقْتُلُ الذُّبَابَ؟ فَقَالَ: أَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُونَ عَنِ الذُّبَابِ، وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ ابْنَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا۔

صحيح: رواه البخاری 3753۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے ان سے محرم کے بارے میں پوچھا تھا، شعبہ نے بیان کیا کہ میرے خیال

میں یہ پوچھا تھا کہ اگر کوئی شخص (احرام کی حالت میں) مکھی مار دے تو اسے کیا کفارہ دینا پڑے گا؟ اس پر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عراق کے لوگ مکھی کے بارے میں سوال کرتے ہیں جب کہ یہی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو قتل کر چکے ہیں، جن کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ دونوں (نواسے حسن وحسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

10035/235: عن سعد بن أبی وقاص قال: دخلت علی رسول اللّٰہ ﷺ والحسن والحسین یلعبان علی بطنه فقلت: یا رسول اللّٰہ أتحبهما؟ قال: ((ومالی لا أحبهما، ریحانتای))۔

حسن: رواه البزار (1078)۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، اس وقت سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آپ کے پیٹ پر کھیل رہے تھے۔ تو میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ان سے محبت کیوں نا کروں یہ تو میرے پھول ہیں۔

[14]...... باب أن الحسن والحسین سیدا شباب أهل الجنة

یہ کہ سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں کا بیان

10036/236: عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

حسن: رواه الترمذی (3768)، وأحمد (10999)، والنسائی فی الکبری (8474،8473،8472)۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

10037/237: عَنْ حُذَیْفَةَ، قَالَ: سَأَلَتْنِی أُمِّی مَتَی عَهْدُكَ تَعْنِی بِالنَّبِیِّ ﷺ فَقُلْتُ مَا لِی بِهِ عَهْدٌ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا، فَنَالَتْ مِنِّی، فَقُلْتُ لَهَا: دَعِینِی آتِی النَّبِیَّ ﷺ فَأُصَلِّی مَعَهُ الْمَغْرِبَ، وَأَسْأَلُهُ أَنْ یَسْتَغْفِرَ لِی وَلَكِ، فَأَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَصَلَّیْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ فَصَلَّی حَتَّی صَلَّی الْعِشَاءَ، ثُمَّ انْفَتَلَ فَتَبِعْتُهُ، فَسَمِعَ صَوْتِی، فَقَالَ: مَنْ هَذَا، حُذَیْفَةُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: مَا حَاجَتُكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِأُمِّكَ؟ قَالَ: إِنَّ هَذَا مَلَكٌ لَمْ یَنْزِلِ الْأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هَذِهِ اللَّیْلَةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ یُسَلِّمَ عَلَیَّ وَیُبَشِّرَنِی بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَیِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔

حسن: رواه الترمذی (3781) وابن خزیمة (1194)، وابن حبان (6960)، والحاکم (381/3)۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میری والدہ نے پوچھا: تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حال ہی میں کب گئے تھے؟ میں نے کہا: اتنے اتنے دنوں سے میں ان کے پاس نہیں جاسکا ہوں، تو وہ مجھ پر خفا ہوئیں، میں نے ان سے کہا: اب مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے دیجئے میں آپ کے ساتھ صلاۃِ مغرب پڑھوں گا اور آپ سے میں اپنے اور آپ کے لیے دعا مغفرت کی درخواست کروں گا، چنانچہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ مغرب پڑھی پھر آپ (نوافل) پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ نے عشاء پڑھی، پھر آپ لوٹے تو میں بھی آپ کے ساتھ پیچھے پیچھے چلا، آپ نے میری آواز سنی تو فرمایا: کون ہو؟ سیدنا حذیفہ؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، سیدنا حذیفہ ہوں، آپ نے کہا: کیا بات ہے؟ بخشے اللہ تمہیں اور تمہاری ماں کو۔ (پھر) آپ نے فرمایا: یہ ایک فرشتہ تھا جو اس رات سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اترا تھا، اس نے اپنے رب سے مجھے سلام کرنے اور یہ بشارت دینے کی اجازت مانگی کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں (یعنی جو دنیا میں جوان تھے ان) کے سردار ہیں۔

10038/238: عن أبی سعید الخدری قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: ((الحسن والحسین سیدا شباب أهل الجنة، وفاطمة سیدة نساء أهل الجنة، إلا ما کان من مریم ابنة عمران)).

حسن: رواه النسائی فی الکبری (8416)، وأحمد فی مسنده (11618) (11756) والحاکم (154/3)۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں، اور فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں سوائے مریم بنت عمران علیہا السلام کے۔

[15]...... باب فی فضل أبی موسی الأشعری وبلال

ابوموسیٰ اشعری اور بلال رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

10039/239: عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، وَمَعَهُ بِلَالٌ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: أَلَا تُنْجِزُ لِي مَا وَعَدْتَنِي؟ فَقَالَ لَهُ: أَبْشِرْ۔ فَقَالَ: قَدْ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ أَبْشِرْ، فَأَقْبَلَ عَلَى أَبِي مُوسَى وَبِلَالٍ كَهَيْئَةِ الْغَضْبَانِ، فَقَالَ: رَدَّ الْبُشْرَى، فَاقْبَلَا أَنْتُمَا۔ قَالَا: قَبِلْنَا، ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ وَمَجَّ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: اشْرَبَا مِنْهُ، وَأَفْرِغَا عَلَى وُجُوهِكُمَا وَنُحُورِكُمَا وَأَبْشِرَا۔ فَأَخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلَا، فَنَادَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ، أَنْ أَفْضِلَا لِأُمِّكُمَا، فَأَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً

متفق علیه: رواه البخاری (4328)، ومسلم (2497)۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہی تھا جب آپ جعرانہ سے، جو مکہ اور مدینہ کے

درمیان میں ایک مقام ہے اتر رہے تھے۔آپ کے ساتھ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ تھے۔اسی وقت ان صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بدو آیا اور کہنے لگا کہ آپ نے جو مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ پورا کیوں نہیں کرتے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں بشارت ہو۔اس پر وہ بدوی بولا بشارت تو آپ مجھے بہت دے چکے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ مبارک ابوموسیٰ اور بلال کی طرف پھیرا، آپ بہت غصے میں معلوم ہورہے تھے۔آپ نے فرمایا اس نے بشارت واپس کردی اب تم دونوں اسے قبول کرلو۔ان دونوں نے عرض کیا کہ ہم نے قبول کیا۔پھر آپ نے پانی کا ایک پیالہ طلب فرمایا اور اپنے دونوں ہاتھوں اور چہرے کو اس میں دھویا اور اسی میں کلی کی اور (سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ہردو سے) فرمایا کہ اس کا پانی پی لو اور اپنے چہروں اور سینوں پر اسے ڈال لو اور بشارت حاصل کرو۔ان دونوں نے پیالہ لے لیا اور ہدایت کے مطابق عمل کیا۔پردہ کے پیچھے سے سیدۃ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بھی کہا اپنی ماں کے لیے بھی کچھ چھوڑ دینا۔چنانچہ ان ہردو نے ان کے لیے ایک حصہ چھوڑ دیا۔

[16]...... باب فی فضل أسید بن حضیر وعباد بن بشر

اسید بن حضیر اور عباد بن بشر کی فضیلت کا بیان

10040/240: عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ رَجُلَيْنِ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ، وَإِذَا نُورٌ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا حَتَّى تَفَرَّقَا، فَتَفَرَّقَ النُّورُ مَعَهُمَا۔ وَقَالَ مَعْمَرٌ، عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ: إِنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَرَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَقَالَ حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ كَانَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ۔

صحيح: رواه البخاري (3805)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اٹھ کر دو صحابی ایک تاریک رات میں (اپنے گھر کی طرف) جانے لگے تو ایک نور ان کے آگے آگے چل رہا تھا، پھر جب وہ جدا ہوئے تو ان کے ساتھ ساتھ وہ نور بھی الگ الگ ہوگیا اور معمر نے ثابت سے بیان کیا اور ان سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے انصاری صحابی (کے ساتھ یہ کرامت پیش آئی تھی) اور حماد نے بیان کیا، انہیں ثابت نے خبر دی اور انہیں سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما کے ساتھ یہ کرامت پیش آئی تھی۔یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

[17]...... باب ما جاء فی فضل سلمان وصهيب وبلال

سلمان، صہیب اور بلال رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

10041/241: عَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَتَى عَلَى سَلْمَانَ وَصُهَيْبٍ وَبِلَالٍ فِي نَفَرٍ

فَقَالُوا: وَاللّٰهِ مَا أَخَذَتْ سُيُوفُ اللّٰهِ مِنْ عُنُقِ عَدُوِّ اللّٰهِ مَأْخَذَهَا! قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَتَقُولُونَ هَذَا لِشَيْخِ قُرَيْشٍ وَسَيِّدِهِمْ! فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ، لَعَلَّكَ أَغْضَبْتَهُمْ، لَئِنْ كُنْتَ أَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ أَغْضَبْتَ رَبَّكَ۔ فَأَتَاهُمْ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: يَا إِخْوَتَاهُ، أَغْضَبْتُكُمْ؟ قَالُوا: لَا، يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا أَخِي

صحيح: رواه مسلم (2504)۔

سیدنا عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ چند اور لوگوں کی موجودگی میں سلیمان، صہیب اور بلال رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس سے گزرے تو انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ کی تلواریں اللہ کے دشمن کی گردن میں اپنی جگہ تک نہیں پہنچیں۔ کہا: اس پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگ قریش کے شیخ اور سردار کے متعلق یہ کہتے ہو۔ پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ! شاید تم نے ان کو ناراض کر دیا ہے۔ اگر تم نے ان کو ناراض کر دیا ہے تو اپنے رب کو ناراض کر دیا ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور کہا: میرے بھائیو! کیا میں نے تم کو ناراض کر دیا؟ انھوں نے کہا: نہیں بھائی! اللہ آپ کی مغفرت فرمائے۔

[18]...... باب فی فضائل علی بن أبی طالب، وجعفر بن أبی طالب، وزید بن حارثة

علی بن ابی طالب، جعفر بن ابی طالب اور زید بن حارثہ کی فضیلت کا بیان

10042/242: عن البراء قال: اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ الحديث--- وفيه: قصة ابنة حمزة وأنها تبعتهم حين الخروج من مكة، فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِيَدِهَا، وَقَالَ لِفَاطِمَةَ عليها السلام: دُونَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ حَمَلَتْهَا، فَاخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أَحَقُّ بِهَا، وَهِيَ ابْنَةُ عَمِّي، وَقَالَ جَعْفَرٌ: ابْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا تَحْتِي، وَقَالَ زَيْدٌ: ابْنَةُ أَخِي، فَقَضَى بِهَا النَّبِيُّ ﷺ لِخَالَتِهَا، وَقَالَ: الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ، وَقَالَ لِعَلِيٍّ: أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ، وَقَالَ لِجَعْفَرٍ: أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي، وَقَالَ لِزَيْدٍ: أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا۔

صحيح: رواه البخاری (2699)۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی قعدہ کے مہینے میں عمرہ کا احرام باندھا۔۔۔ اس وقت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی ایک بچی چچا چچا کرتی آئیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے ساتھ لے لیا، پھر فاطمہ علیہا السلام کے پاس ہاتھ پکڑ کر لائے اور فرمایا، اپنی چچا زاد بہن کو بھی ساتھ لے لو، انہوں نے اس کو اپنے ساتھ سوار کر لیا، پھر علی، زید اور جعفر

رضی اللہ عنہم کا جھگڑا ہوا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کا میں زیادہ مستحق ہوں، یہ میرے چچا کی بچی ہے۔ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ میرے بھی چچا کی بچی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں بھی ہیں۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے بھائی کی بچی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ کی خالہ کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا کہ خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم صورت اور عادات واخلاق سب میں مجھ سے مشابہ ہو۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی بھی ہو اور ہمارے مولا بھی۔

10043/243: عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: لَمَّا خَرَجْنَا مِنْ مَكَّةَ اتَّبَعَتْنَا ابْنَةُ حَمْزَةَ تُنَادِي: يَا عَمِّ، يَا عَمِّ۔ قَالَ: فَتَنَاوَلْتُهَا بِيَدِهَا، فَدَفَعْتُهَا إِلَى فَاطِمَةَ، فَقُلْتُ: دُونَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ۔ قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ اخْتَصَمْنَا فِيهَا أَنَا وَجَعْفَرٌ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَقَالَ جَعْفَرٌ: ابْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا عِنْدِي - يَعْنِي أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ -۔ وَقَالَ زَيْدٌ: ابْنَةُ أَخِي۔ وَقُلْتُ: أَنَا أَخَذْتُهَا وَهِيَ ابْنَةُ عَمِّي۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَمَّا أَنْتَ يَا جَعْفَرُ، فَأَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي، وَأَمَّا أَنْتَ يَا عَلِيُّ، فَمِنِّي وَأَنَا مِنْكَ، وَأَمَّا أَنْتَ يَا زَيْدُ، فَأَخُونَا وَمَوْلَانَا، وَالْجَارِيَةُ عِنْدَ خَالَتِهَا، فَإِنَّ الْخَالَةَ وَالِدَةٌ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَلَا تَزَوَّجُهَا؟ قَالَ: إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ

حسن: رواه أبو داود (2280)، وأحمد (770) واللفظ له، وصحّحه الحاكم (120/3)۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مکہ مکرمہ سے نکلنے لگے تو سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی چچا جان! چچا جان! پکارتی ہوئی ہمارے پیچھے لگ گئی، میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کر دیا، اور ان سے کہا کہ اپنی چچا زاد بہن کو سنبھالو، جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو اس بچی کی پرورش کے سلسلے میں میرا، سیدنا جعفر اور سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم کا جھگڑا ہو گیا۔ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے، اور اس کی خالہ یعنی سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا میرے نکاح میں ہیں، لہٰذا اس کی پرورش میرا حق ہے۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ یہ میری بھتیجی ہے۔ اور میں نے یہ موقف اختیار کیا کہ اسے میں لے کر آیا ہوں اور یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا: جعفر! آپ تو صورت اور سیرت میں میرے مشابہ ہیں، علی! آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں، اور زید! آپ ہمارے بھائی اور ہمارے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ہیں، بچی اپنی خالہ کے پاس رہے گی کیونکہ خالہ بھی ماں کے مرتبہ میں ہوتی ہے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اس سے نکاح کیوں نہیں کر لیتے؟ فرمایا: اس لیے کہ یہ میری رضاعی بھتیجی ہے۔

10044/244: عن أسامة بن زيد قَالَ: اجْتَمَعَ جَعْفَرٌ وَعَلِيٌّ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، فَقَالَ جَعْفَرٌ: أَنَا أَحَبُّكُمْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أَحَبُّكُمْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَقَالَ: زَيْدٌ: أَنَا

أَحَبُّكُمْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالُوا: انْطَلِقُوا بِنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى نَسْأَلَهُ، فَقَالَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ: فَجَاؤُوا يَسْتَأْذِنُونَهُ فَقَالَ: اخْرُجْ فَانْظُرْ مَنْ هَؤُلَاءِ؟ فَقُلْتُ: هَذَا جَعْفَرٌ وَعَلِيٌّ وَزَيْدٌ - مَا أَقُولُ: أَبِي - قَالَ: ائْذَنْ لَهُمْ وَدَخَلُوا فَقَالُوا: مَنْ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: فَاطِمَةُ قَالُوا: نَسْأَلُكَ عَنِ الرِّجَالِ. قَالَ: أَمَّا أَنْتَ يَا جَعْفَرُ فَأَشْبَهَ خُلُقُكَ خُلُقِي، وَأَشْبَهَ خَلْقِي خَلْقُكَ، وَأَنْتَ مِنِّي وَشَجَرَتِي، وَأَمَّا أَنْتَ يَا عَلِيُّ فَخَتَنِي وَأَبُو وَلَدِي، وَأَنَا مِنْكَ وَأَنْتَ مِنِّي، وَأَمَّا أَنْتَ يَا زَيْدُ فَمَوْلَايَ، وَمِنِّي وَإِلَيَّ، وَأَحَبُّ الْقَوْمِ إِلَيَّ

حسن: رواه أحمد (21777)، والنسائی فی خصائص علی (138)، والحاكم (217/3).

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایک جگہ اکٹھے تھے دوران گفتگو سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ نبی کریم ﷺ کو میں تم سب سے زیادہ محبوب ہوں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہی بات اپنے متعلق کہی اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اپنے متعلق کہی، فیصلہ کرنے کے لیے وہ کہنے لگے کہ آؤ نبی کریم ﷺ کے پاس چل کر ان سے پوچھ لیتے ہیں چنانچہ وہ آئے اور نبی کریم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ دیکھو، یہ کون لوگ آئے ہیں؟ میں نے دیکھ کر عرض کیا کہ جعفر علی اور زید آئے ہیں، میں نے یہ نہیں کہا کہ میرے والد آئے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا انہیں اندر آنے کی اجازت دے دو۔ وہ اندر آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! آپ کو سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا فاطمہ سے، انہوں نے کہا ہم آپ سے مردوں کے حوالے سے پوچھ رہے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے جعفر! تمہاری صورت میری صورت سے اور تمہاری سیرت میری سیرت سے سب سے زیادہ مشابہ ہے تم مجھ سے ہو اور میرا شجرہ ہو اور علی! تم میرے داماد اور میرے بچوں (نواسوں) کے باپ ہو، میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو اور اے زید! تم ہمارے مولیٰ ہو اور مجھ سے ہو اور میری طرف ہو اور تمام لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو۔

[19]...... باب فضائل زيد بن حارثة، وجعفر، وعبدالله بن رواحة، وخالد بن الوليد

زید بن حارثہ، جعفر، عبداللہ بن رواحہ اور خالد بن ولید کی فضیلت کا بیان

10045/245: عن خَالِدِ بْنِ سُمَيْرٍ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَبَاحٍ فَوَجَدْتُهُ قَدِ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو قَتَادَةَ فَارِسُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَيْشَ الْأُمَرَاءِ وَقَالَ: عَلَيْكُمْ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، فَإِنْ أُصِيبَ زَيْدٌ، فَجَعْفَرٌ، فَإِنْ أُصِيبَ

جَعْفَرٌ، فَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ الْأَنْصَارِيُّ فَوَثَبَ جَعْفَرٌ، فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَأُمِّي، مَا كُنْتُ أَرْهَبُ أَنْ تَسْتَعْمِلَ عَلَيَّ زَيْدًا، قَالَ: امْضُوا فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَيُّ ذٰلِكَ خَيْرٌ قَالَ: فَانْطَلَقَ الْجَيْشُ فَلَبِثُوا مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَعِدَ الْمِنْبَرَ وَأَمَرَ أَنْ يُنَادَى: الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: نَابَ خَبَرٌ - أَوْ ثَابَ خَبَرٌ، شَكَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ - أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنْ جَيْشِكُمْ هٰذَا الْغَازِي، إِنَّهُمْ انْطَلَقُوا حَتَّى لَقُوا الْعَدُوَّ، فَأُصِيبَ زَيْدٌ شَهِيدًا، فَاسْتَغْفِرُوا لَهُ فَاسْتَغْفَرَ لَهُ النَّاسُ ثُمَّ أَخَذَ اللِّوَاءَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَشَدَّ عَلَى الْقَوْمِ حَتَّى قُتِلَ شَهِيدًا، أَشْهَدُ لَهُ بِالشَّهَادَةِ، فَاسْتَغْفِرُوا لَهُ، ثُمَّ أَخَذَ اللِّوَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ، فَأَثْبَتَ قَدَمَيْهِ حَتَّى أُصِيبَ شَهِيدًا، فَاسْتَغْفِرُوا لَهُ، ثُمَّ أَخَذَ اللِّوَاءَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَلَمْ يَكُنْ مِنَ الْأُمَرَاءِ، هُوَ أَمَّرَ نَفْسَهُ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أُصْبُعَيْهِ، وَقَالَ: اللّٰهُمَّ هُوَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِكَ، فَانْصُرْهُ - وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ مَرَّةً: فَانْتَصِرْ بِهِ فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ خَالِدٌ سَيْفَ اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: انْفِرُوا فَأَمِدُّوا إِخْوَانَكُمْ وَلَا يَتَخَلَّفَنَّ أَحَدٌ فَنَفَرَ النَّاسُ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ مُشَاةً وَرُكْبَانًا۔

حسن: رواه النسائي في الكبرى (8159)، وأحمد (22551)- والسياق له-، وصحّحه ابن حبان (7048)۔

خالد بن سمیر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمارے یہاں عبداللہ بن رباح آئے میں نے دیکھا کہ ان کے پاس بہت سے لوگ جمع ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں: ہمیں سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بتایا ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے جیش امرا نامی لشکر کو روانہ کرتے ہوئے فرمایا: تمہارے امیر زید بن حارثہ ہیں ، اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر امیر ہوں گے، اگر جعفر بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ انصاری امیر ہوں گے۔ اس پر سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میرا خیل نہیں تھا کہ آپ زید کو مجھ پر امیر مقرر کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم روانہ ہو جاؤ، کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ کس بات میں خیر ہے، چنانچہ وہ لشکر روانہ ہو گیا کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ایک دن نبی کریم ﷺ منبر پر رونق افروز ہوئے اور نماز تیار ہے کی منادی کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: ایک افسوس ناک خبر ہے کیا میں تمہیں مجاہدین کے اس لشکر کے متعلق نہ بتاؤں وہ لوگ یہاں سے روانہ ہوئے اور دشمن سے آمنا سامنا ہوا، زید شہید ہو گئے ان کے لیے بخشش کی دعا کریں، لوگوں نے ایسا ہی کیا پھر جعفر بن ابی طالب نے جھنڈا پکڑا دشمن پر سخت حملہ کیا حتی کہ وہ بھی شہید ہو گئے۔ میں ان کی شہادت کی گواہی دیتا ہوں لہذا ان کی بخشش کے لیے دعا کریں پھر عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا پکڑا اور نہایت پامردی سے ڈٹے رہے حتی کہ وہ بھی شہید ہو گئے۔ ان کے لیے بھی استغفار کرو، پھر خالد بن ولید نے جھنڈ پکڑ لیا گو کہ کسی نے انھیں امیر مقرر منتخب نہیں کیا تھا پھر نبی کریم ﷺ نے اپنی انگلی بلند کر کے فرمایا:

اے اللہ وہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے تو اس کی مدد فرما ا۔ اسی دن سے سیدنا خالد بن ولید کا نام سیف اللہ پڑ گیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی بھائیوں کی مدد کے لیے کوچ کرو اور کوئی آدمی بھی پیچھے نہ رہے، اس سخت گرمی کے موسم میں لوگ پیدل اور سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔

[20]...... باب فضائل أربعة من الأنصار جمعوا القرآن على عهد رسول الله ﷺ

جن چار انصار صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن جمع کیا تھا ان کے فضیلت کا بیان

10046/246: عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه: جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعَةٌ، كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ: أُبَيٌّ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَبُو زَيْدٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ۔ قُلْتُ لِأَنَسٍ: مَنْ أَبُو زَيْدٍ؟ قَالَ: أَحَدُ عُمُومَتِي۔

متفق عليه: رواه البخاری (3810)، ومسلم (2465-119)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چار آدمی جن سب کا تعلق قبیلہ انصار سے تھا، قرآن مجید جمع کرنے والے تھے، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، ابوزید اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم، میں نے پوچھا: ابوزید کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ میرے ایک چچا ہیں۔

[21]...... باب فی بیان أربعة من الصحابة يؤخذ عنهم القرآن

ان چار صحابہ کا بیان جن سے قرآن (کی تلاوت) سیکھی گئی کا بیان

10047/247: عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ ذُكِرَ عَبْدُ اللّٰهِ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ: ذَاكَ رَجُلٌ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ، بَعْدَمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: اسْتَقْرِئُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَبَدَأَ بِهِ وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: لَا أَدْرِي بَدَأَ بِأُبَيٍّ أَوْ بِمُعَاذٍ۔

متفق عليه: رواه البخاری (3758)، ومسلم (2464-118)۔

مسروق نے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے یہاں عبداللہ بن مسعود کا ذکر ہوا تو انہوں نے کہا میں ان سے ہمیشہ محبت رکھوں گا کیونکہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ چار اشخاص سے قرآن سیکھو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی کی اور ابو سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سالم، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے پوری طرح یاد نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ابی بن کعب کا ذکر کیا یا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا۔

[22]...... باب ما جاء فی فضل أبی بکر، وعمر، وأبی عبیدة، وأسید بن حضیر، وثابت بن قیس، ومعاذ بن جبل، ومعاذ بن عمرو بن الجموح

ابوبکر، عمر، ابوعبیدہ، اسید بن حضیر، ثابت بن قیس، معاذ بن جبل، اور معاذ بن عمرو بن جموع رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

10048/248: عن أبی هريرة أن رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو بَكْرٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ، نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، نِعْمَ الرَّجُلُ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ

حسن: رواه أحمد (9431)، والنسائی فی الکبری (8186)، وصحّحه ابن حبان (7129،6997)۔

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ عمدہ انسان ہیں، عمر رضی اللہ عنہ عمدہ انسان ہیں، سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ عمدہ انسان ہیں، سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ عمدہ انسان ہیں، ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ عمدہ انسان ہیں، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ عمدہ انسان ہیں، اور معاذ بن عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ عمدہ انسان ہیں۔

[23]...... باب فی فضل أبی موسی وأبی عامر الأشعریین

ابوموسیٰ اشعری اور ابوعامر اشعری رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

10049/249: عَنْ أَبِی مُوسَی رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا فَرَغَ النَّبِیُّ ﷺ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلَی جَيْشٍ إِلَی أَوْطَاسٍ، فَلَقِیَ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ، فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَهَزَمَ اللّٰهُ أَصْحَابَهُ، قَالَ أَبُو مُوسَی: وَبَعَثَنِی مَعَ أَبِی عَامِرٍ، فَرُمِیَ أَبُو عَامِرٍ فِی رُكْبَتِهِ، رَمَاهُ جُشَمِیٌّ بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ فِی رُكْبَتِهِ، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا عَمِّ مَنْ رَمَاكَ؟ فَأَشَارَ إِلَی أَبِی مُوسَی فَقَالَ: ذَاكَ قَاتِلِی الَّذِی رَمَانِی، فَقَصَدْتُ لَهُ فَلَحِقْتُهُ، فَلَمَّا رَآنِی وَلَّی، فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ أَقُولُ لَهُ: أَلَا تَسْتَحِی، أَلَا تَثْبُتُ، فَكَفَّ، فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ، ثُمَّ قُلْتُ لِأَبِی عَامِرٍ: قَتَلَ اللّٰهُ صَاحِبَكَ، قَالَ: فَانْزِعْ هَذَا السَّهْمَ، فَنَزَعْتُهُ فنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ، قَالَ يَا ابْنَ أَخِی: أَقْرِءِ النَّبِیَّ ﷺ السَّلَامَ، وَقُلْ لَهُ: اسْتَغْفِرْ لِی۔ وَاسْتَخْلَفَنِی أَبُو عَامِرٍ عَلَی النَّاسِ، فَمَكَثَ يَسِيرًا ثُمَّ مَاتَ، فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فِی بَيْتِهِ عَلَی سَرِيرٍ مُرْمَلٍ وَعَلَيْهِ فِرَاشٌ، قَدْ أَثَّرَ رِمَالُ السَّرِيرِ بِظَهْرِهِ وَجَنْبَيْهِ، فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ أَبِی عَامِرٍ، وَقَالَ: قُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِی، فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: اللهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِی عَامِرٍ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ، ثُمَّ

قَالَ: اللهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ. فَقُلْتُ: وَلِي فَاسْتَغْفِرْ، فَقَالَ: اللهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ، وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيمًا. قَالَ أَبُو بُرْدَةَ: إِحْدَاهُمَا لِأَبِي عَامِرٍ، وَالْأُخْرَى لِأَبِي مُوسَى.

متفق عليه: رواه البخاري (4323)، ومسلم (2498).

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین سے فارغ ہوگئے تو آپ نے ایک دستے کے ساتھ ابوسیدنا عامر رضی اللہ عنہ کو وادی اوطاس کی طرف بھیجا۔ اس معرکہ میں درید ابن الصمہ سے مقابلہ ہوا۔ درید قتل کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لشکر کو شکست دے دی۔ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سیدنا ابوسیدنا عامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آن صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھی بھیجا تھا۔ ابو عامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں تیر آ کر لگا۔ بنی جعشم کے ایک شخص نے ان پر تیر مارا تھا اور ان کے گھٹنے میں اتار دیا تھا۔ میں ان کے پاس پہنچا اور کہا چچا! یہ تیر آپ پر کس نے پھینکا؟ انہوں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو اشارے سے بتایا کہ وہ جعشمی میرا قاتل ہے جس نے مجھے نشانہ بنایا ہے۔ میں اس کی طرف لپکا اور اس کے قریب پہنچ گیا لیکن جب اس نے مجھے دیکھا تو وہ بھاگ پڑا میں نے اس کا پیچھا کیا اور میں یہ کہتا جاتا تھا، تجھے شرم نہیں آتی، تجھ سے مقابلہ نہیں کیا جاتا۔ آخر وہ رک گیا اور ہم نے ایک دوسرے پر تلوار سے وار کیا۔ میں نے اسے قتل کر دیا اور سیدنا ابوسیدنا عامر رضی اللہ عنہ سے جا کر کہا کہ اللہ نے آپ کے قاتل کو قتل کروا دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے (گھٹنے میں سے) تیر نکال لے، میں نے نکال دیا تو اس سے پانی جاری ہوگیا پھر انہوں نے فرمایا بھتیجے! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام پہنچانا اور عرض کرنا کہ میرے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ سیدنا ابوسیدنا عامر رضی اللہ عنہ نے لوگوں پر مجھے اپنا نائب بنا دیا۔ اس کے بعد وہ تھوڑی دیر اور زندہ رہے اور شہادت پائی۔ میں واپس ہوا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ آپ اپنے گھر میں بانوں کی ایک چارپائی پر تشریف رکھتے تھے۔ اس پر کوئی بستر بچھا ہوا نہیں تھا اور بانوں کے نشانات آپ کی پیٹھ اور پہلو پر پڑ گئے تھے۔ میں نے آپ سے اپنے اور سیدنا ابوسیدنا عامر رضی اللہ عنہ کے واقعات بیان کئے اور یہ کہ انہوں نے دعاء مغفرت کے لیے درخواست کی ہے، آن صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا اور وضو کیا پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کی، اے اللہ! عبید سیدنا ابوسیدنا عامر رضی اللہ عنہ کی مغفرت فرما۔ میں نے آپ کی بغل میں سفیدی (جب آپ دعا کر رہے تھے) دیکھی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی، اے اللہ! قیامت کے دن سیدنا ابوسیدنا عامر رضی اللہ عنہ کو اپنی بہت سی مخلوق سے بلند تر درجہ عطا فرمائیو۔ میں نے عرض کیا اور میرے لیے بھی اللہ سے مغفرت کی دعا فرما دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ! عبداللہ بن قیس ابوموسیٰ کے گناہوں کو بھی معاف فرما اور قیامت کے دن اچھا مقام عطا فرمائیو۔ ابو بردہ نے بیان کیا کہ ایک دعا سیدنا ابوسیدنا عامر رضی اللہ عنہ کے لیے تھی اور دوسری ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے۔

[24]...... باب حب النبی ﷺ لأسامة والحسن

نبی کریم ﷺ کی اسامہ اور حسن رضی اللہ عنہما سے محبت کا بیان

10050/250: عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہما حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ، فَيَقُولُ: اللهُمَّ أَحِبَّهُمَا، فَإِنِّي أُحِبُّهُمَا۔

صحیح: رواه البخاری (3735)۔

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ انہیں اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیتے اور فرماتے اے اللہ! تو انہیں اپنا محبوب بنا کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں۔

[25]...... باب فضل سالم مولی أبی حذیفة وعمرو بن العاص

سالم مولی ابو سیدنا حذیفہ اور سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

10051/251: عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِينَةِ، فَأَتَيْتُ عَلَى سَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَهُوَ مُحْتَبٍ بِحَمَائِلِ سَيْفِهِ، فَأَخَذْتُ سَيْفًا فَاحْتَبَيْتُ بِحَمَائِلِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَلَا كَانَ مَفْزَعُكُمْ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُولِهِ؟! ثُمَّ قَالَ: أَلَّا فَعَلْتُمْ كَمَا فَعَلَ هَذَانِ الرَّجُلَانِ الْمُؤْمِنَانِ۔

صحیح: رواه أحمد (17810)، والنسائی فی الکبری (8243)، وصحّحه ابن حبان (7092)۔

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں خوف و ہراس پھیلا ہوا تھا، میں ابو سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سالم کے پاس آیا تو انہوں نے اپنی تلوار حمائل کر رکھی تھی، میں نے بھی اپنی تلوار پکڑی اور اسے حمائل کر لیا، نبی ﷺ نے فرمایا لوگو! گھبراہٹ کے اس وقت میں تم اللہ اور اس کے رسول کے پاس کیوں نہیں آئے؟ پھر فرمایا تم نے اس طرح کیوں نہ کیا جس طرح ان دو مومن مردوں نے کیا ہے۔

[26]...... باب فضل ابن مسعود، وعمار، وحذیفة

ابن مسعود، عمار اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

10052/252: عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَدِمْتُ الشَّأْمَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قُلْتُ: اللهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا، فَأَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ إِلَيْهِمْ، فَإِذَا شَيْخٌ قَدْ جَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِي، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: أَبُو الدَّرْدَاءِ، فَقُلْتُ: إِنِّي دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا، فَيَسَّرَكَ لِي، قَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، قَالَ: أَوَلَيْسَ عِنْدَكُمُ ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ،

صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادِ وَالْمِطْهَرَةِ، وَفِيكُمُ الَّذِى أَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ أَوَلَيْسَ فِيكُمْ صَاحِبُ سِرِّ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِى لَا يَعْلَمُ أَحَدٌ غَيْرُهُ، ثُمَّ قَالَ: كَيْفَ يَقْرَأُ عَبْدُ اللّٰهِ: {وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى} فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ: {وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى} (وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى) قَالَ: وَاللّٰهِ لَقَدْ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ فِيهِ إِلَى فِيَّ۔

متفق عليه: رواه البخارى (3742)، ومسلم (823:283)۔

سیدنا علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں شام میں آیا اور مسجد میں جا کر یہ دعا کی ، اے اللہ! مجھے ایک نیک ساتھی عطا فرما، چنانچہ آپ کو ابودرداء رضی اللہ عنہ کی صحبت نصیب ہوئی ۔ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، تمہارا تعلق کہاں سے ہے؟ عرض کیا کہ کوفہ سے، اس پر انہوں نے کہا: کیا تمہارے یہاں نبی کریم ﷺ کے راز دار نہیں ہیں کہ ان رازوں کو ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا ؟ (ان کی مراد ابوسیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے تھی) انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا جی ہاں موجود ہیں ، پھر انہوں نے کہا کیا تم میں وہ شخص نہیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی شیطان سے اپنی پناہ دی تھی ۔ ان کی مراد عمار رضی اللہ عنہ سے تھی ، میں نے عرض کیا کہ جی ہاں وہ بھی موجود ہیں ، اس کے بعد انہوں نے دریافت کیا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آیت ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى﴾ کی قرات کس طرح کرتے تھے؟ میں نے کہا کہ وہ وما خلق کے حذف کے ساتھ) والذکر والانثی پڑھا کرتے تھے ۔ اس پر انہوں نے کہا یہ شام والے ہمیشہ اس کوشش میں رہے کہ اس آیت کی تلاوت کو جس طرح میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا اس سے مجھے ہٹا دیں ۔

[27]...... باب ما جاء فى أخبار أبى سعيد، وابن مسعود، وحذيفة، وسلمان

ابوسعید، ابن مسعود، سیدنا حذیفہ اور سلمان رضی اللہ عنہم کے حالات وواقعات کا بیان

10053/253: عَنْ خَيْثَمَةَ بْنِ أَبِى سَبْرَةَ، قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَسَأَلْتُ اللّٰهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِى جَلِيسًا صَالِحًا، فَيَسَّرَ لِى أَبَا هُرَيْرَةَ، فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنِّى سَأَلْتُ اللّٰهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِى جَلِيسًا صَالِحًا فَوُفِّقْتَ لِى، فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ أَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، جِئْتُ أَلْتَمِسُ الْخَيْرَ وَأَطْلُبُهُ فَقَالَ: أَلَيْسَ فِيكُمْ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ مُجَابُ الدَّعْوَةِ، وَابْنُ مَسْعُودٍ صَاحِبُ طَهُورِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَنَعْلَيْهِ، وَحُذَيْفَةُ صَاحِبُ سِرِّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَعَمَّارٌ الَّذِى أَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ، وَسَلْمَانُ صَاحِبُ الْكِتَابَيْنِ؟ قَالَ قَتَادَةُ، وَالْكِتَابَانِ الْإِنْجِيلُ وَالْقُرْآنُ۔

حسن: رواه الترمذی (3811)۔

خیثمہ بن ابی سبرہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ آیا تو میں نے اللہ سے اپنے لیے ایک صالح ہم نشیں پانے کی دعاء کی، چنانچہ اللہ نے مجھے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہم نشینی کی توفیق بخشی، میں ان کے پاس بیٹھنے لگا تو میں نے ان سے عرض کیا: میں نے اللہ سے اپنے لیے ایک صالح ہم نشیں کی توفیق مرحمت فرمانے کی دعاء کی تھی، چنانچہ مجھے آپ کی ہم نشینی کی توفیق ملی ہے، انہوں نے مجھ سے پوچھا: تم کہاں کے ہو؟ میں نے عرض کیا: میرا تعلق اہل کوفہ سے ہے اور میں خیر کی تلاش وطلب میں یہاں آیا ہوں، انہوں نے کہا: کیا تمہارے یہاں سعد بن مالک جو مستجاب الدعوات ہیں اور ابن مسعود جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضو کے پانی کا انتظام کرنے والے اور آپ کے کفش بردار ہیں اور سیدنا حذیفہ جو آپ کے ہمراز ہیں اور عمار جنہیں اللہ نے شیطان سے اپنے نبی کی زبانی پناہ دی ہے اور سلمان جو دونوں کتابوں والے ہیں موجود نہیں ہیں۔

راوی حدیث قتادہ کہتے ہیں: کتابان سے مراد انجیل اور قرآن ہیں۔

[28]...... باب فضل أهل السفينة ممن هاجروا إلى الحبشة وأن لهم أجر هجرتين

بحری سفر کرنے والے جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور ان کے لیے دوہری ہجرت کا ثواب ہے کا بیان

10054/254: عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ، فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِينَ إِلَيْهِ أَنَا وَأَخَوَانِ لِي أَنَا أَصْغَرُهُمْ، أَحَدُهُمَا أَبُو بُرْدَةَ وَالْآخَرُ أَبُو رُهْمٍ، إِمَّا قَالَ: بِضْعٌ، وَإِمَّا قَالَ: فِي ثَلَاثَةٍ وَخَمْسِينَ، أَوِ: اثْنَيْنِ وَخَمْسِينَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي، فَرَكِبْنَا سَفِينَةً، فَأَلْقَتْنَا سَفِينَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ، فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا جَمِيعًا، فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ ﷺ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ، وَكَانَ أُنَاسٌ مِنَ النَّاسِ يَقُولُونَ لَنَا، يَعْنِي لِأَهْلِ السَّفِينَةِ، سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ۔ وَدَخَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ، وَهِيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا، عَلَى حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ زَائِرَةً، وَقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ إِلَى النَّجَاشِيِّ فِيمَنْ هَاجَرَ، فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى حَفْصَةَ، وَأَسْمَاءُ عِنْدَهَا، فَقَالَ عُمَرُ حِينَ رَأَى أَسْمَاءَ: مَنْ هَذِهِ؟ قَالَتْ: أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ، قَالَ عُمَرُ: الْحَبَشِيَّةُ هَذِهِ، الْبَحْرِيَّةُ هَذِهِ، قَالَتْ أَسْمَاءُ: نَعَمْ، قَالَ: سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ، فَنَحْنُ أَحَقُّ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْكُمْ، فَغَضِبَتْ وَقَالَتْ: كَلَّا وَاللَّهِ، كُنْتُمْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ، وَيَعِظُ جَاهِلَكُمْ، وَكُنَّا فِي دَارٍ أَوْ فِي أَرْضِ الْبُعَدَاءِ الْبُغَضَاءِ بِالْحَبَشَةِ، وَذَلِكَ فِي اللَّهِ وَفِي رَسُولِهِ ﷺ، وَايْمُ اللَّهِ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبُ

شَرَابًا، حَتَّى أَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذَى وَنُخَافُ، وَسَأَذْكُرُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَسْأَلُهُ، وَاللّٰهِ لَا أَكْذِبُ وَلَا أَزِيغُ وَلَا أَزِيدُ عَلَيْهِ۔ فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّ عُمَرَ قَالَ: كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: فَمَا قُلْتِ لَهُ؟ قَالَتْ: قُلْتُ لَهُ: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: لَيْسَ بِأَحَقَّ بِي مِنْكُمْ، وَلَهُ وَلِأَصْحَابِهِ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ، وَلَكُمْ أَنْتُمْ أَهْلَ السَّفِينَةِ هِجْرَتَانِ۔ قَالَتْ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسَى وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ يَأْتُونِي أَرْسَالًا، يَسْأَلُونِي عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ، مَا مِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ هُمْ بِهِ أَفْرَحُ وَلَا أَعْظَمُ فِي أَنْفُسِهِمْ مِمَّا قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ۔ قَالَ أَبُو بُرْدَةَ: قَالَتْ أَسْمَاءُ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسَى وَإِنَّهُ لَيَسْتَعِيدُ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنِّي۔

متفق عليه: رواه البخاري (4230)، ومسلم (2502)۔ وزاد أبو يعلى (3717) –بعد سياقه لفظ البخاري ومسلم-: وحدثنا مرة أخرى، وقال: ((لكم الهجرة مرتين، هاجرتم إلى النجاشي، وهاجرتم إلي))۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہمیں نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے متعلق خبر ملی تو ہم یمن میں تھے۔ اس لیے ہم بھی آن ﷺ کی خدمت میں ہجرت کی نیت سے نکل پڑے۔ میں اور میرے دو بھائی' میں دونوں سے چھوٹا تھا۔ میرے ایک بھائی کا نام ابو بردہ رضی اللہ عنہ تھا اور دوسرے کا ابورہم۔ انہوں نے کہا کہ کچھ اوپر پچاس یا انہوں نے یوں بیان کیا کہ ترپن (۵۳) یا باون (۵۲) میری قوم کے لوگ ساتھ تھے۔ ہم کشتی پر سوار ہوئے لیکن ہماری کشتی نے ہمیں نجاشی کے ملک حبشہ میں لا ڈالا۔ وہاں ہماری ملاقات سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوگئی' جو پہلے ہی مکہ سے ہجرت کر کے وہاں پہنچ چکے تھے۔ ہم نے وہاں انہیں کے ساتھ قیام کیا' پھر ہم سب مدینہ ساتھ روانہ ہوئے۔ یہاں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں اس وقت پہنچے جب آپ خیبر فتح کر چکے تھے۔ کچھ لوگ ہم کشتی والوں سے کہنے لگے کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جو ہمارے ساتھ مدینہ آئی تھیں' ام المومنین سیدۃ حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں' ان سے ملاقات کے لیے وہ بھی نجاشی کے ملک میں ہجرت کرنے والوں کے ساتھ ہجرت کر کے چلی گئی تھیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی سیدۃ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے۔ اس وقت اسماء بنت سیدنا عمیس رضی اللہ عنہا وہیں تھیں۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو دریافت فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ اسماء بنت عمیس۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا اچھا وہی جو حبشہ سے بحری سفر کر کے آئی ہیں۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جی ہاں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ ہم تم لوگوں سے ہجرت میں آگے ہیں اس لیے رسول اللہ ﷺ سے ہم تمہارے مقابلہ میں زیادہ قریب ہیں۔ اسماء رضی اللہ عنہا اس پر بہت غصہ ہو گئیں اور کہا ہرگز نہیں' اللہ تعالیٰ کی قسم! تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے ہو' تم میں جو بھوکے ہوتے تھے اسے آنحضور ﷺ کھانا کھلاتے تھے اور جو ناواقف ہوتے اسے آنحضور ﷺ نصیحت وموعظت کیا کرتے تھے۔

لیکن ہم بہت دور حبشہ میں غیروں اور دشمنوں کے ملک میں رہتے تھے' یہ سب کچھ ہم نے اللہ اور اس کے رسول کے راستے ہی میں تو کیا اور اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی جب تک تمہاری بات رسول اللہ ﷺ سے نہ کہہ لوں ۔ ہمیں اذیت دی جاتی تھی' دھمکایا ڈرایا جاتا تھا' میں آنحضور ﷺ سے اس کا ذکر کروں گی اور آپ سے اس کے متعلق پوچھوں گی ۔ اللہ تعالیٰ کی قسم نہ میں جھوٹ بولوں گی' نہ کج روی اختیار کروں گی اور نہ کسی (خلاف واقعہ بات کا) اضافہ کروں گی ۔

[29]...... باب ما جاء فی فضل فقراء المهاجرين

فقراء مہاجروں کی فضیلت کا بیان

10055/255: عن أبى عبد الرحمن الحبلى قال: سمعتُ عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص، وسأَله رجل، فقال : ألسنا من فقراء المهاجرين؟ فقال له عبد اللّٰه: أَلك امرأَةٌ تأوى إليها؟ قال: نعم، قال: أَلك مسكنٌ تَسْكنُهُ؟ قال: نعم، قال: فأنت من الأغنياء، قال: فإنَّ لى خادما ، قال: فأَنت من الملوك۔ قال أبو عبد الرحمن: وجاء ثلاثةُ نَفَر إلى عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص، وأنا عندَه، فقالوا: يا أبا محمدٍ، إنا واللّٰه! ما نَقْدِرُ على شيء: لا نَفَقَةَ، ولا دَابَّةٍ، ولا مَتَاعٍ، فقال لهم: ما شئتم، إن شئتم رجعتم إلينا، فأَعطيناكم ما يَسَّرَ اللّٰه لكم، وإن شئتم ذكرنا أمرَكم للسُّلطان، وإن شئتم صبرتم، فإنى سمعتُ رسولَ اللّٰه ﷺ يقول: ((إن فقراء المهاجرين يَسْبقون الأغنياء يوم القيامة إلى الجنة بأربعين خريفا))۔ قالوا: فإنا نصبر، لا نسأَل شيئا۔

صحيح: رواه مسلم (73:2797)۔

ابوعبدالرحمان نے کہا: سیدنا عبداللہ بن سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس تین شخص آئے جبکہ میں ان کے ہاں تھا وہ کہنے لگے: ابومحمد! اللہ کی قسم! ہمیں کوئی چیز میسر نہیں ہے نہ خرچ نہ سواری اور نہ اور نہ سامان (وہ لوگ واقعتاً فقیر تھے) عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم پسند کرو تو دوبارہ ہمارے پاس آؤ اللہ تعالیٰ جو تمھارے لیے مہیا کرے گا ہم تمھیں دے دیں گے۔ اگر چاہو تو ہم تمھارا ذکر بااختیار حاکم کے پاس کردیں گے۔ (وہ تمھاری ضرورتوں کا خیال رکھے گا) اور اگر تم چاہو تو صبر کرو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک ہجرت کر کے آنے والے فقیر قیامت کے روز اغنیاء کی نسبت چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ ان (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے کہا: ہم صبر کریں گے۔ کوئی چیز نہیں مانگیں گے۔

10056/256: عن ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَهُ قَالَ: كُنْتُ قَائِمًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَجَاءَ حَبْرٌ مِنْ أَحْبَارِ الْيَهُودِ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ، فَدَفَعْتُهُ دَفْعَةً كَادَ يُصْرَعُ مِنْهَا، فَقَالَ: لِمَ تَدْفَعُنِي؟ فَقُلْتُ: أَلَا تَقُولُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: إِنَّمَا نَدْعُوهُ بِاسْمِهِ الَّذِي سَمَّاهُ بِهِ أَهْلُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اسْمِي مُحَمَّدٌ الَّذِي سَمَّانِي بِهِ أَهْلِي، فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: جِئْتُ أَسْأَلُكَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَيَنْفَعُكَ شَيْءٌ إِنْ حَدَّثْتُكَ؟ قَالَ: أَسْمَعُ بِأُذُنَيَّ، فَنَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِعُودٍ مَعَهُ، فَقَالَ: سَلْ، فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: أَيْنَ يَكُونُ النَّاسُ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: هُمْ فِي الظُّلْمَةِ دُونَ الْجِسْرِ، قَالَ: فَمَنْ أَوَّلُ النَّاسِ إِجَازَةً؟ قَالَ: فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ، قَالَ الْيَهُودِيُّ: فَمَا تُحْفَتُهُمْ حِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: زِيَادَةُ كَبِدِ النُّونِ، قَالَ: فَمَا غِذَاؤُهُمْ عَلَى إِثْرِهَا؟ قَالَ: يُنْحَرُ لَهُمْ ثَوْرُ الْجَنَّةِ الَّذِي كَانَ يَأْكُلُ مِنْ أَطْرَافِهَا، قَالَ: فَمَا شَرَابُهُمْ عَلَيْهِ؟ قَالَ: مِنْ عَيْنٍ فِيهَا تُسَمَّى سَلْسَبِيلًا، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: وَجِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنْ شَيْءٍ لَا يَعْلَمُهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ رَجُلٌ أَوْ رَجُلَانِ، قَالَ: يَنْفَعُكَ إِنْ حَدَّثْتُكَ؟ قَالَ: أَسْمَعُ بِأُذُنَيَّ، قَالَ: جِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنِ الْوَلَدِ، قَالَ: مَاءُ الرَّجُلِ أَبْيَضُ وَمَاءُ الْمَرْأَةِ أَصْفَرُ، فَإِذَا اجْتَمَعَا فَعَلَا مَنِيُّ الرَّجُلِ مَنِيَّ الْمَرْأَةِ أَذْكَرَا بِإِذْنِ اللّٰهِ، وَإِذَا عَلَا مَنِيُّ الْمَرْأَةِ مَنِيَّ الرَّجُلِ آنَثَا بِإِذْنِ اللّٰهِ، قَالَ الْيَهُودِيُّ: لَقَدْ صَدَقْتَ، وَإِنَّكَ لَنَبِيٌّ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَذَهَبَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَقَدْ سَأَلَنِي هَذَا عَنِ الَّذِي سَأَلَنِي عَنْهُ، وَمَا لِي عِلْمٌ بِشَيْءٍ مِنْهُ حَتَّى أَتَانِيَ اللّٰهُ بِهِ۔

صحیح: رواہ مسلم (315:34)۔

نبی اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان نے انہیں یہ حدیث سنائی، کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا تھا ایک یہودی عالم (حَبر) آپ کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! آپ پر سلام ہو، میں نے اس کو اتنے زور سے دھکا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچا۔ اس نے کہا: مجھے دھکا کیوں دیتے ہو؟ میں نے کہا: تم یا رسول اللہ! نہیں کہہ سکتے؟ یہودی نے کہا: ہم تو آپ کو اسی نام سے پکارتے ہیں جو آپ کے گھر والوں نے آپ کا رکھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً میرا نام محمد (ﷺ) ہے جو میرے گھر والوں نے رکھا ہے۔ یہودی بولا: میں آپ سے پوچھنے آیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: اگر میں تمہیں کچھ بتاؤں گا تو کیا تمہیں اس سے فائدہ ہوگا؟ اس نے کہا: میں اپنے دونوں کانوں سے توجہ سے سنوں گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ایک چھڑی، جو آپ کے پاس تھی، زمین پر آہستہ آہستہ ماری اور فرمایا: پوچھو۔ یہودی نے کہا: جس دن زمین دوسری زمین سے بدلے گی اور آسمان (بھی) بدلے جائیں گے تو لوگ کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وہ پل (صراط) سے (ذرا) پہلے اندھیرے میں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: فقرائے مہاجرین۔ یہودی نے پوچھا: جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو ان کو کیا پیش کیا جائے گا؟ تو آپ نے فرمایا: مچھلی کے جگر کا زائد حصہ۔ اس نے کہا: اس کے بعد ان کا کھانا کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ان کے لیے جنت میں بیل ذبح کیا جائے گا جو اس کے اطراف میں چرتا پھرتا ہے۔ اس نے کہا: اس (کھانے) پر ان مشروب کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اس (جنت) کے سلسبیل نامی چشمے سے۔ اس نے کہا: آپ نے سچ کہا، پھر کہا: میں آپ سے ایک چیز کے بارے میں پوچھنے آیا ہوں جسے اہل زمین سے محض ایک نبی جانتا ہے یا ایک دو اور انسان۔ آپ نے فرمایا: اگر میں تمہیں بتا دیا تو کیا تمہیں اس سے فائدہ ہوگا؟ اس نے کہا: میں کان لگا کر سنوں گا۔ اس نے کہا: میں آپ سے اولاد کے بارے میں پوچھنے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا: مرد کا پانی سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی زرد، جب دونوں ملتے ہیں اور مرد کا مادہ منویہ عورت کی منی سے غالب آ جاتا ہے تو اللہ کے حکم سے دونوں کے ہاں بیٹا پیدا ہوتا ہے اور جب عورت کی منی مرد کی منی پر غالب آ جاتی ہے تو اللہ عزوجل کے حکم سے دونوں کے ہاں بیٹی پیدا ہوتی۔ یہودی نے کہا: آپ نے واقعی صحیح فرمایا اور آپ یقیناً نبی ہیں، پھر وہ پلٹ کر چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے مجھ سے جس چیز کے بارے میں سوال کیا اس وقت تک مجھے اس میں سے کسی چیز کا کچھ علم نہ تھا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا علم عطا کر دیا۔

10057/257: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِی، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: هَلْ تَدْرُونَ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ؟ قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ الْفُقَرَاءُ الْمُهَاجِرُونَ، الَّذِينَ تُسَدُّ بِهِمُ الثُّغُورُ، وَيُتَّقَى بِهِمُ الْمَكَارِهُ، وَيَمُوتُ أَحَدُهُمْ وَحَاجَتُهُ فِی صَدْرِهِ، لَا يَسْتَطِيعُ لَهَا قَضَاءً، فَيَقُولُ اللّٰهُ عز وجل لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ مَلَائِكَتِهِ: ائْتُوهُمْ فَحَيُّوهُمْ، فَتَقُولُ الْمَلَائِكَةُ: نَحْنُ سُكَّانُ سَمَائِكَ، وَخِيرَتُكَ مِنْ خَلْقِكَ، أَفَتَأْمُرُنَا أَنْ نَأْتِيَ هَؤُلَاءِ فَنُسَلِّمَ عَلَيْهِمْ؟ قَالَ: إِنَّهُمْ كَانُوا عِبَادًا يَعْبُدُونِی، لَا يُشْرِكُونَ بِی شَيْئًا، وَتُسَدُّ بِهِمُ الثُّغُورُ، وَيُتَّقَى بِهِمُ الْمَكَارِهُ وَيَمُوتُ أَحَدُهُمْ، وَحَاجَتُهُ فِی صَدْرِهِ، لَا يَسْتَطِيعُ لَهَا قَضَاءً، قَالَ: فَتَأْتِيهِمُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ ذَلِكَ، فَيَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ: {سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ} [الرعد: 24]

صحيح: رواه أحمد (6570، 6571)، والبزار (2457)، وصحّحه ابن حبان (7421)، والحاكم (71/2).

سیدنا ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ مخلوق اللہ میں سے سب سے پہلے جنت میں کون لوگ داخل ہوں گے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت میں سب سے پہلے مخلوق اللہ میں سے وہ فقراء اور مہاجرین داخل ہوں گے جن

کے آنے پر دروازے بند کر دیئے جاتے تھے ان کے ذریعے ناپسندیدہ امور سے بچا جاتا تھا اور اپنی حاجات اپنے سینوں میں لیے ہوئے ہی مرجاتے تھے لیکن انہیں پورا نہیں کر سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں میں سے جسے چاہیں گے حکم دیں گے کہ ان کے پاس جاؤ اور انہیں سلام کرو فرشتے عرض کریں گے کہ ہم آسمانوں کے رہنے والے اور آپ کی مخلوق میں منتخب لوگ اور آپ ہمیں ان کو سلام کرنے کا حکم دے رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ ایسے لوگ تھے جو صرف میری ہی عبادت کرتے تھے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے ان پر دروازے بند کر دیئے جاتے تھے ان کے ذریعے ناپسندیدہ امور سے بچا جاتا تھا اور یہ اپنی ضروریات اپنے سینوں میں لیے لیے مرجاتے تھے لیکن انہیں پورا نہ کر پاتے تھے چنانچہ فرشتے ان کے پاس آئیں گے اور ہر دروازے سے یہ آواز لگائیں گے تم پر سلام ہو کہ تم نے صبر کیا آخرت کا گھر کتنا بہترین ہے۔

10058/258: عن واثلة بن الأسقع كنت قال: كنت فی أصحاب الصفة فلقد رأيتنا، وما منّا إنسان عليه ثوب تام، وأخذ العرق فی جلودنا طرقا من الغبار والوسخ، إذ خرج علينا رسول اللّٰهﷺ فقال: ((ليبشر فقراء المهاجرين))۔ إذ أقبل رجل عليه شارة حسنة فجعل النبی ﷺ لا يتكلم بكلام إلا كلفته نفسه أن يأتی بكلام يعلو كلام النبی ﷺ، فلما انصرف قال: ((ان اللّٰه لا يحب هذا وصوته يلوون ألسنتهم كلىّ البقرة بلسانها المرعی كذلك يلوی اللّٰه تعالىٰ ألسنتهم ووجوههم فی النار))۔

صحيح: رواه الطبرانی فی الكبير (170/22)۔

واثلہ بن اسقع سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں اصحاب صفہ میں سے تھا، میں نے دیکھا ہمارا یہ حال تھا کہ ہم میں سے کسی شخص کے پاس مکمل لباس نہیں تھا اور گرد وغبار اور میل کچیل کی وجہ سے پسینے سے ہمارے جسم پر لکیریں پڑ جاتی تھیں۔ (ایک دن) اچانک رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: فقراء مہاجرین کے لیے خوشخبری ہو۔ ہمارے پاس اچانک ایک اچھے لباس والا آدمی آیا، نبی کریم ﷺ جو کلام بھی ارشاد فرماتے، وہ تکلفاً آپ کی کلام سے افضل کلام کرتا۔ جب وہ چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اس کو اور اس جیسے شخص کو ناپسند کرتا ہے۔ جو چراگاہ میں (چرنے والی) گائیوں کی طرح اپنی زبانوں کو لوگوں کے لیے مروڑتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی ان کے چہروں اور زبانوں کو آگ میں مروڑے گا۔

[30]...... باب ما جاء فی فضل أهل بيعة العقبة الثانية

بیعت عقبہ ثانیہ کرنے والوں کی فضیلت کا بیان

10059/259: عن جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَبِثَ عَشْرَ سِنِينَ يَتَّبِعُ الْحَاجَّ فِی

مَنَازِلِهِمْ، فِي الْمَوْسِمِ وَبِمَجَنَّةٍ وَبِعُكَاظٍ، وَبِمَنَازِلِهِمْ بِمِنًى [يَقُولُ]: مَنْ يُؤْوِينِي، مَنْ يَنْصُرُنِي، حَتَّى أُبَلِّغَ رِسَالَاتِ رَبِّي، وَلَهُ الْجَنَّةُ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَنْصُرُهُ وَيُؤْوِيهِ، حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ يَرْحَلُ مِنْ مُضَرَ، أَوْ مِنَ الْيَمَنِ إِلَى ذِي رَحِمِهِ، فَيَأْتِيهِ قَوْمُهُ، فَيَقُولُونَ: احْذَرْ غُلَامَ قُرَيْشٍ لَا يَفْتِنُكَ، وَيَمْشِي بَيْنَ رِحَالِهِمْ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللّٰهِ عزوجل يُشِيرُونَ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ، حَتَّى بَعَثَنَا اللّٰهُ عز وجل لَهُ مِنْ يَثْرِبَ، فَيَأْتِيهِ الرَّجُلُ فَيُؤْمِنُ بِهِ فَيُقْرِئُهُ الْقُرْآنَ، فَيَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِهِ فَيُسْلِمُونَ بِإِسْلَامِهِ، حَتَّى لَمْ يَبْقَ دَارٌ مِنْ دُورِ يَثْرِبَ إِلَّا فِيهَا رَهْطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُظْهِرُونَ الْإِسْلَامَ۔ ثُمَّ بَعَثَنَا اللّٰهُ، فَأْتَمَرْنَا وَاجْتَمَعْنَا سَبْعُونَ رَجُلًا مِنَّا، فَقُلْنَا: حَتَّى مَتَى نَذَرُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُطْرَدُ فِي جِبَالِ مَكَّةَ، وَيَخَافُ؟ فَرَحَلْنَا حَتَّى قَدِمْنَا عَلَيْهِ فِي الْمَوْسِمِ فَوَاعَدْنَاهُ شِعْبَ الْعَقَبَةِ، فَقَالَ عَمُّهُ الْعَبَّاسُ: يَا ابْنَ أَخِي، إِنِّي لَا أَدْرِي مَا هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ الَّذِينَ جَاؤُوكَ، إِنِّي ذُو مَعْرِفَةٍ بِأَهْلِ يَثْرِبَ، فَاجْتَمَعْنَا عِنْدَهُ مِنْ رَجُلٍ وَرَجُلَيْنِ، فَلَمَّا نَظَرَ الْعَبَّاسُ فِي وُجُوهِنَا، قَالَ: هَؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا أَعْرِفُهُمْ، هَؤُلَاءِ أَحْدَاثٌ۔ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، عَلَامَ نُبَايِعُكَ؟ قَالَ: تُبَايِعُونِي عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي النَّشَاطِ وَالْكَسَلِ، وَعَلَى النَّفَقَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ، وَعَلَى الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَعَلَى أَنْ تَقُولُوا فِي اللّٰهِ لَا تَأْخُذُكُمْ فِيهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ، وَعَلَى أَنْ تَنْصُرُونِي إِذَا قَدِمْتُ يَثْرِبَ، فَتَمْنَعُونِي مِمَّا تَمْنَعُونَ مِنْهُ أَنْفُسَكُمْ وَأَزْوَاجَكُمْ وَأَبْنَاءَكُمْ، وَلَكُمُ الْجَنَّةُ ـ فَقُمْنَا نُبَايِعُهُ، فَأَخَذَ بِيَدِهِ أَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ، وَهُوَ أَصْغَرُ السَّبْعِينَ، فَقَالَ: رُوَيْدًا يَا أَهْلَ يَثْرِبَ، إِنَّا لَمْ نَضْرِبْ إِلَيْهِ أَكْبَادَ الْمَطِيِّ إِلَّا وَنَحْنُ نَعْلَمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ، إِنَّ إِخْرَاجَهُ الْيَوْمَ مُفَارَقَةُ الْعَرَبِ كَافَّةً، وَقَتْلُ خِيَارِكُمْ، وَأَنْ تَعَضَّكُمُ السُّيُوفُ، فَإِمَّا أَنْتُمْ قَوْمٌ تَصْبِرُونَ عَلَى السُّيُوفِ إِذَا مَسَّتْكُمْ، وَعَلَى قَتْلِ خِيَارِكُمْ، وَعَلَى مُفَارَقَةِ الْعَرَبِ كَافَّةً، فَخُذُوهُ وَأَجْرُكُمْ عَلَى اللّٰهِ، وَإِمَّا أَنْتُمْ قَوْمٌ تَخَافُونَ مِنْ أَنْفُسِكُمْ خِيفَةً، فَذَرُوهُ، فَهُوَ أَعْذَرُ عِنْدَ اللّٰهِ۔

حسن: رواه أحمد (14653)، وصحّحه ابن حبان (7012)، والحاكم (2/624-625)۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ دس سال مکہ مکرمہ میں رہے اور عکاظ، مجنہ اور موسم حج میں میدان منیٰ میں لوگوں کے پاس ان کے ٹھکانوں پر جا جا کر ملتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے اپنے یہاں کون ٹھکانہ دے گا کون میری مدد کرے گا میں اپنے رب کا پیغام پہنچا سکوں اور اسے جنت مل جائے بعض اوقات ایک آدمی یمن سے آتا یا مصر سے تو ان کی قوم کے لوگ اس کے پاس آتے اور اس سے کہتے کہ قریش کے اس نوجوان سے بچ کر رہنا کہیں یہ تمہیں گمراہ نہ کر دے نبی

ﷺ جب ان کے خیموں کے پاس سے گزرتے وہ انگلیوں سے انکی طرف اشارہ کرتے حتیٰ کہ اللہ نے ہمیں نبی ﷺ کے لیے یثرب سے اٹھا دیا اور ہم نے انہیں ٹھکانہ فراہم کیا اور ان کی تصدیق کی چنانچہ ہم میں سے ایک آدمی نکلتا نبی ﷺ پر ایمان لاتا نبی ﷺ اسے قرآن پڑھاتے اور جب وہ واپس گھر پلٹ کر آتا تو اس کے اسلام کی برکت سے اس کے اہل خانہ بھی مسلمان ہو جاتے حتیٰ کہ انصار کا کوئی گھر ایسا باقی نہ بچا جس میں مسلمانوں کا ایک گروہ نہ ہو، یہ سب لوگ علانیہ اسلام کو ظاہر کرتے تھے۔ ایک دن سب لوگ مشورہ کے لیے اکٹھے ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم کب تک نبی ﷺ کو اس حال میں چھوڑے رکھیں گے کہ آپ کو مکہ کے پہاڑوں میں دھکے دیئے جاتے رہیں اور آپ خوف کے عالم میں رہیں چنانچہ ہم میں سے ستر آدمی نبی ﷺ کی طرف روانہ ہوئے اور ایام حج میں نبی ﷺ کے پاس پہنچ گئے ہم نے آپس میں ایک گھاٹی ملاقات کے لیے طے کی اور ایک ایک دو دو کر کے نبی ﷺ کے پاس جمع ہو گئے یہاں تک کہ جب ہم پورے ہو گئے تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم کس شرط پر آپ کی بیعت کریں نبی ﷺ نے فرمایا: تم مجھ سے چستی اور سستی ہر حال میں بات سننے اور ماننے، تنگی اور آسانی اور ہر حال میں خرچ کرنے، امر بالمعروف نہی عن المنکر اور حق بات کہنے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرنے اور میری مدد کرنے اور اسی طرح میری حفاظت کرنے کی شرط پر بیعت کرو جس طرح تم اپنی بیویوں اور بچوں کی حفاظت کرتے ہو اور تمہیں اس کے بدلے میں جنت ملے گی چنانچہ ہم نے کھڑے ہو کر نبی ﷺ سے بیعت کر لی۔ سیدنا اسعد بن زرارہ جو سب سے چھوٹے تھے نبی ﷺ کا دست مبارک پکڑ کر کہنے لگے کہ اے اہل یثرب ٹھہرو ہم لوگ اپنے اونٹوں کے جگر مارتے ہوئے یہاں اس لیے آئے ہیں کہ ہمیں اس بات کا یقین ہو جائے کہ یہ اللہ کے رسول ہیں یہ سمجھ لو کہ آج نبی ﷺ کو یہاں سے نکال کر لے جانا پورے عرب کی جدائیگی اختیار کرنا ہے اپنے بہترین افراد کو قتل کروانا اور تلواریں کاٹنا ہے اگر تم اس پر صبر کر سکو تو تمہارا اجر و ثواب اللہ کے ذمے ہے۔ اور اگر تمہیں اپنے متعلق ذرا سی بھی بزدلی کا اندیشہ ہو تو اسے واضح کر دو تا کہ وہ عند اللہ تمہارے لیے عذر شمار ہو جائے اس پر تمام انصار نے کہا اسعد پیچھے ہٹو واللہ ہم بیعت کو کبھی نہیں چھوڑیں گے اور کبھی ختم نہیں کریں گے چنانچہ اسی طرح ہم نے نبی ﷺ سے بیعت کی اور نبی ﷺ نے جنت عطا فرمائے جانے کے وعدے اور شرائط پر ہم سے بیعت لے لی۔

[31]...... باب ما جاء فى فضل أهل الصفة

صفہ والوں کی فضیلت کا بیان

10060/260: حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا زَوَّجَهُ فَاطِمَةَ بَعَثَ مَعَهُ بِخَمِيلَةٍ وَوِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ، وَرَحَيَيْنِ وَسِقَاءٍ وَجَرَّتَيْنِ، فَقَالَ عَلِيٌّ لِفَاطِمَةَ ذَاتَ يَوْمٍ: وَاللَّهِ لَقَدْ سَنَوْتُ حَتَّى قَدِ

اشْتَكَيْتُ صَدْرِي، قَالَ: وَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ أَبَاكِ بِسَبْيٍ، فَاذْهَبِي فَاسْتَخْدِمِيهِ۔ فَقَالَتْ: وَأَنَا وَاللّٰهِ قَدْ طَحَنْتُ حَتَّى مَجِلَتْ يَدَايَ۔ فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكِ أَيْ بُنَيَّةُ؟ قَالَتْ: جِئْتُ لِأُسَلِّمَ عَلَيْكَ، وَاسْتَحْيَتْ أَنْ تَسْأَلَهُ وَرَجَعَتْ، فَقَالَ: مَا فَعَلْتِ؟ قَالَتْ: اسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ۔ فَأَتَيْنَاهُ جَمِيعًا، فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَقَدْ سَنَوْتُ حَتَّى اشْتَكَيْتُ صَدْرِي، وَقَالَتْ فَاطِمَةُ: قَدْ طَحَنْتُ حَتَّى مَجِلَتْ يَدَايَ، وَقَدْ جَاءَكَ اللّٰهُ بِسَبْيٍ وَسَعَةٍ فَأَخْدِمْنَا۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: وَاللّٰهِ لَا أُعْطِيكُمَا وَأَدَعُ أَهْلَ الصُّفَّةِ تَطْوَى بُطُونُهُمْ، لَا أَجِدُ مَا أُنْفِقُ عَلَيْهِمْ، وَلَكِنِّي أَبِيعُهُمْ وَأُنْفِقُ عَلَيْهِمْ أَثْمَانَهُمْ فَرَجَعَا، فَأَتَاهُمَا النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ دَخَلَا فِي قَطِيفَتِهِمَا، إِذَا غَطَّتْ رُءُوسَهُمَا تَكَشَّفَتْ أَقْدَامُهُمَا، وَإِذَا غَطَّيَا أَقْدَامَهُمَا تَكَشَّفَتْ رُءُوسُهُمَا، فَثَارَا، فَقَالَ: مَكَانَكُمَا ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمَا بِخَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَانِي؟ قَالَا: بَلَى۔ فَقَالَ: كَلِمَاتٌ عَلَّمَنِيهِنَّ جِبْرِيلُ، فَقَالَ: تُسَبِّحَانِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا، وَتَحْمَدَانِ عَشْرًا، وَتُكَبِّرَانِ عَشْرًا، وَإِذَا أَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا فَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ عَلَّمَنِيهِنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ۔ قَالَ: فَقَالَ لَهُ ابْنُ الْكَوَّاءِ: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّينَ؟ فَقَالَ: قَاتَلَكُمُ اللّٰهُ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ، نَعَمْ، وَلَا لَيْلَةَ صِفِّينَ۔

صحيح: رواه أحمد (838،596)، وابن سعد (25/8)، والبزار (757)۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کیا تو ان کے ساتھ جہیز کے طور پر روئیں دار کپڑے، چمڑے کا تکیہ جس میں گھاس بھری ہوئی تھی، دو چکیاں، مشکیزہ اور دو مٹکے بھی روانہ کیے، ایک دن سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اللہ کی قسم! کنوئیں سے پانی کھینچ کھینچ کر میرے تو سینے میں درد شروع ہو گیا ہے، آپ کے والد صاحب کے پاس کچھ قیدی آئے ہوئے ہیں، ان سے جا کر کسی خادم کی درخواست کیجئے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: واللہ! چکی چلا چلا کر میرے ہاتھوں میں بھی گٹے پڑ گئے ہیں۔ چنانچہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے کی وجہ دریافت فرمائی، انہوں نے عرض کیا کہ سلام کرنے کے لیے حاضر ہوئی تھی، انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی درخواست پیش کرتے ہوئے شرم آئی اور وہ واپس لوٹ آئیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا ہوا؟ فرمایا: مجھے تو ان سے کچھ مانگتے ہوئے شرم آئی اس لیے واپس لوٹ آئی۔ اس کے بعد ہم دونوں اکٹھے ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے: یا رسول اللہ! کنوئیں سے پانی کھینچ کھینچ کر میرے سینے میں درد شروع ہو گیا ہے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں کہ چکی چلا چلا کر میرے بھی ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں، آپ کے پاس کچھ قیدی

آئے ہوئے ہیں، ان میں سے کوئی ایک بطور خادم کے ہمیں بھی عنایت فرما دیں۔ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واللہ! میں اہل صفہ کو چھوڑ کر۔ جن کے پیٹ چپکے پڑے ہوئے ہیں اور ان پر خرچ کرنے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ تمہیں کوئی خادم نہیں دے سکتا، بلکہ میں انہیں بیچ کر ان کی قیمت اہل صفہ پر خرچ کروں گا۔ اس پر وہ دونوں واپس چلے آئے، رات کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے، انہوں نے جو چادر اوڑھ رکھی تھی وہ اتنی چھوٹی تھی کہ اگر سر ڈھکتے تھے تو پاؤں کھل جاتے تھے، اور اگر پاؤں ڈھکتے تو سر کھل جاتا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر دونوں اٹھنے لگے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا اور فرمایا کہ ہر نماز کے بعد دس دس مرتبہ سبحان اللہ، الحمدللہ اور اللہ اکبر کہہ لیا کرو، اور جب بستر پر آیا کرو تو تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمدللہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہہ لیا کرو۔ (تمہاری ساری تھکاوٹ اور بیماری دور ہوجایا کرے گی)۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! جب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ان کلمات کی تعلیم دی ہے میں نے انہیں کبھی ترک نہیں کیا۔ ابن کواء کہنے لگا کہ جنگ صفین کے موقع پر بھی نہیں؟ فرمایا: اہل عراق! اللہ تم سے سمجھے، ہاں! صفین کے موقع پر بھی نہیں۔

[32]...... باب ما جاء فی فضائل أهل بدر

بدر میں شریک ہونے والوں کی فضیلت کا بیان

10061/261: عن عبيد الله بن أبى رافع، وهو كاتب على قال: سَمِعْتُ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ يَقُولُ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ قَالَ: انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً وَمَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا فَانْطَلَقْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى الرَّوْضَةِ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ فَقُلْنَا: أَخْرِجِي الْكِتَابَ فَقَالَتْ: مَا مَعِي مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ بِمَكَّةَ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُونَ بِهَا قَرَابَتِي وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: لَقَدْ صَدَقَكُمْ قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ قَالَ: إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَكُونَ قَدِ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ

فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فأنزل اللّٰه عز وجل: {.................} [الممتحنة: ١]
وليس في حديث أبي بكر وزهير ذكر الآية، وجعلها إسحاق في روايته من تلاوة سفيان۔

متفق عليه: رواه البخاري (3007)، ومسلم (2494-161)۔

عبیداللہ بن ابی رافع نے خبر دی، کہا کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور زبیر اور مقداد بن اسود (رضی اللہ عنہم) کو ایک مہم پر بھیجا اور آپ نے فرمایا کہ جب تم لوگ روضہ خاخ (جو مدینہ سے بارہ میل کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے) پر پہنچ جاؤ تو وہاں ایک بڑھیا عورت تمہیں اونٹ پر سوار ملے گی اور اس کے پاس ایک خط ہوگا، تم لوگ اس سے وہ خط لے لینا۔ ہم روانہ ہوئے اور ہمارے گھوڑے ہمیں تیزی کے ساتھ لیے جا رہے تھے۔ آخر ہم روضہ خاخ پر پہنچ گئے اور وہاں واقعی ایک بوڑھی عورت موجود تھی جو اونٹ پر سوار تھی۔ ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال۔ اس نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ لیکن جب ہم نے اسے دھمکی دی کہ اگر تو نے خط نہ نکالا تو تمہارے کپڑے ہم خود اتار دیں گے۔ اس پر اس نے اپنی گندھی ہوئی چوٹی کے اندر سے خط نکال کر دیا، اور ہم اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے، اس کا مضمون یہ تھا، حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کے چند آدمیوں کی طرف، اس میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض رازوں کی خبر دی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حاطب! یہ کیا واقعہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے بارے میں عجلت سے کام نہ لیجئے۔ میری حیثیت (مکہ میں) یہ تھی کہ قریش کے ساتھ میں نے رہنا سہنا اختیار کر لیا تھا، ان سے رشتہ ناطہ میرا کچھ بھی نہ تھا۔ آپ کے ساتھ جو دوسرے مہاجرین ہیں ان کی تو مکہ میں سب کی رشتہ داری ہے اور مکہ والے اسی وجہ سے ان کے عزیزوں کی اور ان کے مالوں کی حفاظت و حمایت کریں گے مگر مکہ والوں کے ساتھ میرا کوئی نسبی تعلق نہیں ہے، اس لیے میں نے سوچا کہ ان پر کوئی احسان کر دوں جس سے اثر لے کر وہ میرے بھی عزیزوں کی مکہ میں حفاظت کریں۔ میں نے یہ کام کفر یا ارتداد کی وجہ سے ہرگز نہیں کیا ہے اور نہ اسلام کے بعد کفر سے خوش ہو کر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا کہ حاطب نے سچ کہا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اجازت دیجئے میں اس منافق کا سر اڑا دوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نہیں، یہ بدر کی لڑائی میں (مسلمانوں کے ساتھ مل کر) لڑے ہیں اور تمہیں معلوم نہیں، اللہ تعالیٰ مجاہدین بدر کے احوال (موت تک کے) پہلے ہی سے جانتا تھا، اور وہ خود ہی فرما چکا ہے کہ تم جو چاہو کرو میں تمہیں معاف کر چکا ہوں۔ ابوبکر اور زھیر کی روایت میں تلاوت کا ذکر نہیں ہے۔ اور اسحاق نے اسے سفیان کی تلاوت سے بیان کیا ہے۔

10062/262: عن أبي هريرة عن رسول اللّٰه ﷺ: ((اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ، فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ))۔

حسن: رواه أبو داود (4654)، وأحمد (7940)، والحاكم (4/77،78)۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر نظر فرمائی ہے اور کہا ہے کہ جو چاہے عمل کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔

10063/263: عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، وَكَانَ أَبُوهُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ، قَالَ: جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا تَعُدُّونَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيكُمْ؟ قَالَ: مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِينَ۔ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، قَالَ: وَكَذَلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ

صحيح: رواه البخاري (3992)۔

معاذ بن رفاعہ بن رافع زرقی نے اپنے والد (رفاعہ بن رافع) سے، جو بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں میں تھے، انہوں نے بیان کیا کہ جبرئیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے انہوں نے پوچھا کہ بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں کا آپ کے ہاں درجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سب سے افضل یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کا کوئی کلمہ ارشاد فرمایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ جو فرشتے بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے ان کا بھی درجہ یہی ہے۔

10064/264: عن رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: جَاءَ جِبْرِيلُ أَوْ مَلَكٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا تَعُدُّونَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا فِيكُمْ؟ قَالُوا: خِيَارَنَا، قَالَ: كَذَلِكَ هُمْ عِنْدَنَا خِيَارُ الْمَلَائِكَةِ

صحيح: رواه ابن ماجه (160)، وأحمد (15820)، وعبد بن حميد (425)، وصحّحه ابن حبان (7224)۔

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے فرمایا: جبریل علیہ السلام، یا فرمایا: ایک فرشتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: تم میں سے جو لوگ جنگ بدر میں شریک ہوئے، تم لوگ انہیں کیا مقام دیتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم انہیں اپنے میں افضل شمار کرتے ہیں۔ فرشتے نے کہا، اسی طرح ہماری نظر میں وہ (فرشتے جو جنگ بدر میں شریک ہوئے دوسرے) فرشتوں میں افضل ہیں۔

10065/265: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ، وَهُوَ فِي قُبَّةٍ لَهُ يَوْمَ بَدْرٍ: أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اللهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ أَبَدًا، فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ وَقَالَ: حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ، وَهُوَ فِي الدِّرْعِ، فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ: {سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۝ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ}۔

صحيح: رواه البخاري (4877)۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ آپ بدر کی لڑائی کے موقع پر میدان میں ایک خیمے میں یہ دعا

کر رہے تھے کہ اے اللہ! میں تجھے تیرا عہد اور وعدۂ نصرت یاد دلاتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تو چاہے کہ (مسلمانوں کو فنا کر دے) تو آج کے بعد پھر کبھی تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔ اور اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر عرض کیا بس یا رسول اللہ! آپ اپنے رب سے خوب الحاح وزاری کے ساتھ دعا کر چکے ہیں۔ آپ اس وقت زرہ پہنے ہوئے تھے۔ آپ باہر تشریف لائے تو آپ کی زبان مبارک پر یہ آیت تھی ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ٥ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ﴾ یعنی عنقریب کافروں کی یہ جماعت ہار جائے گی اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ لیکن ان کا اصل وعدہ تو قیامت کے دن کا ہے اور قیامت بڑی سخت اور بہت ہی کڑوی چیز ہے۔ (القمر 45-46)

10066/266: عن عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ نَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَهُمْ أَلْفٌ، وَأَصْحَابُهُ ثَلَاثُمِائَةٍ وَتِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا، فَاسْتَقْبَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ الْقِبْلَةَ، ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ: اللهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي، اللهُمَّ آتِ مَا وَعَدْتَنِي، اللهُمَّ إِنْ تُهْلِكْ هَذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا تُعْبَدُ فِي الْأَرْضِ--- فَأَمَدَّهُ اللّٰهُ بِالْمَلَائِكَةِ))۔ الحديث۔

صحيح: رواه مسلم (1763)۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ جب بدر کا دن تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی طرف دیکھا، وہ ایک ہزار تھے، اور آپ کے ساتھ تین سو انیس آدمی تھے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رخ ہوئے، پھر اپنے ہاتھ پھیلائے اور بلند آواز سے اپنے رب کو پکارنے لگے: اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا اسے میرے لیے پورا فرما۔ اے اللہ! تو نے جو مجھ سے وعدہ کیا مجھے عطا فرما۔ اے اللہ! اگر اہل اسلام کی یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو زمین میں تیری بندگی نہیں ہو گی۔۔۔۔۔۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو فرشتوں کے ذریعے سے تقویت دی۔

10067/267: عن علي قال: بات رسول اللّٰه ﷺ يدعو ربه عز وجل ويقول: ((اللهُمَّ إِنَّكَ إِنْ تُهْلِكْ هَذِهِ الْفِئَةَ لَا تُعْبَدْ))

صحيح: رواه أحمد (948)، والبزار (719)۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات اپنے رب سے یہ دعا کرتے گزاری کہ: اے اللہ اگر تو نے یہ جماعت ہلاک کر دی تو تیری بندگی نا ہو گی۔

[33]...... باب ما جاء في فضل أهل بئر معونة

بئر معونہ میں شریک ہونے والوں کی فضیلت کا بیان

10068/268: عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَاهُ رِعْلٌ وَذَكْوَانُ وَعُصَيَّةُ وَبَنُو لِحْيَانَ، فَزَعَمُوا أَنَّهُمْ قَدْ أَسْلَمُوا، وَاسْتَمَدُّوهُ عَلَى قَوْمِهِمْ، فَأَمَدَّهُمُ النَّبِيُّ ﷺ بِسَبْعِينَ مِنَ

الْأَنْصَارِ، قَالَ أَنَسٌ: كُنَّا نُسَمِّيهِمُ الْقُرَّاءَ، يَحْطِبُونَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّونَ بِاللَّيْلِ، فَانْطَلَقُوا بِهِمْ، حَتَّى بَلَغُوا بِئْرَ مَعُونَةَ غَدَرُوا بِهِمْ وَقَتَلُوهُمْ، فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبَنِي لِحْيَانَ۔ قَالَ قَتَادَةُ: وَحَدَّثَنَا أَنَسٌ: أَنَّهُمْ قَرَؤُوا بِهِمْ قُرْآنًا: أَلَا بَلِّغُوا عَنَّا قَوْمَنَا، بِأَنَّا قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا، فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا۔ ثُمَّ رُفِعَ ذَلِكَ بَعْدُ۔

صحيح: رواه البخاري (3064)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رعل، ذکوان، عصیہ اور بنولحیان قبائل کے کچھ لوگ آئے اور یقین دلایا کہ وہ لوگ اسلام لا چکے ہیں اور انہوں نے اپنی کافر قوم کے مقابل امداد اور تعلیم و تبلیغ کے لیے آپ سے مدد چاہی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر انصاریوں کو ان کے ساتھ کر دیا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ ہم انہیں قاری کہا کرتے تھے۔ وہ لوگ دن میں جنگل سے لکڑیاں جمع کرتے اور رات میں نماز پڑھتے رہتے۔ یہ ان قبیلہ والوں کے ساتھ چلے گئے، لیکن جب بئر معونہ پر پہنچے تو ان قبیلہ والوں نے ان صحابہ کے ساتھ دھوکہ کیا اور انہیں شہید کر ڈالا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک (نماز میں) قنوت پڑھی اور رعل و ذکوان اور بنولحیان کے لیے بددعا کرتے رہے۔ قتادہ نے کہا کہ ہم سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (ان شہداء کے بارے میں) قرآن مجید میں ہم یہ آیتوں پڑھتے رہے (ترجمہ) ہاں! ہماری قوم (مسلم) کو بتادو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے۔ اور وہ ہم سے راضی ہو گیا ہے اور ہمیں بھی اس نے خوش کیا ہے۔ پھر یہ آیت منسوخ ہو گئی تھی۔

[34]...... باب ما جاء فی فضائل أهل أحد

غزوہ احد میں شریک ہونے والوں کی فضیلت کا بیان

10069/269: عَنْ أَنَسِ بن مالك الانصارى أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَقُولُ يَوْمَ أُحُدٍ: اللّٰهُمَّ إِنَّكَ إِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدُ فِي الْأَرْضِ.

صحيح: رواه مسلم (1743)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (جنگِ) احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بار بار) یہ فرما رہے تھے: اے اللہ! اگر تو یہ چاہتا ہے تو (آج کے بعد) زمین میں تیری عبادت نہ کی جائے گی۔

[35]...... باب ما جاء فی فضل شهداء أحد

غزوہ احد میں شہادت پانے والوں کی فضیلت

10070/270: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَمَّا أُصِيبَ إِخْوَانُكُمْ بِأُحُدٍ، جَعَلَ

دار ابن بشیر للبحث والتحقیق قصور: +923024056187

اللّٰهُ أَرْوَاحَهُمْ فِي جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ تَرِدُ أَنْهَارَ الْجَنَّةِ تَأْكُلُ مِنْ ثِمَارِهَا، وَتَأْوِي إِلَى قَنَادِيلَ مِنْ ذَهَبٍ مُعَلَّقَةٍ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ، فَلَمَّا وَجَدُوا طِيبَ مَأْكَلِهِمْ وَمَشْرَبِهِمْ وَمَقِيلِهِمْ قَالُوا: مَنْ يُبَلِّغُ إِخْوَانَنَا عَنَّا أَنَّا أَحْيَاءٌ فِي الْجَنَّةِ نُرْزَقُ لِئَلَّا يَزْهَدُوا فِي الْجِهَادِ، وَلَا يَنْكُلُوا عِنْدَ الْحَرْبِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: أَنَا أُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ قَالَ: وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عز وجل {وَلا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا} إِلَى آخِرِ الآيَةِ۔

حسن: رواه أبو داود (2520) و أحمد (2389)۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے بھائی احد میں شہید کر دیے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز رنگ کے پرندوں میں کر دیا جو جنت کی نہروں پر آتے ہیں، وہاں کے پھل کھاتے ہیں اور پھر سونے کی قندیلوں میں لوٹ جاتے ہیں جو عرش کے سائے میں لٹک رہی ہیں۔ جب انہوں نے وہاں کے کھانے پینے اور آرام و راحت کے مزے دیکھے تو کہا: کون ہے جو ہمارا یہ پیغام ہمارے بھائیوں تک پہنچا دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں، ہمیں رزق دیا جاتا ہے تاکہ وہ جہاد سے بے رغبت نہ ہو جائیں اور لڑائی میں بزدلی نہ دکھائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا﴾ وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ان کے بارے میں یہ خیال ہرگز نہ کیجیے کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیے جاتے ہیں۔

[36]...... باب ما جاء في فضائل أصحاب الشجرة

درخت (کے نیچے بیعت کرنے) والوں کی فضیلت کا بیان

10071/271: عن جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: أَخْبَرَتْنِي أُمُّ مُبَشِّرٍ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ عِنْدَ حَفْصَةَ: لَا يَدْخُلُ النَّارَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ أَحَدٌ الَّذِينَ بَايَعُوا تَحْتَهَا۔ قَالَتْ: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَانْتَهَرَهَا، فَقَالَتْ حَفْصَةُ: {وَإِنْ مِنْكُمْ إِلا وَارِدُهَا} فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: قَدْ قَالَ اللّٰهُ عز وجل: {ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا } [مريم: ٧٢]))۔

صحيح: رواه مسلم (2496)۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدۃ ام مبشر رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدۃ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں یہ فرماتے ہوئے سنا، ان شاء اللہ اصحاب شجرہ (درخت والوں) میں سے کوئی ایک بھی جس نے اس کے نیچے بیعت کی تھی جہنم میں داخل نہ ہوگا۔ وہ (سیدۃ حفصہ رضی اللہ عنہا) کہنے لگیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہیں! (داخل تو ہوں گے۔) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں جھڑک دیا تو سیدۃ حفصہ رضی اللہ عنہا نے آیت پڑھی: تم میں سے کوئی نہیں مگر اس پر وارد ہونے

والا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اس کے بعد) اللہ تعالیٰ نے یہ (بھی) فرمایا ہے۔ پھر ہم تقویٰ اختیار کرنے والوں کو (جہنم میں گرنے سے) بچالیں گے اور ظالموں کو اسی میں گھٹنوں کے بل پڑا رہنے دیں گے۔ (مریم: 71۔72)

10072/272: عَنْ جَابِرٍ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔

حسن: رواه أبو داود (4653)، وأحمد (14778)، والترمذی (3860)، والنسائی فی الكبرى (11444)۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے بھی درخت کے نیچے بیعت کی تھی وہ آگ میں داخل نا ہوگا۔

10073/273: عن جابر قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ: أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ وَكُنَّا أَلْفًا وَأَرْبَعَمِائَةٍ، وَلَوْ كُنْتُ أُبْصِرُ الْيَوْمَ لَأَرَيْتُكُمْ مَكَانَ الشَّجَرَةِ۔ تَابَعَهُ الْأَعْمَشُ: سَمِعَ سَالِمًا: سَمِعَ جَابِرًا: أَلْفًا وَأَرْبَعَمِائَةٍ

متفق عليه: رواه البخاری (4154)، ومسلم (1856-71)۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حدیبیہ کے موقع پر فرمایا تھا کہ تم لوگ تمام زمین والوں میں سب سے بہتر ہو۔ ہماری تعداد اس موقع پر چودہ سو تھی۔ اگر آج میری آنکھوں میں بینائی ہوتی تو میں تمہیں اس درخت کا مقام دکھاتا۔

دار ابن بشیر للبحث والتحقیق
تصور: +923024056187

[37]...... باب ما جاء فی فضائل أهل بدر والحديبية معاً

غزوہ بدر اور حدیبیہ دونوں میں شرکت کرنے والوں کی فضیلت کا بیان

10074/274: عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ امْرَأَةِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ، فَقَالَ: لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ ۔ قَالَتْ حَفْصَةُ: أَلَيْسَ اللّٰهُ عز وجل يَقُولُ: {وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا} [مريم: 71] قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: فَمَهْ؛ {ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا}

صحيح: رواه أحمد (27042)، وابن ماجه (4281)، وصحّحه ابن حبان (4800)۔

زید بن حارثہ کی بیوی ام مبشر کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ام المومنین سیدۃ حفصہ کے گھر میں تھے کہ نبی ﷺ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہونے والا کوئی آدمی ان شاء اللہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ ام المومنین فرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اللہ کے رسول کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فریا (آیت) تم میں سے ہر ایک ضرور اس پر پہنچے والا ہے یہ آپ کے پروردگار کے ذمے قطعی طے شدہ بات ہے۔ یعنی نبی ﷺ نے فرمایا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا

(آیت) پھر ہم پرہیزگاروں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گراہوا چھوڑ دیں گے۔

10075/275: عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ، قَالَتْ: جَاءَ غُلَامُ حَاطِبٍ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَا يَدْخُلُ حَاطِبٌ الْجَنَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: كَذَبْتَ، قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ ۔

صحيح: رواه أحمد (27045)، وابن أبى عاصم فى الآحاد والمثانى (334)۔

سیدۃ ام مبشر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حاطب کا غلام آیا اور کہا: کہ اللہ کی قسم حاطب جنت میں نہیں جائے گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے جھوٹ بولا: اس نے تو بدر اور حدیبیہ میں شرکت کی ہے۔

10076/276: عَنْ حَفْصَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا يَدْخُلَ النَّارَ - إِنْ شَاءَ اللّٰهُ - أَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا، وَالْحُدَيْبِيَةَ ۔ قَالَتْ: فَقُلْتُ: أَلَيْسَ اللّٰهُ عز وجل يَقُولُ: {وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا}؟ [مريم: 71] قَالَتْ: فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: {ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا} [مريم: 72]۔

صحيح: رواه أحمد (26440)، وابن ماجه (4281)، وأبو يعلى (7044)۔

ام المومنین سیدۃ حفصہ نے بیان کیا نبی ﷺ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہونے والا کو یہ آدمی ان شاء اللہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ ام المومنین فرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اللہ کے رسول کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فریا (آیت) تم میں سے ہر ایک ضرور اس پر پہنچے والا ہے یہ آپ کے پروردگار کے ذمے قطعی طے شدہ بات ہے۔ یعنی نبی ﷺ نے فرمایا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرن نہیں سنا (آیت) پھر ہم پرہیزگاروں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گراہوا چھوڑ دیں گے۔

10077/277: عَنْ جَابِرٍ أَنَّ عَبْدًا لِحَاطِبٍ جَاءَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَشْكُو حَاطِبًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: كَذَبْتَ، لَا يَدْخُلُهَا، فَإِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ ۔

صحيح: رواه مسلم (2495)۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حاطب رضی اللہ عنہ کا ایک غلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور حاطب رضی اللہ عنہ کی (کسی بات کی) شکایت کرتے ہوئے کہا: اللہ کے رسول اللہ ﷺ! حاطب ضرور دوزخ میں جائے گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جھوٹ کہتے ہو۔ وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ میں شریک ہوا ہے۔

10078/278: عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ: ((لَنْ يَدْخُلَ النَّارَ رَجُلٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ))۔

حسن: رواه الإمام أحمد (15262)۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص بھی جس نے بدر اور حدیبیہ میں شرکت کی جہنم میں داخل نہ ہوگا۔

10079/279: عن ابن أبی أوفی عن النبی ﷺ قال: ((لن يلج النار أحد شهد بدرا والحديبية))۔

صحيح: رواه البزار (3340)۔

ابن ابی اوفی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بھی بدر اور حدیبیہ میں شرکت کی اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

[38]...... باب ما جاء فی فضائل أهل حنين

غزوہ حنین میں شرکت کرنے والوں کی فضیلت کا بیان

10080/280: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ: اللهُمَّ إِنْ تَشَأْ أَنْ لَا تُعْبَدَ بَعْدَ الْيَوْمِ

صحيح: رواه أحمد (12220)، وابن أبی شيبة (30200) و (38140)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ حنین کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء یہ تھی کہ اے اللہ! کیا تو یہ چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے گی۔

فائدہ:...... مشہور یہ ہے کہ یہ دعا بدر میں کی تھی لیکن حنین میں اس کا تکرار ممکن ہے، کیونکہ اگر حنین والے دن مسلمانوں کو شکست ہو جاتی تو عرب مرتد ہو جاتا جس طرح سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں بعض مرتد ہوئے تھے۔

[39]...... باب فی فضل الجيش الذی يغزو مدينة قيصر

وہ لشکر جو قیصر شہر میں جہاد کرے گا اس کی فضیلت کا بیان

10081/281: عن أُمّ حَرَام : أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا۔ قَالَتْ أُمُّ حَرَام: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَا فِيهِمْ قَالَ: أَنْتِ فِيهِمْ۔ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ۔ فَقُلْتُ: أَنَا فِيهِمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: لَا۔

صحيح: رواه البخاری (2924)۔

قوله: مدينة قيصر يعنى القسطنطينية، وكان أول من غزاها يزيد بن معاوية سنة (52) هجرية۔

ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو دریائی سفر کر کے جہاد کے لیے جائے گا، اس نے (اپنے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت) واجب کر لی۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے کہا تھا یا رسول اللہ! کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں، تم بھی ان کے ساتھ ہوگی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلا لشکر میری امت کا جو قیصر (رومیوں کے بادشاہ) کے شہر (قسطنطنیہ) پر چڑھائی کرے گا ان کی مغفرت ہوگی۔ میں نے کہا میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔

[40]...... باب فى فضيلة العصابتين من أمة محمد ﷺ

امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے دو جماعتوں کی فضیلت کا بیان

10082/282: عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ، عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عليهما السلام

حسن: رواه النسائى (3175) وأحمد (22396)۔

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے دو جماعتوں کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے آزاد فرمایا ہے: ایک وہ جماعت جو ہند پر حملہ کرے گی اور دوسری وہ جماعت جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ (مل کر دجال کے مقابلے میں صف آرا) ہوگی۔

جموع فضائل أفراد الصحابة وأخبارهم

احادیث کا مجموعہ جن میں مشہور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات وواقعات بیان ہوئے

[1]...... باب تكنية النبى ﷺ بأبى إبراهيم

نبی کریم ﷺ کا ابوابراہیم کنیت ہونے کا بیان

10083/283: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا وَلَدَتْ أُمُّ إِبْرَاهِيمَ كَأَنَّهُ وَقَعَ فِي نَفْسِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ حَتَّى جَاءَهُ جِبْرِيلُ علیہ السلام فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا إِبْرَاهِيمَ

حسن: رواه ابن أبى عاصم فى الآحاد والمثانى (3127)، وابن عبد الحكم فى الفتوح (ص 71)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابراہیم کی والدہ نے انہیں جنا تو اس اسے رسول اللہ ﷺ کے دل میں (خوشی) پیدا ہوئی۔ یہاں تک کے جبریل علیہ السلام آئے اور کہا۔اے ابوابراہیم آپ پر سلامتی ہو۔

[2]...... باب كان النبى ﷺ يُقبّل إبراهيم

نبی کریم ﷺ ابراہیم کو بوسہ دیا کرتے تھے کا بیان

10084/284: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ۔ قَالَ: كَانَ إِبْرَاهِيمُ مُسْتَرْضَعًا لَهُ فِي عَوَالِي الْمَدِينَةِ، فَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهُ فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَإِنَّهُ لَيُدَّخَنُ، وَكَانَ ظِئْرُهُ قَيْنًا، فَيَأْخُذُهُ فَيُقَبِّلُهُ ثُمَّ يَرْجِعُ۔

صحيح: رواه مسلم (2316)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ،کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کسی کو اپنی اولاد پر شفیق نہیں دیکھا، (آپ کے فرزند) ابراہیم رضی اللہ عنہ مدینہ کی بالائی بستی میں دودھ پیتے تھے،آپ ﷺ وہاں تشریف لے جاتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ ہوتے تھے،آپ گھر میں داخل ہوتے تو وہاں دھواں ہوتا کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کا رضاعی والدلوہار تھا۔آپ بچے کو لیتے ،اسے پیار کرتے اور پھر لوٹ آتے۔

[3]...... باب إن اللّٰہ جعل لإبراهیم ابن النبی ﷺ مرضعا فی الجنة

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے بیٹے ابراہیم کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی مقرر کی ہے کا بیان

10085/285: عن البراء بن عازب قَالَ: لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ علیہ السلام قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ۔

صحيح: رواه البخاری (6195)۔

سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ کے فرزند ابراہیم علیہ السلام کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی دایہ مقرر ہوگئی ہے۔

[4]...... باب لو قُدِّرَت النبوة بعد النبی ﷺ لكان إبراهيم

اگر نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت لکھی ہوتی تو ابراہیم کے لیے ہوتی کا بیان

10086/286: عن إسماعيل بن أبي أوفى قال: قلت: لابن أبی أوفى: رَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَاتَ صَغِيرًا، وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ، وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ۔

صحيح: رواه البخاری (6194)۔

اسماعیل سے روایت ہے کہ میں نے ابن ابی اوفی سے پوچھا۔تم نے نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کو دیکھا تھا؟ بیان کیا کہ ان کی وفات بچپن ہی میں ہوگئی تھی اور اگر نبی کریم ﷺ کے بعد کسی نبی کی آمد ہوتی تو نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے زندہ رہتے لیکن نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

[5]...... باب حزن النبی ﷺ بوفاة إبراهيم

نبی کریم ﷺ کا ابراہیم کی وفات پر غمگین ہونے کا بیان

10087/287: عن أنس قال: رأيت إبراهيم وَهُوَ يَكِيدُ بِنَفْسِهِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ، فَدَمَعَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ، وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا، وَاللّٰہِ يَا إِبْرَاهِيمُ إِنَّا بِكَ لَمَحْزُونُونَ ۔

متفق عليه: رواه مسلم (2315)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ابراہیم کو دیکھا، وہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ (کی آنکھوں) کے سامنے موت وحیات کی کشمکش میں تھا تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے،آپ ﷺ نے فرمایا: آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور دل غم سے بھرا

ہوا ہے لیکن ہم اس کے سوا اور کچھ نہیں کہیں گے جس سے ہمارا پروردگار راضی ہو، اللہ کی قسم! ابراہیم! ہم آپ کی (جدائی کی) وجہ سے سخت غمزدہ ہیں۔

[6]...... باب فضائل أبی بن کعب

ابی بن کعب کے فضائل کا بیان

10088/288: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأُبَيٍّ: إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ: {لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ} قَالَ: وَسَمَّانِي؟ قَالَ: نَعَمْ فَبَكَى

متفق علیه: رواه البخاري (3809)، ومسلم (799-122) واللفظ للبخاري۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ابی بن کعب سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو سورۃ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾ سناؤں۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بولے کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، اس پر سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (فرط مسرت سے) رونے لگے۔

10089/289: عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ قَالَ: فَقَرَأَ: {لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ} [البينة: 1] قَالَ: فَقَرَأَ فِيهَا: وَلَوْ أَنَّ ابْنَ آدَمَ سَأَلَ وَادِيًا مِنْ مَالٍ فَأُعْطِيَهُ، لَسَأَلَ ثَانِيًا وَلَوْ سَأَلَ ثَانِيًا فَأُعْطِيَهُ، لَسَأَلَ ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ.

حسن: رواه الترمذي (3898)، وأحمد (21202)، وصحّحه الحاكم (2/224 و531)۔

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن پڑھ کر سناؤں، چنانچہ آپ نے انہیں ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾ پڑھ کر سنایا، اس میں یہ بات بھی کہ بے شک دین والی، اللہ کے نزدیک تمام ادیان وملل سے کٹ کر اللہ کی جانب یکسو ہو جانے والی مسلمان عورت ہے، نہ یہودی، نصرانی اور مجوسی عورت، جو کوئی نیکی کرے گا تو اس کی ناقدری ہرگز نہیں کی جائے گی اور آپ نے انہیں یہ بھی بتایا کہ انسان کے پاس مال سے بھری ہوئی ایک وادی ہو تو وہ دوسری بھی چاہے گا، اور اگر اسے دوسری مل جائے تو تیسری چاہے گا، اور انسان کا پیٹ صرف مٹی ہی بھر سکے گی اور اللہ اسی کی توبہ قبول کرتا ہے جو واقعی توبہ کرے۔

[7]...... باب دعاء النبی ﷺ لأبی بن کعب للعلم

نبی کریم ﷺ کا ابی بن کعب کے لیے علم کی دعا کرنے کا بیان

10090/290: عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ، أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ

مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟ قَالَ: قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ۔ قَالَ: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ، أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟ قَالَ: قُلْتُ: {اللّٰهُ لا إِلَهَ إِلا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ} قَالَ: فَضَرَبَ فِي صَدْرِي، وَقَالَ: وَاللّٰهِ لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ، أَبَا الْمُنْذِرِ

صحيح: رواه مسلم (258:810)۔

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابومنذر! کیا تم جانتے ہو کتاب اللہ کی کونسی آیت، جو تمھارے پاس ہے، سب سے عظیم ہے؟ کہا: میں نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے (دوبارہ) فرمایا: اے ابومنذر! کیا تم جانتے ہو اللہ کی کتاب کی کونسی آیت جو تمہارے پاس ہے، سب سے عظمت والی ہے؟ کہا: میں نے عرض کیا ﴿اللّٰهُ لا إِلَهَ إِلا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ کہا: تو آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اللہ کی قسم! ابومنذر! تمھیں یہ علم مبارک ہو۔

[8]...... باب ما جاء فی فضل أسامة بن زيد، وأنه حب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز سیدنا اسامہ بن سیدنا زید رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10091/291: عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَخْزُومِيَّةِ، فَقَالُوا: مَنْ يَجْتَرِءُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، حِبُّ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

متفق عليه: رواه البخاری (3732)، ومسلم (1688-8)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش مخزومیہ عورت کے معاملے کی وجہ سے بہت رنجیدہ تھے۔ انہوں نے یہ فیصلہ آپس میں کیا کہ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے سوا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی عزیز ہیں (اس عورت کی سفارش کے لیے) اور کون جرات کرسکتا ہے؟

10092/292: عن فاطمة بنت قيس رضی اللہ عنہا فی سياق حديث الجساسة- قالت: فَلَمَّا تَأَيَّمْتُ خَطَبَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَخَطَبَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى مَوْلَاهُ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَكُنْتُ قَدْ حُدِّثْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: مَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّ أُسَامَةَ

صحيح: رواه مسلم (2942-119)۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دجال کے جاسوس کی حدیث میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب میں بیوہ ہوگئی تو مجھے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے چند کے ساتھ آکر نکاح کا پیغام دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مولی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لیے پیغام بھیجا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سن چکی تھی کہ جو شخص مجھ سے محبت رکھے اس

کو چاہیے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ سے بھی محبت رکھے۔

10093/293: عَنْ عَائِشَةَ، أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُنَحِّيَ مُخَاطَ أُسَامَةَ. قَالَتْ عَائِشَةُ: دَعْنِي حَتَّى أَكُونَ أَنَا الَّذِي أَفْعَلُ قَالَ: يَا عَائِشَةُ أَحِبِّيهِ فَإِنِّي أُحِبُّهُ.

حسن: رواه الترمذي (3818)، وصحّحه ابن حبان (7058).

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اسامہ کی ناک پونچھنے کا ارادہ فرمایا تو میں نے کہا: آپ چھوڑیں میں صاف کیے دیتی ہوں، آپ نے فرمایا: عائشہ! تم اس سے محبت کرو کیونکہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔

[9]...... باب أن أسامة من أحب الناس إلى النبي ﷺ

نبی کریم ﷺ کو سب سے زیادہ عزیز سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ ہیں کا بیان

10094/294: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْثًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِمَارَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَطْعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ، فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ، وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنَّ هَذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ

متفق عليه: رواه البخاري (3730)، ومسلم (2426-63).

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک فوج بھیجی اور اس کا امیر سیدنا اسامہ بن زید کو بنایا۔ ان کے امیر بنائے جانے پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر آج تم اس کے امیر بنائے جانے پر اعتراض کر رہے ہو تو اس سے پہلے اس کے باپ کے امیر بنائے جانے پر بھی تم نے اعتراض کیا تھا اور اللہ کی قسم! وہ (زید رضی اللہ عنہ) امارت کے مستحق تھے اور مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے۔ اور یہ (اسامہ رضی اللہ عنہ) اب ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں۔

10095/295: عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنهما حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ، فَيَقُولُ: اللّٰهُمَّ أَحِبَّهُمَا، فَإِنِّي أُحِبُّهُمَا

صحيح: رواه البخاري (3735).

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ انہیں اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیتے اور فرماتے: اے اللہ! تو انہیں اپنا محبوب بنا کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں۔

10096/296: عن حَرْمَلَةُ مَوْلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ : أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، إِذْ دَخَلَ الْحَجَّاجُ بْنُ أَيْمَنَ فَلَمْ يُتِمَّ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ، فَقَالَ: أَعِدْ، فَلَمَّا وَلَّى، قَالَ لِي ابْنُ

قصور +923024056187

عُمَرَ: مَنْ هَذَا؟ قُلْتُ: الْحَجَّاجُ بْنُ أَيْمَنَ بْنِ أُمِّ أَيْمَنَ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَوْ رَأَى هَذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَأَحَبَّهُ۔ فَذَكَرَ حُبَّهُ وَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّ أَيْمَنَ

صحيح: رواه البخاری (3737)۔

حرملہ نے بیان کیا کہ وہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھے کہ حجاج بن ایمن (مسجد کے) اندر آئے نہ انہوں نے رکوع پوری طرح ادا کیا تھا اور نہ سجدہ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا کہ نماز دوبارہ پڑھ لو۔ پھر جب وہ جانے لگے تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے عرض کیا حجاج بن ایمن ابن ام ایمن ہیں۔ اس پر آپ نے کہا اگر انہیں رسول اللہ ﷺ دیکھتے تو بہت عزیز رکھتے، پھر آپ نے نبی کریم ﷺ کی سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ اور ام ایمن رضی اللہ عنہا کی تمام اولاد سے محبت کا ذکر کیا۔

10097/297: عن عَبْدُ اللّٰهِ بْن دِينَارٍ قَالَ: نَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا، وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، إِلَى رَجُلٍ يَسْحَبُ ثِيَابَهُ فِي نَاحِيَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: انْظُرْ مَنْ هَذَا؟ لَيْتَ هَذَا عِنْدِي، قَالَ لَهُ إِنْسَانٌ: أَمَا تَعْرِفُ هَذَا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ هَذَا مُحَمَّدُ بْنُ أُسَامَةَ، قَالَ: فَطَأْطَأَ ابْنُ عُمَرَ رَأْسَهُ، وَنَقَرَ بِيَدَيْهِ فِي الْأَرْضِ، ثُمَّ قَالَ: لَوْ رَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَأَحَبَّهُ

صحيح: رواه البخاری (3734)۔

عبداللہ بن دینار نے خبر دی کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک دن ایک صاحب کو مسجد میں دیکھا کہ اپنا کپڑا ایک کونے میں پھیلا رہے تھے۔ انہوں نے کہا دیکھو یہ کون صاحب ہیں؟ کاش! یہ میرے قریب ہوتے۔ ایک شخص نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! کیا آپ انہیں نہیں پہچانتے؟ یہ محمد بن سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابن دینار نے بیان کیا کہ یہ سنتے ہی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنا سر جھکا لیا اور اپنے ہاتھوں سے زمین کریدنے لگے پھر بولے اگر رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھتے تو یقیناً آپ ان سے محبت فرماتے۔

10098/298: عن أسامة بن زيد قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هَبَطْتُ وَهَبَطَ النَّاسُ الْمَدِينَةَ، فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ أَصْمَتَ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَيَّ وَيَرْفَعُهُمَا فَأَعْرِفُ أَنَّهُ يَدْعُو لِي

حسن: رواه الترمذی (3817)، وأحمد (21755)۔

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بیماری شدید ہوگئی تو میں (جرف سے) اتر کر مدینہ آیا اور (میرے ساتھ) کچھ اور لوگ بھی آئے، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اندر گیا تو آپ کی زبان بند ہو چکی تھی، پھر اس کے بعد آپ کچھ نہیں بولے، آپ اپنے دونوں ہاتھ میرے اوپر رکھتے اور اٹھاتے تھے تو میں یہی سمجھ رہا تھا کہ آپ

میرے لیے دعا فرما رہے ہیں۔

[10]...... باب ما جاء فی فضل أسید بن حضیر

سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10099/299: عن الْبَرَاء بْن عَازِبٍ رضی اللہ عنہما قَرَأَ رَجُلٌ الْكَهْفَ وَفِي الدَّارِ الدَّابَّةُ فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ فَسَلَّمَ فَإِذَا ضَبَابَةٌ أَوْ سَحَابَةٌ غَشِيَتْهُ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اقْرَأْ فُلَانُ فَإِنَّهَا السَّكِينَةُ نَزَلَتْ لِلْقُرْآنِ أَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ۔

متفق علیه: رواه البخاری (3614)، ومسلم (795-241)۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک صحابی (سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ) نے (نماز میں) سورۃ الکہف کی تلاوت کی۔ اسی گھر میں گھوڑا بندھا ہوا تھا، گھوڑے نے اچھلنا کودنا شروع کر دیا۔ (اسید نے ادھر خیال نہ کیا اس کو اللہ کے سپرد کیا) اس کے بعد جب انہوں نے سلام پھیرا تو دیکھا کہ بادل کے ایک ٹکڑے نے ان کے سارے گھر پر سایہ کر رکھا ہے۔ اس واقعہ کا ذکر انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن پڑھتا ہی رہ کیونکہ یہ سکینۃ ہے جو قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی یا (اس کے بجائے راوی نے) تنزلت للقرآن کے الفاظ کہے۔

10100/300: عن أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ بَيْنَمَا هُوَ لَيْلَةً يَقْرَأُ فِي مِرْبَدِهِ إِذْ جَالَتْ فَرَسُهُ۔ فَقَرَأَ ثُمَّ جَالَتْ أُخْرَى، فَقَرَأَ ثُمَّ جَالَتْ أَيْضًا۔ قَالَ أُسَيْدٌ: فَخَشِيتُ أَنْ تَطَأَ يَحْيَى فَقُمْتُ إِلَيْهَا، فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فَوْقَ رَأْسِي فِيهَا أَمْثَالُ السُّرُجِ عَرَجَتْ فِي الْجَوِّ حَتَّى مَا أَرَاهَا۔ قَالَ: فَغَدَوْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بَيْنَمَا أَنَا الْبَارِحَةَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ أَقْرَأُ فِي مِرْبَدِي، إِذْ جَالَتْ فَرَسِي۔ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: اقْرَأِ ابْنَ حُضَيْرٍ قَالَ: فَقَرَأْتُ ثُمَّ جَالَتْ أَيْضًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: اقْرَأِ ابْنَ حُضَيْرٍ۔ قَالَ: فَقَرَأْتُ ثُمَّ جَالَتْ أَيْضًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: اقْرَأِ ابْنَ حُضَيْرٍ۔ قَالَ: فَانْصَرَفْتُ وَكَانَ يَحْيَى قَرِيبًا مِنْهَا خَشِيتُ أَنْ تَطَأَهُ، فَرَأَيْتُ مِثْلَ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ السُّرُجِ عَرَجَتْ فِي الْجَوِّ حَتَّى مَا أَرَاهَا۔ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ كَانَتْ تَسْتَمِعُ لَكَ، وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَرَاهَا النَّاسُ مَا تَسْتَتِرُ مِنْهُمْ

صحیح: رواه مسلم (796-242)۔ وعلقه البخاری (5018)۔

سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ایک رات اپنے باڑے میں قراءت کر رہے تھے کہ اچانک ان کا گھوڑا بدکنے لگا انہوں نے پھر پڑھا وہ دوبارہ بدکا پھر پڑھا وہ پھر بدکا۔ سیدنا اسید رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے خوف پیدا ہوا کہ وہ (میرے بیٹے) یحییٰ کو روند ڈالے گا میں اٹھ کر اس کے پاس گیا تو اچانک چھتری جیسی کوئی چیز میرے سر پر تھی اس میں کچھ چراغوں جیسا تھا وہ فضا

میں بلند ہوگئی حتیٰ کہ مجھے نظر آنا بند ہوگئی کہا: میں صبح کو رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس اثنا میں کہ کل میں آدھی رات کے وقت اپنے باڑے میں قراءت کر رہا تھا کہ اچانک میرا گھوڑا ابدکنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن حضیر! پڑھتے رہتے۔ میں نے عرض کی: میں پڑھتا رہا پھر اس نے دوبارہ اچھل کود کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن حضیر! پڑھتے رہتے۔ میں نے کہا: میں نے قراءت جاری رکھی اس نے کچھ بدک کر چکر لگانے شروع کر دیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن حضیر! پڑھتے رہتے۔ میں نے کہا: پھر میں نے چھوڑ دیا۔ (میرا بیٹا) یحییٰ اس کے قریب تھا میں ڈر گیا کہ وہ اسے روند دے گا۔ تو میں چھتری جیسی چیز دیکھی اس میں چراغوں کی طرح کی چیزیں تھیں وہ فضا میں بلند ہوئی حتیٰ کہ مجھے نظر آنی بند ہوگئی اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ فرشتے تھے جو تمھاری قراءت سن رہے تھے اور اگر تم پڑھتے رہتے تو لوگ صبح کو دیکھ لیتے وہ ان سے اوجھل نہ ہوتے۔

10101/301: عن كعب بن مالك قال: كان أسيد بنُ حضير حسن الصوت بالقرآن، وأنه أتى النبي ﷺ، فقال: بينا أنا أقرأ على ظهر بيتي، والمرأة في الحجرة، والفرس مربوط بباب الحجرة، إذ غشيتني مثل السحابة، فخشيت أن يبقر الفرس فتفزع المرأة فتسقط فانصرفت، فقال رسول الله ﷺ: ((اقرأ يا أسيد ذلك ملك استمع القرآن)).

صحيح: رواه البزار في مسنده (3209) والفريابي في فضائل القرآن (96).

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی قرآن پڑھنے کی آواز بہت خوبصورت تھی۔ اور وہ نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے، کہ میں اپنے گھر میں قرآن کی تلاوت کر رہا تھا اور میری گھر والی گھر کے اندر تھی، اور دروازے کے ساتھ گھوڑا بندھا ہوا تھا، کہ مجھے ایک بادل کے سائے نے ڈھانپ لیا۔ پھر مجھے ڈر لگا کیونکہ میرا گھوڑا بدکنے لگا اور میری بیوی گھبرا گئی اور نیچے گر گئی، تو میں نے قرات چھوڑ دی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اسید پڑھتا رہ یہ تو فرشتہ تھا جو تیرا قرآن پڑھنا سن رہا تھا۔

10102/302: عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ رَجُلَيْنِ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ، وَإِذَا نُورٌ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا حَتَّى تَفَرَّقَا، فَتَفَرَّقَ النُّورُ مَعَهُمَا.

صحيح: رواه البخاري (3805).

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس سے اٹھ کر دو صحابی ایک تاریک رات میں (اپنے گھر کی طرف) جانے لگے تو ایک غیبی نور ان کے آگے آگے چل رہا تھا، پھر جب وہ جدا ہوئے تو ان کے ساتھ ساتھ وہ نور بھی الگ الگ ہوگیا۔

[11]...... باب ما جاء فی فضائل أنس

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10103/303: عَنْ أَنَسٍ ، عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، خَادِمُكَ أَنَسٌ ادْعُ اللّٰهَ لَهُ! فَقَالَ: اللهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ

متفق عليه: رواه البخاری (6378، 6379) ومسلم (2480)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اوران سے ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! انس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ہے اس کے لیے اللہ سے دعا کیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی "اللهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ" اے اللہ! اس کے مال واولاد کو زیادہ کر اور جو کچھ تو اسے دے اس میں برکت عطا فرما۔

10104/304: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا وَمَا هُوَ إِلَّا أَنَا وَأُمِّي وَأُمُّ حَرَامٍ خَالَتِي، فَقَالَتْ أُمِّي: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، خُوَيْدِمُكَ ادْعُ اللّٰهَ لَهُ! قَالَ: فَدَعَا لِي بِكُلِّ خَيْرٍ، وَكَانَ فِي آخِرِ مَا دَعَا لِي بِهِ أَنْ قَالَ: اللهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيهِ

صحيح: رواه مسلم (2481-142)۔ وفی لفظ له (2481-143)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے وہاں میرے، میری والدہ اور میری خالہ ام حرام کے سوا کوئی نہ تھا، میری ماں کہنے لگی: اللہ کے رسول! (یہ) آپ کا چھوٹا سا خدمت گزار ہے، اللہ سے اس کے لیے (خصوصی) دعا کریں۔ کہا: آپ نے میرے لیے ہر بھلائی کی دعا کی اور میرے لیے آپ نے جو دعا کی اس کے آخر میں یہ تھا، آپ نے فرمایا: اے اللہ! اس کا مال اور اس کی اولاد زیادہ کر اور اس کے لیے ان میں برکت ڈال دے۔

10105/305: عن أنس بن مالك قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعَتْ أُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ صَوْتَهُ، فَقَالَتْ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أُنَيْسٌ! فَدَعَا لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ دَعَوَاتٍ قَدْ رَأَيْتُ مِنْهَا اثْنَتَيْنِ فِي الدُّنْيَا، وَأَنَا أَرْجُو الثَّالِثَةَ فِي الْآخِرَةِ۔

صحيح: رواه مسلم (2481-144)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہمارے گھر کے قریب سے) گزرے میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ کی آواز سنی انھوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ انیس ہے اس کے لیے دعا فرمایئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے تین دعائیں کیں۔ جن میں سے دو دعاؤں (کی قبولیت) کو میں نے دیکھ لیا اور تیسری (کی قبولیت) کے متعلق آخرت میں امید رکھتا ہوں۔

10106/306: عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أُمِّ سُلَيْمٍ، فَأَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَسَمْنٍ، قَالَ:

أَعِيدُوا سَمْنَكُمْ فِي سِقَائِهِ، وَتَمْرَكُمْ فِي وِعَائِهِ، فَإِنِّي صَائِمٌ، ثُمَّ قَامَ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَصَلَّى غَيْرَ الْمَكْتُوبَةِ، فَدَعَا لِأُمِّ سُلَيْمٍ وَأَهْلِ بَيْتِهَا، فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ لِي خُوَيْصَةً، قَالَ: مَا هِيَ، قَالَتْ: خَادِمُكَ أَنَسٌ، فَمَا تَرَكَ خَيْرَ آخِرَةٍ وَلَا دُنْيَا إِلَّا دَعَا لِي بِهِ، قَالَ: اللهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا، وَوَلَدًا، وَبَارِكْ لَهُ، فَإِنِّي لَمِنْ أَكْثَرِ الْأَنْصَارِ مَالًا، وَحَدَّثَتْنِي ابْنَتِي أُمَيْنَةُ: أَنَّهُ دُفِنَ لِصُلْبِي مَقْدَمَ حَجَّاجٍ الْبَصْرَةَ بِضْعٌ وَعِشْرُونَ وَمِائَةٌ۔

صحيح: رواه البخاری (1982)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیم رضی اللہ عنہا نامی ایک عورت کے ہاں تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجور اور گھی پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ گھی اس کے برتن میں رکھ دو اور یہ کھجوریں بھی اس کے برتن میں رکھ دو کیونکہ میں تو روزے سے ہوں، پھر آپ نے گھر کے ایک کنارے میں کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ان کے گھر والوں کے لیے دعا کی، ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ میرا ایک بچہ لاڈلا بھی تو ہے (اس کے لیے بھی تو دعا فرما دیجیے) فرمایا کون ہے انہوں نے کہا آپ کا خادم انس (رضی اللہ عنہ) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا اور آخرت کی کوئی خیر و بھلائی نہ چھوڑی جس کی ان کے لیے دعا نہ کی ہو۔ آپ نے دعا میں یہ بھی فرمایا اے اللہ! اسے مال اور اولاد عطا فرما اور اس کے لیے برکت عطا کر (سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان تھا کہ) چنانچہ میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ اور مجھ سے میری بیٹی امینہ نے بیان کیا حجاج کے بصرہ آنے تک میری صلبی اولاد میں سے تقریباً ایک سو بیس دفن ہو چکے تھے۔

10107/307: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَا بُنَيَّ۔

صحيح: رواه مسلم (2151)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے میرے بیٹے!۔

[12]...... باب من أخبار أنس بن مالك

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان

10108/308: عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: لَمْ يَبْقَ مِمَّنْ صَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ غَيْرِي.

صحيح: رواه البخاری (4489)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے سوا ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی اور کوئی اب زندہ نہیں رہا۔

[13]...... باب أن أنس بن مالك موضع أسرار النبى ﷺ

یہ کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے رازدان تھے کا بیان

10109/309: عن أنس قال: أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ سِرًّا، فَمَا أَخْبَرْتُ بِهِ أَحَدًا بَعْدَهُ وَلَقَدْ سَأَلَتْنِي أُمُّ سُلَيْمٍ فَمَا أَخْبَرْتُهَا بِهِ۔

متفق عليه: رواه البخاری (6289)، ومسلم (2482-146)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک راز کی بات کہی تھی اور میں نے وہ راز کسی کو نہیں بتایا (ان کی والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بھی مجھ سے اس کے متعلق پوچھا لیکن میں نے انہیں بھی نہیں بتایا۔

[14]...... باب فضل أنس بن مرثد الغنوى

سیدنا انس بن مرثد غنوی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10110/310: عن سهل بن الحنظلية أن رسول الله ﷺ قال يوم حنين فى -سياق طويل-: قَالَ: مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ؟ قَالَ أَنَسُ بْنُ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيُّ: أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وفيه أن رسول الله ﷺ قال له: قَدْ أَوْجَبْتَ، فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا تَعْمَلَ بَعْدَهَا۔

صحيح: رواه أبو داود (2501)، والنسائى فى الكبرى (8819)، والحاكم (83/2)، والبيهقى (149/9)۔

سیدنا سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین کے دن چلے۔۔۔، پھر فرمایا: رات میں ہماری پہرہ داری کون کرے گا؟ سیدنا انس بن ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! میں کروں گا،۔۔۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم نے اپنے لیے جنت کو واجب کرلیا، اب اگراس کے بعدتم عمل نہ کروتوتمہیں کچھ نقصان نہ ہوگا۔

[15]...... باب فضل أنس بن النضر

انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10111/311: عن أنس أَنَّ الرُّبَيِّعَ، وَهِيَ ابْنَةُ النَّضْرِ، كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ، فَطَلَبُوا الْأَرْشَ وَطَلَبُوا الْعَفْوَ فَأَبَوْا، فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُمْ بِالْقِصَاصِ، فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ: أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا، فَقَالَ: يَا أَنَسُ، كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ، فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَعَفَوْا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ، مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ،

متفق عليه: رواه البخارى (2703)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نضر کی بیٹی ربیع رضی اللہ عنہا نے ایک لڑکی کے دانت توڑ دیئے۔ اس پر لڑکی والوں نے تاوان مانگا اور ان لوگوں نے معافی چاہی، لیکن معاف کرنے سے انہوں نے انکار کیا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدلہ لینے کا حکم دیا۔ (یعنی ان کا بھی دانت توڑ دیا جائے) سیدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ربیع کا دانت کس طرح توڑا جا سکے گا۔ نہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انس! کتاب اللہ کا فیصلہ تو بدلہ لینے (قصاص) ہی کا ہے۔ چنانچہ یہ لوگ راضی ہو گئے اور معاف کر دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ کی قسم کھا لیں تو اللہ تعالیٰ خود ان کی قسم پوری کرتا ہے۔

[16]...... باب فضل البراء بن مالك

سیدنا براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10112/312: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: كَمْ مِنْ أَشْعَثَ أَغْبَرَ ذِی طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهُ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ مِنْهُمُ الْبَرَاءُ بْنُ مَالِكٍ

حسن: رواه الترمذی (3854)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کتنے پراگندہ بال غبار آلود اور پرانے کپڑے والے ہیں کہ جن کی کوئی پرواہ نہیں کرتا ایسے ہیں کہ اگر اللہ کے بھروسہ پر قسم کھا لیں تو اللہ ان کی قسم کو سچی کر دے، انہیں میں سے براء بن مالک ہیں۔

[17]...... باب ما جاء فی بشر بن عقربة

سیدنا بشر بن عقربہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں

10113/313: عن بشر بن عقربة يقولُ: اسْتُشْهِدَ أَبِی مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فی بَعْضِ غَزَوَاتِهِ، فَمَرَّ بِیَ النَّبِیُّ ﷺ وَأَنَا أَبْكِی، فَقَالَ لِی: اسْكُتْ، أَمَا تَرْضَى أَنْ أَكُونَ أَنَا أَبُوكَ، وَعَائِشَةُ أُمَّكَ؟ قُلْتُ: بَلَى، بِأَبِی أَنْتَ وَأُمِّی يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔

حسن: رواه البخاری فی التاريخ الكبير (2/78)، -ومن طريقه البيهقی فی الشعب (10533)-

سیدنا بشر بن عقربہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے باپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی غزوہ میں شہید ہو گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں میرے پاس سے گزرے کہ میں رو رہا تھا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: خاموش ہو جاؤ، کیا تو اس بات سے راضی نہیں ہو گا کہ میں تمہارے باپ (کی طرح) بنوں اور سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا تمہارے ماں بنے؟ تو میں نے کہا کیوں

نہیں اللہ کے رسول آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

[18]...... باب ما جاء فی فضل بلال بن رَباح

سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

اللہ کے رسول کے مؤذن تھے۔ اللہ رب العزت کی توحید کے اقرار کی وجہ سے سخت تکالیفوں میں مبتلا کیے گئے، لیکن انہوں نے صبر کیا۔ اور احد احد کہتے رہے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں خریدا اور پھر آزاد کر دیا۔ سخت جان، کمزور، لمبے اور معمولی قد کے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد شام چلے گئے اور 20 ہجری میں دمشق میں وفات پائی۔

اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کبھی اذان نہیں دی۔ انہوں نے جہاد کا ارادہ کیا لیکن سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں منع کرنے کا اراداہ کیا۔ تو کہنے لگے کہ اگر آپ نے مجھے اللہ کی خاطر آزاد کروایا تھا تو میرا راستہ چھوڑ دیجیے۔ آپ شام میں تھے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جابیہ سے تشریف لائے، تو مسلمانوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ وہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے اذان دینے کا کہیے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے اذان دی۔ لیکن جتنا سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اس دن رسول اللہ ﷺ کو یاد کر کے روئے اتنا کوئی اور نہیں رویا ہوگا۔

10114/314: عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ: يَا بِلَالُ، حَدِّثْنِی بِأَرْجَی عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِی الْإِسْلَامِ، فَإِنِّی سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ۔ قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَی عِنْدِی: أَنِّی لَمْ أَتَطَهَّرْ طُهُورًا فِی سَاعَةِ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ، إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الطُّهُورِ مَا كُتِبَ لِی أَنْ أُصَلِّیَ۔ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: دَفَّ نَعْلَيْكَ، يَعْنِی تَحْرِيك

متفق علیه: رواه البخاری (1149)، ومسلم (2458)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فجر کے وقت پوچھا کہ اے بلال! مجھے اپنا سب سے زیادہ امید والا نیک کام بتاؤ جسے تم نے اسلام لانے کے بعد کیا ہے کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں کی چاپ سنی ہے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے تو اپنے نزدیک اس سے زیادہ امید کا کوئی کام نہیں کیا کہ جب میں نے رات یا دن میں کسی وقت بھی وضو کیا تو میں اس وضو سے نفل نماز پڑھتا رہتا جتنی میری تقدیر لکھی گئی تھی۔

10115/315: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: أُرِيتُ الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ امْرَأَةَ أَبِی طَلْحَةَ، ثُمَّ سَمِعْتُ خَشْخَشَةً أَمَامِی فَإِذَا بِلَالٌ

صحیح: رواہ مسلم (2457)۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ مجھے جنت دکھائی گئی، میں نے وہاں ابوطلحہ کی بیوی (ام سلیم رضی اللہ عنہا) کو دیکھا، پھر میں نے اپنے آگے کسی کے چلنے کی آہٹ سنی، تو وہ بلال تھے۔

[19]...... باب ما جاء فی أخبار بلال بن رباح

سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان

10116/316: عن جابر بن عبد اللّٰہ قَالَ: كَانَ عُمَرُ يَقُولُ: أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا، وَأَعْتَقَ سَيِّدَنَا۔ يَعْنِي بِلَالًا۔

صحیح: رواہ البخاری (3754)۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبردی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کو انہوں نے آزاد کیا ہے، ان کی مراد سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے تھی۔

10117/317: عَنْ قَيْسٍ : أَنَّ بِلَالًا قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: إِنْ كُنْتَ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِي لِنَفْسِكَ فَأَمْسِكْنِي، وَإِنْ كُنْتَ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِي لِلّٰهِ، فَدَعْنِي وَعَمَلَ اللّٰهِ

صحیح: رواہ البخاری (3755)۔

قیس سے روایت ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا، اگر آپ نے مجھے اپنے لیے خریدا ہے تو پھر اپنے پاس ہی رکھیے اور اگر اللہ کے لیے خریدا ہے تو پھر مجھے آزاد کردیجیے اور اللہ کے راستے میں عمل کرنے دیجیے۔

[20]...... باب أن ثابت بن قيس من أهل الجنة

یہ کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جنتیوں میں سے ہیں کا بیان

10118/318: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ مُنَكِّسًا رَأْسَهُ فَقَالَ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ شَرٌّ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَتَى الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ مُوسَى بْنُ أَنَسٍ فَرَجَعَ الْمَرَّةَ الْآخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيمَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلَكِنْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔

متفق علیه: رواه البخاری (3613) و (4846) ومسلم (119)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نہیں ملے تو ایک صحابی نے کہا:

یارسول اللہ! میں آپ کے لیے ان کی خبر لاتا ہوں۔ چنانچہ وہ ان کے یہاں آئے تو دیکھا کہ اپنے گھر میں سر جھکائے بیٹھے ہیں، انہوں نے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا کہ برا حال ہے۔ ان کی عادت تھی کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے آپ ﷺ سے بھی اونچی آواز میں بولا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا اسی لیے میرا عمل غارت ہوگیا اور میں دوزخیوں میں ہوگیا ہوں۔ وہ صحابی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اطلاع دی کہ سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ یوں کہہ رہے ہیں۔ موسیٰ بن انس نے بیان کیا، لیکن دوسری مرتبہ وہی صحابی سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بڑی خوشخبری لے کر واپس ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا کہ ثابت کے پاس جاو اور اس سے کہو کہ وہ اہل جہنم میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ اہل جنت میں سے ہیں۔

10119/319: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: {لا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ} قال: قال ثابت بن قيس: أنا والله الذي كنت أرفع صوتي عند رسول الله ﷺ، وأنا أخشى أن أكون من أهل النار، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: بَلْ هُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔ قال: فَكُنَّا نَرَاهُ يَمْشِي بَيْنَ أَظْهُرِنَا، رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ أو كما قال۔

صحيح: رواه مسلم (188/119)۔

سیدنا انس بن مالک سے روایت کی، انہوں نے کہا: جب یہ آیت اتری: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی ﷺ کی آواز سے اونچی مت کرو۔ آیت کے آخر تک۔ ثابت کہنے لگے: یہ آیت اتر چکی ہے اور تم جانتے ہو کہ تم سب میں میری آواز رسول اللہ ﷺ کی آواز سے زیادہ بلند ہے، اس بنا پر میں جہنمی ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلکہ وہ تو اہل جنت میں سے ہے۔ انس رضی اللہ نے کہا ہم انہیں (اس طرح) دیکھتے کہ ہمارے درمیان اہل جنت میں سے ایک فرد چل پھر رہا ہے۔

10120/320: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا نَرَاهُ - ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ -يَمْشِي بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَنَحْنُ نَعْلَمُ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْيَمَامَةِ كَانَ فِينَا بَعْضُ الِانْكِشَافِ، فَجَاءَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، وَقَدْ تَحَنَّطَ وَلَبِسَ كَفَنَهُ، فَقَالَ بِئْسَمَا تُعَوِّدُونَ أَقْرَانَكُمْ. فَقَاتَلَهُمْ حَتَّى قُتِلَ۔

صحيح: رواه أحمد (12399)، وصحّحه ابن حبان (7168)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ثابت بن قیس ہمارے درمیان چلتے تھے اور ہمیں یقین تھا کہ وہ جنتی ہیں، جنگ یمامہ کے دن ہماری صفوں میں کچھ انتشار پیدا ہوا تو ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ آئے، اس وقت انہوں نے اپنے جسم پر حنوط مل رکھی تھی اور کفن پہنا ہوا تھا اور فرمانے لگے تم اپنے ہمنشینوں کی طرف برا لوٹے ہو، یہ کہہ کر وہ لڑتے لڑتے اتنا آگے بڑھ گئے کہ

بالآخر شہید ہو گئے۔

[21]...... باب أخبار ثوبان مولی رسول اللہ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان

نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان مشہور صحابی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں خرید کا آزاد کیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات تک خدمت کی۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد رملہ گئے اور پھر وہاں سے حمص چلے گئے، 54 ہجری میں وہاں وفات پائی۔

10121/321: عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: وَكَانَ ثَوْبَانُ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَكَفَّلَ لِي أَنْ لَا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا، فَأَتَكَفَّلَ لَهُ بِالْجَنَّةِ فَقَالَ ثَوْبَانُ: أَنَا، فَكَانَ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا۔

صحيح: رواه أبو داود (1643)۔والنسائی (2590)، وابن ماجه (1837)، وأحمد (22385)۔

ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو مجھے یہ ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے کچھ نہیں مانگے گا تو میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دوں؟ تو سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں، چنانچہ وہ کسی سے کچھ نہ مانگا کرتے تھے۔

[22]...... باب ما جاء فی أخبار جابر بن سمرة

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان

جابر بن سمرہ بن جنادہ بن سیدنا جندب سوائی رضی اللہ عنہ ہیں۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی اور وہاں پر گھر بنایا۔ 74 ہجری میں وفات پائی اور عمرو بن حریث نے نماز جناہ پڑھائی۔

10122/322: عن جابر بن سمرة: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا۔ ثُمَّ يَجْلِسُ۔ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا۔ فَمَنْ نَبَّأَكَ أَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ۔ فَقَدْ، وَاللّٰهِ! صَلَّيْتُ مَعَهُ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفَيْ صَلَاةٍ ۔

صحيح: رواه مسلم (862:35)۔

سیدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے، پھر بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہوتے اور کھڑے ہو کر خطبہ دیتے، اس لیے جس نے تمھیں یہ بتایا کہ آپ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے، اس نے جھوٹ بولا۔ اللہ کی قسم! میں نے آپ کے ساتھ دو ہزار سے زائد نمازیں پڑھی ہیں۔ (جن میں بہت سے جمعے بھی آئے

اور آپ ﷺ نے تمام خطبے کھڑے ہو کر دیے۔)

[23]...... باب فضل جابر بن عبد اللّٰه

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10123/323: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: ´ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَتَخَلَّفَ نَاضِحِي، وَسَاقَ الْحَدِيثَ. وَقَالَ فِيهِ: فَنَخَسَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ لِي: ارْكَبْ بِاسْمِ اللّٰهِ. وَزَادَ أَيْضًا: قَالَ: فَمَا زَالَ يَزِيدُنِي وَيَقُولُ: وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ.

صحيح: رواه مسلم (715-112)۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ایک سفر میں ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے، میرا اونٹ پیچھے رہ گیا۔ اور (پوری) حدیث بیان کی اور اس میں کہا: رسول اللہ ﷺ نے اسے کچوکا لگایا، پھر مجھ سے فرمایا: اللہ کا نام لے کر سوار ہو جاؤ۔ اور یہ اضافہ بھی کیا، کہا: آپ مسلسل مجھے زیادہ کی پیشکش کرتے اور فرماتے رہے: اللہ تمہیں معاف فرمائے۔

10124/324: عن جابر بن عبد اللّٰه يَقُولُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ، لَقَدْ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ثَلَاثًا، فَلَمْ يَقْدَمْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ، أَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ دَيْنٌ أَوْ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنِي، قَالَ جَابِرٌ: فَجِئْتُ أَبَا بَكْرٍ، فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَوْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ثَلَاثًا، قَالَ: فَأَعْطَانِي، قَالَ: جَابِرٌ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَسَأَلْتُهُ، فَلَمْ يُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَلَمْ يُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُهُ الثَّالِثَةَ، فَلَمْ يُعْطِنِي، فَقُلْتُ لَهُ: قَدْ أَتَيْتُكَ، فَلَمْ تُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُكَ، فَلَمْ تُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُكَ، فَلَمْ تُعْطِنِي، فَإِمَّا أَنْ تُعْطِيَنِي وَإِمَّا أَنْ تَبْخَلَ عَنِّي، فَقَالَ: أَقُلْتَ: تَبْخَلُ عَنِّي، وَأَيُّ دَاءٍ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ، قَالَهَا ثَلَاثًا، مَا مَنَعْتُكَ مِنْ مَرَّةٍ إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُعْطِيَكَ، وَعَنْ عَمْرٍو، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: جِئْتُهُ، فَقَالَ لِي أَبُو بَكْرٍ: عُدَّهَا، فَعَدَدْتُهَا فَوَجَدْتُهَا خَمْسَمِائَةٍ، فَقَالَ: خُذْ مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ

متفق عليه: رواه البخاري (4383) ومسلم (2314-60)۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا جب میرے پاس بحرین سے روپیہ آئے گا تو میں تمہیں اتنا اتنا تین لپ بھر کر روپیہ دوں گا، لیکن بحرین سے جس وقت روپیہ آیا تو حضور اکرم ﷺ کی وفات ہو چکی تھی۔ اس لیے وہ روپیہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہوں نے اعلان کروا دیا کہ اگر کسی کا حضور

اکرم ﷺ پر قرض یا کسی سے حضور اکرم ﷺ کا کوئی وعدہ ہو تو وہ میرے پاس آئے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ان کے یہاں آ گیا اور انہیں بتایا کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر بحرین سے میرے پاس روپیہ آیا تو میں تمہیں اتنا اتنا تین لپ بھر کر دوں گا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے ان سے ملاقات کی اور ان سے اس کے متعلق کہا لیکن انہوں نے اس مرتبہ مجھے نہیں دیا۔ میں پھر ان کے ہاں گیا اس مرتبہ بھی انہوں نے نہیں دیا۔ میں تیسری مرتبہ گیا، اس مرتبہ بھی انہوں نے نہیں دیا۔ اس لیے میں نے ان سے کہا کہ میں آپ کے ہاں ایک مرتبہ آیا۔ آپ نے نہیں دیا، پھر آیا اور آپ نے نہیں دیا۔ پھر تیسری مرتبہ آیا ہوں اور آپ اس مرتبہ بھی نہیں دے رہے ہیں۔ اگر آپ کو مجھے دینا ہے تو دے دیجئے ورنہ صاف کہہ دیجئے کہ میرا دل دینے کو نہیں چاہتا، میں بخیل ہوں۔ اس پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے کہا ہے کہ میرے معاملہ میں بخل کر لو، بھلا بخل سے بڑھ کر اور کیا عیب ہو سکتا ہے۔ تین مرتبہ انہوں نے یہ جملہ دہرایا اور کہا میں نے تمہیں جب بھی ٹالا تو میرا ارادہ یہی تھا کہ بہرحال تمہیں دینا ہے۔ اور اسی سند سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے محمد بن علی باقر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں حاضر ہوا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک لپ بھر کر روپیہ دیا اور کہا کہ اسے گن لو۔ میں نے گنا تو پانچ سو تھا۔ فرمایا کہ دو مرتبہ اتنا ہی اور لے لو۔

[24]...... باب فی أخبار جابر بن عبد اللّٰه

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان

10125/325: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِی غَزَاةٍ فَأَبْطَأَ بِی جَمَلِی فَأَتَی عَلَیَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِی: ((یَا جَابِرُ)). قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((مَا شَأْنُكَ)). قُلْتُ أَبْطَأَ بِی جَمَلِی وَأَعْیَا فَتَخَلَّفْتُ. فَنَزَلَ فَحَجَنَهُ بِمِحْجَنِهِ ثُمَّ قَالَ: ((ارْكَبْ)). فَرَكِبْتُ فَلَقَدْ رَأَیْتُنِی أَكُفُّهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَتَزَوَّجْتَ)). فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: ((أَبِكْرًا أَمْ ثَیِّبًا؟)). فَقُلْتُ: بَلْ ثَیِّبٌ. قَالَ: ((فَهَلاَّ جَارِیَةً تُلاَعِبُهَا وَتُلاَعِبُكَ)). قُلْتُ: إِنَّ لِی أَخَوَاتٍ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ امْرَأَةً تَجْمَعُهُنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ وَتَقُومُ عَلَیْهِنَّ. قَالَ: ((أَمَا إِنَّكَ قَادِمٌ فَإِذَا قَدِمْتَ فَالْكَیْسَ الْكَیْسَ)). ثُمَّ قَالَ: ((أَتَبِیعُ جَمَلَكَ)). قُلْتُ نَعَمْ. فَاشْتَرَاهُ مِنِّی بِأُوقِیَّةٍ ثُمَّ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَجِئْتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: ((الآنَ حِینَ قَدِمْتَ)). قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَدَعْ جَمَلَكَ، وَادْخُلْ، فَصَلِّ رَكْعَتَیْنِ)). قَالَ: فَدَخَلْتُ فَصَلَّیْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ فَأَمَرَ بِلاَلاً أَنْ یَزِنَ لِی أُوقِیَّةً فَوَزَنَ لِیْ بِلاَلٌ فَأَرْجَحَ فِی

الْمِيزَانِ – قَالَ: - فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا وَلَّيْتُ قَالَ: ((ادْعُ لِي جَابِرًا))۔ فَدُعِيتُ فَقُلْتُ الآنَ يَرُدُّ عَلَيَّ الجَمَلَ۔ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْهُ، فَقَالَ: ((خُذْ جَمَلَكَ، وَلَكَ ثَمَنُهُ))۔

متفق عليه: رواه البخاری (2097)، ومسلم (715: 57)۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ (ذات الرقاع یا تبوک) میں تھا۔ میرا اونٹ تھک کرسست ہو گیا۔ اتنے میں میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا جابر! میں نے عرض کیا، حضور حاضر ہوں۔ فرمایا کیا بات ہوئی؟ میں نے کہا کہ میرا اونٹ تھک کر سست ہو گیا ہے، چلتا ہی نہیں اس لیے میں پیچھے رہ گیا ہوں۔ پھر آپ اپنی سواری سے اترے اور میرے اسی اونٹ کو ایک ٹیڑھے منہ کی لکڑی سے کھینچنے لگے (یعنی ہانکنے لگے) اور فرمایا کہ اب سوار ہو جا۔ چنانچہ میں سوار ہو گیا۔ اب تو یہ حال ہوا کہ مجھے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پہنچنے سے روکنا پڑ جاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، جابر تو نے شادی بھی کر لی ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں! دریافت فرمایا کسی کنواری لڑکی سے کی ہے یا بیوہ سے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے تو ایک بیوہ سے کر لی ہے۔ فرمایا، کسی کنواری لڑکی سے کیوں نہ کی کہ تم بھی اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ بھی تمہارے ساتھ کھیلتی۔ (جابر بھی کنوارے تھے) میں نے عرض کیا کہ میری کئی بہنیں ہیں۔ (اور میری ماں کا انتقال ہو چکا ہے) اس لیے میں نے یہی پسند کیا کہ ایسی عورت سے شادی کروں، جو انہیں جمع رکھے۔ ان کے کنگھا کرے اور ان کی نگرانی کرے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اچھا اب تم گھر پہنچ کر خیر و عافیت کے ساتھ خوب مزے اڑانا۔ اس کے بعد فرمایا، کیا تم اپنا اونٹ بیچو گے؟ میں نے کہا جی ہاں! چنانچہ آپ نے ایک اوقیہ چاندی میں خرید لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پہلے ہی مدینہ پہنچ گئے تھے۔ اور میں دوسرے دن صبح کو پہنچا۔ پھر ہم مسجد آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے دروازہ پر ملے۔ آپ نے دریافت فرمایا، کیا ابھی آئے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں! فرمایا، پھر اپنا اونٹ چھوڑ دے اور مسجد میں جا کے دو رکعت نماز پڑھ۔ میں اندر گیا اور نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ میرے لیے ایک اوقیہ چاندی تول دے۔ انہوں نے ایک اوقیہ چاندی جھکتی ہوئی تول دی۔ میں پیٹھ موڑ کر چلا تو آپ نے فرمایا کہ جابر کو ذرا بلاؤ۔ میں نے سوچا کہ شاید اب میرا اونٹ پھر مجھے واپس کریں گے۔ حالانکہ اس سے زیادہ ناگوار میرے لیے کوئی چیز نہیں تھی۔ چنانچہ آپ نے یہی فرمایا کہ یہ اپنا اونٹ لے جا اور اس کی قیمت بھی تمہاری ہے۔

10126/326: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ مُرْتَحِلًا عَلَى جَمَلٍ لِي ضَعِيفٍ، فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَعَلَتِ الرِّفَاقُ تَمْضِي، وَجَعَلْتُ أَتَخَلَّفُ حَتَّى أَدْرَكَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: مَا لَكَ يَا جَابِرُ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَبْطَأَ بِي جَمَلِي هَذَا، قَالَ: فَأَنِخْهُ وَأَنَاخَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: أَعْطِنِي هَذِهِ الْعَصَا مِنْ

يَدِكَ، -أَوْ قَالَ اقْطَعْ لِي عَصًا مِنْ شَجَرَةٍ- قَالَ: فَفَعَلْتُ، قَالَ: فَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ فَنَخَسَهُ بِهَا نَخَسَاتٍ، ثُمَّ قَالَ: ارْكَبْ، فَرَكِبْتُ، فَخَرَجَ وَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ يُوَاهِقُ نَاقَتَهُ مُوَاهَقَةً، قَالَ: وَتَحَدَّثَ مَعِي رَسُولُ اللّٰه ﷺ فَقَالَ: أَتَبِيعُنِي جَمَلَكَ هَذَا يَا جَابِرُ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰه بَلْ أَهَبُهُ لَكَ، قَالَ: لَا، وَلَكِنْ بِعْنِيهِ، قَالَ: قُلْتُ: فَسُمْنِي بِهِ، قَالَ: قَدْ أَخَذْتُهُ بِدِرْهَمٍ، قَالَ: قُلْتُ: لَا إِذًا يَغْبُنُنِي رَسُولُ اللّٰه ﷺ، قَالَ: فَبِدِرْهَمَيْنِ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَلَمْ يَزَلْ يَرْفَعُ لِي رَسُولُ اللّٰه ﷺ حَتَّى بَلَغَ الْأُوقِيَّةَ، قَالَ: قُلْتُ: فَقَدْ رَضِيتُ، قَالَ: قَدْ رَضِيتَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قُلْتُ: هُوَ لَكَ قَالَ: قَدْ أَخَذْتُهُ. قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِي: يَا جَابِرُ هَلْ تَزَوَّجْتَ بَعْدُ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰه، قَالَ: أَثَيِّبًا أَمْ بِكْرًا؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا، قَالَ: أَفَلَا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰه إِنْ أَبِي أُصِيبَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَتَرَكَ بَنَاتٍ لَهُ سَبْعًا، فَنَكَحْتُ امْرَأَةً جَامِعَةً تَجْمَعُ رُؤُوسَهُنَّ وَتَقُومُ عَلَيْهِنَّ، قَالَ: أَصَبْتَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ. قَالَ: أَمَا إِنَّا لَوْ قَدْ جِئْنَا صِرَارًا أَمَرْنَا بِجَزُورٍ، فَنُحِرَتْ، وَأَقَمْنَا عَلَيْهَا يَوْمَنَا ذَلِكَ، وَسَمِعَتْ بِنَا، فَنَفَضَتْ نَمَارِقَهَا، قَالَ: قُلْتُ: وَاللّٰه يَا رَسُولَ اللّٰه مَا لَنَا مِنْ نَمَارِقَ، قَالَ: إِنَّهَا سَتَكُونُ، فَإِذَا أَنْتَ قَدِمْتَ فَاعْمَلْ عَمَلًا كَيِّسًا، قَالَ: فَلَمَّا جِئْنَا صِرَارًا أَمَرَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ بِجَزُورٍ، فَنُحِرَتْ، فَأَقَمْنَا عَلَيْهَا ذَلِكَ الْيَوْمَ، فَلَمَّا أَمْسَى رَسُولُ اللّٰه ﷺ دَخَلَ، وَدَخَلْنَا، قَالَ: فَأَخْبَرْتُ الْمَرْأَةَ الْحَدِيثَ وَمَا قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰه ﷺ، قَالَتْ: فَدُونَكَ فَسَمْعًا وَطَاعَةً. قَالَ: فَلَمَّا أَصْبَحْتُ أَخَذْتُ بِرَأْسِ الْجَمَلِ، فَأَقْبَلْتُ بِهِ حَتَّى أَنَخْتُهُ عَلَى بَابِ رَسُولِ اللّٰه ﷺ، ثُمَّ جَلَسْتُ فِي الْمَسْجِدِ قَرِيبًا مِنْهُ، قَالَ: وَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ فَرَأَى الْجَمَلَ، فَقَالَ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰه هَذَا جَمَلٌ جَاءَ بِهِ جَابِرٌ، قَالَ: فَأَيْنَ جَابِرٌ؟ فَدُعِيتُ لَهُ، قَالَ: تَعَالَ أَيْ يَا ابْنَ أَخِي، خُذْ بِرَأْسِ جَمَلِكَ فَهُوَ لَكَ، قَالَ: فَدَعَا بِلَالًا، فَقَالَ: اذْهَبْ بِجَابِرٍ فَأَعْطِهِ أُوقِيَّةً، فَذَهَبْتُ مَعَهُ، فَأَعْطَانِي أُوقِيَّةً، وَزَادَنِي شَيْئًا يَسِيرًا، قَالَ: فَوَاللّٰه مَازَالَ يَنْمِي عِنْدَنَا وَنَرَى مَكَانَهُ مِنْ بَيْتِنَا حَتَّى أُصِيبَ أَمْسِ فِيمَا أُصِيبَ النَّاسُ، يَعْنِي: يَوْمَ الْحَرَّةِ.

حسن: رواه الإمام أحمد (15026).

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوہ ذات الرقاع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اپنے ایک کمزور اونٹ پر سوار ہو کر نکلا واپسی پر سواریاں چلتی گئی اور میں پیچھے رہ گیا یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور فرمایا: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ تمہیں کیا ہوا میں

نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا اونٹ سست ہو گیا نبی ﷺ نے فرمایا: اسے بٹھا دو پھر نبی ﷺ نے خود ہی اسے بٹھایا اور فرمایا: اپنے ہاتھ کی لاٹھی مجھے دیدو اس درخت سے توڑ کر دیدو میں نے ایسا ہی کیا نبی ﷺ نے اسے چند مرتبہ وہ چھو کر فرمایا: اب اس پر سوار ہو جا چنانچہ میں سوار ہو گیا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ اب دوسری اونٹنیوں سے مقابلہ کر رہا تھا۔ نبی ﷺ نے مجھ سے باتیں کرتے ہوئے فرمایا: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کیا تم اپنا اونٹ مجھے بیچتے ہو؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کو ہبہ کرتا ہوں نبی ﷺ نے فرمایا: نہیں تم بیچ دو میں نے عرض کیا: پھر مجھے اس کی قیمت بتا دیجیے نبی ﷺ نے فرمایا: میں اسے ایک درہم میں لیتا ہوں میں نے کہا پھر نہیں یہ تو نقصان کا سودا ہو گا نبی ﷺ نے دو درہم کہا لیکن میں نے پھر بھی انکار کر دیا نبی ﷺ اس طرح بڑھاتے ہوئے ایک اوقیہ تک پہنچ گئے تب میں نے کہا میں راضی ہوں نبی ﷺ نے فرمایا: راضی ہو میں نے کہا جی ہاں یہ اونٹ آپ کا ہوا نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے لے لیا۔ تھوڑی دیر بعد مجھ سے پوچھا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کیا تم نے شادی کر لی میں نے عرض کیا: جی ہاں نبی ﷺ نے فرمایا: کنواری سے یا شوہر دیدہ سے میں نے کہا شوہر دیدہ سے نبی ﷺ نے فرمایا: کنواری سے کیوں نہیں کہ تم اس کے ساتھ کھیلتے وہ تمہارے ساتھ کھیلتی میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! غزوہ احد میں میرے والد صاحب شہید ہو گئے اور سات بیٹیاں چھوڑ گئے تھے میں نے ایسی عورت سے نکاح کیا جو ان کی دیکھ بھال کر سکے نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اچھا کیا پھر فرمایا کہ اگر ہم کسی بلند ٹیلے پر پہنچ گئے تو اونٹ ذبح کریں گے اور ایک دن یہیں قیام کریں گے خواتین کو ہماری آمد کا علم ہو جائے تو وہ بستر جھاڑ لیں گے میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! واللہ ہمارے پاس تو ایسی چادریں نہیں ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: عنقریب ہوں گی اور جب تم گھر پہنچ جاؤ تو اپنی بیوی کے قریب جا سکتے ہو چنانچہ ایک بلند ٹیلے پر پہنچ کر ایسا ہی ہوا اور شام کو ہم مدینہ منورہ میں داخل ہو گئے۔ میں نے اپنی بیوی کو یہ سارا واقعہ بتایا اور یہ کہ نبی ﷺ نے مجھ سے کیا فرمایا ہے اس نے کہا بہت اچھا سر آنکھوں پر چنانچہ صبح ہوئی تو میں نے اونٹ کا سرا پکڑا اور اسے لا کر نبی ﷺ کے دروازے پر بٹھا دیا اور خود قریب جا کر مسجد میں بیٹھ گیا نبی ﷺ نے باہر نکلے تو دیکھا تو لوگوں سے پوچھا کہ یہ اونٹ کیسا ہے ان لوگوں نے بتایا یا رسول اللہ! سیدنا جابر رضی اللہ عنہ لے کر آیا ہے نبی ﷺ نے فرمایا: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ خود کہاں ہے مجھے بلایا گیا اور نبی ﷺ نے فرمایا: بھتیجے یہ اونٹ تمہارا ہے تم لے جاؤ اور سیدنا بلال کو بلا کر حکم دیا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے جاؤ اور ایک اوقیہ چاندی دے دو چنانچہ میں ان کے ساتھ چلا گیا انہوں نے مجھے ایک اوقیہ اور اس میں بھی کچھ زیادہ دے دیا واللہ وہ ہمیشہ ہمارے پاس رہا حتی کہ حرہ کے دن لوگ اسے لے گئے۔

10127/327: عن جابر قال: اشْتَرَى مِنِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعِيرًا بِوَقِيَّتَيْنِ وَدِرْهَمٍ أَوْ دِرْهَمَيْنِ قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَ صِرَارًا أَمَرَ بِبَقَرَةٍ فَذُبِحَتْ فَأَكَلُوا مِنْهَا، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ، أَمَرَنِي أَنْ آتِيَ الْمَسْجِدَ، فَأُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَوَزَنَ لِي ثَمَنَ الْبَعِيرِ، فَأَرْجَحَ لِي۔

متفق علیه: رواه البخاری (3089)، ومسلم (715: 115)۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اونٹ خریدا تھا۔ دو اوقیہ اور ایک درہم یا (راوی کو شبہ ہے کہ دو اوقیہ) دو درہم میں۔ جب آپ مقام صرار پر پہنچے تو آپ نے حکم دیا اور گائے ذبح کی گئی اور لوگوں نے اس کا گوشت کھایا۔ پھر جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو مجھے حکم دیا کہ پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھوں' اس کے بعد مجھے میرے اونٹ کی قیمت وزن کر کے عنایت فرمائی۔

[25]...... باب فضائل جریر بن عبد اللّٰه البجلی

سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10128/328: عن جَرِیر بْن عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ: مَا حَجَبَنِی رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مُنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلَا رَآنِی إِلَّا ضَحِكَ۔

متفق علیه: رواه البخاری (3822)، ومسلم (2475-134)۔

سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سے میں اسلام میں داخل ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (گھر کے اندر آنے سے) نہیں روکا (جب بھی میں نے اجازت چاہی) اور جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھتے تو مسکراتے۔

10129/329: عن جریر بن عبد اللّٰه البجلی قال: قَالَ لِی رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: أَلَا تُرِیحُنِی مِنْ ذِی الْخَلَصَةِ وَکَانَ بَیْتًا فِی خَثْعَمَ یُسَمَّى کَعْبَةَ الْیَمَانِیَةِ قَالَ: فَانْطَلَقْتُ فِی خَمْسِینَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ وَکَانُوا أَصْحَابَ خَیْلٍ قَالَ: وَکُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَیْلِ فَضَرَبَ فِی صَدْرِی حَتَّى رَأَیْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِی صَدْرِی وَقَالَ: اللهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِیًا مَهْدِیًّا فَانْطَلَقَ إِلَیْهَا فَکَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یُخْبِرُهُ فَقَالَ رَسُولُ جَرِیرٍ: وَالَّذِی بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَکْتُهَا کَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْوَفُ: أَوْ أَجْرَبُ۔ قَالَ: فَبَارَكَ فِی خَیْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ۔

متفق علیه: رواه البخاری (3020)، ومسلم (2476-137)۔

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ذوالخلصہ کو (برباد کر کے) مجھے راحت کیوں نہیں دے دیتے۔ یہ ذوالخلصہ قبیلہ خثعم کا ایک بت خانہ تھا اور اسے کعبۃ الیمانیہ کہتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں قبیلہ احمس کے ایک سو پچاس سواروں کو لے کر چلا۔ یہ سب بڑے اچھے گھوڑ سوار تھے۔ لیکن میں گھوڑے کی سواری اچھی طرح نہیں کر پاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر (اپنے ہاتھ سے) مارا' میں نے انگشت ہائے مبارک کا نشان اپنے سینے پر دیکھا۔ فرمایا اے اللہ! گھوڑے کی پشت پر اسے ثبات عطا فرمائیو اور اسے دوسروں کو ہدایت کی راہ دکھانے والا

اورخود ہدایت پایا ہوا بنائیو' اس کے بعد سیدنا جریر رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے' اور ذوالخلصہ کی عمارت کو گرا کر اس میں آگ لگادی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر بھجوائی۔ سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کے قاصد (ابوارطاۃ حصین بن ربیعہ) نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں اس وقت تک آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا' جب تک ہم نے ذوالخلصہ کو ایک خالی پیٹ والے اونٹ کی طرح نہیں بنا دیا' یا (انہوں نے کہا) خارش والے اونٹ کی طرح (مراد ویرانی سے ہے) سیدنا جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ احمس کے سواروں اور قبیلوں کے تمام لوگوں کے لیے پانچ مرتبہ برکتوں کی دعا فرمائی۔

10130/330: عن جرير بن عبد الله قال: لَمَّا دَنَوْتُ مِنَ الْمَدِينَةِ أَنَخْتُ رَاحِلَتِي، ثُمَّ حَلَلْتُ عَيْبَتِي، ثُمَّ لَبِسْتُ حُلَّتِي، ثُمَّ دَخَلْتُ، فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ، فَرَمَانِي النَّاسُ بِالْحَدَقِ، فَقُلْتُ لِجَلِيسِي: يَا عَبْدَ اللّٰهِ، ذَكَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، ذَكَرَكَ آنِفًا بِأَحْسَنِ ذِكْرٍ، فَبَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ إِذْ عَرَضَ لَهُ فِي خُطْبَتِهِ، وَقَالَ: يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ مِنْ هَذَا الْبَابِ - أَوْ مِنْ هَذَا الْفَجِّ - مِنْ خَيْرِ ذِي يَمَنٍ، إِلَّا أَنَّ عَلَى وَجْهِهِ مَسْحَةَ مَلَكٍ قَالَ جَرِيرٌ: فَحَمِدْتُ اللّٰهَ عز وجل عَلَى مَا أَبْلَانِي۔

حسن: رواه أحمد (19179)، والنسائی فی فضائل الصحابة (199)، وصحّحه ابن خزيمة (1798)۔

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب میں مدینہ منورہ کے قریب پہنچا تو میں نے اپنی سواری کو بٹھایا اپنے تہبند کو اتارا اور حلہ زیب تن کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت دے رہے تھے لوگ مجھے اپنی آنکھوں کے حلقوں سے دیکھنے لگے میں نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی سے پوچھا اے اللہ کے بندے! کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ذکر کیا ہے؟ اس نے جواب دیا جی ہاں! ابھی ابھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا عمدہ انداز میں ذکر کیا ہے اور خطبہ دیتے ہوئے درمیان میں فرمایا ہے کہ ابھی تمہارے پاس اس دروازے یا روشندان سے یمن کا ایک بہترین آدمی آئے گا اور اس کے چہرے پر کسی فرشتے کے ہاتھ پھیرنے کا اثر ہوگا اس پر میں نے اللہ کی اس نعمت کا شکر ادا کیا۔

[26]...... باب ما جاء أن جعفر بن أبى طالب أشبه خَلْق النبى ﷺ وخُلُقَه

یہ کہ سیدنا جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ اخلاقیات میں اور شکل وصورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں کا بیان

10131/331: عن البراء قال: اعتمر النبى ﷺ فى ذى القعدة---الحديث، وفيه: قصة ابنة حمزة، وأنها تبعتهم حين الخروج من مكة، فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِيَدِهَا، وَقَالَ لِفَاطِمَةَ عليها السلام: دُونَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ حَمَلَتْهَا، فَاخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا

أَحَقُّ بِهَا، وَهِيَ ابْنَةُ عَمِّي، وَقَالَ جَعْفَرٌ: ابْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا تَحْتِي، وَقَالَ زَيْدٌ: ابْنَةُ أَخِي، فَقَضَى بِهَا النَّبِيُّ ﷺ لِخَالَتِهَا، وَقَالَ: الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الأُمِّ، وَقَالَ لِعَلِيٍّ: أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ، وَقَالَ لِجَعْفَرٍ: أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي، وَقَالَ لِزَيْدٍ: أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا۔۔

صحيح: رواه البخاري (2699)۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی قعدہ کے مہینے میں عمرہ کا احرام باندھا۔۔۔۔۔ اور اسی حدیث میں ہے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا واقعہ ہے کہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی ایک بچی چچا چچا کرتی آئیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے ساتھ لے لیا، پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہاتھ پکڑ کر لائے اور فرمایا، اپنی چچا زاد بہن کو بھی ساتھ لے لو، انہوں نے اس کو اپنے ساتھ سوار کرلیا، پھر علی، زید اور جعفر رضی اللہ عنہم کا جھگڑا ہوا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کا میں زیادہ مستحق ہوں، یہ میرے چچا کی بچی ہے۔ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ میرے بھی چچا کی بچی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں بھی ہیں۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے بھائی کی بچی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ کی خالہ کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا کہ خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم صورت اور عادات و اخلاق سب میں مجھ سے مشابہ ہو۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی بھی ہو اور ہمارے دوست بھی۔

[27]...... باب دعاء النبی ﷺ لجعفر بن أبی طالب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کرنے کا بیان

10132/332: عن عبد الله بن جعفر قال: لو رأيتني وقُثَم وعبيد الله ابني عباس وَنَحْنُ صِبْيَانٌ نَلْعَبُ، إِذْ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى دَابَّةٍ، فَقَالَ: ارْفَعُوا هَذَا إِلَيَّ قَالَ: فَحَمَلَنِي أَمَامَهُ، وَقَالَ لِقُثَمَ: ارْفَعُوا هَذَا إِلَيَّ فَجَعَلَهُ وَرَاءَهُ، وَكَانَ عُبَيْدُ اللهِ أَحَبَّ إِلَى عَبَّاسٍ مِنْ قُثَمَ، فَمَا اسْتَحَى مِنْ عَمِّهِ أَنْ حَمَلَ قُثَمَ وَتَرَكَهُ، قَالَ: ثُمَّ مَسَحَ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا، وَقَالَ كُلَّمَا مَسَحَ: اللَّهُمَّ اخْلُفْ جَعْفَرًا فِي وَلَدِهِ ۔ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ: مَا فَعَلَ قُثَمُ؟ قَالَ: اسْتُشْهِدَ۔ قَالَ: قُلْتُ: اللهُ أَعْلَمُ بِالْخَيْرِ وَرَسُولُهُ بِالْخَيْرِ۔ قَالَ: أَجَلْ

حسن: رواه أحمد (1760)، والنسائي في الكبرى (10838، 10845)، وصحّحه الحاكم (372/1)۔

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کاش! تم نے اس وقت مجھے اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے دو بیٹوں قثم اور عبیداللہ کو دیکھا ہوتا جب کہ ہم بچے آپس میں کھیل رہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی سواری پر وہاں سے گذر ہوا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس بچے کو اٹھا کر مجھے پکڑاؤ اور اٹھا کر مجھے اپنے آگے بٹھا لیا، پھر قثم کو پکڑانے کے لیے کہا اور انہیں اپنے پیچھے بٹھا لیا،

جبکہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی نظروں میں قثم سے زیادہ عبیداللہ محبوب تھا، لیکن نبی ﷺ کو اپنے چچا سے اس معاملے میں کوئی عار محسوس نہ ہوئی کہ آپ ﷺ نے قثم کو اٹھا لیا اور عبیداللہ کو چھوڑ دیا۔ پھر نبی ﷺ نے تین مرتبہ میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: اے اللہ! جعفر کا اس کی اولاد کے لیے کوئی نعم البدل عطاء فرما۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ قثم کا کیا بنا؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ شہید ہو گئے، میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خیر کو بہتر طور پر جانتے ہیں، انہوں نے فرمایا: بالکل ایسا ہی ہے۔

[28]...... باب أن جعفر بن أبى طالب ذو الجناحين

یہ کہ (جنت میں) سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے دو پر ہیں کا بیان

10133/333: عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: رَأَيْتُ جَعْفَرًا يَطِيرُ فِی الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ

حسن: رواه الترمذی (3763)، وأبو يعلى (6464)، والحاكم فی المستدرك (209/3)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے جعفر کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے دیکھا ہے۔

10134/334: عن الشعبی أن ابن عمر كَانَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِی الْجَنَاحَيْنِ

صحيح: رواه البخاری (3709)۔

شعبی نے خبر دی کہ جب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو سلام کرتے تو یوں کہا کرتے السلام علیک یا ابن ذی الجناحین اے دو پروں والے بزرگ کے صاحبزادے تم پر سلام ہو۔

[29]...... باب أن جعفر بن أبى طالب من أرحم الناس على المساكين

یہ کہ سیدنا جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ مسکینوں پر رحم کرنے والے ہیں کا بیان

10135/335: عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَقُولُونَ: أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ، وَإِنِّی كُنْتُ أَلْزَمُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِشِبَعِ بَطْنِی، حَتَّى لَا آكُلُ الْخَمِيرَ، وَلَا أَلْبَسُ الْحَبِيرَ، وَلَا يَخْدُمُنِی فُلَانٌ وَلَا فُلَانَةُ، وَكُنْتُ أُلْصِقُ بَطْنِی بِالْحَصْبَاءِ مِنَ الْجُوعِ، وَإِنْ كُنْتُ لَأَسْتَقْرِءُ الرَّجُلَ الْآيَةَ، هِیَ مَعِی، كَیْ يَنْقَلِبَ بِی فَيُطْعِمَنِی، وَكَانَ أَخْيَرَ النَّاسِ لِلْمِسْكِينِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِی طَالِبٍ، كَانَ يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِی بَيْتِهِ، حَتَّى إِنْ كَانَ لَيُخْرِجُ إِلَيْنَا الْعُكَّةَ الَّتِی لَيْسَ فِيهَا شَیْءٌ، فَنَشُقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِيهَا

دار ابن شریف للبحث والتحقیق قصور: +923024056187

صحيح: رواه البخاری (3708)۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ سیدنا ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بہت احادیث بیان کرتا ہے، حالانکہ پیٹ بھرنے کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر وقت رہتا تھا، میں خمیری روٹی نہ کھاتا اور نہ عمدہ لباس پہنتا تھا (یعنی میرا وقت علم کے سوا کسی دوسری چیز کے حاصل کرنے میں نہ جاتا) اور نہ میری خدمت کے لیے کوئی فلاں یا فلانی تھی بلکہ میں بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ سے پتھر باندھ لیا کرتا۔ بعض وقت میں کسی کو کوئی آیت اس لیے پڑھ کر اس کا مطلب پوچھتا تھا کہ وہ اپنے گھر لے جا کر مجھے کھانا کھلا دے، حالانکہ مجھے اس آیت کا مطلب معلوم ہوتا تھا، مسکینوں کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرنے والے سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے، ہمیں اپنے گھر لے جاتے اور جو کچھ بھی گھر میں موجود ہوتا وہ ہم کو کھلاتے۔ بعض اوقات تو ایسا ہوتا کہ صرف شہد یا گھی کی کپی ہی نکال کر لاتے اور اسے ہم پھاڑ کر اس میں جو کچھ ہوتا اسے ہی چاٹ لیتے۔

[30]...... باب ما جاء فی فضائل جُلیبیب

جلیبیب رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10136/336: عَنْ أَبِی بَرْزَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ فِی مَغْزًى لَهُ فَأَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالُوا: نَعَمْ، فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا، ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالُوا: نَعَمْ، فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا، ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالُوا: لَا۔ قَالَ: لَكِنِّی أَفْقِدُ جُلَيْبِيبًا، فَاطْلُبُوهُ۔ فَطُلِبَ فِی الْقَتْلَى فَوَجَدُوهُ إِلَى جَنْبِ سَبْعَةٍ قَدْ قَتَلَهُمْ ثُمَّ قَتَلُوهُ، فَأَتَى النَّبِیُّ ﷺ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: قَتَلَ سَبْعَةً ثُمَّ قَتَلُوهُ، هَذَا مِنِّی وَأَنَا مِنْهُ، هَذَا مِنِّی وَأَنَا مِنْهُ۔ قَالَ: فَوَضَعَهُ عَلَى سَاعِدَيْهِ لَيْسَ لَهُ إِلَّا سَاعِدَا النَّبِیِّ ﷺ۔ قَالَ: فَحُفِرَ لَهُ وَوُضِعَ فِی قَبْرِهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ غُسْلًا ۔

صحيح: رواه مسلم (2472)۔

سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک جنگ میں تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (فتح کے ساتھ) مال غنیمت دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لوگوں سے فرمایا کہ تم میں سے کوئی غائب تو نہیں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں فلاں فلاں شخص غائب ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کوئی اور تو غائب نہیں ہے؟ لوگوں نے کہا کہ فلاں فلاں شخص غائب ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اور تو کوئی غائب نہیں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ کوئی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سیدنا جلیبیب رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھتا۔ لوگوں نے ان کو مردوں میں ڈھونڈا تو ان کی لاش سات لاشوں کے پاس پائی گئی جن کو سیدنا جلیبیب نے مارا تھا۔ وہ سات کو مار کر شہید ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور وہاں

کھڑے ہو کر پھر فرمایا کہ اس نے سات آدمیوں کو مارا، اس کے بعد خود مارا گیا۔ یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے اس کو اپنے دونوں ہاتھوں پر رکھا اور صرف آپ ﷺ کے ہاتھ ہی اس کی چار پائی تھے۔ اس کے بعد قبر کھدوا کر اس میں رکھ دیا۔ اور راوی نے غسل کا بیان نہیں کیا۔

10137/337: عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ: أَنَّ جُلَيْبِيبًا كَانَ امْرَأً يَدْخُلُ عَلَى النِّسَاءِ، يَمُرُّ بِهِنَّ وَيُلَاعِبُهُنَّ، فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي: لَا تُدْخِلُنَّ عَلَيْكُمْ جُلَيْبِيباً، فَإِنَّهُ إِنْ دَخَلَ عَلَيْكُمْ، لَأَفْعَلَنَّ وَلَأَفْعَلَنَّ۔ قَالَ: وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا كَانَ لِأَحَدِهِمْ أَيِّمٌ، لَمْ يُزَوِّجْهَا حَتَّى يَعْلَمَ هَلْ لِلنَّبِيِّ ﷺ فِيهَا حَاجَةٌ أَمْ لَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ: زَوِّجْنِي ابْنَتَكَ فَقَالَ: نِعِمَّ وَكَرَامَةٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَنُعْمَ عَيْنِي۔ قَالَ: إِنِّي لَسْتُ أُرِيدُهَا لِنَفْسِي قَالَ: فَلِمَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: لِجُلَيْبِيبٍ قَالَ: فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أُشَاوِرُ أُمَّهَا۔ فَأَتَى أُمَّهَا، فَقَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ ابْنَتَكِ۔ فَقَالَتْ: نَعَم وَنُعْمَةُ عَيْنِي۔ فَقَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ يَخْطُبُهَا لِنَفْسِهِ، إِنَّمَا يَخْطُبُهَا لِجُلَيْبِيبٍ۔ فَقَالَتْ: أَجُلَيْبِيبٌ إِنِيهِ؟ أَجُلَيْبِيبٌ إِنِيهِ؟ أَجُلَيْبِيبٌ إِنِيهِ؟ لَا لَعَمْرُ اللّٰهِ، لَا ، نُزَوِّجُهُ۔ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ لِيَأْتِيَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَيُخْبِرَهُ بِمَا قَالَتْ أُمُّهَا، قَالَتِ الْجَارِيَةُ: مَنْ خَطَبَنِي إِلَيْكُمْ؟ فَأَخْبَرَتْهَا أُمُّهَا۔ فَقَالَتْ: أَتَرُدُّونَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَمْرَهُ، ادْفَعُونِي، فَإِنَّهُ لَمْ يُضَيِّعْنِي۔ فَانْطَلَقَ أَبُوهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: شَأْنَكَ بِهَا۔ فَزَوَّجَهَا جُلَيْبِيبًا۔ قَالَ: فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ لَهُ، قَالَ: فَلَمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، قَالَ لِأَصْحَابِهِ: هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالُوا: نَفْقِدُ فُلَانًا، وَنَفْقِدُ فُلَانًا۔ قَالَ: انْظُرُوا هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالُوا: لَا۔ قَالَ: لَكِنِّي أَفْقِدُ جُلَيْبِيبًا قَالَ: فَاطْلُبُوهُ فِي الْقَتْلَى ۔ قَالَ: فَطَلَبُوهُ، فَوَجَدُوهُ إِلَى جَنْبِ سَبْعَةٍ قَدْ قَتَلَهُمْ، ثُمَّ قَتَلُوهُ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَا هُوَ ذَا إِلَى جَنْبِ سَبْعَةٍ قَدْ قَتَلَهُمْ، ثُمَّ قَتَلُوهُ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَامَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: قَتَلَ سَبْعَةً وَقَتَلُوهُ، هَذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، هَذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ وَضَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى سَاعِدَيْهِ، وَحُفِرَ لَهُ، مَا لَهُ سَرِيرٌ إِلَّا سَاعِدَا رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ وَضَعَهُ فِي قَبْرِهِ۔ وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّهُ غَسَّلَهُ۔ قَالَ ثَابِتٌ: فَمَا كَانَ فِي الْأَنْصَارِ أَيِّمٌ أَنْفَقَ مِنْهَا۔ وَحَدَّثَ إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ ثَابِتًا، قَالَ: هَلْ تَعْلَمْ مَا دَعَا لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: اللّٰهُمَّ صُبَّ عَلَيْهَا الْخَيْرَ صَبًّا، وَلَا تَجْعَلْ عَيْشَهَا كَدًّا كَدًّا ۔ قَالَ فَمَا كَانَ فِي الْأَنْصَارِ أَيِّمٌ أَنْفَقَ مِنْهَا۔

صحيح: رواه أحمد (19784)۔

سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جلیبیب عورتوں کے پاس سے گذرتا اور انہیں تفریح مہیا کرتا تھا، میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا تھا کہ تمہارے پاس جلیبیب کو نہیں آنا چاہیے، اگر وہ آیا تو میں ایسا ایسا کردوں گا، انصار کی عادت تھی کہ وہ کسی بیوہ عورت کی شادی اس وقت تک نہیں کرتے تھے جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے مطلع نہ کردیتے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اس سے کوئی ضرورت نہیں ہے، چناچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری آدمی سے کہا کہ اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کردو، اس نے کہا زہے نصیب یا رسول اللہ! بہت بہتر، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنی ذات کے لیے اس کا مطالبہ نہیں کر رہا، اس نے پوچھا یارسول اللہ! پھر کس کے لیے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلیبیب کے لیے، اس نے کہا یارسول اللہ! میں لڑکی کی ماں سے مشورہ کرلوں، چناچہ وہ اس کی ماں کے پاس پہنچا اور کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لیے پیغام نہیں دے رہے بلکہ جلیبیب کے لیے پیغام دے رہے ہیں، اس نے فوراً انکار کرتے ہوئے کہہ دیا باللہ تعالیٰ! کسی صورت میں نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جلیبیب کے علاوہ اور کوئی نہیں ملا، ہم نے تو فلاں فلاں رشتے سے انکار کردیا تھا، ادھر وہ لڑکی اپنے پردے میں سے سن رہی تھی۔ باہم صلاح مشورے کے بعد جب وہ آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے مطلع کرنے کے لیے روانہ ہونے لگا تو وہ لڑکی کہنے لگی کہ کیا آپ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو رد کریں گے، اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا مندی اس میں شامل ہے تو آپ نکاح کردیں، یہ کہہ کر اس نے اپنے والدین کی آنکھیں کھول دیں اور وہ کہنے لگے کہ تم سچ کہہ رہی ہو، چناچہ اس کا باپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ اگر آپ اس رشتے سے راضی ہیں تو ہم بھی راضی ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں راضی ہوں، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جلیبیب سے اس لڑکی کا نکاح کردیا، کچھ ہی عرصے بعد اہل مدینہ پر حملہ ہوا، جلیبیب بھی سوار ہوکر نکلے۔ جب جنگ سے فراغت ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے پوچھا کہ تم کسی کو غائب پا رہے ہو، لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! فلاں فلاں لوگ ہمیں نہیں مل رہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن مجھے جلیبیب غائب نظر آرہا ہے، اسے تلاش کرو، لوگوں نے انہیں تلاش کیا تو وہ سات آدمیوں کے پاس مل گئے، جلیبیب رضی اللہ عنہ نے ان ساتوں کو قتل کیا تھا بعد میں خود بھی شہید ہوگئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان کے پاس کھڑے ہوکر فرمایا اس نے سات آدمیوں کو قتل کیا ہے، بعد میں مشرکین نے اسے شہید کردیا، یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، یہ جملے دو تین مرتبہ دہرائے، پھر جب اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اٹھایا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے بازوؤں پر اٹھا لیا اور تدفین تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں بازو ہی تھے جو ان کے لیے جنازے کی چارپائی تھی، راوی نے غسل کا ذکر نہیں کیا۔ ثابت نے کہا: کہ انصار میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں تھا جس نے اس میں سے خرچ کیا ہو۔۔

10138/338: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يُقَالُ لَهُ: جُلَيْبِيبٌ، فِي وَجْهِهِ دَمَامَةٌ فَعَرَضَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ التَّزْوِيجَ فَقَالَ: إِذًا تَجِدُنِي كَاسِدًا، فَقَالَ: غَيْرَ أَنَّكَ عِنْدَ اللّٰهِ لَسْتَ بِكَاسِدٍ

حسن: رواه أبو يعلى (3343)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں ایک شخص تھا جس کو جلیبیب کہتے تھے۔ ان کے چہرے پر نشانات تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شادی کرنے کا کہا۔ تو انہوں نے عرض کی کہ میں تو ردی آدمی ہوں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ہاں تو ردی نہیں ہے۔

10139/339: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى جُلَيْبِيبٍ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى أَبِيهَا، فَقَالَ: حَتَّى أَسْتَأْمِرَ أُمَّهَا۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَنَعَمْ إِذًا ۔ قَالَ: فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ إِلَى امْرَأَتِهِ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهَا، فَقَالَتْ: لَا هَا اللَّهُ إِذًا، مَا وَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَّا جُلَيْبِيبًا، وَقَدْ مَنَعْنَاهَا مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانٍ؟! قَالَ: وَالْجَارِيَةُ فِي سِتْرِهَا تَسْتَمِعُ، قَالَ: فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ يُرِيدُ أَنْ يُخْبِرَ النَّبِيَّ ﷺ بِذَلِكَ، فَقَالَتِ الْجَارِيَةُ: أَتُرِيدُونَ أَنْ تَرُدُّوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَمْرَهُ؟! إِنْ كَانَ قَدْ رَضِيَهُ لَكُمْ، فَأَنْكِحُوهُ۔ قَالَ: فَكَأَنَّهَا جَلَتْ عَنْ أَبَوَيْهَا، وَقَالَا: صَدَقْتِ۔ فَذَهَبَ أَبُوهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ قَدْ رَضِيتَهُ فَقَدْ رَضِينَاهُ۔ قَالَ: فَإِنِّي قَدْ رَضِيتُهُ ۔ فَزَوَّجَهَا۔ ثُمَّ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ، فَرَكِبَ جُلَيْبِيبٌ فَوَجَدُوهُ قَدْ قُتِلَ وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ قَتَلَهُمْ۔ قَالَ أَنَسٌ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهَا وَإِنَّهَا لَمِنْ أَنْفَقِ ثَيِّبٍ فِي الْمَدِينَةِ

صحيح: رواه أحمد (12393)، عن عبدالرزاق –وهو في مصنفه (10333) وصحّحه ابن حبان (4059)۔

دار البشير للبحث والتحقيق +923024056187

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا جلیبب رضی اللہ عنہ کے لیے ایک انصاری عورت سے نکاح کا پیغام اس کے والد کے پاس بھیجا، اس نے کہا کہ میں پہلے لڑکی کی والدہ سے مشورہ کرلوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا، وہ آدمی اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے اس بات کا تذکرہ کیا، اس نے فوراً انکار کرتے ہوئے کہہ دیا، باللہ تعالیٰ! کسی صورت میں نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جلیبب کے علاوہ اور کوئی نہیں ملا، ہم نے تو فلاں فلاں رشتے سے انکار کردیا تھا، ادھر وہ لڑکی اپنے پردے میں سن رہی تھی۔ باہم صلاح ومشورے کے بعد جب وہ آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے مطلع کرنے کے لیے روانہ ہونے لگا تو وہ لڑکی کہنے لگی کیا آپ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو رد کریں گے، اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا مندی اس میں شامل ہے تو آپ نکاح کردیں، یہ کہہ کر اس نے اپنے والدین کی آنکھیں کھول دیں اور وہ کہنے لگے کہ تم سچ کہہ رہی ہو، چنانچہ اس کا باپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ اگر آپ اس رشتے پر راضی ہیں تو ہم بھی راضی ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں راضی ہوں، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جلیبب سے اس لڑکی کا نکاح کردیا، کچھ ہی عرصے کے بعد اہل مدینہ پر حملہ ہوا، جلیبب بھی سوار ہوکر نکلے، فراغت کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ وہ شہید ہوچکے ہیں اور ان کے اردگرد مشرکین کی کئی لاشیں پڑی ہیں جنہیں انہوں نے تنہا قتل کیا تھا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس لڑکی کو دیکھا ہے کہ وہ مدینہ

منورہ میں سب سے زیادہ خرچ کرنے والے گھر کی خاتون تھی۔

[31]...... فضل الحارث بن ربعي أبي قتادة الأنصاري

حارث بن ربعی ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10140/340: عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّكُمْ تَسِيرُونَ عَشِيَّتَكُمْ وَلَيْلَتَكُمْ وَتَأْتُونَ الْمَاءَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ غَدًا، فَانْطَلَقَ النَّاسُ لَا يَلْوِي أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ، قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: فَبَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيرُ حَتَّى ابْهَارَّ اللَّيْلُ وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ، قَالَ: فَنَعَسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَمَالَ عَنْ رَاحِلَتِهِ، فَأَتَيْتُهُ فَدَعَمْتُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ أُوقِظَهُ حَتَّى اعْتَدَلَ عَلَى رَاحِلَتِهِ قَالَ: ثُمَّ سَارَ حَتَّى تَهَوَّرَ اللَّيْلُ مَالَ عَنْ رَاحِلَتِهِ قَالَ: فَدَعَمْتُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ أُوقِظَهُ حَتَّى اعْتَدَلَ عَلَى رَاحِلَتِهِ، قَالَ: ثُمَّ سَارَ حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ السَّحَرِ مَالَ مَيْلَةً هِيَ أَشَدُّ مِنَ الْمَيْلَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ حَتَّى كَادَ يَنْجَفِلُ، فَأَتَيْتُهُ فَدَعَمْتُهُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قُلْتُ: أَبُو قَتَادَةَ، قَالَ: مَتَى كَانَ هٰذَا مَسِيرُكَ مِنِّي؟ قُلْتُ: مَا زَالَ هٰذَا مَسِيرِي مُنْذُ اللَّيْلَةِ، قَالَ: حَفِظَكَ اللّٰهُ بِمَا حَفِظْتَ بِهِ نَبِيَّهُ الحديث۔

صحيح: رواه مسلم (681-311)۔

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا اور کہا: تم اپنی (پوری) شام اور (پوری) رات چلتے رہو گے تو ان شاء اللہ کل تک پانی پر پہنچ جاؤ گے۔ لوگ چل پڑے، کوئی مڑ کر دوسرے کی طرف دیکھتا بھی نہ تھا۔ سیدنا ابوقتادہ نے کہا: اسی عالم میں رسول اللہ ﷺ چلتے رہے یہاں تک کہ رات آدھی گزر گئی، میں آپ کے پہلو میں چل رہا تھا، کہا: تو رسول اللہ ﷺ کو اونگھ آ گئی اور آپ سواری سے ایک طرف جھک گئے، میں آپ کے پاس آیا اور آپ کو جگائے بغیر آپ کو سہارا دیا حتی کہ آپ اپنی سواری پر سیدھے ہو گئے، پھر آپ چلتے رہے یہاں تک کہ رات کا بیشتر حصہ گزر گیا، آپ (پھر) سواری پر (ایک طرف) جھکے، کہا: میں نے آپ کو جگائے بغیر آپ کو سہارا دیا یہاں تک کہ آپ اپنی سواری پر سیدھے ہو گئے، کہا: پھر چلتے رہے حتی کہ سحری کا آخری وقت تھا تو آپ (پھر) جھکے، یہ جھکنا پہلے دونوں بار کے جھکنے سے زیادہ تھا، قریب تھا کہ آپ اونٹ سے گر پڑتے، میں آپ کے پاس آیا اور آپ کو سہارا دیا تو آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کی: ابوقتادہ ہوں۔ فرمایا: تم کب سے میرے ساتھ اس طرح چل رہے ہو؟ میں نے عرض کی: میں رات ہی سے اس طرح سفر کر رہا ہوں۔ فرمایا: اللہ اسی طرح تمھاری حفاظت کرے جس طرح تم نے اس کے نبی کی حفاظت کی۔

[32]...... باب أن حارثة بن سراقة بن الحارث الأنصاری فی جنة الفردوس

حارثہ بن سراقہ بن حارث انصاری رضی اللہ عنہ جنت الفردوس میں ہیں کا بیان

10141/341: عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رضی اللہ عنہ يَقُولُ: أُصِيبَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ، فَجَاءَ تْ أُمُّهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ مِنِّى، فَإِنْ يَكُنْ فِى الْجَنَّةِ أَصْبِرْ وَأَحْتَسِبْ، وَإِنْ تَكُ الْأُخْرَى تَرَى مَا أَصْنَعُ، فَقَالَ: وَيْحَكِ، أَوَهَبِلْتِ، أَوَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِىَ، إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيرَةٌ، وَإِنَّهُ فِى جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ

صحيح: رواه البخاری (3982)۔

حمید سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حارثہ بن سراقہ انصاری رضی اللہ عنہ جو ابھی نوعمر لڑکے تھے' بدر کے دن شہید ہو گئے تھے پھر ان کی والدہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ مجھے حارثہ سے کتنا پیار تھا۔ اگر وہ اب جنت میں ہے تو میں اس پر صبر کروں گی اور اللہ تعالیٰ کی امید رکھوں گی اور اگر کہیں دوسری جگہ ہے تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں کس حال میں ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تم پر رحم کرے، کیا دیوانی ہو رہی ہو، کیا وہاں کوئی ایک جنت ہے؟ بہت سی جنتیں ہیں اور تمہارا بیٹا جنت الفردوس میں ہے۔

[33]...... باب فضل حارثة بن النعمان

حارثہ بن نعمان کی فضیلت کا بیان

10142/342 عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: نِمْتُ، فَرَأَيْتُنِى فِى الْجَنَّةِ، فَسَمِعْتُ صَوْتَ قَارِءٍ يَقْرَأُ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: كَذَاكَ الْبِرُّ، كَذَاكَ الْبِرُّ ۔ وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِأُمِّهِ۔

صحيح: رواه أحمد (24080، 25182)،وصحّحه ابن حبان (7014، 7015)، والحاكم (208/3)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں قرآن کریم کی تلاوت کی آواز سنائی دی، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ حارثہ بن نعمان ہیں، تمہارے نیک لوگ اسی طرح کے ہوتے ہیں، نیک لوگ اسی طرح ہوتے ہیں۔ دراصل وہ اپنی والدہ کے ساتھ بڑا اچھا سلوک کرتے تھے۔

10143/343: عن أبی هريرة قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: بينا أنا نائمٌ فی الجنة سمعتُ صوتَ قراءةٍ، فقلتُ: مَنْ هَذَا؟ فقالوا: هذا حارثة بن النعمان، كذلك البرُّ، كذلك البرُّ، كذلك البرُّ، وكان مِنْ أبرِّ الناسِ۔

صحيح: رواه البخاري في خلق أفعال العباد (386)، والنسائي في الكبرى (8177)۔

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں قرآن کریم کی تلاوت کی آواز سنائی دی، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ حارثہ بن نعمان ہیں، تمہارے نیک لوگ اسی طرح کے ہوتے ہیں، نیک لوگ اسی طرح ہوتے ہیں۔ دراصل وہ اپنی والدہ کے ساتھ بڑا اچھا سلوک کرتے تھے۔

[34]...... باب ما جاء في أخبار حارثة بن النعمان

حارثہ بن نعمان کے حالات کا بیان

10144/344: عن أبي سلمة بن عبد الرحمن بن عوف عن الرجل الذي مرَّ برسول الله ﷺ وهو يناجي جبريل علیہ السلام، فزعم أبو سلمة أنه تجنب أن يدنو من رسول الله ﷺ ثم تخوفا أن يسمع حديثه، فلما أصبح قال له رسول الله ﷺ: ((ما منعك أن تسلم إذ مررت بي البارحة؟)) قال: رأيتك تناجي رجلا، فخشيت أن تكره أن أدنو منكما۔ قال: ((وهل تدري مَن الرجل؟)) قال: لا۔ قال: ((فذلك جبريل علیہ السلام، ولو سلمت لرد السلام))۔وقد سمعت من غير أبي سلمة أنه حارثة بن النعمان۔

صحيح: رواه أحمد (16129)۔

ابوسلمہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا جبرائیل سے سرگوشی فرما رہے تھے کہ ایک آدمی وہاں سے گزرا وہ اس خوف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب نہیں گیا کہ کہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کانوں میں نہ پڑ جائے اور وہ کوئی اہم بات ہو صبح ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ رات کو جب تم میرے پاس گزر رہے تھے تو تمہیں مجھ کو سلام کرنے سے کس چیز نے روکا اس نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ آپ کسی شخص سے سرگوشی کر رہے ہیں مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں آپ کو میرا قریب آنا ناگوار نہ لگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جانتے ہو وہ آدمی کون تھا اس نے کہا نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جبرائیل تھے اگر تم سلام کرتے تو وہ بھی تمہیں جواب دیتے بعض اسناد سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گزرنے والے حارثہ بن نعمان تھے۔

[35]...... باب فضل حاطب بن أبي بلتعة

حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10145/345: عن عبيد الله بن أبي رافع - هو كاتب علي - قال: سَمِعْتُ عَلِيًّا رضي الله عنه يَقُولُ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ، فَقَالَ: انطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ، فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ، فَخُذُوا مِنْهَا۔ قَالَ: فَانْطَلَقْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ،

فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ، قُلْنَا لَهَا: أَخْرِجِي الْكِتَابَ، قَالَتْ: مَا مَعِي كِتَابٌ، فَقُلْنَا: لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ، أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ، قَالَ: فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا، فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا فِيهِ: مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ، إِلَى نَاسٍ بِمَكَّةَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَا حَاطِبُ، مَا هٰذَا؟ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ، إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ، يَقُولُ: كُنْتُ حَلِيفًا، وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا، وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، مَنْ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ، فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ، أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُونَ قَرَابَتِي، وَلَمْ أَفْعَلْهُ ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي، وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ۔ فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ۔ فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلَى مَنْ شَهِدَ بَدْرًا قَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ۔ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ السُّورَةَ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ} إِلَى قَوْلِهِ: {فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ}۔

متفق عليه: رواه البخاری (4274)، ومسلم (2494-161)۔

عبید اللہ بن ابی رافع سے روایت ہے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے کاتب تھے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ مجھے اور زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہم کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا اور ہدایت کی کہ (مکہ کے راستے پر) چلے جانا جب تم مقام روضہ خاخ پر پہنچو تو وہاں تمہیں ہودج میں ایک عورت ملے گی۔ وہ ایک خط لیے ہوئے ہے' تم اس سے وہ لے لینا۔ انہوں نے کہا کہ ہم روانہ ہوئے۔ ہمارے گھوڑے ہمیں تیزی کے ساتھ لیے جا رہے تھے۔ جب ہم روضہ خاخ پر پہنچے تو واقعی وہاں ہمیں ایک عورت ہودج میں سوار ملی (جس کا نام سارا یا کناد ہے) ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال۔ وہ کہنے لگی کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے لیکن جب ہم نے اس سے یہ کہا کہ اگر تو نے خود سے خط نکال کر ہمیں نہیں دیا تو ہم تیرا کپڑا اتار کر (تلاشی لیں گے) تب اس نے اپنی چوٹی میں سے وہ خط نکالا۔ ہم وہ خط لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس ہوئے۔ اس میں یہ لکھا تھا کہ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے چند مشرکین مکہ کے نام (صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابوجہل) پھر انہوں نے اس میں مشرکین کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض بھیدوں کی خبر بھی دی تھی۔ (آپ فوج لے کر آنا چاہتے ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا' اے حاطب! تو نے یہ کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے بارے میں فیصلہ کرنے میں آپ جلدی نہ فرمائیں' میں اس کی وجہ عرض کرتا ہوں۔ بات یہ ہے میں دوسرے مہاجرین کی طرح قریش کے خاندان سے نہیں ہوں' صرف ان کا حلیف بن

کران سے جڑ گیا ہوں اور دوسرے مہاجرین کے وہاں عزیز واقرباء ہیں جو ان کے گھر بار مال واس کی نگرانی کرتے ہیں ۔ میں نے چاہا کہ خیر جب میں خاندان کی رو سے ان کا شریک نہیں ہوں تو کچھ احسان ہی ان پر ایسا کردوں جس کے خیال سے وہ میرے کنبہ والوں کو نہ ستائیں ۔ میں نے یہ کام اپنے دین سے پھر کر نہیں کیا اور نہ اسلام لانے کے بعد میرے دل میں کفر کی حمایت کا جذبہ ہے ۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ واقعی انہوں نے تمہارے سامنے سچی بات کہہ دی ہے ۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ! اجازت ہو تو میں اس منافق کی گردن اڑا دوں لیکن آپ ﷺ نے فرمایا یہ غزوۂ بدر میں شریک رہے ہیں اور تمہیں کیا معلوم اللہ تعالیٰ جو غزوۂ بدر میں شریک ہونے والوں کے کام سے واقف ہے سورۂ ممتحنہ میں اس نے ان کے متعلق خود فرما دیا ہے کہ جو چاہو کرو میں نے تمہارے گناہ معاف کردیئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ کہ ان سے تم اپنی محبت کا اظہار کرتے رہو ۔ آیت ﴿قَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ﴾ تک ۔

10146/346: عَنْ جَابِرٍ أَنَّ عَبْدًا لِحَاطِبٍ جَاءَ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَشْكُو حَاطِبًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: كَذَبْتَ، لَا يَدْخُلُهَا، فَإِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ .

صحيح: رواه مسلم (2195)۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کا ایک غلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کی (کسی بات کی) شکایت کرتے ہوئے کہا: اللہ کے رسول اللہ ﷺ! حاطب ضرور دوزخ میں جائے گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جھوٹ کہتے ہو۔ وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ میں شریک ہوا ہے۔

10147/347: عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ، قَالَتْ: جَاءَ غُلَامُ حَاطِبٍ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَا يَدْخُلُ حَاطِبٌ الْجَنَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: كَذَبْتَ، قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ

صحيح: رواه أحمد (27045)، وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني (334)۔

سیدہ ام مبشر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کا ایک غلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کی (کسی بات کی) شکایت کرتے ہوئے کہا: اللہ کے رسول اللہ ﷺ! حاطب ضرور دوزخ میں جائے گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جھوٹ کہتے ہو۔ وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ میں شریک ہوا ہے۔

[36]...... باب ما جاء في فضائل حذيفة بن اليمان

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10148/348: عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ هَزِيمَةً بَيِّنَةً، فَصَاحَ

إِبْلِيسُ: أَیْ عِبَادَ اللّٰهِ أُخْرَاكُمْ، فَرَجَعَتْ أُولَاهُمْ عَلَى أُخْرَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ أُخْرَاهُمْ، فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ، فَنَادَى: أَیْ عِبَادَ اللّٰهِ أَبِی أَبِی، فَقَالَتْ: فَوَاللّٰهِ مَا احْتَجَزُوا حَتَّى قَتَلُوهُ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ۔ قَالَ أَبِی: فَوَاللّٰهِ مَا زَالَتْ فِی حُذَيْفَةَ مِنْهَا بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتَّى لَقِیَ اللّٰهَ عز وجل

صحیح: رواه البخاری (3824)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی میں جب مشرکین ہار چکے تو ابلیس نے چلا کر کہا اے اللہ کے بندو! پیچھے والوں کو (قتل کرو) چنانچہ آگے کے مسلمان پیچھے والوں پر پل پڑے اور انہیں قتل کرنا شروع کر دیا، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جو دیکھا تو ان کے والد (یمان بھی وہیں موجود تھے انہوں نے پکار کر کہا اے اللہ کے بندو یہ تو میرے والد ہیں میرے والد! عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا اللہ کی قسم! اس وقت تک لوگ وہاں سے نہیں ہٹے جب تک انہیں قتل نہ کر لیا، حذیفہ نے صرف اتنا کہا اللہ تمہاری مغفرت کرے، (ہشام نے بیان کیا کہ) اللہ کی قسم! حذیفہ برابر یہ کلمہ دعائیہ کہتے رہے (کہ اللہ ان کے والد پر حملہ کرنے والوں کو بخشے جو کہ محض غلط فہمی کی وجہ سے یہ حرکت کر بیٹھے یہ دعا مرتے دم تک کرتے رہے۔

10149/349: عن يزيد بن شريك التميمی قَالَ: كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ ، فَقَالَ رَجُلٌ: لَوْ أَدْرَكْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَاتَلْتُ مَعَهُ وَأَبْلَيْتُ۔ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَنْتَ كُنْتَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ! لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْأَحْزَابِ وَأَخَذَتْنَا رِيحٌ شَدِيدَةٌ وَقُرٌّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَلَا رَجُلٌ يَأْتِينِی بِخَبَرِ الْقَوْمِ، جَعَلَهُ اللّٰهُ مَعِی يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ فَسَكَتْنَا، فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا أَحَدٌ۔ ثُمَّ قَالَ: أَلَا رَجُلٌ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ، جَعَلَهُ اللّٰهُ مَعِی يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ فَسَكَتْنَا، فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا أَحَدٌ۔ ثُمَّ قَالَ: أَلَا رَجُلٌ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ، جَعَلَهُ اللّٰهُ مَعِی يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ فَسَكَتْنَا، فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا أَحَدٌ۔ فَقَالَ: قُمْ يَا حُذَيْفَةُ، فَأْتِنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ۔ فَلَمْ أَجِدْ بُدًّا إِذْ دَعَانِی بِاسْمِی أَنْ أَقُومَ، قَالَ: اذْهَبْ فَأْتِنِی بِخَبَرِ الْقَوْمِ، وَلَا تَذْعَرْهُمْ عَلَیَّ۔ فَلَمَّا وَلَّيْتُ مِنْ عِنْدِهِ جَعَلْتُ كَأَنَّمَا أَمْشِی فِی حَمَّامٍ حَتَّى أَتَيْتُهُمْ، فَرَأَيْتُ أَبَا سُفْيَانَ يَصْلِی ظَهْرَهُ بِالنَّارِ، فَوَضَعْتُ سَهْمًا فِی كَبِدِ الْقَوْسِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْمِيَهُ، فَذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: وَلَا تَذْعَرْهُمْ عَلَیَّ۔ وَلَوْ رَمَيْتُهُ لَأَصَبْتُهُ، فَرَجَعْتُ وَأَنَا أَمْشِی فِی مِثْلِ الْحَمَّامِ، فَلَمَّا أَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِ الْقَوْمِ وَفَرَغْتُ قُرِرْتُ، فَأَلْبَسَنِی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ فَضْلِ عَبَاءَةٍ كَانَتْ عَلَيْهِ يُصَلِّی فِيهَا، فَلَمْ أَزَلْ نَائِمًا حَتَّى أَصْبَحْتُ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ قَالَ: قُمْ يَا نَوْمَانُ ۔

صحیح: رواه مسلم (1788:99)۔

+923024056187

یزید بن شریک سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہم سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، ایک آدمی نے کہا: اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کو پا لیتا تو آپ کی معیت میں جہاد کرتا اور خوب لڑتا، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم ایسا کرتے؟ میں نے غزوہ احزاب کی رات ہم سب کو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ہمیں تیز ہوا اور سردی نے اپنی گرفت میں لے رکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا کوئی ایسا مرد ہے جو مجھے (اس) قوم (کے اندر) کی خبر لا دے؟ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو میرے ساتھ رکھے! ہم خاموش رہے اور ہم میں سے کسی نے آپ کو کوئی جواب نہ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: کوئی شخص ہے جو میرے پاس ان لوگوں کی خبر لے آئے؟ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو میرے ساتھ رکھے! ہم خاموش رہے اور ہم میں سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: ہے کوئی شخص جو ان لوگوں کی خبر لا دے؟ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو میری رفاقت عطا فرمائے! ہم خاموش رہے، ہم میں سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا، آپ نے فرمایا: حذیفہ! کھڑے ہو جاؤ اور تم مجھے ان کی خبر لا کے دو۔ جب آپ نے میرا نام لے کر بلایا تو میں نے اُٹھنے کے سوا کوئی چارہ نہ پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ ان لوگوں کی خبریں مجھے لا دو اور انہیں میرے خلاف بھڑکا نہ دینا۔ (کوئی ایسی بات یا حرکت نہ کرنا کہ تم پکڑے جاؤ، اور وہ میرے خلاف بھڑک اٹھیں) جب میں آپ کے پاس سے گیا تو میری حالت یہ ہوگئی جیسے میں حمام میں چل رہا ہوں، (پسینے میں نہایا ہوا تھا) یہاں تک کہ میں ان کے پاس پہنچا، میں نے دیکھا کہ ابوسفیان اپنی پشت آگ سے سینک رہا ہے، میں نے تیر کو کمان کی وسط میں رکھا اور اس کو نشانہ بنا دینا چاہا، پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان یاد آ گیا کہ انہیں میرے خلاف بھڑکا نہ دینا (کہ جنگ اور تیز ہو جائے) اگر میں اس وقت تیر چلا دیتا تو وہ نشانہ بن جاتا، میں لوٹا تو (مجھے ایسے لگ رہا تھا) جیسے میں حمام میں چل رہا ہوں، پھر جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو ان لوگوں کی (ساری) خبر بتائی اور میں فارغ ہوا تو مجھے ٹھنڈ لگنے لگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (اپنی اس) عبا کا بچا ہوا حصہ اوڑھا دیا جو آپ (کے جسم اطہر) پر تھی، آپ اس میں نماز پڑھ رہے تھے۔ میں (اس کو اوڑھ کر) صبح تک سوتا رہا، جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا: اے خوب سونے والے! اُٹھ جاو۔

10150/350: عن حذيفة قال: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ المَغْرِبَ فَصَلَّى حَتَّى صَلَّى العِشَاءَ، ثُمَّ انْفَتَلَ فَتَبِعْتُهُ، فَسَمِعَ صَوْتِي، فَقَالَ: مَنْ هَذَا، حُذَيْفَةُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: مَا حَاجَتُكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِأُمِّكَ؟ قَالَ: إِنَّ هَذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِي بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الجَنَّةِ وَأَنَّ الحَسَنَ وَالحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الجَنَّةِ

حسن: رواه الترمذيّ (3781)۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ مغرب پڑھی پھر آپ (نوافل) پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ نے عشاء پڑھی، پھر آپ لوٹے تو میں بھی آپ کے ساتھ پیچھے پیچھے چلا، آپ نے میری آواز سنی تو فرمایا: کون ہو؟ حذیفہ؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، حذیفہ ہوں، آپ نے کہا: کیا بات ہے؟ بخشے اللہ تمہیں اور تمہاری ماں کو۔ (پھر) آپ نے فرمایا: یہ ایک فرشتہ تھا جو اس رات سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اترا تھا، اس نے اپنے رب سے مجھے سلام کرنے اور یہ بشارت دینے کی اجازت مانگی کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں (یعنی جو دنیا میں جوان تھے ان) کے سردار ہیں۔

[37]...... باب فضائل حرملة بن زيد

حرملہ بن زید رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10151/351: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَهُ حَرْمَلَةُ بْنُ زَيْدٍ فَجَلَسَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، الْإِيمَانُ هٰهُنَا وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى لِسَانِهِ وَالنِّفَاقُ هٰهُنَا، وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى صَدْرِهِ وَلَا يَذْكُرُ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيلًا، فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَرَدَّدَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَسَكَتَ حَرْمَلَةُ فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ بِطَرَفِ لِسَانِ حَرْمَلَةَ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَهُ لِسَانًا صَادِقًا، وَقَلْبًا شَاكِرًا، وَارْزُقْهُ حُبِّي وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّنِي وَصَيِّرْ أَمْرَهُ إِلَى الْخَيْرِ، فَقَالَ حَرْمَلَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ لِي إِخْوَانًا مُنَافِقِينَ كُنْتُ فِيهِمْ رَأْسًا أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلَيْهِمْ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَا، مَنْ جَاءَنَا كَمَا جِئْتَنَا اسْتَغْفَرْنَا لَهُ كَمَا اسْتَغْفَرْنَا لَكَ، وَمَنْ أَصَرَّ عَلَى ذَنْبِهِ فَاللّٰهُ أَوْلَى بِهِ وَلَا تَخْرِقْ عَلَى أَحَدٍ سِتْرًا

حسن: رواه الطبرانى فى الكبير (4/5-6)، وابن منده فى معرفة الصحابة (386/1)۔

سیدنا عبداللہ بن عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میں بیٹھا ہوا تھا کہ حرملہ بن زید انصاری آئے جو بنی حارثہ میں سے ایک شخص تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ایمان تو اس مقام پر ہے اور اپنے ہاتھ سے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا اور نفاق اس جگہ ہے اور اپنے ہاتھ سے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا اور ہم اللہ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے حرملہ نے اس کو کئی بار کہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرملہ کی زبان پکڑ لی اور کہا کہ اے اللہ حرملہ کو سچی زبان اور شکر کرنے والا دل عنایت کر اور ان کو میری محبت اور میرے محبت کرنے والوں کی محبت دے اور ان کا انجام بخیر کر۔ حرملہ نے آپ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے کچھ بھائی منافق ہیں میں ان سب کا سردار تھا کیا میں ان کے نام آپ کو بتا دوں رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ جو شخص ہمارے پاس اس طرح آئے گا جس طرح تم آئے ہو تو ہم اس کے لیے استغفار کریں گے جس طرح تمہارے لیے استغفار کیا اور جو شخص اپنے گناہ پر اصرار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ اختیار رکھتا ہے۔تم کسی کی پردہ دری نہ کرو۔

[38]...... باب ما جاء فی فضائل حسان بن ثابت

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10152/352: عن أبی هريرة، مَرَّ عُمَرُ فِی الْمَسْجِدِ وَحَسَّانُ يُنْشِدُ فَقَالَ: كُنْتُ أُنْشِدُ فِيهِ وَفِيهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَبِی هُرَيْرَةَ فَقَالَ: أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ أَسَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: أَجِبْ عَنِّی اللهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ قَالَ: نَعَمْ۔

متفق عليه: رواه البخاری (3212)، ومسلم (2485-151)۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لائے تو حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس وقت یہاں شعر پڑھا کرتا تھا جب آپ سے بہتر شخص (آپ ﷺ) یہاں تشریف رکھتے تھے۔ پھر حسان رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ میں تم سے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہو کیا رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے تم نے نہیں سنا تھا کہ اے حسان! (کفار مکہ کو) میری طرف سے جواب دے۔اے اللہ! روح القدس کے ذریعہ حسان کی مدد کر۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں بے شک (میں نے سنا تھا)۔

10153/353: عن أبی سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ: أَنَّهُ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِیَّ يَسْتَشْهِدُ أَبَا هُرَيْرَةَ: أَنْشُدُكَ اللّٰهَ، هَلْ سَمِعْتَ النَّبِیَّ ﷺ يَقُولُ: يَا حَسَّانُ، أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، اللهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ۔ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: نَعَمْ

متفق عليه: رواه البخاری (453) ومسلم (2485-152)۔

ابوسلمہ (اسماعیل یا عبداللہ) بن عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ انھوں نے حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس بات پر گواہ بنا رہے تھے کہ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا تھا کہ اے حسان! اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے (مشرکوں کو اشعار میں) جواب دو اور اے اللہ! حسان کی روح القدس کے ذریعہ مدد کر۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہاں (میں گواہ ہوں۔ بے شک میں نے حضور ﷺ سے یہ سنا ہے۔)

10154/354: عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتِ اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ النَّبِیَّ ﷺ فِی هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ قَالَ كَيْفَ بِنَسَبِی فَقَالَ حَسَّانُ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِينِ وَعَنْ أَبِيهِ قَالَ

ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ لَا تَسُبَّهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔

متفق علیہ: رواہ البخاری (3531) ومسلم (2489)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مشرکین (قریش) کی ہجو کرنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر میں بھی تو ان ہی کے خاندان سے ہوں۔ اس پر حسان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں آپ کو (شعر میں) اس طرح صاف نکال لے جاؤں گا جیسے آٹے میں سے بال نکال لیا جاتا ہے اور (ہشام نے) اپنے والد سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا، سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں میں حسان رضی اللہ عنہ کو برا کہنے لگا تو انہوں نے فرمایا، انہیں برا نہ کہو، وہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے مدافعت کیا کرتے تھے۔

10155/355: عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ رضي الله عنها وَعِنْدَهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يُنْشِدُهَا شِعْرًا، يُشَبِّبُ بِأَبْيَاتٍ لَهُ، وَقَالَ:

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ ...... وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ

فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: لَكِنَّكَ لَسْتَ كَذَلِكَ۔ قَالَ مَسْرُوقٌ: فَقُلْتُ لَهَا لِمَ تَأْذَنِي لَهُ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْكِ؟ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: {وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ} فَقَالَتْ: وَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمَى؟ قَالَتْ لَهُ: إِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ، أَوْ: يُهَاجِي عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔

متفق علیہ: رواہ البخاری (4146) ومسلم (2488)۔

+923024056187

مسروق نے بیان کیا کہ ہم سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے یہاں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ موجود تھے اور ام المومنین رضی اللہ عنہا کو اپنا اشعار سنا رہے تھے۔ ایک شعر تھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ وہ سنجیدہ اور پاک دامن ہیں جس پر کبھی تہمت نہیں لگائی گئی' وہ ہر صبح بھوکی ہو کر نادان بہنوں کا گوشت نہیں کھاتی۔ اس پر سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا لیکن تم تو ایسے نہیں ثابت ہوئے۔ مسروق نے بیان کیا کہ پھر میں نے سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا' آپ انہیں اپنے یہاں آنے کی اجازت کیوں دیتی ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق فرما چکا ہے اور ان میں وہ شخص جو تہمت لگانے میں سب سے زیادہ ذمہ دار ہے اس کے لیے بڑا عذاب ہوگا اس پر ام المومنین نے فرمایا کہ نابینا ہو جانے سے سخت عذاب اور کیا ہوگا (حسان رضی اللہ عنہ کی بصارت آخر عمر میں چلی گئی تھی) سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ حسان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی حمایت کیا کرتے تھے۔

10156/356: عَنِ الْبَرَاءِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِحَسَّانَ: اهْجُهُمْ أَوْ هَاجِهِمْ وَجِبْرِيلُ مَعَكَ۔

متفق علیہ: رواہ البخاری (3213) ومسلم (2486)۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا، مشرکین مکہ کی تم بھی ہجو کر دو یا (یہ فرمایا

کہ) ان کی ہجو کا جواب دو، جبریل علیہ السلام تمہارے ساتھ ہیں۔

10157/357: عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اهْجُوا قُرَيْشًا، فَإِنَّهُ أَشَدُّ عَلَيْهَا مِنْ رَشْقٍ بِالنَّبْلِ! فَأَرْسَلَ إِلَى ابْنِ رَوَاحَةَ فَقَالَ: اهْجُهُمْ - فَهَجَاهُمْ، فَلَمْ يُرْضِ، فَأَرْسَلَ إِلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ حَسَّانُ: قَدْ آنَ لَكُمْ أَنْ تُرْسِلُوا إِلَى هٰذَا الْأَسَدِ الضَّارِبِ بِذَنَبِهِ! ثُمَّ أَدْلَعَ لِسَانَهُ فَجَعَلَ يُحَرِّكُهُ، فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَفْرِيَنَّهُمْ بِلِسَانِي فَرْيَ الْأَدِيمِ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَعْجَلْ، فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ أَعْلَمُ قُرَيْشٍ بِأَنْسَابِهَا، وَإِنَّ لِي فِيهِمْ نَسَبًا حَتَّى يُلَخِّصَ لَكَ نَسَبِي۔ فَأَتَاهُ حَسَّانُ، ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَدْ لَخَّصَ لِي نَسَبَكَ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِينِ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لِحَسَّانَ: إِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَا نَافَحْتَ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ۔ وَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: هَجَاهُمْ حَسَّانُ فَشَفَى وَاشْتَفَى۔ قَالَ حَسَّانُ:

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ ... وَعِنْدَ اللّٰهِ فِي ذَاكَ الْجَزَاءُ
هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا حَنِيفًا ... رَسُولَ اللّٰهِ شِيمَتُهُ الْوَفَاءُ
فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي ... لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ
ثَكِلْتُ بُنَيَّتِي إِنْ لَمْ تَرَوْهَا ... تُثِيرُ النَّقْعَ مِنْ كَنَفَيْ كَدَاءِ
يُبَارِينَ الْأَعِنَّةَ مُصْعِدَاتٍ ... عَلَى أَكْتَافِهَا الْأَسَلُ الظِّمَاءُ
تَظَلُّ جِيَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ ... تُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَاءُ
فَإِنْ أَعْرَضْتُمُو عَنَّا اعْتَمَرْنَا ... وَكَانَ الْفَتْحُ وَانْكَشَفَ الْغِطَاءُ
وَإِلَّا فَاصْبِرُوا لِضِرَابِ يَوْمٍ ... يُعِزُّ اللّٰهُ فِيهِ مَنْ يَشَاءُ
وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ أَرْسَلْتُ عَبْدًا ... يَقُولُ الْحَقَّ لَيْسَ بِهِ خَفَاءُ
وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ يَسَّرْتُ جُنْدًا ... هُمُ الْأَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَاءُ
يُلَاقِي كُلَّ يَوْمٍ مِنْ مَعَدٍّ ... سِبَابٌ أَوْ قِتَالٌ أَوْ هِجَاءُ
فَمَنْ يَهْجُو رَسُولَ اللّٰهِ مِنْكُمْ ... وَيَمْدَحُهُ وَيَنْصُرُهُ سَوَاءُ
وَجِبْرِيلٌ رَسُولُ اللّٰهِ فِينَا ... وَرُوحُ الْقُدُسِ لَيْسَ لَهُ كِفَاءُ

صحيح: رواه مسلم (2490)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ قریش کی ہجو کرو کیونکہ ہجو ان کو تیروں کی بوچھاڑ سے زیادہ ناگوار ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک شخص کو سیدنا ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ قریش کی ہجو کرو۔ انہوں نے ہجو کی لیکن آپ ﷺ کو پسند نہ آئی۔ پھر سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ پھر سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ جب سیدنا حسان آپ ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ تم پر وہ وقت آ گیا کہ تم نے اس شیر کو بلا بھیجا جو اپنی دم سے مارتا ہے (یعنی اپنی زبان سے لوگوں کو قتل کرتا ہے گویا میدان فصاحت اور شعر گوئی کے شیر ہیں)۔ پھر اپنی زبان باہر نکالی اور اس کو ہلانے لگے اور عرض کیا کہ قسم اس کی جس نے آپ ﷺ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے میں کافروں کو اپنی زبان سے اس طرح پھاڑ ڈالوں گا جیسے چمڑے کو پھاڑ ڈالتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے حسان! جلدی مت کر! کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ قریش کے نسب کو بخوبی جانتے ہیں اور میرا بھی نسب قریش ہی ہیں، تو وہ میرا نسب تجھے علیحدہ کر دیں گے۔ پھر حسان سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، پھر اس کے بعد لوٹے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا نسب مجھ سے بیان کر دیا ہے، قسم اس کی جس نے آپ ﷺ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا، میں آپ ﷺ کو قریش میں سے ایسا نکال لوں گا جیسے بال آٹے میں سے نکال لیا جاتا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ حسان سے فرماتے تھے کہ روح القدس ہمیشہ تیری مدد کرتے رہیں گے جب تک تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جواب دیتا رہے گا۔ اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ حسان نے قریش کی ہجو کی تو مومنوں کے دلوں کو شفاء دی اور کافروں کی عزتوں کو تباہ کر دیا۔ حسان نے کہا کہ تو نے محمد ﷺ کی برائی کی تو میں نے اس کا جواب دیا اور اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ دے گا۔ تو نے محمد ﷺ کی برائی کی جو نیک اور پرہیزگار ہیں، اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں اور وفاداری ان کی خصلت ہے۔ میرے باپ دادا اور میری آبرو محمد ﷺ کی آبرو بچانے کے لیے قربان ہیں۔ اگر کداء (مکہ کے دروازہ پر گھاٹی) کے دونوں جانب سے غبار اڑتا ہو نہ دیکھو تو میں اپنی جان کو کھوؤں۔ ایسی اونٹنیاں جو باگوں پر زور کریں گی اور اپنی قوت اور طاقت سے اوپر چڑھتی ہوئیں، ان کے کندھوں پر وہ برچھے ہیں جو باریک ہیں یا خون کی پیاسی ہیں اور ہمارے گھوڑے دوڑتے ہوئے آئیں گے، ان کے منہ عورتیں اپنے دوپٹوں سے پونچھتی ہیں۔ اگر تم ہم سے نہ بولو تو ہم عمرہ کر لیں گے اور فتح ہو جائے گی اور پردہ اٹھ جائے گا۔ نہیں تو اس دن کی مار کے لیے صبر کرو جس دن اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا عزت دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ایک لشکر تیار کیا ہے جو انصار کا لشکر ہے، جس کا کھیل کافروں سے مقابلہ کرنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ایک بندہ بھیجا جو سچ کہتا ہے اس کی بات میں کچھ شبہ نہیں ہے۔ ہم تو ہر روز ایک نہ ایک تیاری میں ہیں، گالی گلوچ ہے کافروں سے یا لڑائی ہے یا کافروں کی ہجو ہے۔ تم میں سے جو کوئی اللہ کے رسول ﷺ کی ہجو کرے اور ان کی تعریف کرے یا مدد کرے وہ سب برابر ہیں۔ اور (روح القدس) جبریل علیہ السلام کو

دار ابن بشیر للبحث والتحقیق +923024056187

اللہ کی طرف سے ہم میں بھیجا گیا ہے اور روح القدس کا (کائنات میں) کوئی مدمقابل نہیں۔

[39]...... باب فضل الحسن بن علی، وأنه سيد يصلح الله به بين فئتين

حسن بن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور یہ کہ وہ سردار ہیں، اور ان سے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح ہوگی کا بیان

حسن بن علی بن ابو طالب ہاشمی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے ہیں، نصف رمضان تین ہجری میں پیدا ہوئے۔

یعقوب بن سفیان کہتے ہیں ہمیں سعید بن منصور نے بیان کیا، انہیں عون بن موسی نے بیان کیا کہ میں نے ھلال بن خ کو سنا انہوں نے کہا کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے اہل عراق کے سرداروں کو اس محل میں جمع کیا اور فرمایا: تحقیق تم نے میرے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی ہے کہ جسے میں امان دوں اسے تم بھی امان دو گے اور جس سے میں جنگ کروں اس سے تم بھی جنگ کرو گے۔ لہٰذا میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔ پس تم سنو اور اطاعت کرو۔ ان کی وفات صحیح قول کے مطابق 49 ہجری میں ہوئی۔ جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔ اور کہا جاتا ہے کہ انہیں زہر دیا گیا تھا۔ الإصابة (543/2)۔

10158/358: عَنْ أَبِی مُوسَى قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: اسْتَقْبَلَ وَاللّٰهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مُعَاوِيَةَ بِكَتَائِبَ أَمْثَالِ الْجِبَالِ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: إِنِّی لَأَرَى كَتَائِبَ لَا تُوَلِّی حَتَّى تَقْتُلَ أَقْرَانَهَا، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: وَكَانَ وَاللّٰهِ خَيْرَ الرَّجُلَيْنِ أَیْ عَمْرُو، إِنْ قَتَلَ هَؤُلَاءِ هَؤُلَاءِ، وَهَؤُلَاءِ هَؤُلَاءِ، مَنْ لِی بِأُمُورِ النَّاسِ، مَنْ لِی بِنِسَائِهِمْ، مَنْ لِی بِضَيْعَتِهِمْ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ، مِنْ بَنِی عَبْدِ شَمْسٍ، عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ، فَقَالَ: اذْهَبَا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ، فَاعْرِضَا عَلَيْهِ، وَقُولَا لَهُ، وَاطْلُبَا إِلَيْهِ۔ فَأَتَيَاهُ فَدَخَلَا عَلَيْهِ، فَتَكَلَّمَا وَقَالَا لَهُ، فَطَلَبَا إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: إِنَّا بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، قَدْ أَصَبْنَا مِنْ هَذَا الْمَالِ، وَإِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِی دِمَائِهَا۔ قَالَا: فَإِنَّهُ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا، وَيَطْلُبُ إِلَيْكَ وَيَسْأَلُكَ، قَالَ: فَمَنْ لِی بِهَذَا؟ قَالَا: نَحْنُ لَكَ بِهِ، فَمَا سَأَلَهُمَا شَيْئًا إِلَّا قَالَا: نَحْنُ لَكَ بِهِ، فَصَالَحَهُ فَقَالَ الْحَسَنُ: وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ، وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرَى، وَيَقُولُ: إِنَّ ابْنِی هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔

قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: إِنَّمَا ثَبَتَ لَنَا سَمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ أَبِي بَكْرَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ

صحيح: رواه البخاري (2704)۔

حسن بصری سے روایت ہے کہ قسم اللہ کی جب حسن بن سیدنا علی رضی اللہ عنہما (معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں) پہاڑوں میں لشکر لے کر پہنچے، تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا (جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مشیر خاص تھے) کہ میں ایسا لشکر دیکھ رہا ہوں جو اپنے مقابل کو نیست و نابود کیے بغیر واپس نہ جائے گا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا اور قسم اللہ کی، وہ ان دونوں اصحاب میں زیادہ اچھے تھے، کہ اے عمرو! اگر اس لشکر نے اس لشکر کو قتل کر دیا، یا اس نے اس کو کر دیا، تو (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) لوگوں کے امور (کی جواب دہی کے لیے) میرے ساتھ کون ذمہ داری لے گا، لوگوں کی بیوہ عورتوں کی خبر گیری کے سلسلے میں میرے ساتھ کون ذمہ دار ہوگا۔ لوگوں کی آل اولاد کے سلسلے میں میرے ساتھ کون ذمہ دار ہوگا۔ آخر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے یہاں قریش کی شاخ بنو عبد شمس کے دو آدمی بھیجے۔ عبدالرحمن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر بن کریز، آپ نے ان دونوں سے فرمایا کہ حسن بن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے یہاں جاؤ اور ان کے سامنے صلح پیش کرو، ان سے اس پر گفتگو کرو اور فیصلہ انہیں کی مرضی پر چھوڑ دو۔ چنانچہ یہ لوگ آئے اور آپ سے گفتگو کی اور فیصلہ آپ ہی کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ حسن بن سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم بنو عبدالمطلب کی اولاد ہیں اور ہم کو خلافت کی وجہ سے روپے پیسہ خرچ کرنے کی عادت ہوگئی ہے اور ہمارے ساتھ یہ لوگ ہیں، یہ خون خرابہ کرنے میں طاق ہیں، بغیر روپے دیئے ماننے والے نہیں۔ وہ کہنے لگے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو اتنا اتنا روپے دینے پر راضی ہیں اور آپ سے صلح چاہتے ہیں۔ فیصلہ آپ کی مرضی پر چھوڑا ہے اور آپ سے پوچھا ہے۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کی ذمہ داری کون لے گا؟ ان دونوں قاصدوں نے کہا کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ حسن نے جس چیز کے متعلق بھی پوچھا، تو انہوں نے یہی کہا کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ آخر آپ نے صلح کر لی، پھر فرمایا کہ میں نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے سنا ہے اور حسن بن سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھے، آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اور فرماتے کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا۔ امام بخاری نے کہا مجھ سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہ ہمارے نزدیک اس حدیث سے حسن بصری کا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سننا ثابت ہوا ہے۔

10159/359: عن أنس قال: رأيت رسول الله ﷺ يخطب، والحسن بن علي على فخذه ويقول: ((إني لأرجو أن يكون ابني هذا سيدا، وإني لأرجو أن يصلح الله به بين فئتين من أمتي))۔

حسن: رواه النسائي في عمل اليوم والليلة (253)، والبزار في مسنده (6664)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے سنا ہے اور حسن بن سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھے، اور فرماتے کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا۔

10160/360: عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، قَالَ: كُنَّا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رضي الله عنهما فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَرَدَّ عَلَيْهِ الْقَوْمُ وَمَضَى وَأَبُو هُرَيْرَةَ لَا يَعْلَمُ، فَقِيلَ لَهُ هَذَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُسَلِّمُ، فَلَحِقَهُ فَقَالَ: وَعَلَيْكَ يَا سَيِّدِي. فَقِيلَ لَهُ: تَقُولُ يَا سَيِّدِي؟ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّهُ سَيِّدٌ.

حسن: رواه النسائی فی عمل الیوم واللیلة (250)، وأبو یعلی (6561)، والطبرانی فی الکبیر (24/3)۔

ابوسعید المقبری فرماتے ہیں کہ ہم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ کہ حسن بن سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سلام کیا۔ ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کے سلام کا جواب دیا، ابو ہریرہ کو ان کے سلام کا علم نا ہوا۔ جب وہ چلے گئے تو ہم نے کہا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حسن بن علی ہیں، ہم پر انہوں سے سلام کیا ہے، آپ رضی اللہ عنہ ان ک پیچھے گئے اور ان سے ملاقات کی اور کہنے لگے، آپ رضی اللہ عنہ پر سلامتی ہو! اے میرے سردار، تو ان سے کہا گیا کہ آپ نے انہیں سردار کہا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ سردار ہیں۔

[40]...... باب فی محبة النبی ﷺ للحسن بن علی وأخباره

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن بن علی سے محبت کرنے، اور ان کے حالات کا بیان

10161/361: عن الْبَرَاءَ رضي الله عنه قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، وَالْحَسَنُ عَلَى عَاتِقِهِ، يَقُولُ: اللهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ

متفق علیه: رواه البخاری (3749)، ومسلم (2422-58)۔

سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ آپ کے کاندھے مبارک پر تھے اور آپ یہ فرمارہے تھے کہ اے اللہ! مجھے اس سے محبت ہے تو بھی اس سے محبت رکھ۔

10162/362: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ الدَّوْسِيِّ رضي الله عنه قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي طَائِفَةِ النَّهَارِ، لَا يُكَلِّمُنِي وَلَا أُكَلِّمُهُ، حَتَّى أَتَى سُوقَ بَنِي قَيْنُقَاعَ، فَجَلَسَ بِفِنَاءِ بَيْتِ فَاطِمَةَ، فَقَالَ: أَثَمَّ لُكَعُ، أَثَمَّ لُكَعُ، فَحَبَسَتْهُ شَيْئًا، فَظَنَنْتُ أَنَّهَا تُلْبِسُهُ سِخَابًا أَوْ تُغَسِّلُهُ، فَجَاءَ يَشْتَدُّ حَتَّى عَانَقَهُ وَقَبَّلَهُ، وَقَالَ: اللهُمَّ أَحْبِبْهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ

متفق علیه: رواه البخاری (2122)، ومسلم (2421-57)،

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ دن کے ایک حصہ میں تشریف لے چلے۔ نہ آپ ﷺ نے مجھ سے کوئی بات کی اور نہ میں نے آپ ﷺ سے۔ اسی طرح آپ بنی قینقاع کے بازار میں آئے پھر (واپس ہوئے اور) سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے آنگن میں بیٹھ گئے، اور فرمایا، وہ بچہ کہاں ہے وہ بچہ کہاں ہے؟ سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا (کسی مشغولیت کی وجہ سے فوراً) آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکیں۔ میں نے خیال کیا، ممکن ہے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو کرتا وغیرہ پہنا رہی ہوں یا نہلا رہی ہوں۔ تھوڑی ہی دیر بعد سیدنا حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے، آپ نے ان کو سینے سے لگا لیا اور بوسہ لیا، پھر فرمایا اے اللہ؟! اسے محبوب رکھ اور اس شخص کو بھی محبوب رکھ جو اس سے محبت رکھے۔

10163/363: عن أسامة بن زيد عن النبى ﷺ أنه كان يأخذه والحسنَ، فيقول: ((اللهم أَحِبَّهما فإنى أُحبُّهما)).

صحيح: رواه البخارى (3735).

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ انہیں اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیتے اور فرماتے اے اللہ! تو انہیں اپنا محبوب بنا کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں۔

10164/364: عَنْ زُهَيْرِ بْنِ الْأَقْمَرِ قَالَ: بَيْنَمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَخْطُبُ بَعْدَمَا قُتِلَ عَلِيٌّ، إِذْ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَزْدِ آدَمُ طُوَالٌ، فَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَاضِعَهُ فِي حَبْوَتِهِ، يَقُولُ: مَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّهُ، فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ وَلَوْلَا عَزْمَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا حَدَّثْتُكُمْ.

+923024056187

حسن: رواه أحمد (23106) وصحّحه الحاكم (3/173-174).

زہیر بن اقمر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ شہادت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بعد امام سیدنا حسن رضی اللہ عنہ تقریر فرما رہے تھے کہ قبیلہ ازد کا ایک گندم گوں طویل قد کا آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے حسن رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں رکھا ہوا تھا اور فرما رہے تھے کہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسے چاہیے کہ اس سے بھی محبت کرے اور حاضرین غائبین تک یہ پیغام پہنچا دیں اور اگر نبی کریم ﷺ نے پختگی کے ساتھ یہ بات نہ فرمائی ہوتی تو میں تم سے کبھی بیان نہ کرتا۔

10165/365: عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمُصُّ لِسَانَهُ - أَوْ قَالَ: شَفَتَهُ، يَعْنِي الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ - وَإِنَّهُ لَنْ يُعَذَّبَ لِسَانٌ أَوْ شَفَتَانِ مَصَّهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ.

صحيح: رواه أحمد (16848).

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو امام سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی زبان یا ہونٹ چوستے ہوئے دیکھا ہے اور اس زبان یا ہونٹ کو عذاب نہیں دیا جائے گا جیسے نبی ﷺ نے چوسا ہو۔

10166/366: عن أنس قَالَ: لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ

صحيح: رواه البخاری (3752)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حسن بن سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ اور کوئی شخص نبی کریم ﷺ سے زیادہ مشابہ نہیں تھا۔

10167/367: عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ الْحَسَنُ يُشْبِهُهُ۔

صحيح: رواه البخاری (3543)۔

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو میں نے دیکھا تھا۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ میں آپ کی پوری شباہت موجود تھی۔

10168/368: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ: وَحَمَلَ الْحَسَنَ وَهُوَ يَقُولُ: بِأَبِي شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ، لَيْسَ شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ۔ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ۔

صحيح: رواه البخاری (3750)۔

عقبہ بن حارث نے بیان کیا کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھائے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں: میرے باپ ان پر فدا ہوں، یہ نبی کریم ﷺ سے مشابہ ہیں، علی سے نہیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ وہیں مسکرا رہے تھے۔

10169/369: عن عَلِيّ بْن أَبِي طَالِبٍ: خَطَبْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ابْنَتَهُ فَاطِمَةَ، قَالَ: فَبَاعَ عَلِيٌّ دِرْعًا لَهُ وَبَعْضَ مَا بَاعَ مِنْ مَتَاعِهِ، فَبَلَغَ أَرْبَعَ مِائَةٍ وَثَمَانِينَ دِرْهَمًا۔ قَالَ: وَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَجْعَلَ ثُلُثَيْهِ فِي الطِّيبِ، وَثُلُثًا فِي الثِّيَابِ، وَمَجَّ فِي جَرَّةٍ مِنْ مَاءٍ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَغْتَسِلُوا بِهِ قَالَ: وَأَمَرَهَا أَنْ لَا تَسْبِقَهُ بِرِضَاعِ وَلَدِهَا قَالَ: فَسَبَقَتْهُ بِرَضَاعِ الْحُسَيْنِ وَأَمَّا الْحَسَنُ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَنَعَ فِي فِيهِ شَيْئًا لَا نَدْرِي مَا هُوَ، فَكَانَ أَعْلَمَ الرَّجُلَيْنِ

صحيح: رواه أبو يعلى (353) -ومن طريقه الضياء فی المختارة (684)- وابن سعد فی الطبقات (21/8)۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بیٹی سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام بھیجا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہ فروخت کی اور تھوڑا سا سامان بیچا، جس کی قیمت 4 ہزار درہم ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا، اس کے دو تہائی کی خوشبو خرید لو، ایک تہائی کے کپڑے خرید لو۔ ایک برتن میں پانی بھرنے کا حکم دیا۔ ان کو حکم دیا اس میں غسل کرنے کا۔ اور سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ بچے کو دودھ پہلے نا پلانا، لیکن حسین رضی اللہ عنہ کو دودھ پلانے میں انہوں نے پہل کی۔ لیکن سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے منہ میں رسول اللہ ﷺ نے کوئی شے رکھی جسے ہم نہیں جانتے؟ تو وہ دو آدمیوں سے زیادہ جانتے تھے۔

10170/370: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ النَّاسَ، فَخَرَجَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رضي الله عنه فِي عُنُقِهِ خِرْقَةٌ يَجُرُّهَا، فَعَثَرَ فِيهَا فَسَقَطَ عَلَى وَجْهِهِ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمِنْبَرِ يُرِيدُهُ، فَلَمَّا رَآهُ النَّاسُ أَخَذُوا الصَّبِيَّ فَأَتَوْهُ بِهِ، فَحَمَلَهُ فَقَالَ: قَاتَلَ اللّٰهُ الشَّيْطَانَ، إِنَّ الْوَلَدَ فِتْنَةٌ، وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ أَنِّي نَزَلْتُ عَنِ الْمِنْبَرِ حَتَّى أُوتِيتُ بِهِ.

حسن: رواه الطبرانی فی الکبیر (3/33-34)۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے آئے، ان کی گردن میں کپڑا تھا جو گھسٹ رہا تھا۔ اس میں اس کا پاؤں اٹک گیا جس سے وہ چہرے کے بل گر گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو پکڑنے کے لیے اترنے لگے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں اٹھا کر آپ کو دے دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اٹھایا اور فرمایا: شیطان پر اللہ کی لعنت ہو، اولاد آزمائش ہوتی ہے، اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں منبر سے اترا اور یہ مجھے دیے گئے۔

[41]...... باب ما جاء فی فضل الحسین بن علی

حسین بن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10171/371: عن جابر بن عبد اللّٰه قال: ((من سرَّه أن ينظر إلى رجل من أهل الجنة فلينظر إلى الحسين بن على)) فإنى سمعت رسول اللّٰه ﷺ يقوله۔

حسن: رواه أحمد (1372)، وأبو يعلى (1874)، وصحّحه ابن حبان (6966)۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی جنتی نوجوان کو دیکھنا چاہتا ہے وہ حسین بن سیدنا علی رضی اللہ عنہما کو دیکھ لے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا فرماتے ہوئے سنا ہے۔

10172/372: عن يَعْلَى بْنَ مُرَّةَ، حَدَّثَهُمْ أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى طَعَامٍ دُعُوا لَهُ، فَإِذَا حُسَيْنٌ يَلْعَبُ فِي السِّكَّةِ، قَالَ: فَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ أَمَامَ الْقَوْمِ، وَبَسَطَ يَدَيْهِ، فَجَعَلَ الْغُلَامُ يَفِرُّ هَاهُنَا وَهَاهُنَا، وَيُضَاحِكُهُ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى أَخَذَهُ، فَجَعَلَ إِحْدَى يَدَيْهِ تَحْتَ ذَقْنِهِ، وَالْأُخْرَى فِي فَأْسِ رَأْسِهِ فَقَبَّلَهُ وَقَالَ: حُسَيْنٌ مِنِّي، وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ

حسن: رواه الترمذی (3775)، وابن ماجه (144)

سیدنا یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کھانے کی دعوت پر باہر نکلے تو راستے میں

دار ابن بشیر قصور: +923024056187

حسین رضی اللہ عنہ کھیل رہے تھے۔ نبی ﷺ جلدی سے لوگوں سے آگے بڑھے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا دیا۔ بچے نے ادھر ادھر بھاگنا شروع کر دیا۔ نبی ﷺ اس کے ساتھ ہنسی کرتے رہے یہاں تک کہ اس کو پکڑ لیا۔ آپ نے ایک ہاتھ اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا اور دوسرا اس کے سر پر رکھا اور اسے گلے لگا لیا۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرے۔ حسین ہمارے بچوں میں سے ایک بچہ ہے۔

10173/373: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه: أُتِيَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ عليه السلام، فَجُعِلَ فِي طَسْتٍ، فَجَعَلَ يَنْكُتُ، وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا، فَقَالَ أَنَسٌ: كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ۔

صحیح: رواہ البخاری (3748)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک عبید اللہ بن زیاد کے پاس لایا گیا اور ایک طشت میں رکھ دیا گیا تو وہ بدبخت اس پر لکڑی سے مارنے لگا اور آپ کے حسن اور خوبصورتی کے بارے میں بھی کچھ کہا (کہ میں نے اس سے زیادہ خوبصورت چہرہ نہیں دیکھا) اس پر سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ انہوں نے وسمہ کا خضاب استعمال کر رکھا تھا۔

[42]...... باب ما جاء فی أخبار الحکم بن أبی العاص

حکم بن ابو العاص کے حالات کا بیان

10174/374: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَهِيِّ، مَوْلَى الزُّبَيْرِ، قَالَ: كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ وَمَرْوَانُ يَخْطُبُ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: وَاللّٰهِ مَا اسْتَخْلَفَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِهِ، فَقَالَ مَرْوَانُ: أَنْتَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيكَ ﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا﴾ [الأحقاف: 17] فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ أَبَاكَ۔

حسن: رواہ البزار (2273)۔

عبد اللہ البھی مولی الزبیر نے بیان کیا کہ وہ مسجد میں تھے اور مروان لوگوں کو خطبہ دے رہا تھا۔ عبد الرحمن بن ابو بکر نے کہا کہ اللہ کی قسم اس کے اہل و عیال میں سے کسی نے ان کو خلیفہ نامزد نہیں کیا۔ تو مروان نے کہا کہ تم وہی نہیں ہو جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَا﴾ (الاحقاف 17)۔ تو عبد الرحمن بن ابو بکر نے کہا کہ تو نے جھوٹ کہا ہے۔ لیکن تیرے باپ پر تو اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت کی ہے۔

10175/375: عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى الْكَعْبَةِ وَهُوَ يَقُولُ: وَرَبِّ هَذِهِ الْكَعْبَةِ، لَقَدْ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فُلَانًا، وَمَا وُلِدَ مِنْ صُلْبِهِ۔

وفی روایة: لقد لعنَ اللّٰه الحکمَ وما ولدَ علی لسانه نبیه ﷺ۔

صحیح: رواہ أحمد (16128)، والبزار – کشف الأستار (1623)۔

امام شعبی کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن زبیر کو خانہ کعبہ سے ٹیک لگا کر یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اس کعبہ کے رب کی قسم نبی ﷺ نے فلاں شخص اوراس کی نسل میں پیدا ہونے والے بچوں پر لعنت فرمائی ہے۔

10176/376: عَنْ عَبْدِ اللّٰه بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، وَقَدْ ذَهَبَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ يَلْبَسُ ثِيَابَهُ لِيَلْحَقَنِي، فَقَالَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ :لَيَدْخُلَنَّ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ لَعِينٌ فَوَاللّٰه مَا زِلْتُ وَجِلًا أَتَشَوَّفُ دَاخِلًا وَخَارِجًا حَتَّى دَخَلَ فُلَانٌ يَعْنِي الْحَكَمَ۔

صحیح: رواہ أحمد (6520)، والبزار –کشف الأستار (1625)۔

سیدنا ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے میرے والد سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کپڑے پہننے چلے گئے تھے تاکہ بعد میں مجھ سے مل جائیں اسی اثنا میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عنقریب تمہارے پاس ایک ملعون آدمی آئے گا واللہ مجھے تو مستقل دھڑکا لگا رہا اور میں اندر باہر برابر جھانک کر دیکھتا رہا (کہ کہیں میرے والد نہ ہوں) یہاں تک کہ حکم مسجد میں داخل ہوا (وہ مراد تھا)۔

[43]...... باب ما جاء فی فضل حمزة بن عبد المطلب

حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10177/377: عن جابر بن عبداللّٰه قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: ((أفضل الشهداء عند اللّٰه حمزة بن عبد المطلب))۔

حسن: رواہ الطبرانی فی الأوسط (922)۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہداء میں سب سے زیادہ فضیلت والے شہید حمزہ بن عبد المطلب ہیں۔

[44]...... باب فی فضل خالد بن الولید وأخباره

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی فضیلت اوران کے واقعات کا بیان

10178/378: عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعَى زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ، فَقَالَ: أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ: حَتَّى أَخَذَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللّٰهِ، حَتَّى

دار ابن بشیر للبحث والتحقیق قصور +923024056187

فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

صحيح: رواه البخاری (3757) و (4262)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اطلاع کے پہنچنے سے پہلے زید، جعفر اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر صحابہ کو سنادی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اب اسلامی علم کو زید رضی اللہ عنہ لیے ہوئے ہیں اور وہ شہید کر دیئے گئے، اب جعفر رضی اللہ عنہ نے علم اٹھالیا اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے، اب ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے علم اٹھالیا اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر آپ نے فرمایا: اور آخر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) نے علم اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی۔

10179/379: عن أبی قتادة فارس رسول الله ﷺ أن رسول الله ﷺ قال - فی قصة غزوة مؤته -: ثُمَّ أَخَذَ اللِّوَاءَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَلَمْ يَكُنْ مِنَ الْأُمَرَاءِ، هُوَ أَمَّرَ نَفْسَهُ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أُصْبُعَيْهِ، وَقَالَ: اللهُمَّ هُوَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِكَ، فَانْصُرْهُ۔

حسن: رواه النسائی (8159)، وأحمد (22551)، وصحّحه ابن حبان (7048)۔

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بتایا ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غزوہ موتہ کے واقعہ میں -: پھر خالد بن ولید نے جھنڈا پکڑ لیا گو کہ کسی نے انہیں امیر منتخب نہیں کیا تھا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی بلند کر کے فرمایا اے اللہ! وہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے تو اس کی مدد فرما۔

10180/380: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَيْشًا اسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ فَإِنْ قُتِلَ زَيْدٌ أَوِ اسْتُشْهِدَ، فَأَمِيرُكُمْ جَعْفَرٌ، فَإِنْ قُتِلَ أَوِ اسْتُشْهِدَ، فَأَمِيرُكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَقُوا الْعَدُوَّ، فَأَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ جَعْفَرٌ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَأَتَى خَبَرُهُم النَّبِيَّ ﷺ، فَخَرَجَ إِلَى النَّاسِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَقَالَ: إِنَّ إِخْوَانَكُمْ لَقُوا الْعَدُوَّ، وَإِنَّ زَيْدًا أَخَذَ الرَّايَةَ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ - أَوِ اسْتُشْهِدَ - ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ بَعْدَهُ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ - أَوِ اسْتُشْهِدَ - ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ - أَوِ اسْتُشْهِدَ - ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللّٰهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ)) الحديث۔

صحيح: رواه أحمد (1750)، والنسائی فی الکبری (8550)۔

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ فرمایا جس کا امیر سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

کو مقرر فرمایا، ان کی شہادت کی صورت میں سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کو، اور ان کی شہادت کی صورت میں سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا، دشمن سے آمنا سامنا ہوا، سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا ہاتھ میں پکڑ کر اس بے جگری سے جنگ کی کہ شہید ہو گئے، پھر سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا ہاتھ میں لے کر قتال شروع کیا لیکن وہ بھی شہید ہو گئے، پھر سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا ہاتھ میں لے کر جنگ شروع کی لیکن وہ بھی شہید ہو گئے، پھر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا اور ان کے ہاتھ پر اللہ نے مسلمانوں کو فتح عطاء فرمائی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے پاس تشریف لائے، اللہ کی حمد وثناء کی اور فرمایا: تمہارے بھائیوں کا دشمن سے آمنا سامنا ہوا، زید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑ کر قتال شروع کیا اور شہید ہو گئے، ان کے بعد جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑ کر جنگ شروع کی اور وہ بھی شہید ہو گئے، پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا تھاما اور قتال شروع کیا لیکن وہ بھی شہید ہو گئے، اس کے بعد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑ کر جنگ شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عطاء فرمائی۔

10181/381: عن أبی العجفاء قال: قیل لعمر بن الخطاب: لو عهدت یا أمیر المؤمنین؟ قال: لو أدرکت أبا عبیدة بن الجراح ثم ولیته، ثم قدمت علی ربی، فقال لی: لِمَ استخلفته علی أمة محمد؟ قلت: سمعت عبدك وخلیلك یقول: ((لكل أمة أمین، وإن أمین هذه الأمة أبو عبیدة بن الجراح))، ولو أدرکت خالد بن الولید ثم ولیته، ثم قدمت علی ربی، فقال لی: من استخلفت علی أمة محمد؟ لقلت: سمعت عبدك وخلیلك یقول لخالد: ((سیف من سیوف اللّٰه سلّه اللّٰه علی المشرکین))۔

حسن: رواه ابن أبی عاصم فی الآحاد والمثانی (697) والشاشی فی مسنده (617)

ابو العجفاء نے کہا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ اے امیر المومنین اگر کوئی امیر مقرر کر دیتے؟ تو فرمانے لگے کہ اگر میں ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو پا لیتا اور انہیں امیر مقرر کر دیتا پھر میں اپنے رب کے سامنے پیش ہوتا تو میرا رب مجھ سے پوچھتا کہ اپنے بعد تم نے ان کو کیوں امت محمدیہ پر امیر مقرر کیا ہے؟ تو میں عرض کرتا کہ میں نے تیرے بندے اور خلیل کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ: ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگر میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو پا لیتا اور انہیں امیر مقرر کر دیتا پھر میں اپنے رب کے سامنے پیش ہوتا تو میرا رب مجھ سے پوچھتا کہ اپنے بعد تم نے ان کو کیوں امت محمدیہ پر امیر مقرر کیا ہے؟ تو میں عرض کرتا کہ میں نے تیرے بندے اور خلیل کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بارے فرماتے ہوئے سنا کہ: اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔ اللہ نے انہیں مشرکین پر سونتا ہے۔

10182/382: عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، قَالَ: نَزَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَنْزِلًا، فَجَعَلَ النَّاسُ يَمُرُّونَ، فَيَقُولُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ هَذَا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ فَأَقُولُ: فُلَانٌ، فَيَقُولُ: نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ هَذَا، وَيَقُولُ: مَنْ هَذَا؟ فَأَقُولُ: فُلَانٌ، فَيَقُولُ: بِئْسَ عَبْدُ اللّٰهِ هَذَا، حَتَّى مَرَّ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟ فَقُلْتُ: هَذَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَقَالَ: نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللّٰهِ۔

حسن: رواه الترمذی (3846)۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک منزل پر پڑاؤ کیا، جب لوگ آپ کے سامنے سے گزرتے تو آپ پوچھتے: ابوہریرہ! یہ کون ہے؟ میں کہتا: فلاں ہے، تو آپ فرماتے: کیا ہی اچھا بندہ ہے یہ اللہ کا، پھر آپ فرماتے: یہ کون ہے؟ تو میں کہتا: فلاں ہے تو آپ فرماتے: کیا ہی برا بندہ ہے یہ اللہ کا، یہاں تک کہ خالد بن ولید گزرے تو آپ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا: یہ خالد بن ولید ہیں، آپ نے فرمایا: کیا ہی اچھے بندے ہیں اللہ کے خالد بن ولید، وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔

[45]...... باب ما جاء فی خریم بن فاتك الأسدی

خریم بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ کا بیان

10183/383: عن أبی الدرداء قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الْأَسَدِيُّ، لَوْلَا طُولُ جُمَّتِهِ، وَإِسْبَالُ إِزَارِهِ فَبَلَغَ ذَلِكَ خُرَيْمًا، فَعَجِلَ فَأَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهُ إِلَى أُذُنَيْهِ، وَرَفَعَ إِزَارَهُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ۔ قال -يعنی الراوی-: فأخبرنی أبی قال: دخلت بعد ذلك على معاوية، فإذا عنده شيخ جمته فوق أذنيه، ورداؤه إلى ساقيه، فسألت عنه فقالوا: هذا خريم الأسدی۔ الحديث

حسن: رواه أبو داود (4089)، وأحمد (17622)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خریم اسدی بہترین آدمی ہے اگر اس کے پٹے (سر کے بال) لمبے نہ ہوں اور اپنے تہبند کو نہ لٹکائے۔ یہ بات خریم کو پہنچی تو انہوں نے جلدی سے چھری پکڑی اور اپنے بالوں کو کانوں تک کاٹ لیا اور اپنے تہبند کو آدھی پنڈلی تک اونچا کر لیا۔ راوی نے کہا، مجھے میرے باپ نے خبر دی کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، تو میں نے وہاں پر ایک بوڑھا آدمی دیکھا جس کے پٹے (سر کے بال) کندھوں سے اوپر تھے اور تہبند نصف پنڈلی تک تھی، تو میں نے ان کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ خریم اسدی ہیں۔

[46]...... باب فی فضل خزیمة بن ثابت الأنصاری وأخباره

خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کی فضیلت اوران کے واقعات کا بیان

10184/384: عن زَيْد بْن ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَسَخْتُ الصُّحُفَ فِی الْمَصَاحِفِ فَفَقَدْتُ آيَةً مِنْ سُورَةِ الْأَحْزَابِ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فَلَمْ أَجِدْهَا إِلَّا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ الَّذِی جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَهَادَتَهُ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ وَهُوَ قَوْلُهُ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾۔

صحيح: رواه البخاری (2807)۔ والسبب الذی من أجله جعل شهادته شهادة رجلين فی الحديث الآتی:

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جب میں نے قرآن مجید کو ایک مصحف کی (کتابی) صورت میں جمع کیا تو میں نے سورۃ احزاب کی ایک آیت نہیں پائی جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے برابر آپ کی تلاوت کرتے ہوئے سنتا رہا تھا جب میں نے اسے تلاش کیا تو) صرف خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے یہاں وہ آیت مجھے ملی۔ یہ خزیمہ رضی اللہ عنہ وہی ہیں جن کی اکیلے کی گواہی کو رسول اللہ نے دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا تھا۔ وہ آیت یہ تھی ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾ (الاحزاب:23)

10185/385: عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ، أَنَّ عَمَّهُ حَدَّثَهُ وَهُوَ مِنْ أَصْحَاب النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ابْتَاعَ فَرَسًا مِنْ أَعْرَابِيٍّ فَاسْتَتْبَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ لِيَقْضِيَهُ ثَمَنَ فَرَسِهِ، فَأَسْرَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَشْیَ، وَأَبْطَأَ الْأَعْرَابِيُّ، فَطَفِقَ رِجَالٌ يَعْتَرِضُونَ الْأَعْرَابِيَّ فَيُسَاوِمُونَهُ بِالْفَرَسِ، وَلَا يَشْعُرُونَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ابْتَاعَهُ، فَنَادَى الْأَعْرَابِيُّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ مُبْتَاعًا هَذَا الْفَرَسَ، وَإِلَّا بِعْتُهُ۔ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ سَمِعَ نِدَاءَ الْأَعْرَابِيِّ، فَقَالَ: أَوَلَيْسَ قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ؟ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: لَا وَاللّٰهِ مَا بِعْتُكَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: بَلَى قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ فَطَفِقَ الْأَعْرَابِيُّ يَقُولُ: هَلُمَّ شَهِيدًا، فَقَالَ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ: أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَايَعْتَهُ، فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى خُزَيْمَةَ فَقَالَ: بِمَ تَشْهَدُ؟ فَقَالَ: بِتَصْدِيقِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ۔

صحيح: رواه أبو داود (3607)، والنسائی (4648)، وأحمد (21883)، والحاكم (2/17-18)۔

عمارہ بن خزیمہ نے بیان کیا کہ ان کے چچا نے بیان کیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بدوی سے گھوڑا خریدا۔ اور بدوی سے کہا کہ میرے ساتھ آؤ تا کہ تمہارے گھوڑے کی قیمت ادا کر دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی جلدی چلے جبکہ اعرابی آہستہ آہستہ چلا۔ تو لوگ اس بدوی کے سامنے آئے اور گھوڑے کا سودا کرنے لگے۔ انہیں

علم نہیں تھا کہ نبی کریم ﷺ نے اسے خرید لیا ہے۔تو اس بدوی نے رسول اللہ ﷺ کو پکارا اور کہا: اگر گھوڑا خریدنا ہے تو خرید لو ورنہ میں اسے فروخت کر دوں گا۔ نبی کریم ﷺ اس کی آواز سن کر رک گئے اور فرمایا کیا میں نے اسے تم سے خرید نہیں لیا؟ بدوی نے کہا: نہیں قسم اللہ کی! میں نے تو اسے تم کو نہیں بیچا۔آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں' میں نے تم سے خرید لیا ہے۔ بدوی کہنے لگا چلو گواہ لاؤ۔تو سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ بولے: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے یہ بیچ دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ خزیمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم کس طرح گواہی دیتے ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کی تصدیق کی بنا پر (یعنی آپ اللہ کے رسول ہیں جھوٹ نہیں بول سکتے اور آپ ہمیں وہ کچھ بتاتے ہیں جو ہم ملاحظہ نہیں کرتے لیکن اس کے باوجود ہم وہ سب کچھ تسلیم کرتے ہیں تو یہ کیوں نہیں تسلیم کر سکتے۔) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دے دیا۔

10186/386: عن خزيمة بن ثابت قال: إنه مرَّ على النبى ﷺ وقد اشترى فرسا من أعرابى فجحده الأعرابى البيع، فقال: لم أبعك، فقال النبى ﷺ: ((قد بعتنى))، فمرَّ عليهم خزيمة بن ثابت فسمع قولهما، فقال: أنا أشهد أنك بعت، فقال له النبى ﷺ: ((وما علمك بذلك ولم تشهدنا؟)) فقال: قد شهدنا على ما هو أعظم من ذلك، فأجاز النبى ﷺ شهادته بشهادة رجلين حتى مات خزيمة۔

حسن: رواه ابن أبى عمر فى مسنده كما فى المطالب العالية (4019)۔

وجعل النبى ﷺ شهادة خزيمة بن ثابت بشهادة رجلين دون غيره من أجل السبب الذى ذكر، ولا يقاس عليه غيره۔

سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرے، اور نبی کریم ﷺ نے اس اعرابی سے گھوڑے کو خرید لیا تھا۔لیکن اس اعرابی نے بیع سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نے آپ کو نہیں بیچا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو بلاشبہ مجھے بیچ چکا ہے۔تو سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ بولے: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے یہ بیچ دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ خزیمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم کس طرح گواہی دیتے ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کی تصدیق کی بنا پر (یعنی آپ اللہ کے رسول ہیں جھوٹ نہیں بول سکتے اور آپ ہمیں وہ کچھ بتاتے ہیں جو ہم ملاحظہ نہیں کرتے لیکن اس کے باوجود ہم وہ سب کچھ تسلیمکرتے ہیں تو یہ کیوں نہیں تسلیم کر سکتے۔) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دے دیا۔ یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی۔

[47]...... باب فی فضل دحیة بن خلیفة الکلبی وأخبارہ

دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ کی فضیلت اوران کے واقعات کا بیان

10187/387: عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ' عُرِضَ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ، فَإِذَا مُوسَى ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ، وَرَأَيْتُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عليه السلام، فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ، وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ - يَعْنِي: نَفْسَهُ -، وَرَأَيْتُ جِبْرِيلَ عليه السلام فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا دِحْيَةُ، وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ: دِحْيَةُ بْنُ خَلِيفَةَ۔

صحیح: رواہ مسلم (167-271)۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انبیائے کرام علیہم السلام میرے سامنے لائے گئے۔ موسیٰ پھر پتلے بدن کے آدمی تھے، جیسے قبیلہ شنوءہ کے مردوں میں سے ایک ہوں اور میں نے عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو دیکھا، مجھے ان کے ساتھ سب سے قریبی مشابہت عروہ بن مسعود میں نظر آتی ہے، میں نے ابراہیم کو دیکھا، مجھے ان کے ساتھ سب سے قریبی مشابہت تمہارے صاحب (نبی ﷺ) میں نظر آئی، یعنی خود آپ۔ اور میں نے جبریل کو (انسانی شکل میں) دیکھا، میں نے ان کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت دحیہ میں دیکھی۔ ابن رمح کی روایت میں دحیہ بن خلیفہ ہے۔

10188/388: عن ابن عمر، قال: کان جبریل علیه السلام یأتی النبی ﷺ فی صورة دحیة۔

صحیح: رواہ أحمد (5857)۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام دحیہ کلبی کی شکل میں تشریف لاتے تھے۔

[48]...... باب فضل رافع بن خدیج

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10189/389: عن امْرَأَةِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ رَافِعًا رُمِيَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ أو يَوْمَ خَيْبَرَ - قَالَ: أَنَا أَشُكُّ - بِسَهْمٍ فِي ثُنْدُوَتِهِ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، انْزِعِ السَّهْمَ، قَالَ: يَا رَافِعُ، إِنْ شِئْتَ نَزَعْتُ السَّهْمَ وَالْقُطْبَةَ جَمِيعًا، وَإِنْ شِئْتَ نَزَعْتُ السَّهْمَ وَتَرَكْتُ الْقُطْبَةَ، وَشَهِدْتُ لَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَّكَ شَهِيدٌ ۔ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بَلِ انْزِعِ السَّهْمَ، وَدَعِ الْقُطْبَةَ، وَاشْهَدْ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنِّي شَهِيدٌ۔ قَالَ: فَنَزَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ السَّهْمَ، وَتَرَكَ الْقُطْبَةَ۔

وزاد فی روایة: فعاش بها حتی کان فی خلافة معاویة، فانتفض به الجرح فمات بعد العصر۔

حسن: رواه أحمد (27128)، والطبرانی فی الکبیر (282/4)۔

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے بیان کیا کہ غزوہ احد یا خیبر کے موقع پر رافع رضی اللہ عنہ کی چھاتی میں کہیں سے ایک تیر آ کر لگا، وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تیر کھینچ کر نکال دیجئے! نبی ﷺ نے فرمایا: رافع! اگر تم چاہو تو میں تیر اور اس کی کیلی دونوں چیزیں نکال دیتا ہوں اور اگر تم چاہو تو تیر نکال دیتا ہوں اور کیل رہنے دیتا ہوں اور قیامت کے دن تمہارے شہید ہونے کی گواہی دینے کا وعدہ کر لیتا ہوں، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ صرف تیر نکال دیں اور کیل رہنے دیں اور قیامت کے دن میرے شہید ہونے کی گواہی دے دیں، چنانچہ نبی ﷺ نے تیر نکال لیا اور کیل رہنے دی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ: وہ انہیں کیلوں کے ساتھ زندہ رہے یہاں تک کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت آ گئی، ان کا زخم بھر گیا اور ان کی وفات عصر کے بعد ہوئی۔

[49]...... باب ما جاء فی أخبار ربیعة بن کعب الأسلمی

ربیعہ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ کے واقعات کا بیان

10190/390: عَنْ رَبِيعَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: كُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: ((يَا رَبِيعَةُ أَلَا تَزَوَّجُ))؟ قَالَ: قُلْتُ: واللّٰه يَا رَسُولَ اللّٰه، مَا أُرِيدُ أَنْ أَتَزَوَّجَ، مَا عِنْدِي مَا يُقِيمُ الْمَرْأَةَ، وَمَا أُحِبُّ أَنْ يَشْغَلَنِي عَنْكَ شَيْءٌ، فَأَعْرَضَ عَنِّي، فَخَدَمْتُهُ مَا خَدَمْتُهُ، ثُمَّ قَالَ لِي الثَّانِيَةَ: ((يَا رَبِيعَةُ أَلَا تَزَوَّجُ))؟ فَقُلْتُ: مَا أُرِيدُ أَنْ أَتَزَوَّجَ، مَا عِنْدِي مَا يُقِيمُ الْمَرْأَةَ، وَمَا أُحِبُّ أَنْ يَشْغَلَنِي عَنْكَ شَيْءٌ، فَأَعْرَضَ عَنِّي، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى نَفْسِي، فَقُلْتُ: واللّٰه لَرَسُولُ اللّٰه ﷺ بِمَا يُصْلِحُنِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ أَعْلَمُ مِنِّي، واللّٰه لَئِنْ قَالَ: تَزَوَّجْ، لَأَقُولَنَّ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰه، مُرْنِي بِمَا شِئْتَ، قَالَ: فَقَالَ: ((يَا رَبِيعَةُ أَلَا تَزَوَّجُ))؟ فَقُلْتُ: بَلَى مُرْنِي بِمَا شِئْتَ، قَالَ: ((انْطَلِقْ إِلَى آلِ فُلَانٍ، حَيٍّ مِنْ الْأَنْصَارِ، وَكَانَ فِيهِمْ تَرَاخٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقُلْ لَهُمْ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰه ﷺ أَرْسَلَنِي إِلَيْكُمْ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُزَوِّجُونِي فُلَانَةَ لِامْرَأَةٍ مِنْهُمْ، فَذَهَبْتُ، فَقُلْتُ لَهُمْ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰه أَرْسَلَنِي إِلَيْكُمْ، يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُزَوِّجُونِي فُلَانَةَ، فَقَالُوا: مَرْحَبًا بِرَسُولِ اللّٰه، وَبِرَسُولِ رَسُولِ اللّٰه ﷺ، واللّٰه لَا يَرْجِعُ رَسُولُ رَسُولِ اللّٰه ﷺ إِلَّا بِحَاجَتِهِ، فَزَوَّجُونِي، وَأَلْطَفُونِي، وَمَا سَأَلُونِي الْبَيِّنَةَ، فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰه ﷺ حَزِينًا،

فَقَالَ لِى: ((مَا لَكَ يَا رَبِيعَةُ))؟ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰه، أَتَيْتُ قَوْمًا كِرَامًا، فَزَوَّجُونِى، وَأَكْرَمُونِى، وَأَلْطَفُونِى، وَمَا سَأَلُونِى بَيِّنَةً، وَلَيْسَ عِنْدِى صَدَاقٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ: ((يَا بُرَيْدَةُ الْأَسْلَمِىُّ، اجْمَعُوا لَهُ وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ))، قَالَ: فَجَمَعُوا لِى وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَأَخَذْتُ مَا جَمَعُوا لِى، فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: ((اذْهَبْ بِهَذَا إِلَيْهِمْ، فَقُلْ هَذَا صَدَاقُهَا))، فَأَتَيْتُهُمْ، فَقُلْتُ: هَذَا صَدَاقُهَا، فَرَضُوه، وَقَبِلُوهُ، وَقَالُوا: كَثِيرٌ طَيِّبٌ، قَالَ: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ حَزِينًا، فَقَالَ: ((يَا رَبِيعَةُ مَا لَكَ حَزِينٌ))؟ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰه، مَا رَأَيْتُ قَوْمًا أَكْرَمَ مِنْهُمْ، رَضُوا بِمَا آتَيْتُهُمْ، وَأَحْسَنُوا، وَقَالُوا: كَثِيرًا طَيِّبًا، وَلَيْسَ عِنْدِى مَا أُولِمُ قَالَ: ((يَا بُرَيْدَةُ اجْمَعُوا لَهُ شَاةً))، قَالَ: فَجَمَعُوا لِى كَبْشًا عَظِيمًا سَمِينًا، فَقَالَ لِى رَسُولُ اللّٰه ﷺ: ((اذْهَبْ إِلَى عَائِشَةَ فَقُلْ لَهَا فَلْتَبْعَثْ بِالْمِكْتَلِ الَّذِى فِيهِ الطَّعَامُ)) قَالَ: فَأَتَيْتُهَا، فَقُلْتُ لَهَا مَا أَمَرَنِى بِهِ رَسُولُ اللّٰه ﷺ، فَقَالَتْ: هَذَا الْمِكْتَلُ فِيهِ تِسْعُ آصُعِ شَعِيرٍ، لَا، واللّٰه إِنْ أَصْبَحَ لَنَا طَعَامٌ غَيْرُهُ، خُذْهُ فَأَخَذْتُهُ، فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، وَأَخْبَرْتُهُ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ، فَقَالَ: ((اذْهَبْ بِهَذَا إِلَيْهِمْ فَقُلْ: لِيُصْبِحْ هَذَا عِنْدَكُمْ خُبْزًا))، فَذَهَبْتُ إِلَيْهِمْ، وَذَهَبْتُ بِالْكَبْشِ، وَمَعِى أُنَاسٌ مِنْ أَسْلَمَ، فَقَالَ: لِيُصْبِحْ هَذَا عِنْدَكُمْ خُبْزًا وَهَذَا طَبِيخًا، فَقَالُوا: أَمَّا الْخُبْزُ فَسَنَكْفِيكُمُوهُ، وَأَمَّا الْكَبْشُ فَاكْفُونَا أَنْتُمْ، فَأَخَذْنَا الْكَبْشَ أَنَا وَأُنَاسٌ مِنْ أَسْلَمَ، فَذَبَحْنَاهُ، وَسَلَخْنَاهُ، وَطَبَخْنَاهُ، فَأَصْبَحَ عِنْدَنَا خُبْزٌ وَلَحْمٌ، فَأَوْلَمْتُ، وَدَعَوْتُ رَسُولَ اللّٰه ﷺ۔ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰه ﷺ أَعْطَانِى أَرْضًا، وَأَعْطَانِى أَبُو بَكْرٍ أَرْضًا، وَجَاءَ ت الدُّنْيَا، فَاخْتَلَفْنَا فِى عِذْقِ نَخْلَةٍ، فَقُلْتُ أَنَا: هِىَ فِى حَدِّى، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: هِىَ فِى حَدِّى، فَكَانَ بَيْنِى وَبَيْنَ أَبِى بَكْرٍ كَلَامٌ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ كَلِمَةً كَرِهَهَا وَنَدِمَ، فَقَالَ لِى: يَا رَبِيعَةُ رُدَّ عَلَىَّ مِثْلَهَا حَتَّى تَكُونَ قِصَاصًا، قَالَ: قُلْتُ لَا أَفْعَلُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَتَقُولَنَّ أَوْ لَأَسْتَعْدِيَنَّ عَلَيْكَ رَسُولَ اللّٰه ﷺ، فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ، قَالَ: وَرَفَضَ الْأَرْضَ، وَانْطَلَقَ أَبُوبَكْرٍ رضی اللہ عنہ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَانْطَلَقْتُ أَتْلُوهُ، فَجَاءَ نَاسٌ مِنْ أَسْلَمَ، فَقَالُوا لِى: رَحِمَ اللّٰه أَبَا بَكْرٍ فِى أَيِّ شَىْ ءٍ يَسْتَعْدِى عَلَيْكَ رَسُولَ اللّٰه ﷺ وَهُوَ قَالَ لَكَ مَا قَالَ! فَقُلْتُ: أَتَدْرُونَ مَا هَذَا؟ هَذَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، هَذَا ثَانِىَ اثْنَيْنِ، وَهَذَا ذُو شَيْبَةِ الْمُسْلِمِينَ، إِيَّاكُمْ، لا يلتفت فَيَرَاكُمْ تَنْصُرُونِى عَلَيْهِ فَيَغْضَبَ، فَيَأْتِىَ رَسُولَ اللّٰه ﷺ فَيَغْضَبَ لِغَضَبِهِ، فَيَغْضَبَ اللّٰه عَزَّ وَجَلَّ لِغَضَبِهِمَا، فَيُهْلِكَ رَبِيعَةَ، قَالُوا: مَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ارْجِعُوا قَالَ: فَانْطَلَقَ أَبُو

بَكْرٍ رضی اللہ عنہ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَتَبِعْتُهُ وَحْدِي، حَتَّى أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَحَدَّثَهُ الحَدِيثَ كَمَا كَانَ، فَرَفَعَ إِلَيَّ رَأْسَهُ، فَقَالَ: ((يَا رَبِيعَةُ مَا لَكَ وَلِلصِّدِّيقِ))؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَانَ كَذَا، كَانَ كَذَا، قَالَ لِي كَلِمَةً كَرِهَهَا، فَقَالَ لِي: قُلْ كَمَا قُلْتُ حَتَّى يَكُونَ قِصَاصًا، فَأَبَيْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَجَلْ فَلَا تَرُدَّ عَلَيْهِ وَلَكِنْ قُلْ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ))، فَقُلْتُ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ ، قَالَ الحَسَنُ: فَوَلَّى أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَهُوَ يَبْكِي۔

حسن: رواه أحمد (16577) –والسياق له–، وأبو داود الطيالسي (1269)، والطبراني في الكبير (52/5)۔

سیدنا ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا ایک دن نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ربیعہ! تم شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ!! واللہ میں تو شادی نہیں کرنا چاہتا کیونکہ ایک تو میرے پاس اتنا نہیں ہے کہ عورت کی ضروریات پوری ہوسکیں اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ کوئی چیز مجھے آپ سے دور کر دے، نبی ﷺ نے یہ سن کر مجھ سے اعراض فرما لیا اور میں آپ کی خدمت کرتا رہا۔ کچھ عرصہ بعد نبی ﷺ نے دوبارہ مجھ سے یہی فرمایا کہ ربیعہ! تم شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ میں نے حسب سابق وہی جواب دے دیا لیکن پھر میں اپنے دل میں سوچنے لگا کہ مجھ سے زیادہ نبی ﷺ جانتے ہیں کہ دنیا وآخرت میں میرے لیے کیا چیز بہتر ہے، اس لیے اب اگر نبی ﷺ نے دوبارہ فرمایا: تو میں کہہ دوں گا ٹھیک ہے یا رسول اللہ!! آپ مجھے جو چاہیں حکم دیں۔ چنانچہ جب تیسری مرتبہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ ربیعہ تم شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ تو میں نے عرض کیا: کیوں نہیں! آپ مجھے جو چاہیں حکم دیجئے، نبی ﷺ نے انصار کے ایک قبیلے کا نام لے کر جن کے ساتھ نبی ﷺ کا تعلق تھا، فرمایا: ان کے پاس چلے جاؤ اور جا کر کہو کہ نبی ﷺ نے مجھے آپ لوگوں کے پاس بھیجا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ آپ لوگ فلاں عورت کے ساتھ میرا نکاح کر دیں۔ چنانچہ میں ان کے پاس چلا گیا اور انہیں نبی ﷺ کا یہ پیغام سنا دیا، انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور کہنے لگے کہ نبی ﷺ کا قاصد اپنا کام مکمل کئے بغیر نہیں جائے گا، چنانچہ انہوں نے اس عورت کے ساتھ میرا نکاح کر دیا اور میرے ساتھ خوب مہربانی کے ساتھ پیش آئے اور مجھ سے گواہوں کا بھی مطالبہ نہ کیا، وہاں سے لوٹ کر میں نبی ﷺ کی خدمت میں غمگین ہو کر حاضر ہوا، نبی ﷺ نے پوچھا: ربیعہ! تمہیں کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ!! میں ایک شریف قوم کے پاس پہنچا، انہوں نے میرا نکاح کرا دیا میرا اکرام کیا اور مہربانی سے پیش آئے اور مجھ سے گواہوں کا بھی مطالبہ نہیں کیا (ایسے شریف لوگوں کی عورت کو دینے کے لیے) میرے پاس مہر بھی نہیں ہے، نبی ﷺ نے سیدنا بریدہ سے فرمایا: اے بریدہ اسلمی! اس کے لیے کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا جمع کرو، انہوں نے اسے جمع کیا اور میں وہ لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، نبی ﷺ نے فرمایا: یہ سونا ان لوگوں کے پاس لے جاؤ اور

ان سے کہو کہ یہ اس لڑکی کا مہر ہے، چنانچہ میں نے ان کے پاس پہنچ کر یہی کہہ دیا کہ یہ اس کا مہر ہے، انہوں نے رضامندی سے اسے قبول کر لیا اور کہنے لگے کہ بہت ہے اور پاکیزہ (حلال) ہے۔ تھوڑی دیر بعد میں پھر نبی ﷺ کے پاس غمگین ہو کر واپس آ گیا، نبی ﷺ نے پوچھا: ربیعہ! اب کیوں غمگین ہو؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ!! میں نے ان لوگوں سے زیادہ شریف لوگ کہیں نہیں دیکھے، میں نے انہیں جو دے دیا، وہ اسی پر راضی ہو گئے اور تحسین کرتے ہوئے کہنے لگے کہ بہت ہے اور پاکیزہ (حلال) ہے، ایسے لوگوں کو دعوت ولیمہ کھلانے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں ہے تو نبی ﷺ نے پھر سیدنا بریدہ سے فرمایا کہ اس کے لیے ایک بکری لاؤ، چنانچہ وہ ایک نہایت صحت مند اور بہت بڑا مینڈھا لے کر آئے، پھر نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ عائشہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ تھیلی دے دیں جس میں غلہ رکھا ہوا ہے، چنانچہ میں نے ان کے پاس جا کر نبی ﷺ کا پیغام پہنچا دیا، انہوں نے فرمایا کہ یہ تھیلی ہے، اس میں نو صاع جو ہے اور باللہ تعالیٰ! اس کے علاوہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے، یہی لے جاؤ، چنانچہ میں وہ تھیلی لے کر نبی ﷺ کے پاس آیا اور سیدنا عائشہ کا پیغام پہنچا دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں چیزیں ان لوگوں کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہو کہ اس کی روٹیاں بنا لیں، چنانچہ میں ان کے پاس چلا گیا اور وہ مینڈھا بھی ساتھ لے گیا، میرے ساتھ قبیلہ اسلم کے کچھ لوگ تھے وہاں پہنچ کر ان لوگوں سے کہا کہ اس آٹے کی روٹیاں پکا لیں اور اس مینڈھے کا گوشت پکا لیں، وہ کہنے لگے کہ روٹیوں کے معاملے میں ہم آپ کی کفایت کریں گے اور مینڈھے کے معاملے میں آپ ہماری کفایت کرو، چنانچہ میں نے اور میرے ساتھیوں نے مل کر مینڈھے کو پکڑا، اسے ذبح کیا، اس کی کھال اتاری اور اسے پکانے لگے، اس طرح روٹی اور گوشت ہمارے پاس ہو گیا تو میں اس کا ولیمہ کیا اور رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی۔

[50]...... باب فضل زاهر بن حرام الأشجعي

زاہر بن حرام اشجعی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10191/391: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ كَانَ اسْمُهُ زَاهِرًا وَكَانَ يُهْدِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ هَدِيَّةً مِنَ الْبَادِيَةِ، فَيُجَهِّزُهُ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ زَاهِرًا بَادِيَتُنَا وَنَحْنُ حَاضِرُوهُ وَكَانَ ﷺ يُحِبُّهُ وَكَانَ رَجُلًا دَمِيمًا فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا وَهُوَ يَبِيعُ مَتَاعَهُ فَاحْتَضَنَهُ مِنْ خَلْفِهِ وَهُوَ لَا يُبْصِرُهُ، فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟ أَرْسِلْنِي۔ فَالْتَفَتَ فَعَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَجَعَلَ لَا يَأْلُو مَا أَلْصَقَ ظَهْرَهُ بِصَدْرِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ عَرَفَهُ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: مَنْ يَشْتَرِي هَذَا الْعَبْدَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِذًا وَاللَّهِ تَجِدُنِي كَاسِدًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَكِنْ عِنْدَ اللَّهِ لَسْتَ بِكَاسِدٍ أَوْ قَالَ: أَنْتَ عِنْدَ اللَّهِ غَالٍ

صحيح: رواه عبد الرزاق (19688)، ومن طريقه أحمد (12648)، والترمذى فى الشمائل (239)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دیہاتی جس کا نام زاہر تھا دیہات سے آتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کوئی نہ کوئی ہدیہ لے کر آتا تھا اور جب واپس جانے لگتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے بہت کچھ دے کر رخصت فرماتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ زاہر ہمارا دیہات ہے اور ہم اس کا شہر ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت فرماتے تھے گو وہ رنگت کے اعتبار سے قابل صورت نہ تھا۔ ایک دن زاہر اپنے سامان کے پاس کھڑے اسے بیچ رہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے سے آئے اور انہیں لپٹ کر ان کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیئے، وہ کہنے لگے کہ کون ہے، مجھے چھوڑ دو، انہوں نے ذرا غور کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان گئے اور اپنی پشت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کے اور قریب کرنے لگے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم آواز لگانے لگے کہ اس غلام کو کون خریدے گا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے کھوٹا سکہ پائیں گے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن تم اللہ کے نزدیک کھوٹا سکہ نہیں ہو، بلکہ تمہاری بڑی قیمت ہے۔

10192/392: عن زاهر بن حرام أن رسول الله ﷺ رآه فى سوق المدينة، يبيع سلعة له، ولم يكن أتاه - يعنى فى ذلك الوقت- فاحتضنه من وراء كتفه، فالتفت فأبصر رسول الله ﷺ فقبّل كفَّه، فقال: ((من يشترى العبد؟)) فقال: إذا تجدنى يا رسول الله كاسدا، قال: ((لكنك عند الله ربيح)) فقال رسول الله ﷺ: ((لكل حاضر بادية، وبادية آل محمد زاهر بن حرام))۔

حسن: رواه البزار -كشف الأستار (2734)، والطبرانى فى الكبير (315/5)۔

سیدنا زاہر بن حرام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینہ کے بازار میں دیکھا۔ وہ اپنے سامان کے پاس کھڑے اسے بیچ رہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے سے آئے اور انہیں لپٹ کر ان کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیئے، وہ کہنے لگے کہ کون ہے، مجھے چھوڑ دو، انہوں نے ذرا غور کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان گئے اور اپنی پشت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کے اور قریب کرنے لگے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم آواز لگانے لگے کہ اس غلام کو کون خریدے گا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے کھوٹا سکہ پائیں گے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن تم اللہ کے نزدیک کھوٹا سکہ نہیں ہو، بلکہ تمہاری بڑی قیمت ہے۔ ہر شہری خاندان کا ایک دیہاتی دوست ہوتا ہے اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیہاتی دوست زاہر بن حرام ہے۔

[51]...... باب فضل زيد بن أرقم وأخباره

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کے واقعات کا بیان

10193/393: عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كُنْتُ فِى غَزَاةٍ، فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ يَقُولُ: لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا مِنْ حَوْلِهِ، وَلَوْ رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِهِ لَيُخْرِجَنَّ

الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ۔ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمِّي أَوْ لِعُمَرَ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَدَعَانِي فَحَدَّثْتُهُ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ، فَحَلَفُوا مَا قَالُوا، فَكَذَّبَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَصَدَّقَهُ، فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلُهُ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ لِي عَمِّي: مَا أَرَدْتَ إِلَى أَنْ كَذَّبَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَمَقَتَكَ؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: {إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ} فَبَعَثَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقَرَأَ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ يَا زَيْدُ۔

متفق علیہ: رواہ البخاری (4900) ومسلم (2772:1)۔

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں ایک غزوہ (تبوک) میں تھا اور میں نے (منافقوں کے سردار) عبداللہ بن ابی کو یہ کہتے سنا کہ جو لوگ (مہاجرین) رسول کے پاس جمع ہیں ان پر خرچ نہ کرو تا کہ وہ خود ہی رسول اللہ سے جدا ہو جائیں گے۔ اس نے یہ بھی کہا اب اگر ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والوں کو نکال باہر کرے گا۔ میں نے اس کا ذکر اپنے چچا (سعد بن عبادہ انصاری) سے کیا یا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا۔ (راوی کو شک تھا) انہوں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ نے مجھے بلایا میں نے تمام باتیں آپ کو سنا دیں۔ آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا۔ (انہوں نے قسم کھا لی کہا کہ انہوں نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کہی تھی۔ اس پر آپ ﷺ نے مجھ کو جھوٹا سمجھا اور عبداللہ کو سچا سمجھا۔ مجھے اس کا اتنا صدمہ ہوا کہ ایسا کبھی نہ ہوا تھا۔ پھر میں گھر میں بیٹھ رہا۔ میرے چچا نے کہا کہ میرا خیال نہیں تھا کہ آپ ﷺ تمہاری تکذیب کریں گے اور تم پر ناراض ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی۔ جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں اس کے بعد آپ ﷺ نے مجھے بلوایا اور اس سورت کی تلاوت کی اور فرمایا کہ اے زید! اللہ تعالیٰ نے تم کو سچا کر دیا ہے۔

10194/394: عن أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ: حَزِنْتُ عَلَى مَنْ أُصِيبَ بِالْحَرَّةِ، فَكَتَبَ إِلَيَّ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ، وَبَلَغَهُ شِدَّةُ حُزْنِي، يَذْكُرُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ، وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ۔

وَشَكَّ ابْنُ الْفَضْلِ فِي: أَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ، فَسَأَلَ أَنَسًا بَعْضُ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ، فَقَالَ: هُوَ الَّذِي يَقُولُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: هٰذَا الَّذِي أَوْفَى اللّٰهُ لَهُ بِأُذُنِهِ

متفق علیہ: رواہ البخاری (4906) ورواہ مسلم (2506)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مقام حرہ میں جو لوگ شہید کر دیئے گئے تھے ان پر مجھے بڑا رنج ہوا۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کو میرے غم کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے مجھے لکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرما رہے تھے کہ اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما اور ان کے بیٹوں کی بھی مغفرت فرما۔ عبداللہ بن فضل کو اس میں شک تھا کہ آپ نے

+923024056187

انصار کے بیٹوں کے بیٹوں کا بھی ذکر کیا تھا یا نہیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ان کی مجلس کے حاضرین میں سے کسی نے سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہما ہی وہ ہیں جن کے سننے کی اللہ تعالیٰ نے تصدیق کی تھی۔

10195/395: عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: أَصَابَنِي رَمَدٌ، فَعَادَنِي النَّبِيُّ ﷺ. قَالَ: فَلَمَّا بَرَأْتُ خَرَجْتُ. قَالَ: فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَتْ عَيْنَاكَ لِمَا بِهِمَا مَا كُنْتَ صَانِعًا؟ قَالَ: قُلْتُ: لَوْ كَانَتَا عَيْنَايَ لِمَا بِهِمَا صَبَرْتُ وَاحْتَسَبْتُ. قَالَ: لَوْ كَانَتْ عَيْنَاكَ لِمَا بِهِمَا، ثُمَّ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ، لَلَقِيتَ اللّٰهَ عز وجل وَلَا ذَنْبَ لَكَ قَالَ إِسْمَاعِيلُ: ثُمَّ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ، لَأَوْجَبَ اللّٰهُ لَكَ الْجَنَّةَ

قال إسماعيل: ((ثم صبرت واحتسبت لأوجب اللّٰه تعالىٰ لك الجنة))

حسن: رواه أحمد (19348) - واللفظ له -، وأبو داود (3102)، وصحّحه الحاكم (342/1).

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ مجھے آشوب چشم کا عارضہ لاحق ہوگیا تو نبی کریم ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے تھے جب میں صحیح ہوگیا تو گھر سے نکلا نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا یہ بتاؤ کہ اگر تمہاری آنکھیں اسی بیماری میں رہتیں تو تم کیا کرتے؟ میں نے جواب دیا کہ اگر میری آنکھیں اسی طرح رہتیں تو میں ثواب کی نیت سے صبر کرتا نبی کریم ﷺ نے فرمایا پھر تم اللہ سے اس طرح ملتے کہ تمہارا کوئی گناہ نہ ہوتا۔

اسماعیل نے کہا: پھر تم صبر کرتے اور ثواب کی نیت کرتے تو اللہ تعالیٰ تیرے لیے جنت واجب کر دیتا۔

[52]...... باب ما جاء أن زيد بن حارثة من أحب الناس إلى النبي ﷺ

نبی کریم ﷺ کو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے زیادہ عزیز تھے کا بیان

10196/396: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْثًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِمَارَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَطْعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ، فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ، وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ

متفق عليه: رواه البخاري (3730) ومسلم (2426-63).

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک فوج بھیجی اور اس کا امیر اسامہ بن زید کو بنایا، ان کے امیر بنائے جانے پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر آج تم اس کے امیر بنائے جانے پر اعتراض کر رہے ہو تو اس سے پہلے اس کے باپ کے امیر بنائے جانے پر بھی تم نے اعتراض کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کی قسم وہ (زید رضی اللہ عنہ) امارت کے مستحق تھے اور مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے۔ اور یہ (اسامہ رضی اللہ عنہ) اب ان کے بعد مجھے سب سے

زیادہ عزیز ہیں۔

10197/397: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ - رضی اللہ عنہما : أَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ، مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا كُنَّا نَدْعُوهُ إِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ، حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ: {ادْعُوهُمْ لآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ}۔

متفق عليه: رواه البخاری (4782)، ومسلم (2425-62)۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کئے ہوئے غلام زید بن حارثہ کو ہم ہمیشہ زید بن محمد کہہ کر پکارا کرتے تھے، یہاں تک کہ قرآن کریم میں آیت نازل ہوئی کہ انہیں ان کے باپوں کی طرف منسوب کرو کہ یہی اللہ کے نزدیک سچی اور ٹھیک بات ہے۔

10198/398: عن جَبَلَةُ بْنُ حَارِثَةَ، أَخِى زَيْدٍ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْعَثْ مَعِى أَخِى زَيْدًا قَالَ: هُوَ ذَا، فَإِنْ انْطَلَقَ مَعَكَ لَمْ أَمْنَعْهُ۔ قَالَ زَيْدٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ لَا أَخْتَارُ عَلَيْكَ أَحَدًا، قَالَ: فَرَأَيْتُ رَأْيَ أَخِى أَفْضَلَ مِنْ رَأْيِى۔

صحيح: رواه الترمذی (3815)، وابن قانع فی معجم الصحابة (161/1)،

سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بھائی جبلہ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے بھائی زید کو میرے ساتھ بھیج دیجئے، آپ نے فرمایا: وہ موجود ہیں اگر تمہارے ساتھ جانا چاہ رہے ہیں تو میں انہیں نہیں روکوں گا، یہ سن کر زید نے کہا: اللہ کے رسول! قسم اللہ کی! میں آپ کے مقابلہ میں کسی اور کو اختیار نہیں کرسکتا، جبلہ کہتے ہیں: تو میں نے دیکھا کہ میرے بھائی کی رائے میری رائے سے افضل تھی۔

10199/399: عَنِ بُرَيْدَةَ، بن حصيب، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِجَارِيَةٍ فَقُلْتُ: لِمَنْ أَنْتِ يَا جَارِيَةُ؟ قَالَتْ: لِزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رضی اللہ عنہ، فَبَشَّرَهُ بِهَا حِينَ أَصْبَحَ

حسن: رواه ابنُ أبى عاصم فی الآحاد والمثانی (256)۔

سیدنا بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں گزشتہ رات جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں ایک کم سن عورت دیکھی۔ تو میں نے اس سے پوچھا کہ تم کس کے لیے ہو؟ تو اس نے کہا کہ زید بن حارثہ کے لیے۔ تو نبی کریم ﷺ نے انہیں اگلے دن یہ خوشخبری سنائی۔

10200/400: عن سلمة بن الأكوع قال: غزوتُ مع النبى ﷺ سبع غزوات، وغزوتُ مع ابن حارثة استعملَه علينا۔

متفق عليه: رواه البخاری (4272)، ومسلم (1815: 148) ورواه ابن حبان (7174)

سیدۃ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ سات غزووں میں شریک رہا ہوں اور میں نے ابن

حارثہ (یعنی اسامہ رضی اللہ عنہ) کے ساتھ بھی غزوہ کیا ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہم پر امیر بنایا تھا۔

10201/401: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ فِي جَيْشٍ قَطُّ إِلَّا أَمَّرَهُ عَلَيْهِمْ، وَلَوْ بَقِيَ بَعْدَهُ اسْتَخْلَفَهُ۔

حسن: رواه الإمام أحمد (25898)

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی لشکر میں زید بن حارثہ کو بھیجا تو انہی کو اس لشکر کا امیر مقرر فرمایا: اگر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہی کو اپنا خلیفہ مقرر فرماتے۔

[53]...... باب فضل سالم مولى أبي حذيفة

سالم مولی ابی سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10202/402: عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: أَبْطَأْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً بَعْدَ الْعِشَاءِ، ثُمَّ جِئْتُ فَقَالَ: أَيْنَ كُنْتِ؟ قُلْتُ: كُنْتُ أَسْتَمِعُ قِرَاءَةَ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِكَ لَمْ أَسْمَعْ مِثْلَ قِرَاءَتِهِ وَصَوْتِهِ مِنْ أَحَدٍ، قَالَتْ: فَقَامَ وَقُمْتُ مَعَهُ حَتَّى اسْتَمَعَ لَهُ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: هَذَا سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي أُمَّتِي مِثْلَ هَذَا

صحيح: رواه ابن ماجه (1338)، وأحمد (25320)، وصحّحه الحاكم (226/3)۔

سیدۃ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں ایک رات عشاء کے بعد مجھے (حاضر خدمت ہونے میں) دیر ہوگئی پھر میں آئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کہاں تھیں؟ میں نے کہا: میں آپ کے ایک صحابی کی قراءت سن رہی تھی، میں نے کسی اور کی ایسی (عمدہ) قراءت اور آواز نہیں سنی۔ام المومنین نے بیان فرمایا: اللہ کے نبی اٹھ کھڑے ہوئے میں بھی اٹھ کر آپ کے ساتھ گئی حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی قراءت سنی، پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: یہ ابو سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ مولیٰ سالم ہیں۔اللہ کی تعریف ہے (اور اس کا شکر ہے) جس نے میری امت میں ایسے افراد پیدا فرمائے۔

10203/403: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ الْأَوَّلُونَ الْعُصْبَةَ، مَوْضِعٌ بِقُبَاءَ، قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، كَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ، مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَكَانَ أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا۔

صحيح: رواه البخاري (692)۔ ورواه البخاري أيضا (7175)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب پہلے مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے بھی پہلے قبا کے مقام عصبہ میں پہنچے تو ان کی امامت ابو حذیفہ کے غلام سالم رضی اللہ عنہ کیا کرتے تھے۔آپ کو قرآن مجید سب سے زیادہ یاد تھا۔

[54]...... باب فضل السائب بن يزيد بن سعيد الكندى

سائب بن یزید بن سعید الکندی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10204/404: عن السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَقِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ وَتَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمٍ بَيْنَ كَتِفَيْهِ قَالَ ابْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْحُجْلَةُ مِنْ حُجَلِ الْفَرَسِ الَّذِي بَيْنَ عَيْنَيْهِ۔ قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ

متفق عليه: رواه البخارى (3541)، ومسلم (2345-111)۔

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئیں اورانہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا بھانجا بیمار ہوگیا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے میرے سر پر دست مبارک پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے وضو کیا تو میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا، پھر آپ کی پیٹھ کی طرف جا کے کھڑا ہوگیا اور میں نے مہر نبوت کو آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان دیکھا۔

[55]...... باب ما جاء فى فضائل سعد بن عبادة

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

10205/405: عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفِحٍ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: أَتَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ، لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ، وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّي۔

متفق عليه: رواه البخارى (6846)، ومسلم (17:1499)۔

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھ لوں تو سیدھی تلوار کی دھار سے اسے مار ڈالوں۔ یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کیا تمہیں سعد کی غیرت پر حیرت ہے۔ میں ان سے بھی بڑھ کر غیر مند ہوں اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیر مند ہے۔

10206/406: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْ وَجَدْتُ مَعَ أَهْلِي رَجُلًا لَمْ أَمَسَّهُ حَتَّى آتِيَ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: نَعَمْ۔ قَالَ: كَلَّا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ كُنْتُ لَأُعَاجِلُهُ بِالسَّيْفِ قَبْلَ ذٰلِكَ۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اسْمَعُوا إِلَى مَا يَقُولُ سَيِّدُكُمْ إِنَّهُ لَغَيُورٌ، وَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ، وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّي

صحيح: رواه مسلم (16:1498)۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھوں تو میں اس کو ہاتھ نہ لگاؤں جب تک چار گواہ نہ لاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ہرگز نہیں۔ میں تو قسم اس کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچائی کے ساتھ بھیجا جلدی اس کا علاج تلوار سے کر دوں اس سے پہلے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو تمہارے سردار کیا کہتے ہیں وہ بڑے غیرت دار ہیں اور میں ان سے زیادہ غیرت دار ہوں اور اللہ جل جلالہ مجھ سے زیادہ غیرت رکھتا ہے۔

[56]...... باب فی فضائل سعد بن معاذ الأنصاری

سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

اوس قبیلہ کے سردار تھے، غزوہ بنی قریظہ کے بعد 5 ہجری میں خندق کے موقع پر نیزہ لگنے سے شہید ہوئے۔

10207/407: عن الْبَرَاء رضی اللہ عنہ يَقُولُ: أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ حُلَّةُ حَرِيرٍ، فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَمَسُّونَهَا وَيَعْجَبُونَ مِنْ لِينِهَا، فَقَالَ: أَتَعْجَبُونَ مِنْ لِينِ هَذِهِ؟ لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ خَيْرٌ مِنْهَا أَوْ أَلْيَنُ۔

متفق عليه: رواه البخاری (3802)، ومسلم (2468)۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہدیہ میں ایک ریشمی حلہ آیا تو صحابہ اسے چھونے لگے اور اس کی نرمی اور نزاکت پر تعجب کرنے لگے، آپ نے اس پر فرمایا تمہیں اس کی نرمی پر تعجب ہے، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال (جنت میں) اس سے کہیں بہتر ہیں یا (آپ نے فرمایا کہ) اس سے کہیں زیادہ نرم ونازک ہیں۔

10208/408: عن أَنَس رضی اللہ عنہ قَالَ: أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ ﷺ جُبَّةُ سُنْدُسٍ، وَكَانَ يَنْهَى عَنِ الْحَرِيرِ، فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا، فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هَذَا

متفق عليه: رواه البخاری (2615)، ومسلم (2469)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ریشم کا ایک جبہ ہدیہ کے طور پر پیش کیا گیا۔ آپ اس کے استعمال سے (مردوں کو) منع فرماتے تھے۔ صحابہ کو بڑی حیرت ہوئی (کہ کتنا عمدہ ریشم ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (تمہیں اس پر حیرت ہے) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں۔

10209/409: عَنْ عُطَارِدِ بْنِ حَاجِبٍ، أَنَّهُ أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ثَوْبَ دِيبَاجٍ كَسَاهُ إِيَّاهُ كِسْرَى، فَدَخَلَ أَصْحَابُهُ فَقَالُوا: أَنَزَلَتْ عَلَيْكَ مِنَ السَّمَاءِ؟ قَالَ: وَمَا تَعْجَبُونَ مِنْ ذَا؟ الْمِنْدِيلُ مِنْ مَنَادِيلَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْ هَذَا، ثُمَّ قَالَ: يَا غُلَامُ، اذْهَبْ بِهِ إِلَى أَبِي جَهْمِ بْنِ حُذَيْفَةَ، وَقُلْ لَهُ: يَبْعَثُ إِلَيَّ بِالْخَمِيصَةِ

حسن: رواه الطبرانی فی الکبیر (18/15-16)۔

عطارد بن حاجب سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک ریشمی چادر نبی کریم ﷺ کو تحفے میں دی جسے کسری (یعنی بادشاہ) پہنتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے اصحاب آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور (چادر کی خوبصورتی کو دیکھ کر) فرمانے لگے کہ یہ تو آسمان سے اتری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ کیا تم اس چادر پر تعجب کرتے ہو۔ سعد کے جنتی رومالوں میں سے ایک رومال اس سے کہیں بہتر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے لڑکے اس چادر کو جہم بن حذیفہ کو دے دے اور اسے کہنا کہ وہ مجھے خمیصہ کی چادر دے دے۔

[57]...... باب ما جاء فی موافقة قضاء سعد بن معاذ حکم اللّٰه فی بنی قریظة

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی بنوقریظہ کے بارے فیصلہ کرنے کا اللہ کے حکم سے تائید کیے جانے کا بیان

10210/410: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ: أَنَّ أُنَاسًا نَزَلُوا عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، فَأُرْسِلَ إِلَيْهِ فَجَاءَ عَلَى حِمَارٍ، فَلَمَّا بَلَغَ قَرِيبًا مِنَ الْمَسْجِدِ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: قُومُوا إِلَى خَيْرِكُمْ، أَوْ سَيِّدِكُمْ فَقَالَ: يَا سَعْدُ إِنَّ هَؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ قَالَ: فَإِنِّي أَحْكُمُ فِيهِمْ أَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبَى ذَرَارِيُّهُمْ، قَالَ: حَكَمْتَ بِحُكْمِ اللَّهِ، أَوْ: بِحُكْمِ الْمَلِكِ

متفق علیه: رواه البخاری (3804)، ومسلم (1768-64)۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک قوم (یہود بنی قریظہ) نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے تو انھوں نے بلانے کے لیے آدمی بھیجا گیا اور وہ گدھے پر سوار ہوکر آئے، جب اس جگہ کے قریب پہنچے جسے (نبی کریم ﷺ نے ایام جنگ میں) نماز پڑھنے کے لیے منتخب کیا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ اپنے سب سے بہتر شخص کے لیے یا (آپ نے یہ فرمایا) اپنے سردار کو لینے کے لیے کھڑے ہوجاؤ پھر آپ نے فرمایا: اے سعد! انہوں نے تم کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے ہیں، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان کے جولوگ جنگ کرنے والے ہیں انہیں ختم کردیا جائے اور ان کی عورتوں، بچوں کو جنگی قیدی بنالیا جائے، آپ ﷺ نے فرمایا تم نے اللہ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کیا یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) فرشتے کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

[58]...... باب فی اهتزاز العرش لموت سعد بن معاذ

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات سے عرش کے ہلنے کا بیان

10211/411: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ۔

متفق عليه: رواه البخاری (3803)، ومسلم (2466-124)۔ وفی لفظ لمسلم (2466-123):

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت پر عرش ہل گیا۔

10212/412: عن أنس بن مالك أن نبی الله ﷺ قال- وجنازته موضوعة يعنی سعدا-: ((اهتزَّ لها عرش الرحمن))۔

صحيح: رواه مسلم (2467-125)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ تیار تھا- سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت پر عرش ہل گیا۔

[59]...... باب ما جاء فی أخبار موت سعد بن معاذ

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر کا بیان

10213/413: عَنْ جَابِرٍ قَالَ: رُمِيَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فِي أَكْحَلِهِ، قَالَ: فَحَسَمَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ بِمِشْقَصٍ، ثُمَّ وَرِمَتْ فَحَسَمَهُ الثَّانِيَةَ

صحيح: رواه مسلم (2208-75)۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بازو کی بڑی رگ میں تیر لگا، کہا: تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے تیر کے پھل کے ساتھ اس (جگہ) کو داغ لگایا، ان کا ہاتھ دوبارہ سوج گیا تو آپ نے دوبارہ اس پر داغ لگایا۔

10214/414: عَنْ جَابِرٍ، أَنَّهُ قَالَ: رُمِيَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَطَعُوا أَكْحَلَهُ أَوْ أَبْجَلَهُ، فَحَسَمَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّارِ، فَانْتَفَخَتْ يَدُهُ، فَتَرَكَهُ فَنَزَفَهُ الدَّمُ، فَحَسَمَهُ أُخْرَى، فَانْتَفَخَتْ يَدُهُ، فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ، قَالَ: اللّٰهُمَّ لَا تُخْرِجْ نَفْسِي حَتَّى تُقِرَّ عَيْنِي مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ، فَاسْتَمْسَكَ عِرْقُهُ، فَمَا قَطَرَ قَطْرَةً، حَتَّى نَزَلُوا عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ، فَحَكَمَ أَنْ يُقْتَلَ رِجَالُهُمْ وَتُسْتَحْيَا نِسَاؤُهُمْ، يَسْتَعِينُ بِهِنَّ الْمُسْلِمُونَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَصَبْتَ حُكْمَ اللّٰهِ فِيهِمْ، وَكَانُوا أَرْبَعَ مِائَةٍ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَتْلِهِمْ انْفَتَقَ

عِرْقُهُ فَمَاتَ۔

صحيح: رواه الترمذى (1582)، وأحمد (14773)، وابن حبان (4784)۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: غزوہ احزاب میں سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو تیر لگا، کفار نے ان کی رگ اکحل یا رگ ابجل (بازو کی ایک رگ) کاٹ دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آگ سے داغا تو ان کا ہاتھ سوج گیا، لہٰذا آپ نے اسے چھوڑ دیا، پھر خون بہنے لگا، چنانچہ آپ نے دوبارہ داغا پھر ان کا ہاتھ سوج گیا، جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو انہوں نے دعاء کی: اے اللہ! میری جان اس وقت تک نہ نکالنا جب تک بنوقریظہ (کی ہلاکت اور ذلت سے) میری آنکھ ٹھنڈی نہ ہوجائے، پس ان کی رگ رک گئی اور خون کا ایک قطرہ بھی اس سے نہ ٹپکا، یہاں تک کہ بنوقریظہ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر (قلعہ سے) نیچے اترے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کو بلایا انہوں نے آکر فیصلہ کیا کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور عورتوں کو زندہ رکھا جائے جن سے مسلمان خدمت لیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے ان کے بارے میں اللہ کے فیصلہ کے موافق فیصلہ کیا ہے، ان کی تعداد چار سو تھی، جب آپ ان کے قتل سے فارغ ہوئے تو سعد کی رگ کھل گئی اور وہ انتقال کر گئے۔

10215/415: عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: أُصِيبَ سَعْدٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، رَمَاهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، يُقَالُ لَهُ حِبَّانُ بْنُ الْعَرِقَةِ، رَمَاهُ فِى الْأَكْحَلِ، فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْمَةً فِى الْمَسْجِدِ لِيَعُودَهُ مِنْ قَرِيبٍ، فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْخَنْدَقِ وَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ، فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عليه السلام وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ، فَقَالَ: قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ، وَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُهُ، اخْرُجْ إِلَيْهِمْ۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَأَيْنَ۔ فَأَشَارَ إِلَى بَنِى قُرَيْظَةَ، فَأَتَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَنَزَلُوا عَلَى حُكْمِهِ، فَرَدَّ الْحُكْمَ إِلَى سَعْدٍ، قَالَ: فَإِنِّى أَحْكُمُ فِيهِمْ: أَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ، وَأَنْ تُسْبَى النِّسَاءُ وَالذُّرِّيَّةُ، وَأَنْ تُقَسَّمَ أَمْوَالُهُمْ۔ قَالَ هِشَامٌ: فَأَخْبَرَنِى أَبِى، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَعْدًا قَالَ: اللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أُجَاهِدَهُمْ فِيكَ، مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوا رَسُولَكَ ﷺ وَأَخْرَجُوهُ، اللّٰهُمَّ فَإِنِّى أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ، فَإِنْ كَانَ بَقِيَ مِنْ حَرْبِ قُرَيْشٍ شَيْءٌ فَأَبْقِنِى لَهُ، حَتَّى أُجَاهِدَهُمْ فِيكَ، وَإِنْ كُنْتَ وَضَعْتَ الْحَرْبَ فَافْجُرْهَا وَاجْعَلْ مَوْتَتِى فِيهَا، فَانْفَجَرَتْ مِنْ لَبَّتِهِ، فَلَمْ يَرُعْهُمْ، وَفِى الْمَسْجِدِ خَيْمَةٌ مِنْ بَنِى غِفَارٍ، إِلَّا الدَّمُ يَسِيلُ إِلَيْهِمْ، فَقَالُوا: يَا أَهْلَ الْخَيْمَةِ، مَا هَذَا الَّذِى يَأْتِينَا مِنْ قِبَلِكُمْ۔ فَإِذَا سَعْدٌ يَغْذُو جُرْحُهُ دَمًا، فَمَاتَ مِنْهَا۔

متفق عليه: رواه البخارى (4122) ومسلم (1769-65)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ غزوۂ خندق کے موقع پر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے تھے۔قریش کے ایک کافر شخص' حسان بن عرفہ نامی نے ان پر تیر چلایا تھا اور وہ ان کے بازو کی رگ میں آ کے لگا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے مسجد میں ایک ڈیرہ لگا دیا تھا تا کہ قریب سے ان کی عیادت کرتے رہیں ۔ پھر جب آپ غزوۂ خندق سے واپس ہوئے اور ہتھیار رکھ کر غسل کیا تو جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے ۔ وہ اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ نے ہتھیار رکھ دیئے ۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! ابھی میں نے ہتھیار نہیں اتارے ہیں ۔آپ کو ان پر فوج کشی کرنی ہے ۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کن پر؟ تو انہوں نے بنوقریظہ کی طرف اشارہ کیا۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بنوقریظہ تک پہنچے (اور انہوں نے اسلامی لشکر کے پندرہ دن کے سخت محاصرہ کے بعد) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے ۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو فیصلہ کا اختیار دیا۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کے بارے میں فیصلہ کرتا ہوں کہ جتنے لوگ ان کے جنگ کرنے کے قابل ہیں وہ قتل کر دیئے جائیں' ان کی عورتیں اور بچے قید کر لیے جائیں اور ان کا مال تقسیم کر لیا جائے ۔ ہشام نے بیان کیا کہ پھر مجھے میرے والد نے سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی تھی اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ اس سے زیادہ مجھے کوئی چیز عزیز نہیں کہ میں تیرے راستے میں اس قوم سے جہاد کروں جس نے تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور انہیں ان کے وطن سے نکالا لیکن اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ہماری اور ان کی لڑائی اب ختم کر دی ہے ۔لیکن اگر قریش سے ہماری لڑائی کا کوئی بھی سلسلہ ابھی باقی ہو تو مجھے اس کے لیے زندہ رکھیو۔ یہاں تک کہ میں تیرے راستے میں ان سے جہاد کروں اور اگر لڑائی کے سلسلے کو تو نے ختم ہی کر دیا ہے تو میرے زخموں کو پھر سے ہرا کر دے اور اسی میں میری موت واقع کر دے ۔اس دعا کے بعد سینے پر ان کا زخم پھر سے تازہ ہو گیا۔مسجد میں قبیلہ بنو غفار کے کچھ صحابہ کا بھی ایک ڈیرہ تھا۔خون ان کی طرف بہہ کر آیا تو وہ گھبرائے اور انہوں نے کہا' اے ڈیرہ والو! تمہاری طرف سے یہ خون ہماری طرف بہہ کر آ رہا ہے؟ دیکھا تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا، ان کی وفات اسی میں ہوئی۔

[60]...... باب ما جاء في فضل سفيان بن الحارث وأخباره

سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کے حالات کا بیان

ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب بن ھاشم الھاشمی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے، اور رضاعی بھائی بھی ہیں۔ حلیمہ سعدیہ نے انہیں دودھ پلایا۔

ابوسفیان ان لوگوں میں سے تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیتے اور آپ کی ہجو کرتے تھے۔اسی طرف حسان بن ثابت نے اپنے مشہور قصیدہ میں ان کا ذکر کیا۔تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی تو میں نے اس کا جواب دیا اور اس کا اجر تو اللہ

کے ہاں ہی ہے۔ ان کا مکمل قصیدہ حسان بن ثابت کے میں ذکر ہے۔ ابوسفیان بن حارث فتح مکہ کے روز مشرف با اسلام ہوئے، غزوہ حنین میں شرکت کی اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہنے والوں میں تھے۔

10216/416: عن عباس قال: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰه ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ، فَلَزِمْتُ أَنَا وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الحَارِثِ بْنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ رَسُولَ اللّٰه ﷺ، فَلَمْ نُفَارِقْهُ، وَرَسُولُ اللّٰه ﷺ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ بَيْضَاءَ، أَهْدَاهَا لَهُ فَرْوَةُ بْنُ نُفَاثَةَ الجُذَامِيُّ، فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُونَ وَالْكُفَّارُ وَلَّى الْمُسْلِمُونَ مُدْبِرِينَ، فَطَفِقَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ يَرْكُضُ بَغْلَتَهُ قِبَلَ الْكُفَّارِ، قَالَ عَبَّاسٌ: وَ أَنَا آخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُولِ اللّٰه ﷺ أَكُفُّهَا إِرَادَةَ أَنْ لاَ تُسْرِعَ، وَأَبُو سُفْيَانَ آخِذٌ بِرِكَابِ رَسُولِ اللّٰه ﷺ --- الحديث بطوله۔

صحيح: رواه مسلم (1775)۔

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: حنین کے دن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھا، میں اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے، آپ سے جدا نہ ہوئے، رسول اللہ ﷺ اپنے سفید خچر پر (سوار) تھے جو فروہ بن نُفاثہ جذامی نے آپ کو تحفے میں دیا تھا۔ جب مسلمانوں اور کفار کا آمنا سامنا ہوا تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگے، (مگر) رسول اللہ ﷺ اپنے خچر کو ایڑ لگا کر، کفار کی جانب بڑھنے لگے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے خچر کی لگام تھامے ہوئے تھا، میں چاہتا تھا کہ وہ تیزی سے (آگے) نہ بڑھے اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی رکاب کو پکڑا ہوا تھا............

+923024056187

10217/417: عن أبي حبّة البدرى قال: قال رسول اللّٰه: أبو سفيانَ بنُ الحارثِ خيرُ أهلي۔

حسن: رواه الحاكم (255/3)

سیدنا ابوحبہ بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوسفیان بن حارث میرے بہترین اہل وعیال میں سے ہے۔

[61]...... باب فضل سلمان الفارسى وقومه وأخباره

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم کی فضیلت اور ان کے حالات کا بیان

سلمان الفارسی، فارس میں سے سب سے پہلے اسلام لانے والے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اتنے اور اتنے درہم میں یہود سے خریدا۔ اور یہ ان کے لیے اتنے اور اتنے کھجور کے درخت اگائے گا۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اس کام میں لگ گئے ۔تو نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے کھجور کے درخت لگائے اور ایک درخت عمر رضی اللہ عنہ نے لگایا۔ تو تمام درخت پھل

دینے لگے سوائے اسی ایک کے جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لگایا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ درخت کس نے لگایا تھا۔ تو صحابہ نے کہا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اکھاڑ کر خود اپنے ہاتھ سے لگایا۔

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دسیوں مالکوں کے ہاں رہیں ہے۔ ابو عثمان کہتے ہیں کہ میں نے سلمان کو کہتے ہوئے سنا کہ میں رام ہرمز سے ہوں۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ عیسی علیہ السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان (تقریباً) 600 سال کا عرصہ ہے۔

10218/418: عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْجُمُعَةِ، فَلَمَّا قَرَأَ ﴿وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ﴾ قَالَ رَجُلٌ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ النَّبِيُّ ﷺ، حَتَّى سَأَلَهُ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، قَالَ: وَفِينَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، قَالَ: فَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ: لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هَؤُلَاءِ

متفق علیه: رواه البخاری (4898)، ومسلم (2546-231) واللفظ لمسلم۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ جمعہ نازل ہوئی اور آپ نے یہ پڑھا: ﴿**وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا**﴾ ان میں اور بھی لوگ ہیں جو اب تک آ کر ان سے نہیں ملے ہیں۔ (الجمعة 62: 3) تو ایک نے عرض کی: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون لوگ ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کوئی جواب نہ دیا، حتیٰ کہ اس نے آپ سے ایک یا دو یا تین بار سوال کیا، کہا: اس وقت ہم میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ پر ہاتھ رکھا، پھر فرمایا؛ اگر ایمان ثریا کے قریب بھی ہوتا تو ان میں سے کچھ لوگ اس کو حاصل کر لیتے۔

10219/419: عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْ كَانَ الدِّينُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ - أَوْ قَالَ: مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ - حَتَّى يَتَنَاوَلَهُ۔

صحیح: رواه مسلم (2546)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر دین ثریا پر ہوتا تب بھی فارس کا کوئی شخص یا آپ نے فرمایا: فرزندان فارس میں سے کوئی شخص اس تک پہنچتا اور اسے حاصل کر لیتا۔

10220/420: عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْد بن عبادة قال قَال رسول اللّٰه ﷺ: لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ فَارِسَ.

صحیح ۔ رواه ابو یعلی (۱۴۳۸)واللفظ له وا لبزار (۳۷۴۱)والطبرانی فی الکبیر (۱۸_۳۵۳)

سیدنا قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ایمان ثریا کے ساتھ معلق ہوتا تو اہل فارس کے

لوگوں میں سے اس کو لوگ پا لیتے۔

[62]...... باب قصة إسلام سلمان الفارسى

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے واقعہ کا بیان

10221/421: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَنِى سَلْمَانُ الْفَارِسِىُّ حَدِيثَهُ مِنْ فِيهِ، قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا فَارِسِيًّا مِنْ أَهْلِ أَصْبَهَانَ مِنْ أَهْلِ قَرْيَةٍ مِنْهَا يُقَالُ لَهَا: جَىٌّ، وَكَانَ أَبِى دِهْقَانَ قَرْيَتِهِ، وَكُنْتُ أَحَبَّ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَيْهِ، فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حُبُّهُ إِيَّاىَ حَتَّى حَبَسَنِى فِى بَيْتِهِ كَمَا تُحْبَسُ الْجَارِيَةُ، واَجْتَهَدْتُ فِى الْمَجُوسِيَّةِ حَتَّى كُنْتُ قَطِنَ النَّارِ الَّذِى يُوقِدُهَا لَا يَتْرُكُهَا تَخْبُو سَاعَةً، قَالَ: وَكَانَتْ لِأَبِى ضَيْعَةٌ عَظِيمَةٌ، قَالَ: فَشُغِلَ فِى بُنْيَانٍ لَهُ يَوْمًا، فَقَالَ لِى: يَا بُنَىَّ، إِنِّى قَدْ شُغِلْتُ فِى بُنْيَانٍ هٰذَا الْيَوْمَ عَنْ ضَيْعَتِى، فَاذْهَبْ فَاطَّلِعْهَا۔ وَأَمَرَنِى فِيهَا بِبَعْضِ مَا يُرِيدُ، فَخَرَجْتُ أُرِيدُ ضَيْعَتَهُ، فَمَرَرْتُ بِكَنِيسَةٍ مِنْ كَنَائِسِ النَّصَارَى، فَسَمِعْتُ أَصْوَاتَهُمْ فِيهَا وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَكُنْتُ لَا أَدْرِى مَا أَمْرُ النَّاسِ لِحَبْسِ أَبِى إِيَّاىَ فِى بَيْتِهِ، فَلَمَّا مَرَرْتُ بِهِمْ، وَسَمِعْتُ أَصْوَاتَهُمْ، دَخَلْتُ عَلَيْهِمْ أَنْظُرُ مَا يَصْنَعُونَ، قَالَ: فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ أَعْجَبَنِى صَلَاتُهُمْ، وَرَغِبْتُ فِى أَمْرِهِمْ، وَقُلْتُ: هٰذَا وَاللّٰهِ خَيْرٌ مِنَ الدِّينِ الَّذِى نَحْنُ عَلَيْهِ۔ فَوَاللّٰهِ مَا تَرَكْتُهُمْ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَتَرَكْتُ ضَيْعَةَ أَبِى وَلَمْ آتِهَا، فَقُلْتُ لَهُمْ: أَيْنَ أَصْلُ هٰذَا الدِّينِ؟۔قَالُوا: بِالشَّامِ۔ قَالَ: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى أَبِى، وَقَدْ بَعَثَ فِى طَلَبِى وَشَغَلْتُهُ عَنْ عَمَلِهِ كُلِّهِ، قَالَ: فَلَمَّا جِئْتُهُ قَالَ: أَىْ بُنَىَّ، أَيْنَ كُنْتَ؟ أَلَمْ أَكُنْ عَهِدْتُ إِلَيْكَ مَا عَهِدْتُ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَتِ، مَرَرْتُ بِنَاسٍ يُصَلُّونَ فِى كَنِيسَةٍ لَهُمْ فَأَعْجَبَنِى مَا رَأَيْتُ مِنْ دِينِهِمْ، فَوَاللّٰهِ مَازِلْتُ عِنْدَهُمْ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ۔ قَالَ: أَىْ بُنَىَّ، لَيْسَ فِى ذٰلِكَ الدِّينِ خَيْرٌ، دِينُكَ وَدِينُ آبَائِكَ خَيْرٌ مِنْهُ۔ قَالَ: قُلْتُ: كَلَّا وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَخَيْرٌ مِنْ دِينِنَا۔ قَالَ: فَخَافَنِى، فَجَعَلَ فِى رِجْلَىَّ قَيْدًا، ثُمَّ حَبَسَنِى فِى بَيْتِهِ۔ قَالَ: وَبَعَثْتُ إِلَى النَّصَارَى فَقُلْتُ لَهُمْ: إِذَا قَدِمَ عَلَيْكُمْ رَكْبٌ مِنَ الشَّامِ تُجَّارٌ مِنَ النَّصَارَى فَأَخْبِرُونِى بِهِمْ۔ قَالَ: فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ رَكْبٌ مِنَ الشَّامِ تُجَّارٌ مِنَ النَّصَارَى، قَالَ: فَأَخْبَرُونِى بِهِمْ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُمْ: إِذَا قَضَوْا حَوَائِجَهُمْ وَأَرَادُوا الرَّجْعَةَ إِلَى بِلَادِهِمْ فَآذِنُونِى بِهِمْ۔ قَالَ: فَلَمَّا أَرَادُوا الرَّجْعَةَ إِلَى بِلَادِهِمْ أَخْبَرُونِى بِهِمْ، فَأَلْقَيْتُ الْحَدِيدَ مِنْ رِجْلَىَّ، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُمْ حَتَّى قَدِمْتُ الشَّامَ، فَلَمَّا قَدِمْتُهَا،

قُلْتُ: مَنْ أَفْضَلُ أَهْلِ هٰذَا الدِّينِ؟ قَالُوا: الْأُسْقُفُّ فِي الْكَنِيسَةِ۔ قَالَ: فَجِئْتُهُ، فَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ رَغِبْتُ فِي هٰذَا الدِّينِ، وَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُونَ مَعَكَ أَخْدُمُكَ فِي كَنِيسَتِكَ، وَأَتَعَلَّمُ مِنْكَ وَأُصَلِّي مَعَكَ۔ قَالَ: فَادْخُلْ۔ فَدَخَلْتُ مَعَهُ، قَالَ: فَكَانَ رَجُلَ سَوْءٍ، يَأْمُرُهُمْ بِالصَّدَقَةِ وَيُرَغِّبُهُمْ فِيهَا، فَإِذَا جَمَعُوا إِلَيْهِ مِنْهَا أَشْيَاءَ، اكْتَنَزَهُ لِنَفْسِهِ، وَلَمْ يُعْطِهِ الْمَسَاكِينَ، حَتَّى جَمَعَ سَبْعَ قِلَالٍ مِنْ ذَهَبٍ وَوَرِقٍ، قَالَ: وَأَبْغَضْتُهُ بُغْضًا شَدِيدًا لِمَا رَأَيْتُهُ يَصْنَعُ، ثُمَّ مَاتَ، فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ النَّصَارَى لِيَدْفِنُوهُ، فَقُلْتُ لَهُمْ: إِنَّ هٰذَا كَانَ رَجُلَ سَوْءٍ يَأْمُرُكُمْ بِالصَّدَقَةِ وَيُرَغِّبُكُمْ فِيهَا، فَإِذَا جِئْتُمُوهُ بِهَا اكْتَنَزَهَا لِنَفْسِهِ وَلَمْ يُعْطِ الْمَسَاكِينَ مِنْهَا شَيْئًا۔ قَالُوا: وَمَا عِلْمُكَ بِذٰلِكَ؟ قَالَ: قُلْتُ أَنَا أَدُلُّكُمْ عَلَى كَنْزِهِ۔ قَالُوا: فَدُلَّنَا عَلَيْهِ۔ قَالَ: فَأَرَيْتُهُمْ مَوْضِعَهُ، قَالَ: فَاسْتَخْرَجُوا مِنْهُ سَبْعَ قِلَالٍ مَمْلُوءَةٍ ذَهَبًا وَوَرِقًا، قَالَ: فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا: وَاللّٰهِ لَا نَدْفِنُهُ أَبَدًا۔ فَصَلَبُوهُ، ثُمَّ رَجَمُوهُ بِالْحِجَارَةِ۔ ثُمَّ جَاؤُوا بِرَجُلٍ آخَرَ، فَجَعَلُوهُ بِمَكَانِهِ، قَالَ: يَقُولُ سَلْمَانُ: فَمَا رَأَيْتُ رَجُلًا لَا يُصَلِّي الْخَمْسَ، أُرَى أَنَّهُ أَفْضَلُ مِنْهُ، أَزْهَدُ فِي الدُّنْيَا وَلَا أَرْغَبُ فِي الْآخِرَةِ، وَلَا أَدْأَبُ لَيْلًا وَنَهَارًا مِنْهُ۔ قَالَ: فَأَحْبَبْتُهُ حُبًّا لَمْ أُحِبَّهُ مَنْ قَبْلَهُ، فَأَقَمْتُ مَعَهُ زَمَانًا، ثُمَّ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ، إِنِّي كُنْتُ مَعَكَ وَأَحْبَبْتُكَ حُبًّا لَمْ أُحِبَّهُ مَنْ قَبْلَكَ، وَقَدْ حَضَرَكَ مَا تَرَى مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ، فَإِلَى مَنْ تُوصِي بِي، وَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ، وَاللّٰهِ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا الْيَوْمَ عَلَى مَا كُنْتُ عَلَيْهِ، لَقَدْ هَلَكَ النَّاسُ وَبَدَّلُوا وَتَرَكُوا أَكْثَرَ مَا كَانُوا عَلَيْهِ، إِلَّا رَجُلًا بِالْمَوْصِلِ، وَهُوَ فُلَانٌ، فَهُوَ عَلَى مَا كُنْتُ عَلَيْهِ، فَالْحَقْ بِهِ۔ قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ وَغُيِّبَ، لَحِقْتُ بِصَاحِبِ الْمَوْصِلِ فَقُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ، إِنَّ فُلَانًا أَوْصَانِي عِنْدَ مَوْتِهِ أَنْ أَلْحَقَ بِكَ، وَأَخْبَرَنِي أَنَّكَ عَلَى أَمْرِهِ۔ قَالَ: فَقَالَ لِي: أَقِمْ عِنْدِي فَأَقَمْتُ عِنْدَهُ، فَوَجَدْتُهُ خَيْرَ رَجُلٍ عَلَى أَمْرِ صَاحِبِهِ، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ مَاتَ، فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، قُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ، إِنَّ فُلَانًا أَوْصَى بِي إِلَيْكَ، وَأَمَرَنِي بِاللُّحُوقِ بِكَ، وَقَدْ حَضَرَكَ مِنَ اللّٰهِ عز وجل مَا تَرَى، فَإِلَى مَنْ تُوصِي بِي، وَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ، وَاللّٰهِ مَا أَعْلَمُ رَجُلًا عَلَى مِثْلِ مَا كُنَّا عَلَيْهِ إِلَّا بِنَصِيبِينَ، وَهُوَ فُلَانٌ، فَالْحَقْ بِهِ۔ قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ وَغُيِّبَ لَحِقْتُ بِصَاحِبِ نَصِيبِينَ، فَجِئْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ خَبَرِي، وَمَا أَمَرَنِي بِهِ صَاحِبِي، قَالَ: فَأَقِمْ عِنْدِي۔ فَأَقَمْتُ عِنْدَهُ، فَوَجَدْتُهُ عَلَى أَمْرِ صَاحِبَيْهِ، فَأَقَمْتُ مَعَ خَيْرِ رَجُلٍ، فَوَاللّٰهِ مَا لَبِثَ أَنْ نَزَلَ بِهِ الْمَوْتُ، فَلَمَّا حُضِرَ، قُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ، إِنَّ فُلَانًا كَانَ أَوْصَى بِي إِلَى فُلَانٍ، ثُمَّ أَوْصَى بِي فُلَانٌ إِلَيْكَ،

فَإِلَى مَنْ تُوصِي بِي، وَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ، وَاللّٰهِ مَا نَعْلَمُ أَحَدًا بَقِيَ عَلَى أَمْرِنَا آمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَهُ إِلَّا رَجُلًا بِعَمُّورِيَّةَ، فَإِنَّهُ عَلَى مِثْلِ مَا نَحْنُ عَلَيْهِ، فَإِنْ أَحْبَبْتَ فَأْتِهِ، قَالَ: فَإِنَّهُ عَلَى أَمْرِنَا۔ قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ وَغُيِّبَ لَحِقْتُ بِصَاحِبِ عَمُّورِيَّةَ، وَأَخْبَرْتُهُ خَبَرِي، فَقَالَ: أَقِمْ عِنْدِي، فَأَقَمْتُ مَعَ رَجُلٍ عَلَى هَدْيِ أَصْحَابِهِ وَأَمْرِهِمْ، قَالَ: وَاكْتَسَبْتُ حَتَّى كَانَ لِي بَقَرَاتٌ وَغُنَيْمَةٌ، قَالَ ثُمَّ نَزَلَ بِهِ أَمْرُ اللّٰهِ، فَلَمَّا حُضِرَ قُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ، إِنِّي كُنْتُ مَعَ فُلَانٍ، فَأَوْصَى بِي فُلَانٌ إِلَى فُلَانٍ، وَأَوْصَى بِي فُلَانٌ إِلَى فُلَانٍ، ثُمَّ أَوْصَى بِي فُلَانٌ إِلَيْكَ، فَإِلَى مَنْ تُوصِي بِي، وَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ، وَاللّٰهِ مَا أَعْلَمُهُ أَصْبَحَ عَلَى مَا كُنَّا عَلَيْهِ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ آمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَهُ، وَلَكِنَّهُ قَدْ أَظَلَّكَ زَمَانُ نَبِيٍّ هُوَ مَبْعُوثٌ بِدِينِ إِبْرَاهِيمَ يَخْرُجُ بِأَرْضِ الْعَرَبِ، مُهَاجِرًا إِلَى أَرْضٍ بَيْنَ حَرَّتَيْنِ بَيْنَهُمَا نَخْلٌ، بِهِ عَلَامَاتٌ لَا تَخْفَى: يَأْكُلُ الْهَدِيَّةَ، وَلَا يَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَلْحَقَ بِتِلْكَ الْبِلَادِ فَافْعَلْ۔ قَالَ: ثُمَّ مَاتَ وَغُيِّبَ، فَمَكَثْتُ بِعَمُّورِيَّةَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ أَمْكُثَ، ثُمَّ مَرَّ بِي نَفَرٌ مِنْ كَلْبٍ تُجَّارًا، فَقُلْتُ لَهُمْ: تَحْمِلُونِي إِلَى أَرْضِ الْعَرَبِ، وَأُعْطِيكُمْ بَقَرَاتِي هَذِهِ وَغُنَيْمَتِي هَذِهِ؟ قَالُوا: نَعَمْ، فَأَعْطَيْتُهُمُوهَا وَحَمَلُونِي، حَتَّى إِذَا قَدِمُوا بِي وَادِي الْقُرَى، ظَلَمُونِي فَبَاعُونِي مِنْ رَجُلٍ مِنْ يَهُودَ عَبْدًا، فَكُنْتُ عِنْدَهُ، وَرَأَيْتُ النَّخْلَ، وَرَجَوْتُ أَنْ تَكُونَ الْبَلَدَ الَّذِي وَصَفَ لِي صَاحِبِي، وَلَمْ يَحِقَّ لِي فِي نَفْسِي، فَبَيْنَمَا أَنَا عِنْدَهُ، قَدِمَ عَلَيْهِ ابْنُ عَمٍّ لَهُ مِنَ الْمَدِينَةِ مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ فَابْتَاعَنِي مِنْهُ، فَاحْتَمَلَنِي إِلَى الْمَدِينَةِ، فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُهَا فَعَرَفْتُهَا بِصِفَةِ صَاحِبِي، فَأَقَمْتُ بِهَا وَبَعَثَ اللّٰهُ رَسُولَهُ، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ مَا أَقَامَ لَا أَسْمَعُ لَهُ بِذِكْرٍ مَعَ مَا أَنَا فِيهِ مِنْ شُغْلِ الرِّقِّ، ثُمَّ هَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَفِي رَأْسِ عَذْقٍ لِسَيِّدِي أَعْمَلُ فِيهِ بَعْضَ الْعَمَلِ، وَسَيِّدِي جَالِسٌ، إِذْ أَقْبَلَ ابْنُ عَمٍّ لَهُ حَتَّى وَقَفَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: فُلَانُ، قَاتَلَ اللّٰهُ بَنِي قَيْلَةَ، وَاللّٰهِ إِنَّهُمُ الْآنَ لَمُجْتَمِعُونَ بِقُبَاءَ عَلَى رَجُلٍ قَدِمَ عَلَيْهِمْ مِنْ مَكَّةَ الْيَوْمَ، يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَبِيٌّ۔ قَالَ: فَلَمَّا سَمِعْتُهَا أَخَذَتْنِي الْعُرَوَاءُ، حَتَّى ظَنَنْتُ سَأَسْقُطُ عَلَى سَيِّدِي، قَالَ: وَنَزَلْتُ عَنِ النَّخْلَةِ، فَجَعَلْتُ أَقُولُ لِابْنِ عَمِّهِ ذَلِكَ: مَاذَا تَقُولُ؟ مَاذَا تَقُولُ؟ قَالَ: فَغَضِبَ سَيِّدِي فَلَكَمَنِي لَكْمَةً شَدِيدَةً، ثُمَّ قَالَ: مَا لَكَ وَلِهَذَا! أَقْبِلْ عَلَى عَمَلِكَ۔ قَالَ: قُلْتُ: لَا شَيْءَ، إِنَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَسْتَثْبِتَهُ عَمَّا قَالَ۔ وَقَدْ كَانَ عِنْدِي شَيْءٌ قَدْ جَمَعْتُهُ، فَلَمَّا أَمْسَيْتُ أَخَذْتُهُ ثُمَّ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِقُبَاءٍ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ،

+923034056187

فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ رَجُلٌ صَالِحٌ، وَمَعَكَ أَصْحَابٌ لَكَ غُرَبَاءُ ذَوُو حَاجَةٍ، وَهَذَا شَيْءٌ كَانَ عِنْدِي لِلصَّدَقَةِ، فَرَأَيْتُكُمْ أَحَقَّ بِهِ مِنْ غَيْرِكُمْ۔ قَالَ: فَقَرَّبْتُهُ إِلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: كُلُوا وَأَمْسَكَ يَدَهُ فَلَمْ يَأْكُلْ، قَالَ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: هَذِهِ وَاحِدَةٌ، ثُمَّ انْصَرَفْتُ عَنْهُ فَجَمَعْتُ شَيْئًا، وَتَحَوَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ، ثُمَّ جِئْتُهُ بِهِ، فَقُلْتُ: إِنِّي رَأَيْتُكَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، وَهَذِهِ هَدِيَّةٌ أَكْرَمْتُكَ بِهَا۔ قَالَ: فَأَكَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْهَا وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ فَأَكَلُوا ثُمَّ نَزَلَ بِهِ أَمْرُ اللّٰهِ، فَلَمَّا حُضِرَ قُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ، إِنِّي كُنْتُ مَعَ فُلَانٍ، فَأَوْصَى بِي فُلَانٌ إِلَى فُلَانٍ، وَأَوْصَى بِي فُلَانٌ إِلَى فُلَانٍ، ثُمَّ أَوْصَى بِي فُلَانٌ إِلَيْكَ، فَإِلَى مَنْ تُوصِي بِي، وَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ، وَاللّٰهِ مَا أَعْلَمُهُ أَصْبَحَ عَلَى مَا كُنَّا عَلَيْهِ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ آمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَهُ، وَلَكِنَّهُ قَدْ أَظَلَّكَ زَمَانُ نَبِيٍّ هُوَ مَبْعُوثٌ بِدِينِ إِبْرَاهِيمَ يَخْرُجُ بِأَرْضِ الْعَرَبِ، مُهَاجِرًا إِلَى أَرْضٍ بَيْنَ حَرَّتَيْنِ بَيْنَهُمَا نَخْلٌ، بِهِ عَلَامَاتٌ لَا تَخْفَى: يَأْكُلُ الْهَدِيَّةَ، وَلَا يَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَلْحَقَ بِتِلْكَ الْبِلَادِ فَافْعَلْ۔ قَالَ: ثُمَّ مَاتَ وَغُيِّبَ، فَمَكَثْتُ بِعَمُّورِيَّةَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ أَمْكُثَ، ثُمَّ مَرَّ بِي نَفَرٌ مِنْ كَلْبٍ تُجَّارًا، فَقُلْتُ لَهُمْ: تَحْمِلُونِي إِلَى أَرْضِ الْعَرَبِ، وَأُعْطِيكُمْ بَقَرَاتِي هَذِهِ وَغُنَيْمَتِي هَذِهِ؟ قَالُوا: نَعَمْ، فَأَعْطَيْتُهُمُوهَا وَحَمَلُونِي، حَتَّى إِذَا قَدِمُوا بِي وَادِي الْقُرَى، ظَلَمُونِي فَبَاعُونِي مِنْ رَجُلٍ مِنْ يَهُودَ عَبْدًا، فَكُنْتُ عِنْدَهُ، وَرَأَيْتُ النَّخْلَ، وَرَجَوْتُ أَنْ تَكُونَ الْبَلَدَ الَّذِي وَصَفَ لِي صَاحِبِي، وَلَمْ يَحِقَّ لِي فِي نَفْسِي، فَبَيْنَمَا أَنَا عِنْدَهُ، قَدِمَ عَلَيْهِ ابْنُ عَمٍّ لَهُ مِنَ الْمَدِينَةِ مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ فَابْتَاعَنِي مِنْهُ، فَاحْتَمَلَنِي إِلَى الْمَدِينَةِ، فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُهَا فَعَرَفْتُهَا بِصِفَةِ صَاحِبِي، فَأَقَمْتُ بِهَا وَبَعَثَ اللّٰهُ رَسُولَهُ، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ مَا أَقَامَ لَا أَسْمَعُ لَهُ بِذِكْرٍ مَعَ مَا أَنَا فِيهِ مِنْ شُغْلِ الرِّقِّ، ثُمَّ هَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَفِي رَأْسِ عَذْقٍ لِسَيِّدِي أَعْمَلُ فِيهِ بَعْضَ الْعَمَلِ، وَسَيِّدِي جَالِسٌ، إِذْ أَقْبَلَ ابْنُ عَمٍّ لَهُ حَتَّى وَقَفَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: فُلَانُ، قَاتَلَ اللّٰهُ بَنِي قَيْلَةَ، وَاللّٰهِ إِنَّهُمُ الْآنَ لَمُجْتَمِعُونَ بِقُبَاءَ عَلَى رَجُلٍ قَدِمَ عَلَيْهِمْ مِنْ مَكَّةَ الْيَوْمَ، يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَبِيٌّ۔ قَالَ: فَلَمَّا سَمِعْتُهَا أَخَذَتْنِي الْعُرَوَاءُ، حَتَّى ظَنَنْتُ سَأَسْقُطُ عَلَى سَيِّدِي، قَالَ: وَنَزَلْتُ عَنِ النَّخْلَةِ، فَجَعَلْتُ أَقُولُ لِابْنِ عَمِّهِ ذَلِكَ: مَاذَا تَقُولُ؟ مَاذَا تَقُولُ؟ قَالَ: فَغَضِبَ سَيِّدِي فَلَكَمَنِي لَكْمَةً شَدِيدَةً، ثُمَّ قَالَ: مَا لَكَ وَلِهَذَا! أَقْبِلْ عَلَى عَمَلِكَ۔ قَالَ: قُلْتُ: لَا شَيْءَ، إِنَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَسْتَثْبِتَهُ عَمَّا قَالَ۔ وَقَدْ كَانَ عِنْدِي شَيْءٌ قَدْ

جَمَعْتُهُ، فَلَمَّا أَمْسَيْتُ أَخَذْتُهُ ثُمَّ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِقُبَاءٍ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ رَجُلٌ صَالِحٌ، وَمَعَكَ أَصْحَابٌ لَكَ غُرَبَاءُ ذَوُو حَاجَةٍ، وَهَذَا شَيْءٌ كَانَ عِنْدِي لِلصَّدَقَةِ، فَرَأَيْتُكُمْ أَحَقَّ بِهِ مِنْ غَيْرِكُمْ۔ قَالَ: فَقَرَّبْتُهُ إِلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: كُلُوا وَأَمْسَكَ يَدَهُ فَلَمْ يَأْكُلْ، قَالَ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: هَذِهِ وَاحِدَةٌ، ثُمَّ انْصَرَفْتُ عَنْهُ فَجَمَعْتُ شَيْئًا، وَتَحَوَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ، ثُمَّ جِئْتُهُ بِهِ، فَقُلْتُ: إِنِّي رَأَيْتُكَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، وَهَذِهِ هَدِيَّةٌ أَكْرَمْتُكَ بِهَا۔ قَالَ: فَأَكَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْهَا وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ فَأَكَلُوا مَعَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: هَاتَانِ اثْنَتَانِ، قَالَ: ثُمَّ جِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِبَقِيعِ الْغَرْقَدِ، قَالَ: وَقَدْ تَبِعَ جَنَازَةً مِنْ أَصْحَابِهِ، عَلَيْهِ شَمْلَتَانِ لَهُ، وَهُوَ جَالِسٌ فِي أَصْحَابِهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ اسْتَدَرْتُ أَنْظُرُ إِلَى ظَهْرِهِ، هَلْ أَرَى الْخَاتَمَ الَّذِي وَصَفَ لِي صَاحِبِي؟ فَلَمَّا رَآنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اسْتَدْبَرْتُهُ، عَرَفَ أَنِّي أَسْتَثْبِتُ فِي شَيْءٍ وُصِفَ لِي، قَالَ: فَأَلْقَى رِدَاءَهُ عَنْ ظَهْرِهِ، فَنَظَرْتُ إِلَى الْخَاتَمِ فَعَرَفْتُهُ، فَانْكَبَبْتُ عَلَيْهِ أُقَبِّلُهُ وَأَبْكِي، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: تَحَوَّلْ فَتَحَوَّلْتُ، فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ حَدِيثِي كَمَا حَدَّثْتُكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ: فَأَعْجَبَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَسْمَعَ ذَلِكَ أَصْحَابُهُ۔ ثُمَّ شَغَلَ سَلْمَانَ الرِّقُّ حَتَّى فَاتَهُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَدْرٌ وَأُحُدٌ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: كَاتِبْ يَا سَلْمَانُ فَكَاتَبْتُ صَاحِبِي عَلَى ثَلَاثِ مِئَةِ نَخْلَةٍ أُحْيِيهَا لَهُ بِالْفَقِيرِ وَبِأَرْبَعِينَ أُوقِيَّةً، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: أَعِينُوا أَخَاكُمْ فَأَعَانُونِي بِالنَّخْلِ: الرَّجُلُ بِثَلَاثِينَ وَدِيَّةً، وَالرَّجُلُ بِعِشْرِينَ، وَالرَّجُلُ بِخَمْسَ عَشْرَةَ، وَالرَّجُلُ بِعَشْرٍ - يَعْنِي: الرَّجُلُ بِقَدْرِ مَا عِنْدَهُ - حَتَّى اجْتَمَعَتْ لِي ثَلَاثُ مِئَةِ وَدِيَّةٍ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اذْهَبْ يَا سَلْمَانُ فَفَقِّرْ لَهَا، فَإِذَا فَرَغْتَ فَأْتِنِي أَكُونُ أَنَا أَضَعُهَا بِيَدَيَّ قَالَ: فَفَقَّرْتُ لَهَا، وَأَعَانَنِي أَصْحَابِي، حَتَّى إِذَا فَرَغْتُ مِنْهَا جِئْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعِي إِلَيْهَا فَجَعَلْنَا نُقَرِّبُ لَهُ الْوَدِيَّ وَيَضَعُهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ، فَوَالَّذِي نَفْسُ سَلْمَانَ بِيَدِهِ، مَا مَاتَتْ مِنْهَا وَدِيَّةٌ وَاحِدَةٌ، فَأَدَّيْتُ النَّخْلَ، وَبَقِيَ عَلَيَّ الْمَالُ، فَأُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ بَيْضَةِ الدَّجَاجَةِ مِنْ ذَهَبٍ مِنْ بَعْضِ الْمَغَازِي، فَقَالَ: مَا فَعَلَ الْفَارِسِيُّ الْمُكَاتَبُ؟ قَالَ: فَدُعِيتُ لَهُ، فَقَالَ: خُذْ هَذِهِ فَأَدِّ بِهَا مَا عَلَيْكَ يَا سَلْمَانُ فَقُلْتُ: وَأَيْنَ تَقَعُ هَذِهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مِمَّا عَلَيَّ؟! قَالَ: خُذْهَا، فَإِنَّ اللّٰهَ سَيُؤَدِّي بِهَا عَنْكَ قَالَ: فَأَخَذْتُهَا فَوَزَنْتُ لَهُمْ مِنْهَا - وَالَّذِي نَفْسُ سَلْمَانَ بِيَدِهِ -

دار ابن بشیر للبحث والتحقیق +923024056187

أَرْبَعِينَ أُوقِيَّةً، فَأَوْفَيْتُهُمْ حَقَّهُمْ وَعَتَقْتُ، فَشَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْخَنْدَقَ، ثُمَّ لَمْ يَفُتْنِي مَعَهُ مَشْهَدٌ۔

حسن: رواه أحمد (23737)، والبزار فی مسنده (2499، 2500)، والطبرانی فی الكبير (6/ 272-276)۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنا واقعہ اپنی زبانی یوں بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں اصبہان والوں میں سے ایک فارسی باشندہ تھا، میرا تعلق ان کی ایک جیّ نامی بستی سے تھا، میرے باپ اپنی بستی کے بہت بڑے کسان تھے اور میں اپنے باپ کے ہاں اللہ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ محبوب تھا۔ میرے ساتھ ان کی محبت قائم رہی حتیٰ کہ انھوں نے مجھے گھر میں آگ کے پاس ہمیشہ رہنے والے کی حیثیت سے پابند کر دیا، جیسے لڑکی کو پابند کر دیا جاتا ہے۔ میں نے مجوسیت میں بڑی جد وجہد سے کام لیا، حتیٰ کہ میں آگ کا ایسا خادم ومصاحب بنا کہ ہر وقت اس کو جلاتا رہتا تھا اور ایک لمحہ کے لیے اسے بجھنے نہ دیتا تھا۔ میرے باپ کی ایک بڑی عظیم جائداد تھی، انھوں نے ایک دن ایک عمارت (کے سلسلہ میں) مصروف ہونے کی وجہ سے مجھے کہا: بیٹا! میں تو آج اس عمارت میں مشغول ہو گیا ہوں اور اپنی جائداد (تک نہیں پہنچ پاؤں گا)، اس لیے تم چلے جاؤ اور ذرا دیکھ کر آؤ۔ انھوں نے اس کے بارے میں مزید چند (احکام بھی) صادر کئے تھے۔ پس میں اس جاگیر کے لیے نکل پڑا، میرا گزر عیسائیوں کے ایک گرجا گھر کے پاس سے ہوا، میں نے ان کی آوازیں سنیں اور وہ نماز ادا کر رہے تھے۔ مجھے یہ علم نہ ہو سکا تھا کہ عوام الناس کا کیا معاملہ ہے کہ میرے باپ نے مجھے اپنے گھر میں پابند کر رکھا ہے۔ (بہرحال) جب میں ان کے پاس سے گزرا اور ان کی آوازیں سنیں تو میں ان کے پاس چلا گیا اور ان کی نقل وحرکت دیکھنے لگ گیا۔ جب میں نے ان کو دیکھا تو مجھے ان کی نماز پسند آئی اور میں ان کے دین کی طرف راغب ہوا اور میں نے کہا: باللہ تعالیٰ! یہ دین اُس (مجوسیت) سے بہتر ہے جس پر ہم کاربند ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا: اس دین کی بنیاد کہاں ہے؟ انھوں نے کہا: شام میں۔ پھر میں اپنے باپ کی طرف واپس آ گیا، (چونکہ مجھے تاخیر ہو گئی تھی اس لیے) انھوں نے مجھے بلانے کے لیے کچھ لوگوں کو بھی میرے پیچھے بھیج دیا تھا۔ میں اِس مصروفیت کی وجہ سے ان کے مکمل کام کی (طرف کوئی توجہ نہ دھر سکا)۔ جب میں ان کے پاس آیا تو انھوں نے پوچھا: بیٹا! آپ کہاں تھے؟ کیا میں نے ایک ذمہ داری آپ کے سپرد نہیں کی تھی؟ میں نے کہا: ابا جان! میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا، وہ گرجا گھر میں نماز پڑھ رہے تھے، مجھے ان کی کاروائی بڑی پسند آئی۔ اللہ کی قسم! میں ان کے پاس ہی رہا، حتی کہ سورج غروب ہو گیا۔ میرے باپ نے کہا: بیٹا! اس دین میں کوئی خیر نہیں ہے، تمہارا اور تمہارے آباء کا دین اس سے بہتر ہے۔ میں نے کہا: باللہ تعالیٰ! ہرگز نہیں، وہ دین ہمارے دین سے بہتر ہے۔ (میرے ان جذبات کی وجہ سے) میرے باپ کو میرے بارے میں خطرہ لاحق ہوا اور انھوں نے میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر

مجھے گھر میں پابند کر دیا۔ میں نے عیسائیوں کی طرف پیغام بھیجا کہ جب شام سے تاجروں کا عیسائی قافلہ آئے تو مجھے خبر دینا۔ (کچھ ایام کے بعد) جب شام سے عیسائیوں کا تجارتی قافلہ پہنچا تو انھوں نے مجھے اس (کی آمد) کی اطلاع دی۔ میں نے ان سے کہا: جب (اس قافلے کے) لوگ اپنی ضروریات پوری کر کے اپنے ملک کی طرف واپس لوٹنا چاہیں تو مجھے بتلا دینا۔ سو جب انھوں نے واپس جانا چاہا تو انھوں نے مجھے اطلاع دے دی۔ میں نے اپنے پاؤں سے بیڑیاں اتار پھینکیں اور ان کے ساتھ نکل پڑا اور شام پہنچ گیا۔ جب میں شام پہنچا تو پوچھا: وہ کون سی شخصیت ہے جو اس دین والوں میں افضل ہے؟ انھوں نے کہا: فلاں گرجا گھر میں ایک پادری ہے۔ میں اس کے پاس گیا اور میں نے کہا: میں اِس دینِ (نصرانیت) کی طرف راغب ہوا ہوں، اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس رہوں اور گرجا گھر میں آپ کی خدمت کروں اور آپ سے تعلیم حاصل کروں اور آپ کے ساتھ نماز پڑھوں۔ اس نے کہا: (ٹھیک ہے) آ جاؤ۔ پس میں اس میں داخل ہو گیا۔ لیکن وہ بڑا برا آدمی تھا۔ وہ لوگوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیتا تھا اور ان کو ترغیب دلاتا تھا۔ جب وہ کئی اشیاء لے کر آتے تھے، تو وہ اپنے لیے جمع کر لیتا تھا اور مساکین کو کچھ بھی نہیں دیتا تھا، حتی کہ اس کے پاس سونے اور چاندی کے سات مٹکے جمع ہو گئے۔ میں اس کے کرتوں کی بنا پر اس سے نفرت کرتا تھا۔ بالآخر وہ مر گیا، اسے دفن کرنے کے لیے عیسائی لوگ پہنچ گئے۔ میں نے ان سے کہا: یہ تو برا آدمی تھا، یہ تم لوگوں کو تو صدقہ کرنے کا حکم دیتا اور اس کی ترغیب دلاتا تھا، لیکن جب تم لوگ اس کے پاس صدقہ جمع کرواتے تھے تو یہ اسے اپنے لیے ذخیرہ کر لیتا تھا اور مساکین کو بالکل نہیں دیتا تھا۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا: تجھے کیسے علم ہوا؟ میں نے کہا: میں تمھیں اس کے خزانے کی خبر دے سکتا ہوں۔ انھوں نے کہا: تو پھر ہمیں بتاؤ۔ پس میں نے ان کو (اس کے خزانے کا) مقام دکھایا۔ انھوں نے وہاں سے سونے اور چاندی کے بھرے ہوئے سات مٹکے نکالے۔ جب انھوں نے صدقے (کا یہ حشر) دیکھا تو کہنے لگے: باللہ تعالیٰ! ہم اس کو کبھی بھی دفن نہیں کریں گے۔ سو انھوں نے اس کو سولی پر لٹکایا اور پھر پتھروں سے اس کو سنگسار کیا۔ بعد ازاں وہ اس کی جگہ پر ایک اور آدمی لے آئے۔ سیدنا سلمان کہتے ہیں: جو لوگ پانچ نمازیں ادا کرتے تھے، میں نے اس کو ان میں افضل پایا۔ میں نے اسے دنیا سے سب سے زیادہ بے رغبت، آخرت کے معاملے میں سب سے زیادہ رغبت والا اور دن ہو یا رات (عبادت کے معاملات کو) تندہی سے ادا کرنے والا پایا۔ میں نے اس سے ایسی محبت کی کہ اس سے پہلے اس قسم کی محبت کسی سے نہیں کی تھی۔ میں اسی کے ساتھ کچھ زمانہ تک مقیم رہا۔ بالآخر اس کی وفات کا وقت قریب آ پہنچا۔ میں نے اسے کہا: او فلان! میں تیرے ساتھ رہا اور میں نے تجھ سے ایسی محبت کی کہ اس سے قبل اس قسم کی محبت کسی سے نہیں کی تھی۔ اب تیرے پاس اللہ تعالیٰ کا حکمِ (موت) آ پہنچا ہے، تو خود بھی محسوس کر رہا ہے۔ اب تو مجھے کس کے پاس جانے کی نصیحت کرے گا؟ اور مجھے کیا حکم دے گا؟ اس نے کہا: میرے بیٹا! اللہ کی قسم! میں جس دین پر پابند تھا، میرے علم کے مطابق کوئی بھی اس دین کا پیروکار نہیں ہے۔ لوگ ہلاک ہو گئے ہیں اور تبدیل ہو گئے ہیں اور جس شریعت کو اپنا رکھا

تھا اس کے اکثر امور کو ترک کر دیا ہے۔ ہاں فلاں ایک آدمی موصل میں ہے۔ وہ اسی دین پر کاربند ہے، پس تو اس کے پاس چلے جانا۔ جب وہ فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا گیا تو میں موصل والے آدمی کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے اسے کہا: اے فلاں! فلاں آدمی نے موت کے وقت مجھے وصیت کی تھی کہ میں تجھ سے آملوں۔ اس نے مجھے بتلایا تھا کہ تم بھی اس کے دین پر کاربند ہو۔ اس نے مجھے کہا: (ٹھیک ہے) تم میرے پاس ٹھہر سکتے ہو۔ پس میں نے اس کے پاس اقامت اختیار کی، میں نے اسے بہترین آدمی پایا جو اپنے ساتھی کے دین پر برقرار تھا۔ (کچھ عرصے کے بعد اس پر بھی) فوت ہونے کے آثار (دکھائی دینے لگے)۔ جب اس پر وفات کی گھڑی آ پہنچی تو میں نے کہا: او فلاں! فلاں نے تو مجھے تیرے بارے میں وصیت کی تھی اور مجھے حکم دیا تھا کہ تیری صحبت میں رہوں۔ اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ تجھ پر نازل ہونے والا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے۔ اب تو مجھے کیا وصیت کرے گا اور کیا حکم دے گا کہ میں کس کے پاس جاؤں؟ اس نے کہا: بیٹا! اللہ کی قسم! میرے علم کے مطابق تو ہمارے دین پر قائم صرف ایک آدمی ہے، جو نصیبین میں ہے۔ (میری وفات کے بعد) اس کے پاس چلے جانا۔ پس جب وہ فوت ہوا اور اسے دفن کر دیا گیا تو میں نصیبین والے صاحب کے پاس پہنچ گیا۔ میں اس کے پاس آیا اور اسے اپنے بارے میں اور اپنے (رہنما) کے حکم کے بارے میں مطلع کیا۔ اس نے کہا: میرے پاس ٹھہریئے۔ سو میں اس کے پاس ٹھہر گیا۔ میں نے اس کو اس کے سابقہ دونوں صاحبوں کے دین پر پایا۔ وہ بہترین آدمی تھا جس کے پاس میں نے اقامت اختیار کی۔ لیکن اللہ کی قسم! وہ جلد ہی مرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو میں نے اسے کہا: او فلاں! فلاں (اللہ کے بندے) نے مجھے فلاں کی (صحبت میں رہنے کی) نصیحت کی تھی، پھر اس نے تیرے پاس آنے کی نصیحت کی۔ اب تو مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرے گا یا کیا حکم دے گا؟ اس نے کہا: میرے بیٹے! ہم تو ایسے آدمی کے بارے میں کوئی معلومات نہیں رکھتے، جو ہمارے دین پر قائم ہو، کہ تو اس کے پاس جا سکے۔ البتہ ایک آدمی عموریہ میں ہے۔ وہ دین کے معاملے میں ہماری طرح کا ہے۔ اگر تو چاہتا ہے تو اس کے پاس چلے جانا، کیونکہ وہ ہمارے دین پر برقرار ہے۔ پس جب وہ بھی مر گیا اور اسے دفن کر دیا گیا، تو میں عموریہ والے کے پاس پہنچ گیا اور اسے اپنا سارا ماجرا سنایا۔ اس نے کہا: تم میرے پاس ٹھہرو۔ میں نے اس کی صحبت اختیار کر لی اور اسے اس کے اصحاب کی سیرت اور دین پر پایا۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس کے پاس کمائی بھی کی، حتی کہ میں کچھ گائیوں اور بکریوں کا مالک بن گیا۔ لیکن اس پر بھی اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہونے (کی علامات دکھائی دینے لگیں)۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آ پہنچا تو میں نے اسے کہا: او فلاں! میں فلاں بندے کے پاس تھا، فلاں نے مجھے فلاں کے بارے میں، فلاں نے فلاں کے بارے میں اور اس نے تیرے پاس آنے کی وصیت کی تھی۔ اب تو مجھے کس (کی صحبت میں رہنے) کی وصیت کرے گا؟ اور مجھے کیا حکم دے گا؟ اس نے کہا: میرے بیٹا! میں تو کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو ہمارے دین پر کاربند ہو اور جس کے بارے میں میں تجھے حکم دے سکوں۔ لیکن اب ایک نبی کی

آمد کا وقت قریب آ چکا ہے، اسے دینِ ابراہیمی کے ساتھ مبعوث کیا جائے گا، وہ عربوں کی سرزمین سے ظاہر ہو گا اور ایسے (شہر) کی طرف ہجرت کرے گا جو دو حرّوں (یعنی کالے پتھر والی زمینوں) کے درمیان ہو گا اور ان کے درمیان کھجوروں کے درخت ہوں گے۔ اس کی اور علامات بھی ہوں گی، جو مخفی نہیں ہوں گی۔ وہ ہدیہ (یعنی بطورِ تحفہ دی گئی چیز) کھائے گا، صدقہ نہیں کھائے گا اور اس کے کندھوں کے درمیان مہرِ ختمِ نبوّت ہو گی۔ اگر تجھے استطاعت ہے تو (عرب کے) ان علاقوں تک پہنچ جا۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر وہ فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا گیا۔ جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور تھا، میں عموریہ میں سکونت پذیر رہا۔ پھر میرے پاس سے بنو کلب قبیلے کا ایک تجارتی قافلہ گزرا۔ میں نے ان سے کہا: اگر تم مجھے سرزمینِ عرب کی طرف لے جاؤ تو میں تم کو اپنی گائیں اور بکریاں دے دوں گا؟ انھوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ پس میں نے اپنی گائیں اور بکریاں ان کو دے دیں اور انھوں نے مجھے اپنے ساتھ ملا لیا۔ جب وہ مجھے وادئ قری تک لے کر پہنچے تو انھوں نے مجھ پر ظلم کیا اور بطورِ غلام ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ پس میں اس کے پاس ٹھہر گیا۔ جب میں نے کھجوروں کے درخت دیکھے تو مجھے امید ہونے لگی کہ یہ وہی شہر ہے جو میرے ساتھی نے بیان کیا تھا، لیکن یقین نہیں آ رہا تھا۔ ایک دن اس یہودی کا چچا زاد بھائی، جس کا تعلق بنو قریظہ سے تھا، مدینہ سے اس کے پاس آیا اور مجھے خرید کر اپنے پاس مدینہ میں لے گیا۔ اللہ کی قسم! جب میں نے مدینہ کو دیکھا تو اپنے ساتھی کی بیان کردہ علامات کی روشنی میں اس کو پہچان گیا (کہ یہی خاتم النبین کا مسکن ہو گا)۔ میں وہاں فروکش ہو گیا۔ اُدھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مکہ مکرمہ میں مبعوث کر دیا، جتنا عرصہ انھوں نے وہاں ٹھہرنا تھا، وہ ٹھہرے۔ لیکن میں نے ان (کی آمد) کا کوئی تذکرہ نہیں سنا، دوسری بات یہ بھی ہے کہ میں غلامی والے شغل میں مصروف رہتا تھا۔ بالآخر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئے۔ اللہ کی قسم! (ایک دن) میں اپنے آقا کے پھل دار کھجور کے درخت کی چوٹی پر کوئی کام کر رہا تھا، میرا مالک بیٹھا ہوا تھا، اس کا چچا زاد بھائی اچانک اس کے پاس آیا اور کہا: او فلاں! اللہ تعالیٰ بنو قیلہ کو ہلاک کرے، وہ قباء میں مکہ سے آنے والے ایک آدمی کے پاس جمع ہیں اور ان کا خیال ہے کہ وہ نبی ہے۔ جب میں نے اس کی یہ بات سنی تو مجھ پر اس قدر کپکپی طاری ہو گئی کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ اپنے مالک پر گر جاؤں گا۔ میں کھجور کے درخت سے اترا اور اس کے چچا زاد بھائی سے کہنے لگا: تم کیا کہہ رہے ہو؟ تم کیا کہہ رہے ہو؟ اس بات سے میرے آقا کو غصہ آیا اور اس نے مجھے زور سے مکا مارا اور کہا: تیرا اس کی بات سے کیا تعلق ہے۔ جا، اپنا کام کر۔ میں نے کہا: کوئی تعلق نہیں، بس ذرا بات کی چھان بین کرنا چاہتا تھا۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے پاس میرا جمع کیا ہوا کچھ مال تھا۔ جب شام ہوئی تو میں نے وہ مال لیا اور قباء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر داخل ہوا اور کہا: مجھے یہ بات موصول ہوئی ہے کہ آپ کوئی صالح آدمی ہیں اور آپ کے اصحاب غریب اور حاجت مند لوگ ہیں۔ یہ میرے پاس کچھ صدقے کا مال ہے، میں نے آپ لوگوں کو ہی اس کا زیادہ مستحق سمجھا ہے۔ پھر میں نے وہ مال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کیا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنے صحابہ سے فرمایا: تم لوگ کھا لو۔ آپ ﷺ نے خود اپنا ہاتھ روک لیا اور نہ کھایا۔ میں نے دل میں کہا کہ (اس بندے کے نبی ہونے کی) ایک نشانی تو (پوری ہوگئی ہے)۔ پھر میں چلا گیا اور مزید کچھ مال جمع کیا۔ اب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں منتقل ہو چکے تھے۔ پھر (وہ مال لے کر) میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میرا آپ کے بارے میں خیال ہے کہ آپ صدقے کا مال نہیں کھاتے، اس لیے یہ ہدیہ (یعنی تحفہ) ہے، میں اس کے ذریعے آپ کی عزت کرنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ چیز خود بھی کھائی اور اپنے صحابہ کو بھی کھانے کا حکم دیا، سوانھوں نے بھی کھائی۔ (یہ منظر دیکھ کر) میں نے دل میں کہا: دو علامتیں (پوری ہوگئیں ہیں)۔ (سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں (تیسری دفعہ) جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو وہ بَقِیعُ الْغَرْقَد میں تھے۔ آپ ﷺ کسی صحابی کے جنازے کی خاطر وہاں آئے ہوئے تھے، آپ ﷺ پر دو چادریں تھیں۔ آپ ﷺ اپنے اصحاب میں تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام کہا، پھر آپ کی پیٹھ پر نظر ڈالنے کے لیے گھوما، تاکہ (دیکھ سکوں کہ) آیا وہ (ختمِ نبوّت والی) مہر بھی ہے، جس کی پیشین گوئی میرے ساتھی نے کی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے گھومتے ہوئے دیکھا تو آپ پہچان گئے کہ میں آپ ﷺ کے کسی وصف کی جستجو میں ہوں، پس آپ ﷺ نے اپنی چادر اپنی پیٹھ سے ہٹا دی، میں نے مہرِ نبوت دیکھی اور اسے پہچان گیا۔ پھر میں آپ ﷺ پر ٹوٹ پڑا اور آپ کے بوسے لینے اور رونے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: پیچھے ہٹو۔ پس میں پیچھے ہٹ گیا۔ ابن عباس! پھر میں نے آپ ﷺ کو اپنا وہ سارا ماجرا سنایا، جو تجھے سنایا ہے اور رسول اللہ ﷺ کو یہ بات اچھی لگی کہ یہ واقعہ آپ کے صحابہ بھی سنیں۔ پھر سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ غلامی کی وجہ سے مشغول رہے اور غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک نہ ہو سکے۔ (سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: سلمان! (اپنے مالک سے) مکاتبت کر لو۔ پس میں نے اپنے آقا سے اس بات پر مکاتبت کر لی کہ میں اس کے لیے تین سو کھجور کے چھوٹے درخت زمین سے اکھاڑ کر اس کی جگہ پر لگاؤں گا اور (مزید اسے) چالیس اوقیے دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی (سلمان) کی مدد کرو۔ لوگوں نے مدد کرتے ہوئے مجھے کھجوروں کے درخت دیے۔ کسی نے تیس، کسی نے بیس، کسی نے پندرہ، کسی نے دس، الغرض کہ ہر ایک نے اپنی استطاعت کے بقدر مجھے کھجوروں کے چھوٹے درخت دیے، حتی کہ میرے پاس تین سو کھجوریں جمع ہوگئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: سلمان! جاؤ اور گڑھے کھودو۔ جب فارغ ہو جاؤ تو میرے پاس آ جانا، (یہ پودے) میں خود لگاؤں گا۔ (سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں نے گڑھے کھودے، میرے ساتھیوں نے میری معاونت کی۔ جب میں فارغ ہوا تو آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو اطلاع دی۔ رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ نکلے۔ ہم (کھجوروں کے وہ) بوٹے آپ ﷺ کے قریب کرتے تھے اور آپ اپنے ہاتھ سے ان کو لگا دیتے تھے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے! ان میں سے کھجور کا ایک پودا بھی نہ مرا۔ اب میں کھجور کے چھوٹے درخت تو لگا چکا تھا اور (چالیس اوقیوں والا) مال باقی تھا۔

کسی غزوے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مرغی کے انڈے کے بقدر سونا لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: مکاتبت کرنے والا (سلمان) فارسی کیا کر رہا ہے؟ مجھے بلایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلمان! یہ لو اور اس کے ساتھ اپنی ذمہ داری ادا کرو۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھ پر جتنا (قرضہ) ہے، اس سے کیا اثر ہوگا؟ (یعنی قرضہ بہت زیادہ ہے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو لو، عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارا (قرضہ) بھی ادا کر دے گا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے! میں نے وہ لے لیا اور اس میں سے ان آقاؤں کو چالیس اوقیے تول کر دے دیئے، ان کا پورا حق ادا کر دیا اور آزاد ہوگیا۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ خندق میں حاضر ہوا اور اس کے بعد کوئی غزوہ مجھ سے نہ رہ سکا۔

10222/422: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: اشْتَكَى سَلْمَانُ فَعَادَهُ سَعْدٌ، فَرَآهُ يَبْكِي، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: مَا يُبْكِيكَ يَا أَخِي؟ أَلَيْسَ قَدْ صَحِبْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، أَلَيْسَ؟ أَلَيْسَ؟ قَالَ سَلْمَانُ: مَا أَبْكِي وَاحِدَةً مِنَ اثْنَتَيْنِ، مَا أَبْكِي حُبًّا لِلدُّنْيَا، وَلَا كَرَاهِيَةً لِلْآخِرَةِ، وَلَكِنْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا، فَمَا أُرَانِي إِلَّا قَدْ تَعَدَّيْتُ، قَالَ: وَمَا عَهِدَ إِلَيْكَ؟ قَالَ: عَهِدَ إِلَيَّ: أَنَّهُ يَكْفِي أَحَدَكُمْ مِثْلُ زَادِ الرَّاكِبِ، وَلَا أُرَانِي إِلَّا قَدْ تَعَدَّيْتُ، وَأَمَّا أَنْتَ يَا سَعْدُ فَاتَّقِ اللّٰهَ عِنْدَ حُكْمِكَ إِذَا حَكَمْتَ، وَعِنْدَ قَسْمِكَ إِذَا قَسَمْتَ، وَعِنْدَ هَمِّكَ إِذَا هَمَمْتَ قَالَ ثَابِتٌ: فَبَلَغَنِي أَنَّهُ مَا تَرَكَ إِلَّا بِضْعَةً وَعِشْرِينَ دِرْهَمًا، مِنْ نُفَيْقَةٍ كَانَتْ عِنْدَهُ

+923024056187

حسن: رواه ابن ماجه (4104)، والطبراني في الكبير (279/6)، وأبو نعيم في الحلية (197/1)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیمار ہوگئے۔ سیدنا سیدنا سعد رضی اللہ عنہ انکی عیادت کے لیے گئے تو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں۔ سیدنا سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: بھائی جان! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں رہے؟ کیا آپ نے فلاں کام نہیں کیا؟ فلاں کارنامہ انجام نہیں دیا؟ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں دو چیزوں میں سے کسی ایک پر بھی نہیں رو رہا۔ میں نہ دنیا کے چھوٹنے کی وجہ سے روتا ہوں، نہ آخرت کو ناپسند کرتے ہوئے۔ لیکن (میں اس لیے اشکبار ہوں کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک وعدہ لیا تھا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اس سے تجاوز کیا ہے۔ انھوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کیا وعدہ لیا تھا؟ فرمایا: آپ نے مجھ سے فرمایا تھا: آدمی کو اتنا کچھ کافی ہوتا ہے جتنا مسافر کا زادِ راہ۔ اور مجھے یقین ہے کہ میں (اس) حد سے تجاوز کر گیا ہوں۔ اور اے سعد! آپ جب (کسی جھگڑے کا) فیصلہ کریں تو اپنے فیصلے میں اللہ کا خوف پیش نظر رکھیں۔ اور جب (مستحقین میں کوئی چیز) تقسیم کریں تو تقسیم کے وقت (تقوی کو ملحوظ رکھیں۔) اور جب آپ (کسی پروگرام کے بارے میں) سوچیں (یا ارادہ کریں) تو اپنی سوچ میں (اور ارادے میں اللہ سے ڈریں۔) ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے معلوم ہوا کہ انھوں نے ترکے میں صرف تقریباً

بیس دینار چھوڑے جو انکے ذاتی اخراجات کے لیے تھے۔

[63]...... باب فی أخبار سندر مولی زنباع الجذامی

سندر مولی زنباع الجذامی رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان

10223/423: عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كَانَ لِزِنْبَاعِ الْجُذَامِيِّ أَبِي رَوْحٍ عَبْدٌ لَهُ يُدْعَى سَنْدَرٌ، فَرَآهُ يُقَبِّلُ جَارِيَةً لَهُ، فَجَبَّهُ وَخَرَمَ أَنْفَهُ وَأُذُنَيْهِ، فَأَتَى الْعَبْدُ النَّبِيَّ صلّى اللّٰه عليه وسلم، فَأَرْسَلَ إِلَى سَيِّدِهِ، فَوَعَظَهُ، فَقَالَ: "مَنْ مُثِّلَ بِهِ أَوْ حُرِقَ بِالنَّارِ فَهُوَ حُرٌّ، وَهُوَ مَوْلَى اللّٰهِ وَمَوْلَى رَسُولِهِ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَوْصِ بِيَ الْوُلَاةَ قَالَ: أُوصِي بِكَ كُلَّ مُسْلِمٍ، فَلَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ صلّى اللّٰه عليه وسلم أَتَى أَبَا بَكْرٍ، فَقَالَ: احْفَظْ فِيَّ وَصِيَّةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَجْرَى عَلَيْهِ الْقُوتَ حَتَّى مَاتَ، وَوَلِيَ عُمَرُ، فَقَالَ: احْفَظْ فِيَّ وَصِيَّةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اخْتَرْ إِنْ شِئْتَ أَنْ أُجْرِيَ عَلَيْكَ مَا أَجْرَى أَبُو بَكْرٍ، وَإِنْ شِئْتَ أَكْتُبُ لَكَ إِلَى الْأَمْصَارِ قَالَ: اكْتُبْ لِي إِلَى مِصْرَ، فَإِنَّهَا أَرْضُ رِيفٍ فَكَتَبَ لَهُ عُمَرُ إِلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ سَنْدَرًا قَدْ تَوَجَّهَ إِلَيْكَ، فَاحْفَظْ فِيهِ وَصِيَّةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

حسن: رواه محمد بن سعد فی الطبقات (506/7)، والبیهقی (36/8)۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے زنباع جذامی کا ایک غلام سندر نامی تھا۔ تو اس نے اپنے غلام کو باندی کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا تو اس غلام کو اس نے خصی کر دیا اور اس کی ناک کاٹ دی۔ تو وہ سندر رسول اللہ ﷺ کے پاس شکایت لے کر حاضر ہوا۔ اللہ کے رسول ﷺ زنباع کی طرف پیغام بھیجا کہ، ان پر وہ بوجھ نا ڈالو جن کیہ استطاعت نہیں رکھتے، اور انہیں بھی وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو، اور وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو، اگر تمہیں یہ پسند ہو تو اپنے رکھو نہیں تو انہیں آگے بیچ دو، اور اللہ کی مخلوق کو عذاب مت دو، جس غلام کا مثلہ کیا گیا یا اس کو آگ کے ساتھ جلایا گیا تو وہ آزاد ہو جائے گا اور وہ اللہ اور اس کے رسول کا غلام بن جائے گا۔ اس کے بعد سندر کو آپ ﷺ نے آزادی کا حکم دے دیا، تو اس نے کہا مجھے وصیت کیجیے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ہر مسلمان کو آپ کی سفارش کی وصیت کرتا ہو۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، انھوں نے بھی اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا، پھر وہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے فوت ہو جانے کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، انھوں نے بھی اس کے ساتھ خیر والا معاملہ کیا، پھر جب اس نے مصر کی طرف چلا جانا چاہا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ وہ اس شخص کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے، یا یہ لکھا کہ وہ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی وصیت کا پاس ولحاظ رکھے۔

[64]...... باب فضل سلمة بن عمرو بن الأكوع الأسلمى

سلمہ بن عمرو بن اکوع اسلمی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10224/424: عن يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: رَأَيْتُ أَثَرَ ضَرْبَةٍ فِي سَاقِ سَلَمَةَ، فَقُلْتُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ، مَا هَذِهِ الضَّرْبَةُ؟ فَقَالَ: هَذِهِ ضَرْبَةٌ أَصَابَتْنِي يَوْمَ خَيْبَرَ، فَقَالَ النَّاسُ: أُصِيبَ سَلَمَةُ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِيهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ، فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ.

صحيح ـ رواه البخارى (٤٢٠٦) و توفى سلمة بن عمر و بن الاكوع سنة ٧٤ ھ

یزید بن ابی عبید سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں ایک زخم کا نشان دیکھ کر ان سے پوچھا اے ابومسلم! یہ زخم کا نشان کیسا ہے' انہوں نے بتایا کہ غزوۂ خیبر میں مجھے یہ زخم لگا تھا' لوگ کہنے لگے کہ سلمہ زخمی ہوگیا۔ چنانچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ نے تین مرتبہ اس پر دم کیا' اس کی برکت سے آج تک مجھے اس زخم سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

[65]...... باب أخبار سنين أبى جميلة

سنین ابی جمیلہ رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان

10225/425: عن سُنين أبى جميلة :أَنَّهُ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ، وَخَرَجَ مَعَهُ عَامَ الْفَتْحِ۔

صحيح: رواه البخارى (4301)۔

سیدنا ابوجمیلہ سنین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور وہ آپ کے ساتھ غزوۂ فتح مکہ کے لیے نکلے تھے۔

[66]...... باب إسلام ضماد بن ثعلبة الأزدى

ضماد بن ثعلبہ ازدی رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا بیان

10226/426: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ۔ وَكَانَ مِنْ أَزْدِ شَنُوءَةَ۔ وَكَانَ يَرْقِى مِنْ هَذِهِ الرِّيحِ۔ فَسَمِعَ سُفَهَاءَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يَقُولُونَ: إِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُونٌ۔ فَقَالَ: لَوْ أَنِّى رَأَيْتُ هَذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللَّهَ يَشْفِيهِ عَلَى يَدَىَّ۔ قَالَ: فَلَقِيَهُ۔ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّى أَرْقِى مِنْ هَذِهِ الرِّيحِ۔ وَإِنَّ اللَّهَ يَشْفِى عَلَى يَدَىَّ مَنْ شَاءَ۔ فَهَلْ لَكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِىَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ أَمَّا بَعْدُ۔ قَالَ فَقَالَ: أَعِدْ عَلَىَّ

كَلِمَاتِكَ هَؤُلَاءِ. فَأَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ. ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. قَالَ: فَقَالَ: لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ. فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هَؤُلَاءِ. وَلَقَدْ بَلَغْنَ نَاعُوسَ الْبَحْرِ. قَالَ: فَقَالَ: هَاتِ يَدَكَ أُبَايِعْكَ عَلَى الْإِسْلَامِ. قَالَ فَبَايَعَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: وَعَلَى قَوْمِكَ قَالَ: وَعَلَى قَوْمِي. قَالَ فَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً فَمَرُّوا بِقَوْمِهِ. فَقَالَ صَاحِبُ السَّرِيَّةِ لِلْجَيْشِ: هَلْ أَصَبْتُمْ مِنْ هَؤُلَاءِ شَيْئًا؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَصَبْتُ مِنْهُمْ مِطْهَرَةً. فَقَالَ: رُدُّوهَا. فَإِنَّ هَؤُلَاءِ قَوْمُ ضِمَادٍ

صحيح: رواه مسلم (868).

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ضماد مکہ آیا، وہ (قبیلہ) از دشنوء سے تھا اور آسیب کا دم کیا کرتا تھا (جسے لوگ ریح کہتے تھے، یعنی ایسی ہوا جو نظر نہیں آتی، اثر کرتی ہے) اس نے مکہ کے بے وقوفوں کو یہ کہتے سنا کہ محمد (ﷺ) کو جنون ہو گیا ہے (نعوذ باللہ) اس نے کہا: اگر میں اس آدمی کو دیکھ لوں تو شاید اللہ تعالیٰ اسے میرے ہاتھوں شفا بخش دے۔ کہا: وہ آپ سے ملا اور کہنے لگا: اے محمد ﷺ! میں اس نظر نہ آنے والی بیماری (ریح) کو زائل کرنے کے لیے دم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے میرے ہاتھوں شفا بخشتا ہے تو آپ کیا چاہتے ہیں (کہ میں دم کروں؟) رسول اللہ ﷺ نے (جواب میں) کہا: إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَمَّا بَعْدُ. تمام حمد اللہ کے لیے ہے، ہم اسی کی حمد کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں، جس کو اللہ سیدھی راہ پر چلائے، اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ چھوڑ دے، اسے کوئی راہ راست پر نہیں لا سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، وہی اکیلا (معبود) ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور بلاشبہ محمد (ﷺ) اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے، اس کے بعد! کہا: وہ بول اٹھا: اپنے یہ کلمات مجھے دوبارہ سنائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ یہ کلمات اس کے سامنے دہرائے۔ اس پر اس نے کہا: میں نے کاہنوں، جادوگروں اور شاعروں (سب) کے قول سنے ہیں، میں نے آپ کے ان کلمات جیسا کوئی کلمہ (کبھی) نہیں سنا، یہ تو بحر (بلاغت) کی تہ تک پہنچ گئے ہیں اور کہنے لگا: ہاتھ بڑھائیے! میں آپ کے ساتھ اسلام پر بیعت کرتا ہوں۔ کہا: تو اس نے آپ کی بیعت کر لی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور تیری (طرف سے تیری) قوم (کے اسلام) پر بھی (تیری بیعت لیتا ہوں) اس نے کہا: اپنی قوم (کے اسلام) پر بھی (بیعت کرتا ہوں) اس کے بعد آپ نے ایک سریہ (چھوٹا لشکر) بھیجا، وہ ان کی قوم کے پاس سے گزرے تو امیر لشکر نے لشکر سے پوچھا: کیا تم نے ان لوگوں سے کوئی چیز لی ہے؟ تو لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: میں نے ان سے ایک لوٹا لیا ہے اس نے کہا: اسے واپس کر دو کیونکہ یہ (کوئی اور نہیں بلکہ) ضماد رضی اللہ عنہ کی قوم ہے۔

[67]...... باب فضل ضمرة بن ثعلبة

ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10227/427: عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، وَعَلَيْهِ حُلَّتَانِ مِنْ حُلَلِ الْيَمَنِ، فَقَالَ: يَا ضَمْرَةُ أَتَرَى ثَوْبَيْكَ هَذَيْنِ مُدْخِلَيْكَ الجنّةَ؟ فَقَالَ: لَئِنْ اسْتَغْفَرْتَ لِي يَا رَسُولَ اللّٰه، لَا أَقْعُدُ حَتَّى أَنْزِعَهُمَا عَنِّي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اللهُمَّ اغْفِرْ لِضَمْرَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ۔ فَانْطَلَقَ سَرِيعًا حَتَّى نَزَعَهُمَا عَنْهُ۔

حسن: رواه أحمد (18979)، والبخارى فى التاريخ الكبير (337/4)، والبزار– كشف الأستار (2740)

ضمرہ بن ثعلبہ نے بیان کیا کہ وہ نبی کی خدمت میں ایک مرتبہ حاضر ہوئے تو یمن کے دو حلے پہن رکھے تھے، نبی نے فرمایا ضمرہ، ! کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہارے یہ کپڑے تمہیں جنت میں داخل کروا دیں گے؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! اگر آپ میرے لیے استغفار کریں تو میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا جب تک انہیں اتار نہ دوں، چنانچہ نبی ﷺ نے دعاء فرمادی کہ اے اللہ! ضمرہ بن ثعلبہ کو معاف فرمادے، پھر وہ جلدی سے واپس چلے گئے اور انہیں اتار دیا۔

[68]...... فضل عامر بن سنان بن الأكوع الأسلمى

عامر بن سنان بن اکوع اسلمی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10228/428: عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ، فَسِرْنَا لَيْلًا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لِعَامِرٍ: يَا عَامِرُ أَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ؟ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا فَنَزَلَ يَحْدُو بِالْقَوْمِ يَقُولُ:

اللهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا ...... وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا أَبْقَيْنَا ...... وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
وَأَلْقِيَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا ...... إِنَّا إِذَا صِيحَ بِنَا أَبَيْنَا
وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوا عَلَيْنَا

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ هَذَا السَّائِقُ؟ قَالُوا: عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ، قَالَ: يَرْحَمُهُ اللّٰهُ۔ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، لَوْلَا أَمْتَعْتَنَا بِهِ؟ فَأَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتَّى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيدَةٌ، ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ، فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ مَسَاءَ الْيَوْمِ الَّذِي فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ، أَوْقَدُوا نِيرَانًا كَثِيرَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَا هَذِهِ النِّيرَانُ؟ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ

تُوقِدُونَ؟ قَالُوا: عَلَى لَحْمٍ، قَالَ: عَلَى أَيِّ لَحْمٍ؟ قَالُوا: لَحْمِ حُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَهْرِيقُوهَا وَاكْسِرُوهَا۔ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَوْ نُهَرِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا؟ قَالَ: أَوْ ذَاكَ۔ فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ قَصِيرًا، فَتَنَاوَلَ بِهِ سَاقَ يَهُودِيٍّ لِيَضْرِبَهُ، وَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهِ، فَأَصَابَ عَيْنَ رُكْبَةِ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ، قَالَ: فَلَمَّا قَفَلُوا قَالَ سَلَمَةُ: رَآنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِي قَالَ: مَا لَكَ؟ قُلْتُ لَهُ: فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي، زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: كَذَبَ مَنْ قَالَهُ، إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ، قَلَّ عَرَبِيٌّ مَشَى بِهَا مِثْلَهُ۔

متفق علیه: رواه البخاری (4196) ومسلم (1802: 123) واللفظ للبخاری۔

سیدۃ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے ۔ رات کے وقت ہمارا سفر جاری تھا کہ ایک صاحب (اسید بن حضیر) نے عامر سے کہا' عامر! اپنے کچھ شعر سناؤ' عامر شاعر تھے ۔ اس فرمائش پر وہ سواری سے اتر کر حدی خوانی کرنے لگے ۔ کہا اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہمیں سیدھا راستہ نہ ملتا' نہ ہم صدقہ کر سکتے اور نہ ہم نماز پڑھ سکتے ۔ پس ہماری جلدی مغفرت کر، جب تک ہم زندہ ہیں ہماری جانیں تیرے راستے میں فدا ہیں اور اگر ہماری مڈ بھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت رکھ ہم پر سکینت نازل فرما، ہمیں جب (باطل کی طرف) بلایا جاتا ہے تو ہم انکار کر دیتے ہیں ، آج چلا چلا کر وہ ہمارے خلاف میدان میں آئے ہیں ۔ حضور ﷺ نے فرمایا کون شعر کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ عامر بن اکوع ہیں ۔ حضور ﷺ نے فرمایا' اللہ اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے ۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ نے تو انہیں شہادت کا مستحق قرار دے دیا' کاش! ابھی اور ہمیں ان سے فائدہ اٹھانے دیتے ۔ پھر ہم خیبر آئے اور قلعہ کا محاصرہ کیا' اس کے دوران ہمیں سخت تکالیف اور فاقوں سے گزرنا پڑا ۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرمائی' جس دن قلعہ فتح ہونا تھا' اس کی رات جب ہوئی تو لشکر میں جگہ جگہ آگ جل رہی تھی ۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ آگ کیسی ہے کس چیز کے لیے اسے جگہ جگہ جلا رکھا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم بولے کہ گوشت پکانے کے لیے' آپ نے دریافت فرمایا کہ کس جانور کا گوشت ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ پالتو گدھوں کا' آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمام گوشت پھینک دو اور ہانڈیوں کو توڑ دو ۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسا نہ کرلیں کہ گوشت تو پھینک دیں اور ہانڈیوں کو دھولیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یوں ہی کر لو پھر (دن میں جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے جنگ کے لیے) صف بندی کی تو چونکہ عامر رضی اللہ عنہ کی تلوار چھوٹی تھی' اس لیے انہوں نے جب ایک یہودی کی پنڈلی پر (جھک کر) وار کرنا چاہا تو خود انہیں کی تلوار کی دھار سے انکے گھٹنے کا اوپر کا حصہ زخمی ہو گیا اور ان کی شہادت اسی میں ہو گئی ۔ بیان کیا کہ پھر جب لشکر واپس ہو رہا تھا تو سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے حضور ﷺ نے دیکھا اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا' کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا' میرے ماں

باپ آپ پر قربان ہوں، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عامر رضی اللہ عنہ کا سارا عمل اکارت ہو گیا (کیونکہ خود اپنی ہی تلوار سے ان کی وفات ہوئی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹا ہے وہ شخص جو اس طرح کی باتیں کرتا ہے، انہیں تو دوہرا اجر ملے گا پھر آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ایک ساتھ ملایا، انہوں نے تکلیف اور مشقت بھی اٹھائی اور اللہ کے راستے میں جہاد بھی کیا، شاید ہی کوئی عربی ہو، جس نے ان جیسی مثال قائم کی ہو۔

[69]...... باب ما جاء فی فضل عامر بن فهيرة

عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

ہشام بن عروہ نے بیان کیا، انہیں ان کے والد نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ جب بئر معونہ کے حادثہ میں قاری صحابہ شہید کئے گئے اور عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ قید کئے گئے تو عامر بن طفیل نے اشارہ کیا۔ سیدنا عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ یہ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس پر عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ شہید ہو جانے کے بعد ان کی لاش آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔ میں نے اوپر نظر اٹھائی تو لاش آسمان و زمین کے درمیان لٹک رہی تھی۔ پھر وہ زمین پر رکھ دی گئی۔ ان شہداء کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جبریل علیہ السلام نے باذن اللہ تعالیٰ بتا دیا تھا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شہادت کی خبر صحابہ کو دی اور فرمایا کہ تمہارے ساتھی شہید کر دیئے گئے ہیں اور شہادت کے بعد انہوں نے اپنے رب کے حضور میں عرض کیا کہ اے ہمارے رب! ہمارے (مسلمان) بھائیوں کو اس کی اطلاع دے دے کہ ہم تیرے پاس پہنچ کر کس طرح خوش ہیں اور تو بھی ہم سے راضی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید کے ذریعہ) مسلمانوں کو اس کی اطلاع دے دی۔ اسی حادثہ میں عروہ بن اسماء بن صلت رضی اللہ عنہما بھی شہید ہوئے تھے (پھر زبیر رضی اللہ عنہ کے بیٹے جب پیدا ہوئے) تو ان کا نام عروہ، انہیں عروہ ابن اسماء رضی اللہ عنہما کے نام پر رکھا گیا۔ منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ اس حادثہ میں شہید ہوئے تھے۔ (اور زبیر رضی اللہ عنہ کے دوسرے صاحب زادے کا نام) منذر انہیں کے نام پر رکھا گیا تھا۔ (۴۰۹۳)

[70]...... باب فضائل العباس بن عبد المطلب عم رسول الله صلى الله عليه وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

10229/429: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عُمَرَ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَقِيلَ: مَنَعَ ابْنُ جَمِيلٍ، وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، وَالْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا، فَأَغْنَاهُ اللّٰهُ، وَأَمَّا خَالِدٌ فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُونَ خَالِدًا قَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ، وَأَعْتَادَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَأَمَّا الْعَبَّاسُ فَهِيَ عَلَيَّ وَمِثْلُهَا مَعَهَا، ثُمَّ قَالَ: يَا عُمَرُ أَمَا شَعَرْتَ أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ

متفق عليه: رواه البخاری (1468)، ومسلم (983-11) والسياق لمسلم۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ تو آپ سے کہا گیا کہ ابن جمیل اور خالد بن ولید اور عباس بن عبدالمطلب جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن جمیل پہلے فقیر تھا اب غنی ہوگیا ہے تو اسی کا وہ بدلہ لے رہا ہے۔ اور رہی بات خالد کی تو تم اس پر ظلم کر رہے ہو کیونکہ اس نے تو اپنی زرہیں اور جنگی ہتھیار پہلے ہی اللہ کی راہ میں دے رکھی ہیں۔ اور جہاں تک عباس رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے تو ان کا معاملہ میرے ذمہ ہے اور اتنا اس کے ساتھ اور بھی۔ پھر فرمایا کہ اے عمر کے تمہیں معلوم نہیں کہ چچا باپ کی طرح ہی ہوتا ہے۔

10230/430: عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِی وَقَّاصٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِلعَبَّاسِ: هَذَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَجْوَدُ قُرَيْشٍ كَفًّا وَأَوْصَلُهَا

حسن: رواه أحمد (1610)، والنسائی فی فضائل الصحابة (71)، وصحّحه ابن حبان (7052)۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: یہ عباس بن عبدالمطلب ہیں جو قریش میں ہاتھ کے سب سے سخی اور سب سے زیادہ جوڑ پیدا کرنے والے ہیں۔

[71]...... باب ما جاء فی أخبار عبد اللّٰه بن أرقم

عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان

10231/431: عَنْ عُمَرَ، قَالَ: كُتِبَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كِتَابٌ فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَرْقَمَ: أَجِبْ هٰؤُلَاءِ، فَأَخَذَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَرْقَمَ فَكَتَبَهُ، ثُمَّ جَاءَ بِالْكِتَابِ فَعَرَضَهُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَحْسَنْتَ فَمَا زَالَ ذٰلِكَ فِی نَفْسِی حَتَّى وُلِّيتُ فَجَعَلْتُهُ عَلَى بَيْتِ الْمَالِ

حسن: رواه البزار (267)۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا گیا آپ نے عبداللہ بن ارقم کو دیکھنے کا حکم دیا، عبداللہ بن ارقم نے خط کا جواب لکھا اور پھر خط لکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا: بہت عمدہ، اس وقت سے میرے دل میں عبداللہ بن ارقم کا مقام پیدا ہوگیا، حتی کہ جب مجھے بارِ خلافت کی ذمہ داری سونپی گئی میں نے عبداللہ بن ارقم کو بیت المال کا ذمہ دار بنا دیا۔

[72]...... أخبار عبد اللّٰه بن ثعلبة بن صُعير

عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان

10232/432: عن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ مَسَحَ عَنْهُ أَنَّهُ

رَأَى سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ۔

صحيح: رواه البخاری (6356)۔ ورواه أحمد (23667)

سیدنا عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھ یا منہ پر ہاتھ پھیرا تھا۔ انہوں نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ایک رکعت وتر نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

[73]...... باب ما جاء فی فضل عبد اللّٰہ بن جعفر

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10233/433: عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ : قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ لِابْنِ جَعْفَرٍ رضی اللہ عنہم: أَتَذْكُرُ إِذْ تَلَقَّيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَأَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَحَمَلَنَا وَتَرَكَكَ۔

متفق عليه: رواه البخاری (3082)، ومسلم (2427-65)۔

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا، تمہیں وہ قصہ یاد ہے جب میں اور تم اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تینوں رسول اللہ ﷺ سے ملے تھے (آپ ﷺ جہاد سے واپس آرہے تھے) سیدنا عبداللہ بن جعفر نے کہا' ہاں یاد ہے۔ اور آپ ﷺ نے مجھ کو اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ کر لیا تھا' اور تمہیں چھوڑ دیا تھا۔

10234/434: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِصِبْيَانِ أَهْلِ بَيْتِهِ، قَالَ: وَإِنَّهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَسُبِقَ بِي إِلَيْهِ فَحَمَلَنِي بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ جِيءَ بِأَحَدِ ابْنَيْ فَاطِمَةَ فَأَرْدَفَهُ خَلْفَهُ، قَالَ: فَأُدْخِلْنَا الْمَدِينَةَ ثَلَاثَةً عَلَى دَابَّةٍ

صحيح: رواه مسلم (2428-66)۔

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہا: رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر سے آتے تو آپ کے گھر کے بچوں کو (باہر لے جا کر) آپ سے ملایا جاتا، ایک بار آپ سفر سے آئے، مجھے سب سے پہلے آپ کے پاس پہنچا دیا گیا تو آپ ﷺ نے مجھے اپنے سامنے بٹھا دیا، پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک صاحبزادے کو لایا گیا تو انھیں آپ ﷺ نے پیچھے بٹھا لیا۔ کہا: تو ہم تینوں کو ایک سواری پر مدینہ کے اندر لایا گیا۔

10235/435: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ، فَأَسَرَّ إِلَيَّ حَدِيثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ

صحيح: رواه مسلم (2429)۔

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن مجھے سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا، پھر مجھے راز

داری سے ایک بات بتائی جو میں لوگوں میں سے کسی بھی شخص کو نہیں سناؤں گا۔

[74]...... باب ما جاء فی أخبار عبد اللّٰه بن الزبیر

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان

10236/436: عَنْ أَسْمَاءَ رضی اللہ عنہا: أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَتْ: فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ، فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَاءَ، فَوَلَدْتُهُ بِقُبَاءَ، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَوَضَعْتُهُ فِي حِجْرِهِ، ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا، ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ، فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ حَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ، ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ

متفق علیه: رواه البخاری (3909)، ومسلم (26:2146)۔

سیدۃ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ان کے پیٹ میں تھے، انہیں دنوں جب حمل کی مدت بھی پوری ہو چکی تھی، میں مدینہ کے لیے روانہ ہوئی یہاں پہنچ کر میں نے قبا میں پڑاؤ کیا اور یہیں عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ پھر میں انہیں لے کر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کی گود میں اسے رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے ایک کھجور طلب فرمائی اور اسے چبا کر آپ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے منہ میں اسے رکھ دیا۔ چنانچہ سب سے پہلی چیز جو عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ حضور ﷺ کرم ﷺ کا مبارک لعاب تھا۔ اس کے بعد آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور اللہ سے ان کے لیے برکت طلب کی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے بچے ہیں جن کی پیدائش ہجرت کے بعد ہوئی۔

10237/437: عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: أَوَّلُ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَتَوْا بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ تَمْرَةً فَلَاكَهَا، ثُمَّ أَدْخَلَهَا فِي فِيهِ، فَأَوَّلُ مَا دَخَلَ بَطْنَهُ رِيقُ النَّبِيِّ ﷺ۔

صحیح: رواه البخاری (3910)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سب سے پہلا بچہ جو اسلام میں (ہجرت کے بعد) پیدا ہوا، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہیں، انہیں لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے تو آپ ﷺ نے ایک کھجور لے کر اسے چبایا پھر اس کو ان کے منہ میں ڈال دیا۔ اس لیے سب سے پہلی چیز جو ان کے پیٹ میں گئی وہ آپ ﷺ کا لعاب مبارک تھا۔

10238/438: عن ابن أبی ملیکة، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ - رضی اللہ عنہما: أَنَّهُ قَالَ حِينَ وَقَعَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ: قُلْتُ: أَبُوهُ الزُّبَيْرُ، وَأُمُّهُ أَسْمَاءُ، وَخَالَتُهُ عَائِشَةُ، وَجَدُّهُ أَبُو بَكْرٍ، وَجَدَّتُهُ صَفِيَّةُ،

صحیح: رواه البخاری (4664)۔

ابن ابی ملیکہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ جب میرا سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے اختلاف ہو گیا تھا تو میں

نے کہا کہ ان کے والد زبیر بن عوام تھے، ان کی والدہ اسماء بنت ابوبکر تھیں، ان کی خالہ عائشہ تھیں۔ ان کے نانا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور ان کی دادی (حضور اکرم کی پھوپھی) صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

10239/439: ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ : وَكَانَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ، فَغَدَوْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقُلْتُ: أَتُرِيدُ أَنْ تُقَاتِلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ، فَتُحِلَّ حَرَمَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: مَعَاذَ اللّٰهِ، إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَبَنِي أُمَيَّةَ مُحِلِّينَ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَا أُحِلُّهُ أَبَدًا۔ قَالَ: قَالَ النَّاسُ: بَايِعْ لِابْنِ الزُّبَيْرِ، فَقُلْتُ: وَأَيْنَ بِهَذَا الْأَمْرِ عَنْهُ، أَمَّا أَبُوهُ: فَحَوَارِيُّ النَّبِيِّ ﷺ يُرِيدُ الزُّبَيْرَ، وَأَمَّا جَدُّهُ: فَصَاحِبُ الْغَارِ، يُرِيدُ أَبَا بَكْرٍ، وَأُمُّهُ: فَذَاتُ النِّطَاقِ، يُرِيدُ أَسْمَاءَ، وَأَمَّا خَالَتُهُ: فَأُمُّ الْمُؤْمِنِينَ، يُرِيدُ عَائِشَةَ، وَأَمَّا عَمَّتُهُ: فَزَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ يُرِيدُ خَدِيجَةَ، وَأَمَّا عَمَّةُ النَّبِيِّ ﷺ فَجَدَّتُهُ، يُرِيدُ صَفِيَّةَ، ثُمَّ عَفِيفٌ فِي الْإِسْلَامِ، قَارِئٌ لِلْقُرْآنِ، وَاللّٰهِ إِنْ وَصَلُونِي وَصَلُونِي مِنْ قَرِيبٍ، وَإِنْ رَبُّونِي رَبَّنِي أَكْفَاءٌ كِرَامٌ، فَآثَرَ التُّوَيْتَاتِ وَالْأُسَامَاتِ وَالْحُمَيْدَاتِ، يُرِيدُ أَبْطُنًا مِنْ بَنِي أَسَدٍ: بَنِي تُوَيْتٍ وَبَنِي أُسَامَةَ وَبَنِي أَسَدٍ، إِنَّ ابْنَ أَبِي الْعَاصِ بَرَزَ يَمْشِي الْقُدَمِيَّةَ، يَعْنِي عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ، وَإِنَّهُ لَوَّى ذَنَبَهُ،

صحیح: رواه البخاری (4665)۔

ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ سیدنا ابن عباس اور سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہم کے درمیان بیعت کا جھگڑا پیدا ہوگیا تھا، میں صبح کو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا آپ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کرنا چاہتے ہیں، اس کے باوجود کہ اللہ کے حرم کی بے حرمتی ہوگی؟ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا معاذ اللہ! یہ تو اللہ تعالیٰ نے ابن زبیر اور بنوامیہ ہی کے مقدر میں لکھ دیا ہے کہ وہ حرم کی بے حرمتی کریں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں کسی صورت میں بھی اس بے حرمتی کے لیے تیار نہیں ہوں۔ سیدنا ابن عباس نے بیان کیا کہ لوگوں نے مجھ سے کہا تھا کہ ابن زبیر سے بیعت کرلو۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے ان کی خلافت کو تسلیم کرنے میں کیا تامل ہوسکتا ہے، ان کے والد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری تھے، آپ کی مراد زبیر بن عوام سے تھی۔ ان کے نانا صاحب غار تھے، اشارہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ ان کی والدہ صاحب نطاقین تھیں یعنی اسماء۔ ان کی خالہ ام المؤمنین تھیں، مراد عائشہ سے تھی۔ ان کی پھوپھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں، مراد خدیجہ سے تھی۔ سیدنا ابن عباس کی مراد ان باتوں سے یہ تھی کہ وہ بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں اور حضور اکرم کی پھوپھی ان کی دادی ہیں، اشارہ صفیہ کی طرف تھا۔ اس کے علاوہ وہ خود اسلام میں ہمیشہ صاف کردار اور پاک دامن رہے اور قرآن کے عالم ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قسم اگر وہ مجھ سے اچھا برتاؤ کریں تو ان کو کرنا ہی چاہیے وہ میرے بہت قریب کے رشتہ دار ہیں اور اگر وہ مجھ پر حکومت کریں تو خیر حکومت کریں وہ ہمارے برابر کے عزت والے ہیں۔ لیکن عبداللہ بن

زبیر رضی اللہ عنہما نے تو تویت، اسامہ اور حمید کے لوگوں کو ہم پر ترجیح دی ہے۔ ان کی مراد مختلف قبائل یعنی بنو اسد، بنو تویت، بنو اسامہ اور بنو اسد سے تھی۔ ادھر ابن ابی العاص بڑی عمدگی سے چل رہا ہے یعنی عبد الملک بن مروان مسلسل پیش قدمی کر رہا ہے اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس کے سامنے دم دبا لی ہے۔

10240/440: عن ابْن أَبِي مُلَيْكَةَ : دَخَلْنَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: أَلَا تَعْجَبُونَ لِابْنِ الزُّبَيْرِ، قَامَ فِي أَمْرِهِ هَذَا، فَقُلْتُ: لَأُحَاسِبَنَّ نَفْسِي لَهُ مَا حَاسَبْتُهَا لِأَبِي بَكْرٍ وَلَا لِعُمَرَ، وَلَهُمَا كَانَا أَوْلَى بِكُلِّ خَيْرٍ مِنْهُ، وَقُلْتُ: ابْنُ عَمَّةِ النَّبِيِّ ﷺ وَابْنُ الزُّبَيْرِ، وَابْنُ أَبِي بَكْرٍ، وَابْنُ أَخِي خَدِيجَةَ، وَابْنُ أُخْتِ عَائِشَةَ، فَإِذَا هُوَ يَتَعَلَّى عَنِّي وَلَا يُرِيدُ ذَلِكَ، فَقُلْتُ: مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنِّي أَعْرِضُ هَذَا مِنْ نَفْسِي فَيَدَعُهُ، وَمَا أُرَاهُ يُرِيدُ خَيْرًا، وَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ، لَأَنْ يَرُبَّنِي بَنُو عَمِّي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَرُبَّنِي غَيْرُهُمْ

صحيح: رواه البخاري (4666)۔

ابن ابی ملیکہ نے خبر دی کہ ہم سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا کہ ابن زبیر پر تمہیں حیرت نہیں ہوتی۔ وہ اب خلافت کے لیے کھڑے ہو گئے ہیں تو میں نے ارادہ کر لیا کہ ان کے لیے محنت مشقت کروں گا کہ ایسی محنت اور مشقت میں نے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے لیے بھی نہیں کی۔ حالانکہ وہ دونوں ان سے ہر حیثیت سے بہتر تھے۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کی اولاد میں سے ہیں۔ زبیر کے بیٹے اور ابو بکر کے نواسے، خدیجہ کے بھائی کے بیٹے، عائشہ کی بہن کے بیٹے۔ لیکن عبد اللہ بن زبیر نے کیا کیا وہ مجھ سے غرور کرنے لگے۔ انہوں نے نہیں چاہا کہ میں ان کے خاص مصاحبوں میں رہوں (اپنے دل میں کہا) مجھ کو ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ میں تو ان سے ایسی عاجزی کروں گا اور وہ اس پر بھی مجھ سے راضی نہ ہوں گے۔ خیر اب مجھے امید نہیں کہ وہ میرے ساتھ بھلائی کریں گے جو ہونا تھا وہ ہوا اب بنی امیہ جو میرے چچا زاد بھائی ہیں اگر مجھ پر حکومت کریں تو یہ مجھ کو اوروں کے حکومت کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

[75]...... باب ما جاء فی إسلام عبد اللّٰه بن سلاّم

سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام کا بیان

10241/441: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ بِقُدُومِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي أَرْضٍ يَخْتَرِفُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ: فَمَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ، وَمَا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَمَا يَنْزِعُ الْوَلَدُ إِلَى أَبِيهِ أَوْ إِلَى أُمِّهِ؟ قَالَ:

أَخْبَرَنِي بِهِنَّ جِبْرِيلُ آنِفًا، قَالَ: جِبْرِيلُ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُودِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، فَقَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ﴾ أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ، وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوتٍ، وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ، وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْأَةِ نَزَعَتْ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ بُهُتٌ، وَإِنَّهُمْ إِنْ يَعْلَمُوا بِإِسْلَامِي قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ يَبْهَتُونِي، فَجَاءَتِ الْيَهُودُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰهِ فِيكُمْ، قَالُوا: خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا، وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا، قَالَ: أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ، فَقَالُوا: أَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذَلِكَ، فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، فَقَالُوا: شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا، وَانْتَقَصُوهُ، قَالَ: فَهَذَا الَّذِي كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔

صحيح: رواه البخاري (4480)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (جو یہود کے بڑے عالم تھے) نے رسول اللہ ﷺ کی (مدینہ) تشریف لانے کی خبر سنی تو وہ اپنے باغ میں پھل توڑ رہے تھے۔ وہ اسی وقت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں آپ سے ایسی تین چیزوں کے متعلق پوچھتا ہوں، جنہیں نبی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ بتلایئے! قیامت کی نشانیوں میں سب سے پہلی نشانی کیا ہے؟ اہل جنت کی دعوت کے لیے سب سے پہلے کیا چیز پیش کی جائے گی؟ بچہ کب اپنے باپ کی صورت میں ہوگا اور کب اپنی ماں کی صورت پر؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، مجھے ابھی جبریل نے آکر ان کے متعلق بتایا ہے۔ عبداللہ بن سلام بولے جبریل علیہ السلام نے! فرمایا، ہاں، عبداللہ بن سلام نے کہا کہ وہ تو یہودیوں کے دشمن ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ﴾ اور ان کے سوالات کے جواب میں فرمایا، قیامت کی سب سے پہلی نشانی ایک آگ ہوگی جو انسانوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کرلائے گی۔ اہل جنت کی دعوت میں جو کھانا سب سے پہلے پیش کیا جائے گا وہ مچھلی کے جگر کا بڑھا ہوا حصہ ہوگا اور جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غلبہ کرجاتا ہے تو بچہ باپ کی شکل پر ہوتا ہے اور جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر غلبہ کرجاتا ہے تو بچہ ماں کی شکل پر ہوتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بول اٹھے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (پھر عرض کیا) یارسول اللہ! یہودی بڑی بہتان باز قوم ہے، اگر اس سے پہلے کہ آپ میرے متعلق ان سے کچھ پوچھیں، انہیں میرے اسلام کا پتہ چل گیا تو مجھ پر بہتان تراشیاں شروع کردیں گے۔ بعد میں جب یہودی آئے تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا، عبداللہ تمہارے یہاں کیسے

آدمی سمجھے جاتے ہیں؟ وہ کہنے لگے، ہم میں سب سے بہتر اور ہم میں سب سے بہتر کے بیٹے! ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں۔ آپ نے فرمایا، اگر وہ اسلام لے آئیں پھر تمہارا کیا خیال ہوگا؟ کہنے لگے، اللہ تعالیٰ اس سے انہیں پناہ میں رکھے۔ اتنے میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ظاہر ہو کر کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے سچے رسول ہیں اب وہی یہودی ان کے بارے میں کہنے لگے کہ یہ ہم میں سب سے بدتر ہے اور سب سے بدتر شخص کا بیٹا ہے اور ان کی توہین شروع کر دی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا، یا رسول اللہ! یہی وہ چیز تھی جس سے میں ڈرتا تھا۔

[76]...... باب فضائل عبدالله بن سلام وأنه من أهل الجنة

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور یہ کہ وہ جنتی ہے کا بیان

10242/442: عن سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لِأَحَدٍ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ: إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، إِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ: وَفِيهِ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى مِثْلِهِ﴾ الْآيَةَ۔ قَالَ: لَا أَدْرِي، قَالَ مَالِكٌ الْآيَةَ، أَوْ فِي الْحَدِيثِ

متفق عليه: رواه البخاري (3812)، ومسلم (2483)۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کے متعلق یہ نہیں سنا کہ وہ اہل جنت میں سے ہیں، بیان کیا کہ آیت ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى مِثْلِهِ﴾ (الاحقاف: ۱۰) انہیں کے بارے میں نازل ہوئی تھی (راوی حدیث عبداللہ بن یوسف نے) بیان کیا کہ آیت کے نزول کے متعلق مالک کا قول ہے یا حدیث میں اسی طرح تھا۔

10243/443: عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ، فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلَى وَجْهِهِ أَثَرُ الْخُشُوعِ، فَقَالُوا: هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ تَجَوَّزَ فِيهِمَا، ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُهُ، فَقُلْتُ: إِنَّكَ حِينَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوا: هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، قَالَ: وَاللّٰهِ مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ مَا لَا يَعْلَمُ، وَسَأُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ: رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ، وَرَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ ذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا وَسَطُهَا عَمُودٌ مِنْ حَدِيدٍ، أَسْفَلُهُ فِي الْأَرْضِ وَأَعْلَاهُ فِي السَّمَاءِ، فِي أَعْلَاهُ عُرْوَةٌ، فَقِيلَ لَهُ: ارْقَهْ، قُلْتُ: لَا أَسْتَطِيعُ، فَأَتَانِي مِنْصَفٌ، فَرَفَعَ ثِيَابِي مِنْ خَلْفِي، فَرَقِيتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَاهَا، فَأَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ، فَقِيلَ لَهُ: اسْتَمْسِكْ۔ فَاسْتَيْقَظْتُ وَإِنَّهَا لَفِي يَدِي، فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْإِسْلَامُ، وَذَلِكَ الْعَمُودُ عَمُودُ الْإِسْلَامِ، وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ

الْوُثْقَى، فَأَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوتَ وَذَاكَ الرَّجُلُ۔
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ متفق علیه: رواه البخاری (3813)، ومسلم (2484-148)۔

قیس بن عباد نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بزرگ مسجد میں داخل ہوئے جن کے چہرے پر خشوع وخضوع کے آثار ظاہر تھے لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ جنتی لوگوں میں ہیں، پھر انہوں نے دو رکعت نماز مختصر طریقہ پر پڑھی اور باہر نکل گئے میں بھی ان کے پیچھے ہولیا اور عرض کیا کہ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ جنت والوں میں سے ہیں، اس پر انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم! کسی کے لیے ایسی بات زبان سے نکالنا مناسب نہیں ہے جسے وہ نہ جانتا ہو اور میں تمہیں بتاوں گا کہ ایسا کیوں ہے، نبی کریم ﷺ کے زمانے میں میں نے ایک خواب میں دیکھا اور آپ ﷺ سے اسے بیان کیا میں نے خواب یہ دیکھا تھا کہ جیسے میں ایک باغ میں ہوں، پھر انہوں نے اس کی وسعت اور اس کے سبزہ زاروں کا ذکر کے ااس باغ کے درمیان میں ایک لوہے کا کھمبا ہے جس کا نچلا حصہ زمین میں ہے اور اوپر کا آسمان پر اور اس کی چوٹی پر ایک گھنا درخت ہے، (العروۃ) مجھ سے کہا گے اکہ اس پر چڑھ جاو میں نے کہا کہ مجھ میں تو اتنی طاقت نہیں ہے اتنے میں ایک خادم آیا اور پیچھے سے میرے کپڑے اس نے اٹھائے تو میں چڑھ گے ااور جب میں اس کی چوٹی پر پہنچ گیا تو میں نے اس گھنے درخت کو پکڑلیا، ابھی میں اسے اپنے ہاتھ سے پکڑے ہوئے تھا کہ میری نیند کھل گئی، یہ خواب جب میں نے آپ ﷺ سے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو باغ تم نے دیکھا ہے، وہ تو اسلام ہے اور اس میں ستون اسلام کا ستون ہے اور عروہ (گھنا درخت) العروۃ الوثقی ہے اس لیے تم اسلام پر مرتے دم تک قائم رہوگے، یہ بزرگ عبداللہ بن سلام تھے۔

10244/444: عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا فِي حَلْقَةٍ فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ، قَالَ: وَفِيهَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ حَدِيثًا حَسَنًا، قَالَ: فَلَمَّا قَامَ قَالَ الْقَوْمُ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا۔ قَالَ: فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لَأَتَّبِعَنَّهُ فَلَأَعْلَمَنَّ مَكَانَ بَيْتِهِ۔ قَالَ: فَتَبِعْتُهُ، فَانْطَلَقَ حَتَّى كَادَ أَنْ يَخْرُجَ مِنَ الْمَدِينَةِ، ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهُ۔ قَالَ: فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَأَذِنَ لِي، فَقَالَ: مَا حَاجَتُكَ يَا ابْنَ أَخِي؟ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: سَمِعْتُ الْقَوْمَ يَقُولُونَ لَكَ لَمَّا قُمْتَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا، فَأَعْجَبَنِي أَنْ أَكُونَ مَعَكَ۔ قَالَ: اللّٰهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ، وَسَأُحَدِّثُكَ مِمَّ قَالُوا ذَاكَ: إِنِّي بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أَتَانِي رَجُلٌ فَقَالَ لِي: قُمْ، فَأَخَذَ بِيَدِي فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، قَالَ: فَإِذَا أَنَا بِجَوَادٍ عَنْ شِمَالِي، قَالَ: فَأَخَذْتُ لِآخُذَ فِيهَا، فَقَالَ لِي: لَا تَأْخُذْ فِيهَا فَإِنَّهَا طُرُقُ أَصْحَابِ الشِّمَالِ! قَالَ: فَإِذَا جَوَادٌّ مَنْهَجٌ عَلَى يَمِينِي، فَقَالَ لِي: خُذْ هَاهُنَا، فَأَتَى بِي

جَبلًا فَقَالَ لِيَ: اصْعَدْ، قَالَ: فَجَعَلْتُ إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَصْعَدَ خَرَرْتُ عَلَى اسْتِي، قَالَ: حَتَّى فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِرَارًا۔ قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتَّى أَتَى بِي عَمُودًا رَأْسُهُ فِي السَّمَاءِ وَأَسْفَلُهُ فِي الْأَرْضِ، فِي أَعْلَاهُ حَلْقَةٌ، فَقَالَ لِيَ: اصْعَدْ فَوْقَ هٰذَا، قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ أَصْعَدُ هٰذَا وَرَأْسُهُ فِي السَّمَاءِ؟ قَالَ: فَأَخَذَ بِيَدِي فَزَجَلَ بِي، قَالَ: فَإِذَا أَنَا مُتَعَلِّقٌ بِالْحَلْقَةِ، قَالَ: ثُمَّ ضَرَبَ الْعَمُودَ فَخَرَّ، قَالَ: وَبَقِيتُ مُتَعَلِّقًا بِالْحَلْقَةِ حَتَّى أَصْبَحْتُ۔ قَالَ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ، فَقَالَ: أَمَّا الطُّرُقُ الَّتِي رَأَيْتَ عَنْ يَسَارِكَ فَهِيَ طُرُقُ أَصْحَابِ الشِّمَالِ، قَالَ: وَأَمَّا الطُّرُقُ الَّتِي رَأَيْتَ عَنْ يَمِينِكَ فَهِيَ طُرُقُ أَصْحَابِ الْيَمِينِ، وَأَمَّا الْجَبَلُ فَهُوَ مَنْزِلُ الشُّهَدَاءِ وَلَنْ تَنَالَهُ، وَأَمَّا الْعَمُودُ فَهُوَ عَمُودُ الْإِسْلَامِ، وَأَمَّا الْعُرْوَةُ فَهِيَ عُرْوَةُ الْإِسْلَامِ، وَلَنْ تَزَالَ مُتَمَسِّكًا بِهَا حَتَّى تَمُوتَ۔

صحيح: رواه مسلم (2484-150)۔

خرشہ بن حر سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں مدینہ منورہ کی مسجد کے اندر ایک حلقے میں بیٹھا ہوا تھا، کہا: اس میں خوبصورت ہیئت والے ایک حسین وجمیل بزرگ بھی موجود تھے۔ وہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے، کہا: انھوں نے ان لوگوں کو خوبصورت احادیث سنانی شروع کردیں، کہا: جب وہ کھڑے ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ جس کو ایک جنتی کا دیکھنا اچھا معلوم ہو، وہ اس کو دیکھے۔ میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اللہ کی قسم میں ان کے ساتھ جاؤں گا اور ان کا گھر دیکھوں گا۔ پھر میں ان کے پیچھے ہوا، وہ چلے، یہاں تک کہ قریب ہوا کہ وہ شہر سے باہر نکل جائیں، پھر وہ اپنے مکان میں گئے تو میں نے بھی اندر آنے کی اجازت چاہی۔ انہوں نے اجازت دی، پھر پوچھا کہ اے میرے بھتیجے! تجھے کیا کام ہے؟ میں نے کہا کہ جب آپ کھڑے ہوئے تو میں نے لوگوں کو سنا کہ جس کو ایک جنتی کا دیکھنا اچھا لگے، وہ ان کو دیکھے تو مجھے آپ کے ساتھ رہنا اچھا معلوم ہوا۔ انہوں نے کہا کہ جنت والوں کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور میں تجھ سے لوگوں کے یہ کہنے کی وجہ بیان کرتا ہوں۔ میں ایک دفعہ سو رہا تھا کہ خواب میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ کھڑا ہو۔ پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑا، میں اس کے ساتھ چلا، مجھے بائیں طرف کچھ راہیں ملیں تو میں نے ان میں جانا چاہا تو وہ بولا کہ ان میں مت جا، یہ بائیں طرف والوں (یعنی کافروں) کی راہیں ہیں۔ پھر دائیں طرف کی راہیں ملیں تو وہ شخص بولا کہ ان راہوں میں جا۔ پس وہ مجھے ایک پہاڑ کے پاس لے آیا اور بولا کہ اس پر چڑھ۔ میں نے اوپر چڑھنا چاہا تو پیٹھ کے بل گرا۔ کئی بار میں نے چڑھنے کا قصد کیا لیکن ہر بار گرا۔ پھر وہ مجھے لے چلا، یہاں تک کہ ایک ستون ملا جس کی چوٹی آسمان میں تھی اور تہہ زمین میں، اس کے اوپر ایک حلقہ تھا۔ مجھ سے اس شخص نے کہا کہ اس ستون کے اوپر چڑھ جا۔ میں نے کہا کہ میں اس پر کیسے چڑھوں کہ اس کا سرا تو آسمان میں ہے۔ آخر اس شخص نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اچھال دیا اور میں نے دیکھا کہ میں اس

حلقہ کو پکڑے ہوئے لٹک رہا ہوں۔ پھر اس شخص نے ستون کو مارا تو وہ گر پڑا اور میں صبح تک اسی حلقہ میں لٹکتا رہا (اس وجہ سے کہ اترنے کا کوئی ذریعہ نہیں رہا)۔ کہتے ہیں پس میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر اپنا خواب بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو راہیں تو نے بائیں طرف دیکھیں، وہ بائیں طرف والوں کی راہیں ہیں اور جو راہیں دائیں طرف دیکھیں، وہ دائیں طرف والوں کی راہیں ہیں۔ اور وہ پہاڑ شہیدوں کا مقام ہے، تو وہاں تک نہ پہنچ سکے گا اور ستون، اسلام کا ستون ہے اور حلقہ، اسلام کا حلقہ ہے اور تو مرتے دم تک اسلام پر قائم رہے گا۔

10245/445: عَنْ يَزِيدَ بْنِ عُمَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ الْمَوْتُ قِيلَ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَوْصِنَا، قَالَ: أَجْلِسُونِي، فَقَالَ: إِنَّ العِلْمَ وَالإِيمَانَ مَكَانَهُمَا، مَنْ ابْتَغَاهُمَا وَجَدَهُمَا، يَقُولُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَالتَمِسُوا العِلْمَ عِنْدَ أَرْبَعَةِ رَهْطٍ عِنْدَ عُوَيْمِرٍ أَبِي الدَّرْدَاءِ، وَعِنْدَ سَلْمَانَ الفَارِسِيِّ، وَعِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَعِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ الَّذِي كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّهُ عَاشِرُ عَشَرَةٍ فِي الجَنَّةِ

حسن: رواه الترمذي (3804)، وأحمد (22104)، وصحّحه ابن حبان (7165)، والحاكم (270/3)۔

یزید بن عمیرہ کہتے ہیں کہ جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو ان سے کہا گیا: اے ابوعبدالرحمن! ہمیں کچھ وصیت کیجئے، تو انہوں نے کہا: مجھے بٹھاؤ، پھر بولے: علم اور ایمان دونوں اپنی جگہ پر قائم ہیں جو انہیں ڈھونڈے گا ضرور پائے گا، انہوں نے اسے تین بار کہا، پھر بولے: علم کو چار آدمیوں کے پاس ڈھونڈو: عویمر ابوالدرداء کے پاس، سلمان فارسی کے پاس، عبداللہ بن مسعود کے پاس اور عبداللہ بن سلام کے پاس، (جو یہودی تھے پھر اسلام لائے) کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ ان دس لوگوں میں سے ہیں جو جنتی ہیں۔

10246/446: عن سعد بن أبي وقاص أن النبي ﷺ أُتي بقَصْعة من ثَريد فأكل، ففضل عنه فضلة، فقال: ((يدخل من هذا الفَجِّ رجل من أهل الجنة، يأكل هذه الفضلة))۔ قال سعد: وقد كنت تركت أخي عمير بن أبي وقاص يتهيّأ لأن يأتي النبي ﷺ، فطمعت أن يكون هو، فجاء عبد الله بن سلام فأكلها۔

حسن: رواه أحمد (1458، 1591)، وصحّحه ابن حبان (7164)، والحاكم (416/3)۔

سیدنا سعد بن ابووقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک پیالہ لایا گیا، نبی ﷺ نے اس میں موجود کھانا تناول فرمایا، اس میں سے کچھ بچ گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: اس راہداری سے ابھی ایک جنتی آدمی آئے گا جو یہ بچا ہوا کھانا کھائے گا۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنے بھائی عمیر کو وضو کرتا ہوا چھوڑ کر آیا تھا، میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہاں سے عمیر ہی آئے گا، لیکن وہاں سے سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے وہ کھانا کھایا۔

+923024056187

[77]...... باب ما جاء فی فضائل عبد اللّٰہ بن عباس

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

10247/447: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ الْخَلَاءَ، فَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوءًا قَالَ: مَنْ وَضَعَ هَذَا؟ فَأُخْبِرَ۔ فَقَالَ: اللهُمَّ فَقِّهْهُ فِى الدِّينِ۔

متفق علیہ: رواہ البخاری (143)، ومسلم (2477)۔ واللفظ لمسلم، ولفظ البخاری: اللهم فقهه فی الدين

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ میں نے آپ ﷺ کے لیے وضو کا پانی رکھ دیا۔ (باہر نکل کر) آپ ﷺ نے پوچھا یہ کس نے رکھا؟ جب آپ ﷺ کو بتلایا گیا تو آپ نے (میرے لیے دعا کی اور) فرمایا، اے اللہ! اس کو دین کی سمجھ عطا فرما۔

10248/448: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ضَمَّنِي رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَقَالَ: اللَّهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ.

صحيح: رواه البخاری (75)۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے مجھے (سینے سے) لگا لیا اور دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ اے اللہ اسے علم کتاب (قرآن) عطا فرما۔

10249/449: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى كَتِفِي - أَوْ عَلَى مَنْكِبِي، شَكَّ سَعِيدٌ - ثُمَّ قَالَ: اللهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيلَ

حسن: رواه أحمد (2879، 2397)۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک مرتبہ اپنا دست مبارک میرے کندھے پر رکھا اور فرمایا: اے اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا فرما اور کتاب کی تاویل وتفسیر سمجھا۔

10250/450: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَشَهِدْتَ الْعِيدَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَوْلَا مَنْزِلَتِى مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ مِنَ الصِّغَرِ، فَأَتَى الْعَلَمَ الَّذِى عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ، فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً، ثُمَّ أَمَرَ بِالصَّدَقَةِ، فَجَعَلَ النِّسَاءُ يُشِرْنَ إِلَى آذَانِهِنَّ وَحُلُوقِهِنَّ، فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَتَاهُنَّ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ۔

صحيح: رواه البخاری (7325)۔

عبدالرحمن بن عابس نے بیان کیا' کہا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نبی کریم ﷺ کے ساتھ عید میں

گئے ہیں؟ کہا کہ ہاں میں اس وقت کم سن تھا۔ اگر آنحضرت ﷺ سے مجھ کو اتنا نزدیک کا رشتہ نہ ہوتا اور کم سن نہ ہوتا تو آپ کے ساتھ کبھی نہیں رہ سکتا تھا۔ آپ ﷺ گھر سے نکل کر اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن صلت کے مکان کے پاس ہے اور وہاں آپ نے نماز عید پڑھائی پھر خطبہ دیا۔ انہوں نے اذان اور اقامت کا ذکر نہیں کیا' پھر آپ نے صدقہ دینے کا حکم دیا تو عورتیں اپنے کانوں اور گردنوں کی طرف ہاتھ بڑھانے لگیں زیوروں کا صدقہ دینے کے لیے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا۔ وہ آئے اور صدقہ میں ملی ہوئی چیزوں کو لے کر آپ ﷺ کے پاس واپس گئے۔

10251/451: عن ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَعِنْدَهُ رَجُلٌ يُنَاجِيهِ، فَكَانَ كَالْمُعْرِضِ عَنْ أَبِي، فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ، فَقَالَ لِي أَبِي: أَيْ بُنَيَّ، أَلَمْ تَرَ إِلَى ابْنِ عَمِّكَ كَالْمُعْرِضِ عَنِّي؟ فَقُلْتُ: يَا أَبَتِ، إِنَّهُ كَانَ عِنْدَهُ رَجُلٌ يُنَاجِيهِ۔ قَالَ: فَرَجَعْنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ أَبِي: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ: كَذَا وَكَذَا، فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ كَانَ عِنْدَكَ رَجُلٌ يُنَاجِيكَ، فَهَلْ كَانَ عِنْدَكَ أَحَدٌ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: وَهَلْ رَأَيْتَهُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ۔ قَالَ: فَإِنَّ ذَاكَ جِبْرِيلُ، وَهُوَ الَّذِي شَغَلَنِي عَنْكَ

صحيح: رواه أبو داود الطيالسي (2831)، وأحمد (2679)، والطبراني (236/10)۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آیا، نبی ﷺ کے پاس اس وقت ایک آدمی موجود تھا جس سے وہ سرگوشی کر رہے تھے، ایسا محسوس ہوا جیسے نبی ﷺ نے میرے والد کی طرف توجہ ہی نہیں کی، جب ہم وہاں سے نکلے تو والد صاحب مجھے کہنے لگے: بیٹا! تم نے اپنے چچا زاد کو دیکھا کہ وہ کیسے ہماری طرف توجہ ہی نہیں کر رہے تھے؟ میں نے عرض کیا: ابا جان! ان کے پاس ایک آدمی تھا جس سے وہ سرگوشی کر رہے تھے، ہم پھر نبی ﷺ کے پاس واپس آ گئے، والد صاحب کہنے لگے: یا رسول اللہ! میں نے عبداللہ سے اس طرح ایک بات کہی تو اس نے مجھے بتایا کہ آپ کے پاس کوئی آدمی تھا جو آپ سے سرگوشی کر رہا تھا، تو کیا واقعی آپ کے پاس کوئی تھا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: عبداللہ! کیا تم نے واقعی اسے دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: وہ جبرئیل تھے اور اسی وجہ سے میں آپ کی طرف متوجہ نہیں ہو سکا تھا۔

[78]...... باب في بشارة النبي ﷺ والملك بأن عبد اللّٰه بن عمر رجل صالح

نبی کریم ﷺ کی بشارت کے عبداللہ بن عمر نیک آدمی ہے کا بیان

10252/452: عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي يَدِي قِطْعَةَ إِسْتَبْرَقٍ، وَلَيْسَ

مَكَانٌ أُرِيدُ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ إِلَيْهِ، قَالَ: فَقَصَصْتُهُ عَلَى حَفْصَةَ ، فَقَصَّتْهُ حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَرَى عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلًا صَالِحًا

متفق عليه: رواه البخاری (7015،7016)، ومسلم (139-2478)۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میرے ہاتھ میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہے اور میں جنت میں جس جگہ جانا چاہتا ہوں وہ مجھے اڑا کر وہاں پہنچا دیتا ہے۔ میں نے اس کا ذکر حفصہ رضی اللہ عنہ سے کیا اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے اس خواب کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا بھائی مرد نیک یا فرمایا کہ عبداللہ نیک آدمی ہے۔

10253/453: عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَأَى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَتَمَنَّيْتُ أَنْ أَرَى رُؤْيَا أَقُصُّهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًّا عَزَبًا، وَكُنْتُ أَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَرَأَيْتُ فِي النَّوْمِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَانِي فَذَهَبَا بِي إِلَى النَّارِ، فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ، وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ كَقَرْنَيِ الْبِئْرِ، وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ، فَجَعَلْتُ أَقُولُ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ، أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ، أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ۔ قَالَ: فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ فَقَالَ لِي: لَمْ تُرَعْ! فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ ، فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ! قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بَعْدَ ذَلِكَ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا

متفق عليه: رواه البخاری (7028،7029)، ومسلم (2478-140)۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کچھ لوگ آپ ﷺ کے عہد میں خواب دیکھتے تھے اور اسے آپ ﷺ سے بیان کرتے تھے، آپ ﷺ اس کی تعبیر دیتے جیسا کہ اللہ چاہتا۔ میں اس وقت نوعمر تھا اور میرا گھر مسجد تھی یہ میری شادی سے پہلے کی بات ہے۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اگر تم میں کوئی خیر ہوتی تو تو بھی ان لوگوں کی طرح خواب دیکھتا۔ چنانچہ جب میں ایک رات لیٹا تو میں نے کہا اے اللہ! اگر تو میرے اندر کوئی خیر و بھلائی جانتا ہے تو مجھے کوئی خواب دکھا۔ میں اسی حال میں (سو گیا اور میں نے دیکھا کہ) میرے پاس دو فرشتے آئے، ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کا ہتھوڑا تھا اور وہ مجھے جہنم کی طرف لے چلے۔ میں ان دونوں فرشتوں کے درمیان میں تھا اور اللہ سے دعا کرتا جا رہا تھا کہ اے اللہ! میں جہنم سے تیری پناہ مانگتا ہوں پھر مجھے دکھایا گیا (خواب ہی میں) کہ مجھ سے ایک اور فرشتہ ملا جس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک ہتھوڑا تھا اور اس نے کہا ڈرو نہیں تم کتنے اچھے آدمی اگر تم نماز زیادہ پڑھتے۔ چنانچہ وہ مجھے لے کر چلے اور جہنم کے کنارے پر لے جا کر مجھے کھڑا کر دیا تو جہنم ایک گول کنویں کی طرح تھی اور کنویں کے مٹکوں کی طرح اس کے بھی مٹکے تھے اور ہر دو مٹکوں کے درمیان ایک فرشتہ تھا۔ جس کے ہاتھ میں لوہے کا

ایک ہتھوڑا تھا اور میں نے اس میں کچھ لوگ دیکھے جنہیں زنجیروں میں لٹکا دیا گیا تھا اور ان کے سر نیچے تھے۔ (اور پاؤں اوپر) ان میں سے بعض قریش کے لوگوں کو میں نے پہچانا بھی۔ پھر وہ مجھے دائیں طرف لے کر چلے۔ بعد میں میں نے اس کا ذکر اپنی بہن حفصہ رضی اللہ عنہا سے کیا اور انہوں نے آپ ﷺ سے، آپ ﷺ نے یہ (سن کر) فرمایا۔ عبداللہ مرد نیک ہے۔ (اگر رات کو تہجد پڑھتا ہوتا) نافع کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جب سے یہ خواب دیکھا وہ نفل نماز بہت پڑھا کرتے تھے۔

10254/454: عن مجاهد قال: شَهِدَ ابْنُ عُمَرَ الْفَتْحَ وَهُوَ ابْنُ عِشْرِينَ سَنَةً، وَمَعَهُ فَرَسٌ حَرُونٌ وَرُمْحٌ ثَقِيلٌ، فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ يَخْتَلِي لِفَرَسِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ، إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ۔

صحيح: رواه أحمد (4600)۔

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فتح مکہ کے موقع پر موجود تھے اس وقت ان کی عمر بیس سال تھی ان کے پاس ایک ڈٹ جانے والا گھوڑا اور ایک بھاری نیزہ بھی تھا، وہ جا کر اپنے گھوڑے کے لیے گھاس کاٹنے لگے نبی کریم ﷺ نے آوازیں دے دے کر انہیں روکا۔

10255/455: عن مجاهد قال: كُنَّا مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي سَفَرٍ، فَمَرَّ بِمَكَانٍ، فَحَادَ عَنْهُ، فَسُئِلَ: لِمَ فَعَلْتَ؟ فَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ هٰذَا، فَفَعَلْتُ۔

حسن: رواه أحمد (4870)، والبزار (128)۔

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ سفر میں تھے ایک جگہ سے گزرتے گزرتے انہوں نے راستہ بدل لیا، ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا تھا اس لیے میں نے بھی ایسا ہی کر لیا۔

[79]...... باب ما جاء في فضائل عبد اللّٰه بن عمرو بن حرام والد جابر وأخباره

عبداللہ بن عمرو بن حرام جو جابر رضی اللہ عنہما کے والد ہیں ان کے فضائل اور حالات کا بیان

10256/456: عن جابر بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما قَالَ: جِيءَ بِأَبِي يَوْمَ أُحُدٍ قَدْ مُثِّلَ بِهِ، حَتَّى وُضِعَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَقَدْ سُجِّيَ ثَوْبًا فَذَهَبْتُ أُرِيدُ أَنْ أَكْشِفَ عَنْهُ، فَنَهَانِي قَوْمِي، ثُمَّ ذَهَبْتُ أَكْشِفُ عَنْهُ، فَنَهَانِي قَوْمِي، فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَرُفِعَ، فَسَمِعَ صَوْتَ صَائِحَةٍ، فَقَالَ: مَنْ هٰذِهِ؟۔ فَقَالُوا: ابْنَةُ عَمْرٍو، أَوْ: أُخْتُ عَمْرٍو، قَالَ: فَلِمَ تَبْكِي؟ أَوْ: لَا تَبْكِي، فَمَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رُفِعَ۔

متفق علیه: رواه البخاری (1293)، ومسلم (2471-129)۔

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میرے والد کی لاش احد کے میدان سے لائی گئی۔ (مشرکوں نے) آپ کی صورت تک بگاڑ دی تھی۔ نعش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھی گئی۔ اوپر سے ایک کپڑا ڈھکا ہوا تھا' میں نے چاہا کہ کپڑے کو ہٹاؤں۔ لیکن میری قوم نے مجھے روکا۔ پھر دوبارہ کپڑا ہٹانے کی کوشش کی۔ اس مرتبہ بھی میری قوم نے مجھ کو روک دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے جنازہ اٹھایا گیا۔ اس وقت کسی زور زور سے رونے والے کی آواز سنائی دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ عمرو کی بیٹی یا (یہ کہا کہ) عمرو کی بہن ہیں۔ (نام میں سفیان کو شک ہوا تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روتی کیوں ہیں؟ یا یہ فرمایا کہ روؤ نہیں کہ ملائکہ برابر اپنے پروں کا سایہ کئے رہے ہیں جب تک اس کا جنازہ اٹھایا گیا۔

10257/457: عن جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: لَقِيَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لِي: يَا جَابِرُ مَا لِي أَرَاكَ مُنْكَسِرًا؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ اسْتُشْهِدَ أَبِي، وَتَرَكَ عِيَالاً وَدَيْنًا، قَالَ: أَفَلاَ أُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيَ اللّٰهُ بِهِ أَبَاكَ؟ قَالَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔ قَالَ: مَا كَلَّمَ اللّٰهُ أَحَدًا قَطُّ إِلاَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ، وَأَحْيَا أَبَاكَ فَكَلَّمَهُ كِفَاحًا۔ فَقَالَ: يَا عَبْدِي تَمَنَّ عَلَيَّ أُعْطِكَ۔ قَالَ: يَا رَبِّ تُحْيِينِي فَأُقْتَلَ فِيكَ ثَانِيَةً۔ قَالَ الرَّبُّ عز وجل: إِنَّهُ قَدْ سَبَقَ مِنِّي أَنَّهُمْ إِلَيْهَا لاَ يُرْجَعُونَ قَالَ: وَأُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: {وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا} [آل عمران: 169]

حسن: رواه الترمذی (3010)، وابن ماجه (190)، وصحّحه ابن حبان (7022)، والحاكم (3/203-4)۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ملے اور فرمایا: جابر! کیا بات ہے میں تجھے شکستہ دل دیکھ رہا ہوں؟ میں نے کہا: اللہ کے رسول! میرے والد شہید کر دیئے گئے، جنگ اُحد میں ان کے قتل کا سانحہ پیش آیا، اور وہ بال بچے اور قرض چھوڑ گئے ہیں، آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس چیز کی بشارت نہ دوں جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ سے ملاقات کے وقت کہا؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں؟ اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی کسی سے بغیر پردہ کے کلام نہیں کیا (لیکن) اس نے تمہارے باپ کو زندہ کیا، پھر ان سے (بغیر پردہ کے) آمنے سامنے بات کی، کہا: اے میرے بندے! مجھ سے کسی چیز کے حاصل کرنے کی تمنا و آرزو کر، میں تجھے دوں گا، انہوں نے کہا: رب! مجھے دو بارہ زندہ فرما، تاکہ میں تیری راہ میں دوبارہ شہید کیا جاؤں، رب عزوجل نے فرمایا: میری طرف سے یہ فیصلہ پہلے ہو چکا ہے ﴿أَنَّهُمْ إِلَيْهَا لاَ يُرْجَعُونَ﴾ کہ لوگ دنیا میں دو بارہ نہ بھیجے جائیں گے، راوی کہتے ہیں: آیت ﴿وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا﴾ اسی سلسلہ میں نازل ہوئی۔

10258/458: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى

الْمُشْرِكِينَ لِيُقَاتِلَهُمْ، وَقَالَ لِي أَبِي عَبْدُ اللّٰهِ: يَا جَابِرُ، لَا عَلَيْكَ أَنْ تَكُونَ فِي نَظَّارِي أَهْلِ الْمَدِينَةِ حَتَّى تَعْلَمَ إِلَى مَا يَصِيرُ أَمْرُنَا، فَإِنِّي وَاللّٰهِ لَوْلَا أَنِّي أَتْرُكُ بَنَاتٍ لِي بَعْدِي، لَأَحْبَبْتُ أَنْ تُقْتَلَ بَيْنَ يَدَيَّ۔ قَالَ: فَبَيْنَمَا أَنَا فِي النَّظَّارِينَ، إِذْ جَاءَ تْ عَمَّتِي بِأَبِي وَخَالِي عَادِلَتَهُمَا عَلَى نَاضِحٍ، فَدَخَلَتْ بِهِمَا الْمَدِينَةَ لِتَدْفِنَهُمَا فِي مَقَابِرِنَا، إِذْ لَحِقَ رَجُلٌ يُنَادِي: أَلَا إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَرْجِعُوا بِالْقَتْلَى، فَتَدْفِنُوهَا فِي مَصَارِعِهَا حَيْثُ قُتِلَتْ۔ فَرَجَعْنَا بِهِمَا فَدَفَنَّاهُمَا حَيْثُ قُتِلَا۔ فَبَيْنَمَا أَنَا فِي خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، إِذْ جَاءَنِي رَجُلٌ فَقَالَ: يَا جَابِرُ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ لَقَدْ أَثَارَ أَبَاكَ عُمَّالُ مُعَاوِيَةَ، فَبَدَا، فَخَرَجَ طَائِفَةٌ مِنْهُ۔ فَأَتَيْتُهُ، فَوَجَدْتُهُ عَلَى النَّحْوِ الَّذِي دَفَنْتُهُ، لَمْ يَتَغَيَّرْ إِلَّا مَا لَمْ يَدَعِ الْقَتْلُ - أَوِ الْقَتِيلُ - فَوَارَيْتُهُ۔ قَالَ: وَتَرَكَ أَبِي عَلَيْهِ دَيْنًا مِنَ التَّمْرِ، فَاشْتَدَّ عَلَيَّ بَعْضُ غُرَمَائِهِ فِي التَّقَاضِي، فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، إِنَّ أَبِي أُصِيبَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا مِنَ التَّمْرِ، وَ قَدِ اشْتَدَّ عَلَيَّ بَعْضُ غُرَمَائِهِ فِي التَّقَاضِي، فَأُحِبُّ أَنْ تُعِينَنِي عَلَيْهِ، لَعَلَّهُ أَنْ يُنَظِّرَنِي طَائِفَةً مِنْ تَمْرِهِ إِلَى هَذَا الصِّرَامِ الْمُقْبِلِ۔ فَقَالَ: نَعَمْ، آتِيكَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَرِيبًا مِنْ وَسَطِ النَّهَارِ وَجَاءَ مَعَهُ حَوَارِيُّوهُ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ، فَدَخَلَ، وَقَدْ قُلْتُ لِامْرَأَتِي: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَنِي الْيَوْمَ وَسَطَ النَّهَارِ، فَلَا أَرَيَنَّكِ، وَلَا تُؤْذِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِي بِشَيْءٍ، وَلَا تُكَلِّمِيهِ۔ فَدَخَلَ، فَفَرَشَتْ لَهُ فِرَاشًا وَوِسَادَةً، فَوَضَعَ رَأْسَهُ، فَنَامَ۔ قَالَ: وَقُلْتُ لِمَوْلًى لِيَ: اذْبَحْ هَذِهِ الْعَنَاقَ - وَهِيَ دَاجِنٌ سَمِينَةٌ - وَالْوَحَى وَالْعَجَلَ، افْرُغْ مِنْهَا قَبْلَ أَنْ يَسْتَيْقِظَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا مَعَكَ۔ فَلَمْ نَزَلْ فِيهَا حَتَّى فَرَغْنَا مِنْهَا، وَهُوَ نَائِمٌ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَيْقَظَ يَدْعُو بِالطَّهُورِ، وَإِنِّي أَخَافُ إِذَا فَرَغَ أَنْ يَقُومَ، فَلَا يَفْرُغَنَّ مِنْ وُضُوئِهِ حَتَّى تَضَعَ الْعَنَاقَ بَيْنَ يَدَيْهِ۔ فَلَمَّا قَامَ قَالَ: يَا جَابِرُ، ائْتِنِي بِطَهُورٍ فَلَمْ يَفْرُغْ مِنْ طُهُورِهِ حَتَّى وَضَعْتُ الْعَنَاقَ عِنْدَهُ، فَنَظَرَ إِلَيَّ فَقَالَ: كَأَنَّكَ قَدْ عَلِمْتَ حُبَّنَا لِلَّحْمِ، ادْعُ لِي أَبَا بَكْرٍ قَالَ: ثُمَّ دَعَا حَوَارِيِّيهِ الَّذِينَ مَعَهُ، فَدَخَلُوا، فَضَرَبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ وَقَالَ: بِاسْمِ اللّٰهِ، كُلُوا فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا، وَفَضَلَ لَحْمٌ مِنْهَا كَثِيرٌ۔ قَالَ: وَاللّٰهِ إِنَّ مَجْلِسَ بَنِي سَلِمَةَ لَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، وَهُوَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ أَعْيُنِهِمْ، مَا يَقْرُبُهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ مَخَافَةَ أَنْ يُؤْذُوهُ، فَلَمَّا فَرَغُوا قَامَ وَقَامَ أَصْحَابُهُ، فَخَرَجُوا بَيْنَ يَدَيْهِ، وَكَانَ يَقُولُ: خَلُّوا ظَهْرِي لِلْمَلَائِكَةِ وَاتَّبَعْتُهُمْ حَتَّى بَلَغُوا أُسْكُفَّةَ الْبَابِ۔ قَالَ: وَأَخْرَجَتِ امْرَأَتِي صَدْرَهَا،

+923024056187

وَكَانَتْ مُسْتَتِرَةً بِسَفِيفٍ فِي الْبَيْتِ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، صَلِّ عَلَيَّ وَعَلَى زَوْجِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ۔ فَقَالَ: صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكِ وَعَلَى زَوْجِكِ ۔ ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِي فُلَانًا لِغَرِيمِي الَّذِي اشْتَدَّ عَلَيَّ فِي الطَّلَبِ قَالَ: فَجَاءَ فَقَالَ: أَيْسِرْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ - يَعْنِي إِلَى الْمَيْسَرَةِ - طَائِفَةً مِنْ دَيْنِكَ الَّذِي عَلَى أَبِيهِ، إِلَى هَذَا الصِّرَامِ الْمُقْبِلِ قَالَ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ۔ وَاعْتَلَّ، وَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ مَالُ يَتَامَى۔ فَقَالَ: أَيْنَ جَابِرٌ؟ فَقَالَ: أَنَا ذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔ قَالَ: كِلْ لَهُ، فَإِنَّ اللّٰهَ سَوْفَ يُوَفِّيهِ فَنَظَرْتُ إِلَى السَّمَاءِ، فَإِذَا الشَّمْسُ قَدْ دَلَكَتْ۔ قَالَ: الصَّلَاةَ يَا أَبَا بَكْرٍ فَانْدَفَعُوا إِلَى الْمَسْجِدِ، فَقُلْتُ: قَرِّبْ أَوْعِيَتَكَ، فَكِلْتُ لَهُ مِنَ الْعَجْوَةِ، فَوَفَّاهُ اللّٰهُ، وَفَضَلَ لَنَا مِنَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا، فَجِئْتُ أَسْعَى إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي مَسْجِدِهِ كَأَنِّي شَرَارَةٌ، فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ صَلَّى، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَلَمْ تَرَ أَنِّي كِلْتُ لِغَرِيمِي تَمْرَهُ فَوَفَّاهُ اللّٰهُ، وَفَضَلَ لَنَا مِنَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا۔ فَقَالَ: أَيْنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ؟ فَجَاءَ يُهَرْوِلُ، فَقَالَ: سَلْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ غَرِيمِهِ وَتَمْرِهِ؟ فَقَالَ: مَا أَنَا بِسَائِلِهِ، قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ اللّٰهَ سَوْفَ يُوَفِّيهِ، إِذْ أَخْبَرْتَ أَنَّ اللّٰهَ سَوْفَ يُوَفِّيهِ۔ فَكَرَّرَ عَلَيْهِ هَذِهِ الْكَلِمَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ: مَا أَنَا بِسَائِلِهِ۔ وَكَانَ لَا يُرَاجِعُ بَعْدَ الْمَرَّةِ الثَّالِثَةِ، فَقَالَ: يَا جَابِرُ، مَا فَعَلَ غَرِيمُكَ وَتَمْرُكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: وَفَّاهُ اللّٰهُ، وَفَضَلَ لَنَا مِنَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا۔ فَرَجَعَ إِلَى امْرَأَتِهِ، فَقَالَ: أَلَمْ أَكُنْ نَهَيْتُكِ أَنْ تُكَلِّمِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: أَكُنْتَ تَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ يُورِدُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَيْتِي، ثُمَّ يَخْرُجُ وَلَا أَسْأَلُهُ الصَّلَاةَ عَلَيَّ وَعَلَى زَوْجِي قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ؟

صحيح: رواه أحمد (1 5281)، وأبو داود (1533)، وصحّحه ابن حبان (916، 984)۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ مشرکین سے قتال کے لیے مدینہ منورہ سے نکلے مجھ سے میرے والد صاحب عبداللہ نے کہہ دیا تھا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ تم اس وقت تک نہ نکلنا جب تک تمہیں یہ معلوم نہ ہو جائے کہ ہمارا انجام کیا ہوا واللہ اگر میں نے اپنے پیچھے بیٹیاں نہ چھوڑی ہوتیں تو میری خواہش ہوتی کہ تمہیں میرے سامنے شہادت نصیب ہو چنانچہ میں اپنے باغ میں ہی رہا کہ اچانک میری پھوپھی میرے والد اور میرے ماموں کو اونٹ پر لاد کر لے آئیں وہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئیں تاکہ انہیں ہمارے قبرستان میں دفن کر دیں اچانک ایک آدمی منادی کرتا ہوا آیا نبی ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اپنے مقتولین کو واپس لے جا کر اس جگہ دفن کرو جہاں وہ شہید ہوئے تھے چنانچہ ہم ان دونوں کو لے کر واپس لوٹے اور مقام شہادت میں انہیں دفن کر دیا۔ سیدنا امیر معاویہ کے دور خلافت میں ایک آدمی میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سیدنا معاویہ کے گورنروں نے آپ کے والد کی قبر کھودی ہے اور وہ اپنی قبر میں نظر

آرہے ہیں میں وہاں پہنچا تو اسی حال میں پایا جس حال میں میں نے انہیں دفن کیا تھا ان میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی سوائے اس معمولی چیز کے جو قتل کی وجہ سے ہو ہی جاتی ہے پھر میں نے ان کی مکمل تدفین کی۔ میرے والد صاحب نے اپنے اوپر کھجوروں کا کچھ قرض بھی چھوڑا تھا قرض خواہوں نے اس کا تقاضا مجھ سے سختی سے کرنا شروع کر دیا مجبور ہو کر میں نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ میرے والد صاحب فلاں موقع پر شہید ہو گئے اور مجھ پر کھجور کا قرض چھوڑ گئے قرض خواہوں نے اس کا تقاضا مجھ سے سختی کے ساتھ کرنا شروع کر دیا میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ کچھ تعاون کریں کہ وہ مجھے ایک سال کی مہلت دیں نبی ﷺ نے فرمایا: اچھا میں تمہارے پاس نصف النہار کے وقت ان شاء اللہ آؤں گا چنانچہ نبی ﷺ چند صحابہ کے ساتھ آ گئے اور اجازت لے کر گھر میں داخل ہوئے میں نے اپنی بیوی سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ نصف النہار کے وقت نبی ﷺ آئیں گے لیکن تم مجھے نظر نہ آنا نبی ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچانا اور نہ ہی ان سے کوئی فرمائش کرنا بہرحال اس نے نبی ﷺ کے لیے بستر بچھا دیا اور تکیہ رکھا جس پر سر رکھ کر نبی ﷺ سو گئے۔ میں نے اپنے ایک غلام سے کہا کہ جلدی سے یہ بکری ذبح کرو اور نبی ﷺ کے بیدار ہونے سے پہلے اس سے فارغ ہو جاؤ میں بھی تمہارا ساتھ دیتا ہوں چنانچہ نبی ﷺ کے بیدار ہونے سے پہلے ہی ہم اس سے فارغ ہو گئے میں نے اس سے کہا کہ نبی ﷺ جب بیدار ہوں تو وضو کے لیے پانی منگوائیں گے جب وہ وضو سے فارغ ہوں تو فوراً ہی ان کے سامنے کھانا پیش کر دیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نیند سے بیدار ہو کر نبی ﷺ نے پانی منگوایا اور ابھی وضو فرما کر فارغ بھی نہ ہونے پائے تھے کہ کھانا سامنے رکھ دیا گیا نبی ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: شاید تمہیں بھی گوشت کی طرف ہماری رغبت کا اندازہ ہو گیا ہے ابوبکر کو بلاؤ پھر نبی ﷺ نے اپنے ساتھ آنے والے دیگر صحابہ کو بھی بلا لیا وہ آ گئے نبی ﷺ نے کھانے میں ہاتھ ڈال دیا اور فرمایا: بسم اللہ کھاؤ ان سب نے خوب سیر ہو کر کھایا پھر بھی بہت سا گوشت بچ گیا واللہ بنو سلمہ کے لوگ بیٹھے ہوئے نبی ﷺ کو دیکھ رہے تھے یہ منظر ان کے لیے بڑا محبوب تھا لیکن وہ صرف اس بناء پر قریب نہ آتے تھے کہ نبی ﷺ کو کوئی ایذاء نہ پہنچ جائے۔ جب وہ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کھڑے ہو گئے صحابہ آگے آگے چل رہے تھے اور نبی ﷺ فرما رہے تھے کہ میری پشت کو فرشتوں کے لیے چھوڑ دو میں بھی ان کے پیچھے چل پڑا جب وہ دروازے کے قریب پہنچے تو میری بیوی نے ایک ستون کی آڑ سے کہا یا رسول اللہ! میرے لیے اور میرے شوہر کے لیے دعا کر دیجیے اللہ آپ پر درود بھیجے نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تم اور تمہارے شوہر پر اپنی رحمتیں نازل کرے پھر میرے قرض خواہ کا نام لے کر فرمایا: اسے بلا کر لاؤ یہ وہی شخص تھا جو بڑی سختی سے قرض کا مطالبہ کر رہا تھا وہ آیا نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ پر اگلے سال تک کے لیے تھوڑی دیر آسانی کر دو اس نے کہا میں تو ایسا نہیں کروں گا وہ مزید بدک گیا اور کہنے لگا کہ یہ تو یتیموں کا مال ہے نبی ﷺ نے فرمایا: جابر رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں یہاں ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: ناپ کر دینا شروع کر دو اللہ تعالیٰ پورا کر دے گا۔ میں نے آسمان کی طرف نگاہ ڈالی تو سورج ڈھل چکا تھا، میں نے عرض کیا اے ابوبکر نماز کا وقت ہو گیا ہے، چنانچہ وہ لوگ مسجد میں چلے گئے اور میں قرض خواہ سے کہا کہ اپنا برتن لاو اور میں نے اس کو ناپ کر عجوہ کھجوریں دے دیں۔ اللہ نے اسے پورا کر دیا اور اتنی مقدار بچ گئی میں ڈرتا ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تھے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ دیکھئے تو صحیح کہ میں نے اپنے قرض خواہ کو کھجور ناپ کر دی تو اللہ نے اسے پورا کر دیا ہے اور اتنی مقدار بچ بھی گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر بن خطاب کہاں ہیں؟ وہ دوڑتے ہوئے آئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: جابر رضی اللہ عنہ اور اس کے قرض خواہ سے کھجوروں کے متعلق پوچھو انھوں نے عرض کیا میں نہیں پوچھوں گا۔ اس لیے کہ جب آپ نے یہ فرما دیا کہ اللہ پورا کر دے گا تو مجھے یقین ہو گیا تھا کہ اللہ پورا کر دے گا۔ تین مرتبہ اسی طرح تکرار ہوا، تیسری مرتبہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو رد کرنا مناسب نہیں سمجھا اور پوچھ لیا کہ جابر رضی اللہ عنہ ہمارے قرض خواہ اور کھجوروں کا کیا معاملہ بنا۔ میں نے انھیں بتایا کہ اللہ نے پورا کر دیا، بلکہ اتنی کھجوریں بچ بھی گئی پھر میں نے گھر آ کر اپنی بیوی سے کہا: میں نے تمھیں منع نہ کیا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات نہ کرنا اس نے کہا کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے گھر لے کر آئے اور وہ جانے لگیں تو میں ان سے اپنے لیے اور اپنے شوہر کے لیے دعا کی درخواست بھی نہ کروں گی۔

[80]...... باب فی أخبار عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان

10259/459: عن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنهما: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ، أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ، فَقُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ، صُمْ وَأَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ، فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُومَ كُلَّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا، فَإِنَّ ذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ، فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً؟ قَالَ: فَصُمْ صِيَامَ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ عليه السلام وَلَا تَزِدْ عَلَيْهِ، قُلْتُ: وَمَا كَانَ صِيَامُ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ عليه السلام؟ قَالَ: نِصْفَ الدَّهْرِ، فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقُولُ بَعْدَمَا كَبِرَ: يَا لَيْتَنِي قَبِلْتُ رُخْصَةَ النَّبِيِّ ﷺ۔

متفق عليه: رواه البخاري (1975)، ومسلم (128:1159)۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عبداللہ! کیا یہ خبر صحیح ہے کہ تم دن

میں تو روزہ رکھتے ہو اور ساری رات نماز پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کی صحیح ہے یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا، کہ ایسا نہ کر، روزہ بھی رکھ اور بے روزہ کے بھی رہ۔ نماز بھی پڑھ اور سوؤ بھی۔ کیوں کہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے اور تم سے ملاقات کرنے والوں کا بھی تم پر حق ہے بس یہی کافی ہے کہ ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھ لیا کرو، کیوں کہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ملے گا اور اس طرح یہ ساری عمر کا روزہ ہو جائے گا، لیکن میں نے اپنے پر سختی چاہی تو مجھ پر سختی کر دی گئی۔ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! میں اپنے میں قوت پاتا ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ پھر اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھ اور اس سے آگے نہ بڑھ، میں نے پوچھا اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کا روزہ کیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن بے روزہ رہا کرتے تھے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ بعد میں جب ضعیف ہو گئے تو کہا کرتے تھے کاش! میں رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی رخصت مان لیتا۔

10260/460: عن أبي هريرة قال: ما من أصحاب النبي ﷺ أحد أكثر حديثا عنه مني إلا ما كان من عبد الله بن عمرو، فإنه كان يكتب ولا أكتب۔

صحيح: رواه البخاري (113)۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے علاوہ مجھ سے زیادہ کوئی حدیث بیان کرنے والا نہیں تھا۔ وہ حدیثوں کو لکھا کرتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔

[81]...... باب ما جاء في فضائل عبد الله بن مسعود

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

هو عبد الله بن مسعود الهذلي المكي المهاجري، كان فقيه الأمة، ويعد من أذكياء العلماء، وكان يعرف أيضا بابن أم عبد، أمه هي أم عبد بنت وُدّ بن سُوى من بني زهرة۔

يقول: كناني النبي ﷺ أبا عبد الرحمن قبل أن يولد لي۔ المستدرك (313/3)۔

وقال ابن المسيب: رأيت ابن مسعود عظيم البطن، أحمش الساقين۔

وكتب عمر بن الخطاب إلى أهل الكوفة: إني قد بعثت إليكم عمار بن ياسر أميرا، وعبد الله بن مسعود معلما ووزيرا، وهما من النجباء من أصحاب محمد ﷺ من أهل بدر فاسمعوا، وقد جعلت ابن مسعود على بيت مالكم فاسمعوا فتعلموا منهما واقتدوا بهما، وقد آثرتكم بعبد الله على نفسي۔ المستدرك (388/3)، والفسوي

(533/2)۔

وكان عبد الله يقول: من أراد الآخرة أضر بالدنيا، ومن أردا الدنيا أضر بالآخرة، يا قوم فأضروا بالفانى للباقى۔ السير (496/1)۔ ومات بالمدينة سنة اثنتين وثلاثين، ودفن بالبقيع۔

عبداللہ بن مسعود ھذلی مکی مہاجری، فقیہ الامت تھے۔ اور دانشور علماء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ ام عبد کے نام سے بھی جانے جاتے تھے۔ ان کی والدہ ام عبد بنت ود بن سوی، بنی زھرہ سے تھیں۔

کہتے ہیں کہ میرے ہاں اولاد ہونے سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کنیت ابوعبدالرحمٰن رکھی۔

ابن مسیب نے کہا: میں نے ابن مسعود کو کشادہ سینہ اور باریک پنڈلیوں والا پایا۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کوفہ والوں کی طرف خط لکھا کہ: میں نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو تمہاری طرف امیر بنا کر بھیجا ہے اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ان کا ساتھی اور تمہارے لیے معلم بنا کر بھیجا ہے۔ اور یہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے شریف النفس اور بدری صحابی ہیں پس ان کی بات مانو۔ اور میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو تمہارے بیت مال کا نگران مقرر کیا ہے لہٰذا ان کو سنو ان کی اطاعت کرو اور ان سے سیکھو۔

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ جو کوئی آخرت چاہتا ہے اسے دنیا کم ہی نصیب ہوتی ہے اور جو کوئی دنیا کا طلب گار ہو اسے آخرت نہیں ملتی۔ اے قوم باقی رہنے والی کو حاصل کرو اور فنا ہونے والی کو چھوڑ دو۔ مدینہ منورہ میں 33 ھ میں وفات پائی۔ اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

10261/461: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ {لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا} إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: قِيلَ لِي: أَنْتَ مِنْهُمْ

صحيح: رواه مسلم (2459)۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہا: جب یہ آیت نازل ہوئی: جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے ان پر انھوں نے کھایا پیا اس میں کوئی گناہ نہیں جبکہ وہ تقویٰ پر تھے اور ایمان لے آئے تھے آیت کے آخر تک۔ (تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: مجھے بتایا گیا ہے کہ تم بھی انھی میں سے ہو۔

10262/462: عَنْ قَيْسِ بْنِ مَرْوَانَ، أَنَّهُ أَتَى عُمَرَ - فَقَالَ: جِئْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الْكُوفَةِ، وَتَرَكْتُ بِهَا رَجُلًا يُمْلِي الْمَصَاحِفَ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِهِ، فَغَضِبَ وَانْتَفَخَ حَتَّى كَادَ يَمْلَأُ مَا بَيْنَ شُعْبَتَيِ الرَّحْلِ، فَقَالَ: وَمَنْ هُوَ وَيْحَكَ؟ قَالَ: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ. فَمَا زَالَ

يُطْفَأُ وَيُسَرَّى عَنْهُ الْغَضَبُ، حَتَّى عَادَ إِلَى حَالِهِ الَّتِي كَانَ عَلَيْهَا۔ ثُمَّ قَالَ: وَيْحَكَ، وَاللّٰهِ مَا أَعْلَمُهُ بَقِيَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ هُوَ أَحَقُّ بِذَلِكَ مِنْهُ، وَسَأُحَدِّثُكَ عَنْ ذَلِكَ، كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَزَالُ يَسْمُرُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ اللَّيْلَةَ كَذَاكَ فِي الْأَمْرِ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّهُ سَمَرَ عِنْدَهُ ذَاتَ لَيْلَةٍ، وَأَنَا مَعَهُ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَخَرَجْنَا مَعَهُ، فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَمِعُ قِرَاءَتَهُ، فَلَمَّا كِدْنَا أَنْ نَعْرِفَهُ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَطْبًا كَمَا أُنْزِلَ، فَلْيَقْرَأْهُ عَلَى قِرَاءَةِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ۔ قَالَ: ثُمَّ جَلَسَ الرَّجُلُ يَدْعُو، فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَهُ: سَلْ تُعْطَهْ، سَلْ تُعْطَهْ، قَالَ عُمَرُ: قُلْتُ: وَاللّٰهِ لَأَغْدُوَنَّ إِلَيْهِ فَلَأُبَشِّرَنَّهُ، قَالَ: فَغَدَوْتُ إِلَيْهِ لِأُبَشِّرَهُ فَوَجَدْتُ أَبَا بَكْرٍ قَدْ سَبَقَنِي إِلَيْهِ فَبَشَّرَهُ، وَلَا وَاللّٰهِ مَا سَابَقْتُهُ إِلَى خَيْرٍ قَطُّ إِلَّا سَبَقَنِي إِلَيْهِ

صحيح: رواه أحمد (75) وأبو يعلى (122/1 رقم 189) (تحقيق الأثرى)۔

قیس بن مروان کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ امیر المؤمنین ! میں کوفہ سے آپ کے پاس آ رہا ہوں، وہاں میں ایک ایسے آدمی کو چھوڑ کر آیا ہوں جو اپنی یاد سے قرآن کریم املاء کروا رہا ہے، یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ غضب ناک ہو گئے اور ان کی رگیں اس طرح پھول گئیں کہ کجاوے کے دونوں کنارے ان سے بھر گئے اور مجھ سے پوچھا: افسوس! وہ کون ہے؟ میں نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔ میں نے دیکھا کہ ان کا نام سنتے ہی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ ٹھنڈا ہونے لگا اور ان کی وہ کیفیت ختم ہونا شروع ہوگئی، یہاں تک کہ وہ نارمل ہو گئے اور مجھ سے فرمایا: کمبخت! میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے علم کے مطابق لوگوں میں ان سے زیادہ اس کا کوئی حق دار نہیں ہے اور میں تمہیں اس کے متعلق ایک حدیث سناتا ہوں۔ نبی ﷺ کا یہ معمول مبارک تھا کہ رات کے وقت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمانوں کے معاملات میں مشورہ کرنے کے لیے تشریف لے جاتے تھے، ایک مرتبہ اسی طرح رات کے وقت آپ ﷺ ان کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھے، میں بھی وہاں موجود تھا، فراغت کے بعد جب نبی ﷺ وہاں سے نکلے تو ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ نکل آئے، دیکھا کہ ایک آدمی مسجد میں کھڑا نماز پڑھ رہا ہے، نبی ﷺ اس کی قرأت سننے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ ابھی ہم اس آدمی کی آواز پہچاننے کی کوشش کر ہی رہے تھے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرآن کریم کو اسی طرح تروتازہ پڑھنا چاہے جیسے وہ نازل ہوا ہے، تو اسے چاہیے کہ وہ ابن ام عبد کی قرأت پر اسے پڑھے، پھر وہ آدمی بیٹھ کر دعا کرنے لگا، نبی ﷺ اس سے فرمانے لگے: مانگو، تمہیں عطاء کیا جائے گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ صبح ہوتے ہی میں انہیں یہ خوشخبری ضرور سناؤں گا، چنانچہ جب میں صبح انہیں یہ خوشخبری سنانے کے لیے پہنچا تو وہاں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی پایا، وہ مجھ پر اس معاملے میں بھی سبقت لے

گئے۔(مسند احمد 175)

10263/463: عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ، وَمَنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَمَرَرْنَا بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَهُوَ يُصَلِّي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَنْ هَذَا؟ فَقِيلَ: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ، فَقَالَ: إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ غَضًّا كَمَا أُنْزِلَ، فَأَثْنَى عَبْدُ اللّٰهِ عَلَى رَبِّهِ وَحَمِدَهُ، فَأَحْسَنَ فِي حَمْدِهِ عَلَى رَبِّهِ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَجْمَلَ الْمَسْأَلَةَ، وَسَأَلَهُ كَأَحْسَنِ مَسْأَلَةٍ سَأَلَهَا عَبْدٌ رَبَّهُ، ثُمَّ قَالَ: اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيمَانًا لَا يَرْتَدُّ، وَنَعِيمًا لَا يَنْفَدُ، وَمُرَافَقَةَ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي أَعْلَى عِلِّيِّينَ فِي جِنَانِكَ جِنَانِ الْخُلْدِ، قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: سَلْ تُعْطَهْ سَلْ تُعْطَهْ مَرَّتَيْنِ، فَانْطَلَقْتُ لِأُبَشِّرَهُ، فَوَجَدْتُ أَبَا بَكْرٍ قَدْ سَبَقَنِي وَكَانَ سَبَّاقًا بِالْخَيْرِ.

صحیح: رواہ الحاکم (317/3)۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ کے ساتھ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ بھی تھے۔ ہمارا گزر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہوا اس وقت وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو آپ کو بتلایا گیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ قرآن کو اسی طرح تر و تازہ پڑھتے ہیں جس طرح نازل ہوا ہے۔ تو عبد اللہ نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید بیان کی اور خوب عمدہ تسبیح اور تحمید کی۔ اور اللہ سے بہت خوبصورت سوال کرنے لگے۔ کہنے لگے اے اللہ میں تجھ سے وہ ایمان طلب کرتا ہو جو کبھی پلٹتا نہیں۔ اور وہ نعمت جو کبھی ختم نہیں ہوتی، اور تیرے نبی کی اعلیٰ علیین میں جنتوں میں رفاقت کا سوال کرتا ہوں۔ نبی ﷺ اس سے فرمانے لگے: مانگو ،تمہیں عطاء کیا جائے گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ صبح ہوتے ہی میں انہیں یہ خوشخبری ضرور سناؤں گا، چنانچہ جب میں صبح انہیں یہ خوشخبری سنانے کے لیے پہنچا تو وہاں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھی پایا، وہ مجھ پر اس معاملے میں بھی سبقت لے گئے۔

10264/464: عَنْ عَمَّارٍ بن ياسر قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ غَضًّا، كَمَا أُنْزِلَ فَلْيَقْرَأْهُ عَلَى قِرَاءَةِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ.

حسن: رواہ البزار (1404)، والطبرانی فی الأوسط (3350)۔

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی بھی قرآن کو اس طرح تر و تازہ پڑھنا چاہتا ہے جیسے نازل ہوا تو اس چاہیے کہ وہ ابن ام عبد کی قراءت کی طرح پڑھے۔

10265/465: عن قُرَّةَ بن اياس ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَقِيَ فِي شَجَرَةٍ يَجْتَنِي مِنْهَا سِوَاكًا، فَوَضَعَ رِجْلَيْهِ عَلَيْهَا، فَضَحِكَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ دِقَّةِ سَاقَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

ﷺ: لَهُمَا أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ مِنْ أُحُدٍ.

حسن: رواه البزار (3305)، والطبرانی فی الکبیر (28/19) صحّحه الحاکم (317/3)۔

قرہ بن ایاس سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسواک لینے کے لیے درخت پر چڑھے تو آپ کی باریک پنڈلیوں کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ کے ساتھی ہنسنے لگے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دو پنڈلیاں ان کے لیے میزان میں احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہیں۔

10266/466: عن أبی مُوسَی الْأَشْعَرِيَّ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِي مِنَ الْيَمَنِ، فَمَكَثْنَا حِينًا، مَا نُرَى إِلَّا أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ، لِمَا نَرَى مِنْ دُخُولِهِ وَدُخُولِ أُمِّهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ۔

متفق علیه: رواه البخاری (3763)، ومسلم (2460-110)۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اور میرے بھائی یمن سے (مدینہ طیبہ) حاضر ہوئے اور ایک زمانے تک یہاں قیام کیا، ہم اس پورے عرصہ میں یہی سمجھتے رہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے گھرانے ہی کے ایک فرد ہیں، کیونکہ حضور اکرم ﷺ کے گھر میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ کا (بکثرت) آنا جانا ہم خود دیکھا کرتے تھے۔

10267/467: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي أَضْحَى أَوْ فِطْرٍ إِلَى الْمُصَلَّى، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَوَعَظَ النَّاسَ وَأَمَرَهُمْ بِالصَّدَقَةِ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، تَصَدَّقُوا۔ فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ، فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ۔ فَقُلْنَ: وَبِمَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ۔ ثُمَّ انْصَرَفَ، فَلَمَّا صَارَ إِلَى مَنْزِلِهِ، جَاءَ تْ زَيْنَبُ، امْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ، تَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَذِهِ زَيْنَبُ، فَقَالَ: أَيُّ الزَّيَانِبِ۔ فَقِيلَ: امْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: نَعَمْ، ائْذَنُوا لَهَا۔ فَأُذِنَ لَهَا، قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، إِنَّكَ أَمَرْتَ الْيَوْمَ بِالصَّدَقَةِ، وَكَانَ عِنْدِي حُلِيٌّ لِي، فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهِ، فَزَعَمَ ابْنُ مَسْعُودٍ: أَنَّهُ وَوَلَدَهُ أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: صَدَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ، زَوْجُكِ وَوَلَدُكِ أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتِ بِهِ عَلَيْهِمْ۔

صحیح: رواه البخاری (1462)۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ عیدالاضحیٰ یا عیدالفطر میں عیدگاہ تشریف لے گئے۔ پھر (نماز کے

بعد) لوگوں کو وعظ فرمایا اور صدقہ کا حکم دیا۔ فرمایا: لوگو! صدقہ دو۔ پھر آپ ﷺ عورتوں کی طرف گئے اور ان سے بھی یہی فرمایا کہ عورتو! صدقہ دو کہ میں نے جہنم میں بکثرت تم ہی کو دیکھا ہے۔ عورتوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! ایسا کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا' اس لیے کہ تم لعن وطعن زیادہ کرتی ہو اور اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔ میں نے تم سے زیادہ عقل اور دین کے اعتبار سے ناقص ایسی کوئی مخلوق نہیں دیکھی جو کار آزمودہ مرد کی عقل کو بھی اپنی مٹھی میں لے لیتی ہو۔ ہاں اے عورتو! پھر آپ واپس گھر پہنچے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا آئیں اور اجازت چاہی۔ آپ ﷺ سے کہا گیا کہ یہ زینب آئی ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کون سی زینب (کیونکہ زینب نام کی بہت سی عورتیں تھیں) کہا گیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اچھا انہیں اجازت دے دو' چنانچہ اجازت دے دی گئی۔ انہوں نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آج آپ نے صدقہ کا حکم دیا تھا۔ اور میرے پاس بھی کچھ زیور ہے جسے میں صدقہ کرنا چاہتی تھی۔ لیکن (میرے خاوند) ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اور ان کے لڑکے اس کے ان (مسکینوں) سے زیادہ مستحق ہیں جن پر میں صدقہ کروں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے صحیح کہا۔ تمہارے شوہر اور تمہارے لڑکے اس صدقہ کے ان سے زیادہ مستحق ہیں جنہیں تم صدقہ کے طور پر دوگی۔

10268/468: عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ قَالَ: كُنَّا فِي دَارِ أَبِي مُوسَى مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ فِي مُصْحَفٍ، فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: مَا أَعْلَمُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَرَكَ بَعْدَهُ أَعْلَمَ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ هَذَا الْقَائِمِ! فَقَالَ أَبُو مُوسَى: أَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذَاكَ لَقَدْ كَانَ يَشْهَدُ إِذَا غِبْنَا وَيُؤْذَنُ لَهُ إِذَا حُجِبْنَا

صحيح: رواه مسلم (2461-113)۔

ابواحوص سے روایت ہے کہ ہم سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ کے چند ساتھیوں (شاگردوں) کے ہمراہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھے۔ وہ سب ایک مصحف (قرآن مجید کا نسخہ) دیکھ رہے تھے، اس اثناء میں عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے تو ابومسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد اس شخص سے، جو (ابھی) اٹھا ہے، زیادہ اللہ کے نازل کردہ قرآن کو جاننے والا کوئی اور آدمی چھوڑا ہو! سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر آپ نے یہ کہا ہے تو (اس کی وجہ یہ ہے کہ) یہ اس وقت حاضر رہتے جب ہم موجود نہ ہوتے اور انھیں (اس وقت بھی) حاضری کی اجازت دی جاتی جب ہمیں اجازت نہ ہوتی تھی۔

10269/469: عن عبدالله بن مسعود قال: وَاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ، مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ: إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ أَيْنَ أُنْزِلَتْ، وَلَا أُنْزِلَتْ آيَةٌ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ، إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ فِيمَ أُنْزِلَتْ، وَلَوْ أَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنِّي بِكِتَابِ اللّٰهِ، تَبْلُغُهُ الْإِبِلُ، لَرَكِبْتُ إِلَيْهِ

متفق علیه: رواه البخاری (5002)، ومسلم (2463)۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا، اس اللہ کی قسم جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں کتاب اللہ کی جو سورت بھی نازل ہوئی ہے اس کے متعلق میں جانتا ہوں کہ کہاں نازل ہوئی اور کتاب اللہ کی جو آیت بھی نازل ہوئی اس کے متعلق میں جانتا ہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی، اور اگر مجھے خبر ہو جائے کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا جاننے والا ہے اور اونٹ ہی اس کے پاس مجھے پہنچا سکتے ہیں (یعنی ان کا گھر بہت دور ہے) تب بھی میں سفر کر کے اس کے پاس جا کر اس سے اس علم کو حاصل کروں گا۔

10270/470: عن عبد اللّٰه بن مسعود أنه قالوَاللّٰهِ لَقَدْ أَخَذْتُ مِنْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِضْعًا وَسَبْعِينَ سُورَةً، وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ أَنِّي مِنْ أَعْلَمِهِمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَمَا أَنَا بِخَيْرِهِمْ۔ قَالَ شَقِيقٌ: فَجَلَسْتُ فِي الْحِلَقِ أَسْمَعُ مَا يَقُولُونَ، فَمَا سَمِعْتُ رَادًّا يَقُولُ غَيْرَ ذَلِكَ

متفق علیه: رواه البخاری (5000)، ومسلم (2462)۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا اور کہا کہ اللہ کی قسم میں نے کچھ اوپر ستر سورتیں خود رسول کریم ﷺ کی زبان مبارک سے سن کر حاصل کی ہیں۔ اللہ کی قسم حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ میں ان سب سے زیادہ قرآن مجید کا جاننے والا ہوں حالانکہ میں ان سے بہتر نہیں ہوں۔ شقیق نے بیان کیا کہ پھر میں مجلس میں بیٹھا تاکہ صحابہ کی رائے سن سکوں کہ وہ کیا کہتے ہیں لیکن میں نے کسی سے اس بات کی تردید نہیں سنی۔

10271/471: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: سَأَلْنَا حُذَيْفَةَ عَنْ رَجُلٍ قَرِيبِ السَّمْتِ وَالْهَدْيِ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى نَأْخُذَ عَنْهُ، فَقَالَ: مَا أَعْرِفُ أَحَدًا أَقْرَبَ سَمْتًا وَهَدْيًا وَدَلًّا بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ

صحیح: رواه البخاری (3762)۔

عبدالرحمن بن یزید سے روایت ہے کہ ہم نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ صحابہ میں نبی کریم ﷺ سے عادات واخلاق اور طور طریق میں سب سے زیادہ قریب کون سے صحابی تھے؟ تاکہ ہم ان سے سیکھیں، انہوں نے کہا اخلاق، طور طریق اور سیرت وعادت میں ابن ام عبد سے زیادہ آپ ﷺ سے قریب اور کسی کو میں نہیں سمجھتا۔

[82]...... باب فضل عبد اللّٰه بن نعيمان الملقب بالحمار

عبد اللہ بن نعیمان رضی اللہ عنہ جن کا لقب حمار تھا کی فضیلت کا بیان

10272/472: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: أَنَّ رَجُلًا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ اسْمُهُ عَبْدَ اللّٰهِ،

وَكَانَ يُلَقَّبُ حِمَارًا، وَكَانَ يُضْحِكُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ جَلَدَهُ فِي الشَّرَابِ، فَأُتِيَ بِهِ يَوْمًا فَأَمَرَ بِهِ فَجُلِدَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: اللهُمَّ الْعَنْهُ، مَا أَكْثَرَ مَا يُؤْتَى بِهِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَا تَلْعَنُوهُ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ أَنَّهُ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ۔

صحيح: رواه البخاری (6780)۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص، جس کا نام عبداللہ تھا اور حمار (گدھا) کے لقب سے پکارے جاتے تھے، وہ آپ ﷺ کو ہنساتے تھے اور آپ ﷺ نے انہیں شراب پینے پر مارا تھا تو انہیں ایک دن لایا گیا اور آپ ﷺ نے ان کے لیے حکم دیا اور انہیں مارا گیا۔ حاضرین میں ایک صاحب نے کہا اللہ اس پر لعنت کرے! کتنی مرتبہ کہا جا چکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر لعنت نہ کرو واللہ میں نے اس کے متعلق یہی جانا ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

[83]...... باب فی فضل ذی البجادین عبداللّٰه بن نهم

عبداللہ بن نُھم ذی البجادین رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10273/473: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ يُقَالُ لَهُ: ذُو الْبِجَادَيْنِ: إِنَّهُ أَوَّاهٌ ـ وَذٰلِكَ أَنَّهُ كَانَ رَجُلًا كَثِيرَ الذِّكْرِ لِلّٰهِ عز وجل فِي الْقُرْآنِ، وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ فِي الدُّعَاءِ

حسن: رواه أحمد (17453)، والطبرانی فی الكبير (295/17)۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ذولبجادین نامی ایک آدمی کے متعلق فرمایا وہ بڑا آہ وبکاء کرنے والا ہے، وہ شخص قرآن کی تلاوت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتا تھا اور بلند آواز سے دعاء کرتا تھا۔

[84]...... باب فی أخبار عتّاب بن أسيد

عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان

ان کا نام عتاب بن اسید اموی ہے۔ فتح مکہ کے روز اسلام قبول کیا۔ نبی کریم ﷺ جب حنین تشریف لے گئے تو انہیں مکہ مکرمہ میں تعینات کیا۔ اور وہ مکہ مکرمہ کے پہلے گورنر تھے، اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت تک وہاں کے گورنر رہے یہاں تک کے وہ وفات پا گئے۔ اور جب وہ مقرر کیا گئے تھے تو اس وقت ان کی عمر 20 سال تھی۔

10274/474: عن عتاب بن أسيد قال: ما أصبت فی عملی الذی استعملنی عليه رسول اللّٰه ﷺ إلا بُردين مُعَقَّدين كسَوتُها مولای كيسان۔

حسن: رواه أبو داود الطيالسی (1453)، والطبرانی فی الكبير (161/7)۔

سیدنا عتّاب بن اَسید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جس کام پر نگران مقرر کیا، وہ میں نے درست طریقے سے کیا، سوائے دو کپڑوں کے، جو میں نے اپنے غلام کَیسان کو پہنا دیئے تھے۔

[85]...... باب ما جاء فی أخبار عثمان بن أبی العاص

عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان

10275/475: عن عُثْمَان بْن أَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: أُمَّ قَوْمَكَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي أَجِدُ فِي نَفْسِي شَيْئًا۔ قَالَ: ادْنُهْ۔ فَجَلَّسَنِي بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ فِي صَدْرِي بَيْنَ ثَدْيَيَّ ثُمَّ قَالَ: تَحَوَّلْ، فَوَضَعَهَا فِي ظَهْرِي بَيْنَ كَتِفَيَّ ثُمَّ قَالَ: أُمَّ قَوْمَكَ! فَمَنْ أَمَّ قَوْمًا فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ، وَإِنَّ فِيهِمُ الْمَرِيضَ، وَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ، وَإِنَّ فِيهِمْ ذَا الْحَاجَةِ۔ وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ وَحْدَهُ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَاءَ

صحيح: رواه مسلم (186:468)۔

سیدنا عثمان بن ابو عاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اپنی قوم کی امامت کراؤ۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں اپنے دل میں کچھ محسوس کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: میرے قریب ہو جاؤ۔ آپ نے مجھے اپنے سامنے بٹھا لیا، پھر اپنی ہتھیلی میری دونوں چھاتیوں کے درمیان رکھی، اس کے بعد فرمایا: رخ پھیرو۔ اس کے بعد آپ نے ہتھیلی میری پشت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھی، پھر فرمایا: اپنی قوم کی امامت کراؤ اور جو لوگوں کا امام بنے، وہ تخفیف کرے کیونکہ ان میں بوڑھے ہوتے ہیں، ان میں بیمار ہوتے ہیں، ان میں کمزور ہوتے ہیں اور ان میں ضرورت مند ہوتے ہیں، جب تم میں سے کوئی اکیلا نماز پڑھے تو جیسے چاہے پڑھے۔

10276/476: عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ حَالَ بَيْنِي وَبَيْنَ صَلَاتِي وَقِرَاءَتِي يَلْبِسُهَا عَلَيَّ! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ذَاكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ خَنْزَبٌ، فَإِذَا أَحْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ، وَاتْفُلْ عَلَى يَسَارِكَ ثَلَاثًا۔ قَالَ: فَفَعَلْتُ ذَلِكَ فَأَذْهَبَهُ اللّٰهُ عَنِّي۔

صحيح: رواه مسلم (2203)۔

سیدنا عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! شیطان میری نماز میں حائل ہو جاتا ہے اور مجھے قرآن بھلا دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شیطان کا نام خنزب ہے، جب تجھے اس شیطان کا اثر معلوم ہو تو اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ اور (نماز کے اندر ہی) بائیں طرف تین بار تھوک لے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایسا ہی کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو مجھ سے دور کر دیا۔

10277/477: عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِی الْعَاصِ قَالَ: لَمَّا اسْتَعْمَلَنِی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَی الطَّائِفِ جَعَلَ يَعْرِضُ لِی شَیْءٌ فِی صَلَاتِی حَتَّی مَا أَدْرِی مَا أُصَلِّی، فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ رَحَلْتُ إِلَی رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ابْنُ أَبِی الْعَاصِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔ قَالَ: مَا جَاءَ بِكَ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، عَرَضَ لِی شَیْءٌ فِی صَلَوَاتِی حَتَّی مَا أَدْرِی مَا أُصَلِّی قَالَ: ذَاكَ الشَّيْطَانُ ادْنُهْ فَدَنَوْتُ مِنْهُ، فَجَلَسْتُ عَلَی صُدُورِ قَدَمَیَّ، قَالَ: فَضَرَبَ صَدْرِی بِيَدِهِ، وَتَفَلَ فِی فَمِی وَقَالَ: اخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰهِ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: الْحَقْ بِعَمَلِكَ قَالَ: فَقَالَ عُثْمَانُ: فَلَعَمْرِی مَا أَحْسِبُهُ خَالَطَنِی بَعْدُ۔

حسن: رواه ابن ماجه (3548)، والرويانی فی مسنده (1515)۔

سیدنا عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے فرمایا: جب مجھے رسول اللہ ﷺ نے طائف میں عامل مقرر کیا تو مجھے نماز میں (پریشان کن) خیالات آنے لگے حتی کہ مجھے یہ بھی پتہ نہ چلتا کہ میں نماز میں کیا پڑھ رہا ہوں۔ جب میں نے یہ صورت حال دیکھی تو میں سفر کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے تعجب سے) فرمایا: ابن العاص ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: تم آ کیوں گئے؟ میں نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے نماز میں ایسی صورت حال آتی ہے کہ مجھے یاد نہیں رہتا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: یہ شیطان کی طرف سے (شرارات) ہے۔ میرے قریب آؤ۔ میں نبی ﷺ کے قریب ہو گیا اور پنجوں کے بل بیٹھ گیا۔ نبی ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور میرے منہ میں تھتکارا اور آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے دشمن! نکل جا۔ آپ نے تین بار اس طرح کیا۔ پھر فرمایا: اپنے کام پر چلے جاؤ۔ عثمان نے فرمایا: میری عمر گواہ ہے کہ اس کے بعد مجھے کبھی شیطان نے پریشان نہیں کیا۔

[86]...... باب فضائل عثمان بن مظعون

عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی فضائل کا بیان

10278/478: عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ وَهِیَ امْرَأَةٌ مِنْ نِسَائِهِمْ، بَايَعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَتْ: طَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ فِی السُّكْنَی، حِينَ اقْتَرَعَتِ الْأَنْصَارُ عَلَی سُكْنَی الْمُهَاجِرِينَ، فَاشْتَكَی فَمَرَّضْنَاهُ حَتَّی تُوُفِّیَ، ثُمَّ جَعَلْنَاهُ فِی أَثْوَابِهِ، فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْتُ: رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ، فَشَهَادَتِی عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللّٰهُ، قَالَ: وَمَا يُدْرِيكِ؟۔ قُلْتُ: لَا أَدْرِی وَاللّٰهِ، قَالَ: أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِينُ، إِنِّی لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ مِنَ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ مَا أَدْرِی وَأَنَا رَسُولُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِی وَلَا بِكُمْ قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ: فَوَاللّٰهِ لَا أُزَكِّی أَحَدًا بَعْدَهُ،

قَالَتْ: وَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ فِي النَّوْمِ عَيْنًا تَجْرِي، فَجِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: ذَاكِ عَمَلُهُ يَجْرِي لَهُ۔

صحيح: رواه البخاري (7018)۔

سیدۃ ام علاء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا جو انہیں میں کی ایک خاتون ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب انصار نے مہاجرین کے قیام کے لیے قرعہ اندازی کی تو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا نام ہمارے یہاں ٹھہرنے کے لیے نکلا۔ پھر وہ بیمار پڑے، ہم نے ان کی تیمارداری کی لیکن ان کی وفات ہوگئی۔ پھر ہم نے انہیں ان کے کپڑوں میں لپیٹ دیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے تو میں نے کہا ابو السائب! تم پر اللہ کی رحمتیں ہوں، میری گواہی ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے عزت بخشی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا؟ میں نے عرض کیا اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے اس کے بعد فرمایا کہ جہاں تک ان کا تعلق ہے تو یقینی بات (موت) ان تک پہنچ چکی ہے اور میں اللہ سے ان کے لیے خیر کی امید رکھتا ہوں لیکن اللہ کی قسم میں رسول اللہ ہوں اور اس کے باوجود مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ ام العلاء نے کہا کہ واللہ! اس کے بعد میں کسی انسان کی پاکی نہیں بیان کروں گی۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے خواب میں ایک جاری چشمہ دیکھا تھا۔ چنانچہ میں نے حاضر ہو آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ان کا نیک عمل ہے جس کا ثواب ان کے لیے جاری ہے۔

[87]...... باب أخبار عدی بن حاتم

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان

10279/479: عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ بَيْنَا أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا إِلَيْهِ الْفَاقَةَ ثُمَّ أَتَاهُ آخَرُ فَشَكَا قَطْعَ السَّبِيلِ فَقَالَ يَا عَدِيُّ هَلْ رَأَيْتَ الْحِيرَةَ قُلْتُ لَمْ أَرَهَا وَقَدْ أُنْبِئْتُ عَنْهَا قَالَ فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ قُلْتُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِي فَأَيْنَ دُعَّارُ طَيِّءٍ الَّذِينَ قَدْ سَعَّرُوا الْبِلَادَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرَى قُلْتُ كِسْرَى بْنُ هُرْمُزَ قَالَ كِسْرَى بْنُ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ وَلَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ فَيَقُولَنَّ أَلَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ رَسُولًا فَيُبَلِّغَكَ فَيَقُولُ بَلَى فَيَقُولُ أَلَمْ أُعْطِكَ مَالًا وَأُفْضِلْ عَلَيْكَ فَيَقُولُ بَلَى فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِينِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ

دار ابن بشیر للبحث والتحقیق قصور: +923024056187

يَسَارِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ قَالَ عَدِيٌّ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقَّةِ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ شِقَّةَ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ قَالَ عَدِيٌّ فَرَأَيْتُ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ إِلَّا اللَّهَ وَكُنْتُ فِيمَنِ افْتَتَحَ كُنُوزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيَاةٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ

متفق عليه: رواه البخاری (3595) ومسلم (1016:67)۔

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک صاحب آئے اور آپ ﷺ سے فقر و فاقہ کی شکایت کی، پھر دوسرے صاحب آئے اور راستوں کی بدامنی کی شکایت کی، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: عدی! تم نے مقام حیرہ دیکھا ہے؟ (جو کوفہ کے پاس ایک بستی ہے) میں نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا تو نہیں، البتہ اس کا نام میں نے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہاری زندگی کچھ اور لمبی ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ہودج میں ایک عورت اکیلی حیرہ سے سفر کرے گی اور (مکہ پہنچ کر) کعبہ کا طواف کرے گی اور اللہ کے سوا اسے کسی کا بھی خوف نہ ہوگا۔ میں نے (حیرت سے) اپنے دل میں کہا، پھر قبیلہ طے کے ان ڈاکوؤں کا کیا ہوگا جنہوں نے شہروں کو تباہ کر دیا ہے اور فساد کی آگ سلگا رکھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم کچھ اور دنوں تک زندہ رہے تو کسریٰ کے خزانے (تم پر) کھولے جائیں گے۔ میں (حیرت میں) بول پڑا کسریٰ بن ہرمز (ایران کا بادشاہ) کسریٰ آپ نے فرمایا: ہاں کسریٰ بن ہرمز! اور اگر تم کچھ دنوں تک اور زندہ رہے تو یہ بھی دیکھو گے کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں سونا چاندی بھر کر نکلے گا، اسے کسی ایسے آدمی کی تلاش ہوگی (جو اس کی زکوٰۃ) قبول کر لے لیکن اسے کوئی ایسا آدمی نہیں ملے گا جو اسے قبول کر لے، اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا جو دن مقرر ہے اس وقت تم میں سے ہر کوئی اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ درمیان میں کوئی ترجمان نہ ہوگا (بلکہ پروردگار اس سے بلاواسطہ باتیں کرے گا) اللہ تعالیٰ اس سے دریافت کرے گا۔ کیا میں نے تمہارے پاس رسول نہیں بھیجے تھے جنہوں نے تم تک میرا پیغام پہنچا دیا ہو؟ وہ عرض کرے گا بے شک تو نے بھیجا تھا۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کیا میں نے مال اور اولاد تمہیں نہیں دی تھی؟ کیا میں نے ان کے ذریعہ تمہیں فضیلت نہیں دی تھی؟ وہ جواب دے گا بے شک تو نے دیا تھا۔ پھر وہ اپنی داہنی طرف دیکھے گا تو سوا جہنم کے اسے اور کچھ نظر نہ آئے گا پھر وہ بائیں طرف دیکھے گا تو ادھر بھی جہنم کے سوا اور کچھ نظر نہیں آئے گا، عدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ جہنم سے ڈرو، اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ ہو۔ اگر کسی کو کھجور کا ایک ٹکڑا بھی میسر نہ آسکے تو (کسی سے) ایک اچھا کلمہ ہی کہہ دے۔ عدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ہودج میں بیٹھی ہوئی ایک اکیلی عورت کو تو خود دیکھ لیا کہ حیرہ سے سفر کے لیے نکلی اور (مکہ پہنچ کر) اس نے کعبہ کا طواف کیا اور اسے اللہ کے سوا اور کسی سے (ڈاکو وغیرہ) کا (راستے میں) خوف نہیں تھا اور مجاہدین کی اس جماعت میں تو میں خود شریک تھا جس نے کسریٰ بن

ہرمز کے خزانے فتح کئے۔ اور اگر تم لوگ کچھ دنوں اور زندہ رہے تو وہ بھی دیکھ لوگے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں (زکوٰۃ کا سونا چاندی) بھر کر نکلے گا (لیکن اسے لینے والا کوئی نہیں ملے گا)۔

10280/480: عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: أَتَيْنَا عُمَرَ فِي وَفْدٍ فَجَعَلَ يَدْعُو رَجُلًا رَجُلًا وَيُسَمِّيهِمْ، فَقُلْتُ: أَمَا تَعْرِفُنِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ: بَلَى أَسْلَمْتَ إِذْ كَفَرُوا، وَأَقْبَلْتَ إِذْ أَدْبَرُوا، وَوَفَيْتَ إِذْ غَدَرُوا، وَعَرَفْتَ إِذْ أَنْكَرُوا، فَقَالَ عَدِيٌّ: فَلَا أُبَالِي إِذًا۔

صحيح: رواه البخاري (4394)۔

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں (ان کی دور خلافت میں) ایک وفد کی شکل میں آئے۔ وہ ایک ایک شخص کو نام لے لے کر بلاتے جاتے تھے) میں نے ان سے کہا کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں؟ اے امیر المومنین! فرمایا کیا تمہیں بھی نہیں پہچانوں گا، تم اس وقت اسلام لائے جب یہ سب کفر پر قائم تھے۔ تم نے اس وقت توجہ کی جب یہ سب منہ موڑ رہے تھے۔ تم نے اس وقت وفا کی جب یہ سب بے وفائی کر رہے تھے اور اس وقت پہچانا جب ان سب نے انکار کیا تھا۔ عدی رضی اللہ عنہ نے کہا بس اب مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

[88]...... باب فضل عكاشة بن محصن

عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10281/481: عن حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمنِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، فَقَالَ: أَيُّكُم رَأَى الْكَوْكَبَ الَّذِي انْقَضَّ الْبَارِحَةَ؟ قُلْتُ: أَنَا، ثُمَّ قُلْتُ: أَمَا إِنِّي لَمْ أَكُنْ فِي صَلَاةٍ، وَلَكِنِّي لُدِغْتُ، قَالَ: فَمَاذَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ: اسْتَرْقَيْتُ، قَالَ: فَمَا حَمَلَكَ عَلَى ذَلِكَ؟ قُلْتُ: حَدِيثٌ حَدَّثَنَاهُ الشَّعْبِيُّ ، فَقَالَ: وَمَا حَدَّثَكُمُ الشَّعْبِيُّ؟ قُلْتُ: حَدَّثَنَا عَنْ بُرَيْدَةَ بْنِ حُصَيْبٍ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ قَالَ: لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ، فَقَالَ: قَدْ أَحْسَنَ مَنِ انْتَهَى إِلَى مَا سَمِعَ، وَلَكِنْ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَمَعَهُ الرُّهَيْطُ وَالنَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ، وَالنَّبِيَّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ، إِذْ رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ، فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ أُمَّتِي فَقِيلَ لِي: هَذَا مُوسَى ﷺ وَقَوْمُهُ، وَلَكِنِ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ، فَقِيلَ لِي: انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ الْآخَرِ، فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ، فَقِيلَ لِي: هَذِهِ أُمَّتُكَ، وَمَعَهُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ، ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَخَاضَ النَّاسُ فِي أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ، فَقَالَ

قصور
+923024056187

بَعْضُهُمْ: فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ صَحِبُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ وُلِدُوا فِي الْإِسْلَامِ وَلَمْ يُشْرِكُوا بِاللّٰهِ، وَذَكَرُوا أَشْيَاءَ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: مَا الَّذِي تَخُوضُونَ فِيهِ؟ فَأَخْبَرُوهُ، فَقَالَ: هُمُ الَّذِينَ لَا يَرْقُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ، وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ، فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ، فَقَالَ: ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ: أَنْتَ مِنْهُمْ، ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ: ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ: سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ۔

متفق عليه: رواه مسلم (220) والبخاري (6541)۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے امتیں پیش کی گئیں کسی نبی کے ساتھ پوری امت گزری، کسی نبی کے ساتھ چند آدمی گزرے، کسی نبی کے ساتھ دس آدمی گزرے، کسی نبی کے ساتھ پانچ آدمی گزرے اور کوئی نبی تنہا گزرا۔ پھر میں نے دیکھا تو انسانی کی ایک بہت بڑی جماعت دور سے نظر آئی۔ میں نے جبریل سے پوچھا کیا یہ میری امت ہے؟ انہوں نے کہا نہیں بلکہ افق کی طرف دیکھو۔ میں نے دیکھا تو ایک بہت زبردست جماعت دکھائی دی۔ فرمایا کہ یہ ہے آپ کی امت اور یہ جو آگے آگے ستر ہزار کی تعداد ہے ان لوگوں سے حساب نہ لیا جائے گا اور نہ ان پر عذاب ہوگا۔ میں نے پوچھا، ایسا کیوں ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ داغ نہیں لگاتے تھے۔ دم جھاڑ نہیں کرواتے تھے، شگون نہیں لیتے تھے، اپنے رب پر بھروسہ کرتے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ اٹھ کر بڑھے اور عرض کیا کہ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! انہیں بھی ان میں سے کر دے۔ اس کے بعد ایک اور صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ میرے لیے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عکاشہ اس میں تم سے آگے بڑھ گئے۔

10282/482: عن عبد الله بن مسعود قال: تَحَدَّثْنَا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتَّى أَكْرَيْنَا الْحَدِيثَ، ثُمَّ تَرَاجَعْنَا إِلَى الْبُيُوتِ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا غَدَوْنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ ﷺ: عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ اللَّيْلَةَ بِأَتْبَاعِهَا مِنْ أُمَمِهَا، فَجَعَلَ النَّبِيُّ يَمُرُّ وَمَعَهُ الثَّلَاثَةُ مِنْ قَوْمِهِ، وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الْعِصَابَةُ مِنْ قَوْمِهِ، وَالنَّبِيُّ مَعَهُ النَّفَرُ مِنْ قَوْمِهِ، وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ مِنْ قَوْمِهِ أَحَدٌ، حَتَّى أَتَى عَلَيَّ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ فِي كَوْكَبَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ أَعْجَبُونِي، فَقُلْتُ: رَبِّ مَنْ هَؤُلَاءِ؟، قَالَ: هَذَا أَخُوكَ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ وَمَنْ تَبِعَهُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، قُلْتُ: رَبِّ فَأَيْنَ أُمَّتِي؟، قِيلَ: انْظُرْ عَنْ يَمِينِكَ، فَإِذَا الظِّرَابُ ظِرَابُ مَكَّةَ، قَدْ سُدَّ بِوُجُوهِ الرِّجَالِ، فَقُلْتُ: رَبِّ مَنْ هَؤُلَاءِ؟، قِيلَ لِي: أُمَّتُكَ، فَقِيلَ لِي: هَلْ رَضِيتَ؟، فَقُلْتُ:

رَبِّ رَضِيتُ، رَبِّ رَضِيتُ، فَقِيلَ: انْظُرْ عَنْ يَسَارِكِ، فَإِذَا الْأُفُقُ قَدْ سُدَّ بِوُجُوهِ الرِّجَالِ، قُلْتُ: رَبِّ مَنْ هَؤُلَاءِ؟، قِيلَ: أُمَّتُكَ، قَالَ: فَقِيلَ لِي: هَلْ رَضِيتَ؟، قَالَ: قُلْتُ: رَبِّ رَضِيتُ، رَبِّ رَضِيتُ، ثُمَّ قِيلَ لِي: إِنَّ مَعَ هَؤُلَاءِ سَبْعِينَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، فَأَنْشَى عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ، رَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: اللهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ، ثُمَّ أَنْشَى رَجُلٌ آخَرُ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ: سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ قال: ثم قال نبي اللّٰه ﷺ: ((فداكم أبي وأمي، إن استطعتم أن تكونوا من السبعين فكونوا، فإن عجزتم وقصرتم فكونوا من أهل الظراب، فإن عجزتم وقصرتم فكونوا من أهل الأفق، فإني رأيت ثَمَّ أناسا يتهرَّشون كثيرا))۔ قال: فقال نبي اللّٰه ﷺ: ((إني لأرجو أن يكون من تبعني من أمتي ربع أهل الجنة))۔ قال: فكبرنا، ثم قال: ((إني لأرجو أن يكونوا الثلث))۔ قال: فكبرنا، ثم قال: ((إني لأرجو أن يكون الشطر))۔ قال: فكبرنا، فتلا نبي اللّٰه ﷺ: {........................} [الواقعة: ٣٩ -٤٠] قال: فتراجع المسلمون على هؤلاء السبعين، فقالوا: نراهم أناسا ولدوا في الإسلام، ثم لم يزالوا يعملون به حتى ماتوا عليه، قال: فنمى حديثهم إلى نبي اللّٰه ﷺ، فقال ﷺ: ((ليس كذلك، ولكنهم الذين لا يسترقون ولا يكتوون ولا يتطيرون وعلى ربهم يتوكلون))۔

صحيح: رواه أحمد (3989)، والبزار (1440،1441)، وصحّحه ابن حبان (6431)، والحاكم (577/4)۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رات کے وقت ہم لوگ نبی ﷺ کے یہاں دیر تک باتیں کرتے رہے، جب صبح کو حاضر ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: آج رات میرے سامنے مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کی امتوں کے ساتھ پیش کیا گیا، چنانچہ ایک نبی گزرے تو ان کے ساتھ صرف تین آدمی تھے، ایک نبی گزرے تو ان کے ساتھ ایک چھوٹی سی جماعت تھی، ایک نبی گزرے تو ان کے ساتھ ایک گروہ تھا، اور کسی نبی کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا، حتی کہ میرے پاس سے موسیٰ علیہ السلام کا گزر ہوا جن کے ساتھ بنی اسرائیل کی بہت بڑی تعداد تھی، جسے دیکھ کر مجھے تعجب ہوا اور میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ کے بھائی موسیٰ ہیں اور ان کے ساتھ بنی اسرائیل کے لوگ ہیں، میں نے پوچھا کہ پھر میری امت کہاں ہے؟ مجھ سے کہا گیا کہ اپنی دائیں جانب دیکھئے، میں نے دائیں جانب دیکھا تو ایک ٹیلہ لوگوں کے چہروں سے بھرا ہوا نظر آیا، پھر مجھ سے کہا گیا کہ اپنی بائیں جانب دیکھئے، میں نے بائیں جانب دیکھا تو افق

لوگوں کے چہروں سے بھرا ہوا نظر آیا، پھر مجھ سے کہا گیا: کیا آپ راضی ہیں؟ میں نے کہا: پروردگار! میں راضی ہوں، میں خوش ہوں، پھر مجھ سے کہا گیا کہ ان لوگوں کے ساتھ ستر ہزار ایسے بھی ہوں گے جو بلا حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ سن کر سیدنا عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر کہنے لگے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے دعا کر دیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! اسے بھی ان میں شامل فرما، پھر ایک اور آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے دعا کر دیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔

10283/483: عن أبی هريرة قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِى زُمْرَةٌ هِيَ سَبْعُونَ أَلْفًا، تُضِيءُ وُجُوهُهُمْ إِضَاءَ ةَ الْقَمَرِ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ، قَالَ: ادْعُ اللّٰهَ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنْ يَجْعَلَنِى مِنْهُمْ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ، ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِى مِنْهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: سَبَقَكَ عُكَّاشَةُ۔

متفق عليه: رواه البخاری (5811)۔ ومسلم (369/216)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے جنت میں ستر ہزار کی ایک جماعت داخل ہوگی ان کے چہرے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔ عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ اپنی دھاری دار چادر سنبھالتے ہوئے اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لیے بھی دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے انہیں میں سے بنا دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! عکاشہ کو بھی انہیں میں سے بنا دے۔ اس کے بعد قبیلہ انصار کے ایک صحابی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے بنا دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے عکاشہ دعا کرا چکا۔

10284/484: عن عِمْرَان بن حصين قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ، قَالُوا: وَمَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: هُمُ الَّذِينَ لَا يَكْتَوُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ، فَقَامَ عُكَّاشَةُ فَقَالَ: ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: أَنْتَ مِنْهُمْ. قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ.

صحيح: رواه مسلم (218)۔

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے ستر ہزار (افراد) بغیر حساب

کے جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک آدمی نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کردے، آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! اسے ان میں شامل کر۔ پھر ایک اور کھڑا ہو گیا اور کہا: اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے وہ مجھے بھی ان شامل کردے۔ آپ نے جواب: عکاشہ اس معاملے میں تم سے سبقت لے گئے۔

[89]...... باب ما جاء فی فضل عمار بن یاسر

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10285/485: عَنْ هَانِئِ بْنِ هَانِئٍ، قَالَ: دَخَلَ عَمَّارٌ عَلَى عَلِيٍّ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مُلِءَ عَمَّارٌ إِيمَانًا إِلَى مُشَاشِهِ

حسن: رواه ابن ماجه (147) وصحّحه ابن حبان (7076)۔ والنسائی (5007)۔

سیدنا ہانی بن ہانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے فرمایا: پاک کیے ہوئے پاک باز کو خوش آمدید! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: عمار رضی اللہ عنہ سرتاپا ایمان سے معمور ہے۔

10286/486: عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مُلِءَ عَمَّارٌ إِيمَانًا إِلَى مُشَاشِهِ

صحیح: رواه النسائی (5007)، وصحّحه الحاکم (3/392-393)۔

نبی کریم ﷺ کے کسی صحابی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمار رضی اللہ عنہ سرتاپا ایمان سے معمور ہے۔

10287/487: عن بلال بن یحییٰ العبسی قال: لما حضر حذیفة الموت، وإنما عاش بعد قتل عثمان أربعين ليلة، فقيل له: يا أبا عبد الله إن هذا الرجل قد قتل – يعنى عثمان – فما ترى؟ قال: أما إذا أبيتم فأجلسونى، لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ رضي الله عنه، أَتَى حُذَيْفَةَ فَقِيلَ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، قُتِلَ هَذَا الرَّجُلُ فَقَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ فَمَا تَقُولُ؟، فَقَالَ: أَسْنِدُونِي فَأَسْنَدُوهُ إِلَى صَدْرِ رَجُلٍ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: أَبُو الْيَقْظَانِ عَلَى الْفِطْرَةِ أَبُو الْيَقْظَانِ عَلَى الْفِطْرَةِ لَا يَدَعُهَا حَتَّى يَمُوتَ أَوْ يَمَسَّهُ الْهَرَمُ

حسن: رواه ابن سعد (3/262-263)، والبزار (2945)۔

بلال بن یحییٰ عبسی کہتے ہیں کہ جب سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی وفات کو وقت قریب آیا۔ اور وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد چالیس راتیں زندہ رہے۔ تو ان سے کہا گیا اے ابوعبداللہ! (عثمان رضی اللہ عنہ) شہید کردیئے گئے آپ کی ان کے بارے کیا رائے ہے؟ تو حذیفہ نے کہا اگر تم منکر ہو تو مجھے بٹھاؤ، لوگوں نے انہیں ایک آدمی کے سینے کے ساتھ بٹھا دیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ﷺ نے ابو یقظان کو فطرت (حق) پر دیکھا ہے اور وہ

اس فطرت (حق) کو نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ ان کی وفات ہو جائے یا وہ بہت بوڑھے ہو جائیں گے۔

10288/488: عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا خُيِّرَ عَمَّارٌ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَرْشَدَهُمَا

صحيح: رواه الترمذى (3799)، وابن ماجه (148)، وأحمد (24820)، وصحّحه الحاكم (388/3)۔

عطاء بن یاسر سے روایت ہے کہ ام المومنین سیدۃ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمار کو جب بھی دو باتوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو انہوں نے اسی کو اختیار کیا جو ان دونوں میں سب سے بہتر اور حق سے زیادہ قریب ہوتی تھی۔

10289/489: عَنْ عِكْرِمَةَ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَهُ وَلِعَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: ائْتِيَا أَبَا سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ فَأَتَيْنَاهُ وَهُوَ وَأَخُوهُ فِي حَائِطٍ لَهُمَا يَسْقِيَانِهِ فَلَمَّا رَآنَا جَاءَ فَاحْتَبَى وَجَلَسَ فَقَالَ: كُنَّا نَنْقُلُ لَبِنَ الْمَسْجِدِ لَبِنَةً لَبِنَةً وَكَانَ عَمَّارٌ يَنْقُلُ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ وَمَسَحَ عَنْ رَأْسِهِ الْغُبَارَ وَقَالَ: وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ عَمَّارٌ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللّٰهِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ۔

صحيح: رواه البخارى (2812)۔

عکرمہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے اور (اپنے صاحبزادے) علی بن عبداللہ سے فرمایا تم دونوں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور ان سے احادیث نبوی سنو۔ چنانچہ ہم حاضر ہوئے اس وقت ابوسعید رضی اللہ عنہ اپنے (رضاعی) بھائی کے ساتھ باغ میں تھے اور باغ کو پانی دے رہے تھے جب آپ نے ہمیں دیکھا تو (ہمارے پاس) تشریف لائے اور (چادر اوڑھ کر) گوٹ مار کر بیٹھ گئے اسکے بعد بیان فرمایا ہم مسجد نبوی کی اینٹیں (ہجرت نبوی کے بعد تعمیر مسجد کے لیے) ایک ایک کر کے ڈھو رہے تھے لیکن عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں لا رہے تھے اتنے میں نبی کریم ﷺ ادھر سے گزرے اور ان کے سر سے غبار کو صاف کیا پھر فرمایا افسوس! عمار کو ایک باغی جماعت مارے گی یہ تو انہیں اللہ کی (اطاعت کی) طرف دعوت دے رہا گا لیکن وہ اسے جہنم کی طرف بلا رہے ہوں گے۔

10290/490: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَمَّارٍ: تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔

صحيح: رواه مسلم (2916)۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمار سے کہا کہ تمہیں ایک باغی گروہ شہید کرے گا۔

10291/491: عن أبى قتادة الأنصارى أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَمَّارٍ حِينَ جَعَلَ يَحْفِرُ الْخَنْدَقَ، وَجَعَلَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ وَيَقُولُ: بُؤْسَ ابْنِ سُمَيَّةَ، تَقْتُلُكَ فِئَةٌ بَاغِيَةٌ۔

صحيح: رواه مسلم (2915).

سیدنا ابو قتادۃ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ نے خندق کھودنے کا آغاز کیا تو عمار رضی اللہ عنہ سے ایک بات ارشاد فرمائی، آپ ان کے سر پر ہاتھ پھیرنے اور فرمانے لگے۔سمیہ کے بیٹے کی مصیبت! تمھیں ایک باغی گروہ شہید کرے گا۔

[90]...... فضائل عمرو بن ثابت بن وقش

عمرو بن ثابت بن وقش رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

10292/492: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ يَقُولُ: حَدِّثُونِي عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ لَمْ يُصَلِّ قَطُّ فَإِذَا لَمْ يَعْرِفْهُ النَّاسُ سَأَلُوهُ: مَنْ هُوَ؟ فَيَقُولُ: أُصَيْرِمُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ عَمْرُو بْنُ ثَابِتِ بْنِ وَقْشٍ. قَالَ الْحُصَيْنُ: فَقُلْتُ لِمَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ: كَيْفَ كَانَ شَأْنُ الْأُصَيْرِمِ؟ قَالَ: كَانَ يَأْبَى الْإِسْلَامَ عَلَى قَوْمِهِ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى أُحُدٍ، بَدَا لَهُ الْإِسْلَامُ فَأَسْلَمَ، فَأَخَذَ سَيْفَهُ فَغَدَا حَتَّى أَتَى الْقَوْمَ فَدَخَلَ فِي عُرْضِ النَّاسِ، فَقَاتَلَ حَتَّى أَثْبَتَتْهُ الْجِرَاحَةُ، قَالَ: فَبَيْنَمَا رِجَالُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ يَلْتَمِسُونَ قَتْلَاهُمْ فِي الْمَعْرَكَةِ إِذَا هُمْ بِهِ، فَقَالُوا: وَاللّٰهِ إِنَّ هَذَا لَلْأُصَيْرِمُ، وَمَا جَاءَ؟! لَقَدْ تَرَكْنَاهُ وَإِنَّهُ لَمُنْكِرٌ لِهَذَا الْحَدِيثِ، فَسَأَلُوهُ مَا جَاءَ بِهِ؟ قَالُوا: مَا جَاءَ بِكَ يَا عَمْرُو، أَحَدَبًا عَلَى قَوْمِكَ، أَوْ رَغْبَةً فِي الْإِسْلَامِ؟ قَالَ: بَلْ رَغْبَةً فِي الْإِسْلَامِ، آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ، وَأَسْلَمْتُ، ثُمَّ أَخَذْتُ سَيْفِي فَغَدَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ فَقَاتَلْتُ حَتَّى أَصَابَنِي مَا أَصَابَنِي. قَالَ: ثُمَّ لَمْ يَلْبَثْ أَنْ مَاتَ فِي أَيْدِيهِمْ، فَذَكَرُوهُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

حسن: رواه أحمد (23634).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ لوگوں سے پوچھا کہ ایک ایسے آدمی کے متعلق بتاؤ جو جنت میں داخل ہوگا حالانکہ اس نے نماز بھی نہیں پڑھی لوگ جب اسے شناخت نہ کرسکے تو انہوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ کون ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اصیرم جس کا تعلق بنو عبد الاشہل سے تھا اور اس کا نام عمرو بن ثابت بن وقش تھا حصین کہتے ہیں کہ میں نے محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اصیرم کا کیا واقعہ ہوا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ اپنی قوم کے سامنے اسلام لانے سے انکار کرتا تھا غزوہ احد کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جبل احد کی طرف ہوئے تو اسے اسلام کی طرف رغبت ہوئی اور اس نے اسلام قبول کرلیا پھر تلوار پکڑی اور روانہ ہوگیا۔وہ لوگوں کے پاس پہنچا اور لوگوں کی صفوں میں گھس گیا اور اس بے

جگری سے لڑا کہ بالآخر زخمی ہو کر گر پڑا بنو عبدالاشہل کے لوگ جب اپنے مقتولوں کو تلاش کر رہے تھے تو انہیں میدان جنگ میں وہ بھی پڑا نظر آیا وہ کہنے لگے کہ واللہ یہ تو اصیرم ہے لیکن یہ یہاں کیسے آ گیا؟ جب ہم اسے چھوڑ کر آئے تھے تو اس وقت تک یہ اس دین کا منکر تھا پھر انہوں نے اس سے پوچھا کہ عمرو! تم یہاں کیسے آ گئے؟ اپنی قوم کا دفاع کرنے کے لیے یا اسلام کی کشش کی وجہ سے؟ اس نے کہا کہ اسلام کی کشش کی وجہ سے میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آیا اور میں مسلمان ہو گیا پھر اپنی تلوار پکڑی اور روانہ ہو گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں شرکت کی اب جو مجھے زخم لگنے تھے وہ لگ گئے تھوڑی دیر میں وہ ان کے ہاتھوں میں دم توڑ گیا لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اہل جنت میں سے ہے۔

[91]...... باب ما جاء فی فضل عمرو بن جموح الأنصاری

عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10293/493: عن جابر قال: قال رسولُ اللّٰه ﷺ: ((مَن سَيدُكُم يَا بَنى سَلَمَةَ؟)) قُلنا: جَدُّ بن قَيسٍ، عَلى أَنَّا نُبَخِّلُهُ۔ قال: ((وَأَيُّ دَاءٍ أَدوَى مِنَ البُخلِ ، بَلْ سَيِّدُكُم : عَمرو بن الجَمُوح))۔ وكانَ عَمرو عَلى أَصنَامِهِم فى الجَاهِلِيةِ ، وكانَ يُولِمُ عَن رسولِ اللّٰه ﷺ إِذا تَزَوجَّ۔

حسن: رواه البخاری فی الأدب المفرد (296)۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنو سلمہ! تمہارا سردار کون ہے؟ ہم نے عرض کیا: جد بن قیس اگرچہ ہم اسے بخیل سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: بخل سے بڑی بھی کوئی بیماری ہے؟ بلکہ تمہارے سردار عمرو بن جموح ہیں۔ اور عمرو بن جموح زمانہ جاہلیت میں ان کے بتوں کے نگران تھے۔ بعدازاں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم شادی کرتے تو وہ آپ کی طرف سے ولیمے کا انتظام کرتے تھے۔

[92]...... باب ما جاء فی عمرو بن حريث الذی دعا له النبی ﷺ بالرزق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کے لیے نے رزق کی دعا کی یعنی عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10294/494: عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْفَجْرَ فَقَرَأَ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ كَأَنِّى أَسْمَعُ صَوْتَهُ يَقُولُ: {فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ} [التكوير: 16] وَقَالَ: ذَهَبَتْ بِى أُمِّى أَوْ أَبِى إِلَيْهِ فَدَعَا لِى بِالرِّزْقِ۔

صحيح: رواه أبو يعلى (1469) وأبوداود (817)، وابن ماجه (817)۔

سیدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نماز فجر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی آپ نے ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ پڑھی گویا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سن رہا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ﴾ (سورۃ التکویر) پڑھ رہے تھے۔ راوی حدیث نے کہا کہ میری ماں یا میرے باپ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف لے کر گئے آپ نے میرے لیے رزق کی دعا کی۔

[93]...... باب فضائل عمرو بن العاص وأخباره

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے فضائل اور ان کے حالات کا بیان

10295/495: عَنِ ابْنِ شِمَاسَةَ الْمَهْرِيِّ قَالَ: حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَهُوَ فِي سِيَاقَةِ الْمَوْتِ، فَبَكَى طَوِيلًا، وَحَوَّلَ وَجْهَهُ إِلَى الْجِدَارِ، فَجَعَلَ ابْنُهُ يَقُولُ: يَا أَبَتَاهُ، أَمَا بَشَّرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِكَذَا؟ أَمَا بَشَّرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِكَذَا؟ قَالَ: فَأَقْبَلَ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: إِنَّ أَفْضَلَ مَا نُعِدُّ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، إِنِّي كُنْتُ عَلَى أَطْبَاقٍ ثَلَاثٍ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَمَا أَحَدٌ أَشَدَّ بُغْضًا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنِّي، وَلَا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَكُونَ قَدِ اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ فَقَتَلْتُهُ فَلَوْ مُتُّ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ لَكُنْتُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰهُ الْإِسْلَامَ فِي قَلْبِي أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقُلْتُ: ابْسُطْ يَمِينَكَ فَلْأُبَايِعْكَ، فَبَسَطَ يَمِينَهُ۔ قَالَ: فَقَبَضْتُ يَدِي، قَالَ: مَا لَكَ يَا عَمْرُو؟ قَالَ: قُلْتُ: أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِطَ۔ قَالَ: تَشْتَرِطُ بِمَاذَا؟ قُلْتُ: أَنْ يُغْفَرَ لِي، قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ، وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا، وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ؟ وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَلَا أَجَلَّ فِي عَيْنِي مِنْهُ، وَمَا كُنْتُ أُطِيقُ أَنْ أَمْلَأَ عَيْنَيَّ مِنْهُ إِجْلَالًا لَهُ، وَلَوْ سُئِلْتُ أَنْ أَصِفَهُ مَا أَطَقْتُ لِأَنِّي لَمْ أَكُنْ أَمْلَأُ عَيْنَيَّ مِنْهُ، وَلَوْ مُتُّ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ لَرَجَوْتُ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ وَلِينَا أَشْيَاءَ مَا أَدْرِي مَا حَالِي فِيهَا؟ فَإِذَا أَنَا مُتُّ، فَلَا تَصْحَبْنِي نَائِحَةٌ وَلَا نَارٌ، فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي فَشُنُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا، ثُمَّ أَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُورٌ وَيُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتَّى أَسْتَأْنِسَ بِكُمْ، وَأَنْظُرَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهِ رُسُلَ رَبِّي

صحيح: رواه مسلم (121)۔

ابن شماسہ مہری سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہم عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے، وہ موت کے سفر پر روانہ تھے، روتے جاتے تھے اور اپنا چہرہ دیوار کی طرف کرلیا تھا۔ ان کا بیٹا کہنے لگا: ابا جان! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو

فلاں چیز کی بشارت نہ دی تھی؟ کیا فلاں بات کی بشارت نہ دی تھی؟ انہوں نے ہماری طرف رخ کیا اور کہا: جو کچھ ہم (آیندہ کے لیے) تیار کرتے ہیں، یقیناً اس میں سے بہترین یہ گواہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ میں تین درجوں (مرحلوں) میں رہا۔ (پہلا یہ کہ) میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں پایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مجھ سے زیادہ بغض کسی کو نہ تھا اور نہ اس کی نسبت کوئی اور بات زیادہ پسند تھی کہ میں آپ پر قابو پا کر آپ کو قتل کر دوں۔ اگر میں اس حالت میں مر جاتا تو یقیناً دوزخی ہوتا۔ (دوسرا مرحلے میں) جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا کر دی تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اپنا دایاں ہاتھ بڑھائیے تا کہ میں آپ کی بیعت کروں، آپ نے دایاں ہاتھ پڑھایا، کہا: تو میں نے اپنا ہاتھ (پیچھے) کھینچ لیا۔ آپ نے فرمایا: عمرو! تمہیں کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کی: میں ایک شرط رکھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: کیا شرط رکھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی: یہ (شرط) کہ مجھے معافی مل جائے۔ آپ نے فرمایا: عمرو! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام ان تمام گناہوں کو ساقط کر دیتا ہے جو اس سے پہلے کے تھے؟ اور ہجرت ان تمام گناہوں کو ساقط کر دیتی ہے جو اس (ہجرت) سے پہلے کیے گئے تھے اور حج ان سب گناہوں کو ساقط کر دیتا ہے جو اس سے پہلے کے تہا۔ اس وقت مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی نہ تھا اور نہ آپ سے بڑھ کر میری نظر میں کسی کی عظمت تھی، میں آپ کی عظمت کی بنا پر آنکھ بھر کر آپ کو دیکھ بھی نہ سکتا تھا اور اگر مجھ سے آپ کا حلیہ پوچھا جائے تو میں بتا نہ سکوں گا کیونکہ میں آپ کو آنکھ بھر کر دیکھتا ہی نہ تھا اور اگر میں اس حالت میں مر جاتا تو مجھے امید ہے کہ میں جنتی ہوتا، پھر (تیسرا مرحلہ یہ آیا) ہم نے کچھ چیزوں کی ذمہ داری لے لی، میں نہیں جانتا ان میں میرا حال کیسا رہا؟ جب میں مر جاؤں تو کوئی نوحہ کرنے والی میرے ساتھ نہ جائے، نہ ہی آگ ساتھ ہو اور جب تم مجھے دفن کر چکو تو مجھ پر آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا، پھر میری قبر کے گرد اتنی دیر (دعا کرتے ہوئے) ٹھہرنا، جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جا سکتا ہے تا کہ میں تمہاری وجہ سے (اپنی نئی منزل کے ساتھ) مانوس ہو جاؤں اور دیکھ لوں کہ میں اپنے رب کے فرستادوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔

10296/496: عن عمرو بن العاص يَقُولُ: بَعَثَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: خُذْ عَلَيْكَ ثِيَابَكَ وَسِلَاحَكَ، ثُمَّ ائْتِنِي فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَصَعَّدَ فِيَّ النَّظَرَ ثُمَّ طَأْطَأَهُ، فَقَالَ: إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَبْعَثَكَ عَلَى جَيْشٍ فَيُسَلِّمَكَ اللّٰهُ وَيُغْنِمَكَ، وَأَزْعَبُ لَكَ مِنَ الْمَالِ زَعْبَةً صَالِحَةً۔ قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا أَسْلَمْتُ مِنْ أَجْلِ الْمَالِ، وَلَكِنِّي أَسْلَمْتُ رَغْبَةً فِي الْإِسْلَامِ، وَأَنْ أَكُونَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ. فَقَالَ: يَا عَمْرُو، نِعِمَّا بِالْمَالِ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ۔

صحيح: رواه أحمد (17763)، والطبراني في الأوسط (3213)، وصحّحه ابن حبان (3210)، والحاكم (632/2)۔

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے میرے پاس پیغام بھیجا کہ اپنے کپڑے اور اسلحہ زیب تن کر کے میرے پاس آؤ، میں جس وقت حاضر ہوا تو نبی ﷺ وضو فرما رہے تھے، نبی ﷺ نے ایک مرتبہ مجھے نیچے سے اوپر تک دیکھا پھر نظریں جھکا کر فرمایا میرا ارادہ ہے کہ تمہیں ایک لشکر کا امیر بنا کر روانہ کروں، اللہ تمہیں صحیح سالم اور مال غنیمت کے ساتھ واپس لائے گا اور میں تمہارے لیے مال کی اچھی رغبت رکھتا ہوں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ میں نے مال و دولت کی خاطر اسلام قبول نہیں کیا، میں نے دلی رغبت کے ساتھ اسلام قبول کیا ہے اور اس مقصد کے لیے کہ مجھے نبی ﷺ کی معیت حاصل ہو جائے، نبی ﷺ نے فرمایا نیک آدمی کے لیے حلال مال کیا ہی خوب ہوتا ہے۔

10297/497: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ابْنَا الْعَاصِ مُؤْمِنَانِ: عَمْرٌو وَهِشَامٌ

حسن: رواه أحمد (8042)، والنسائي في فضائل الصحابة (195)، وصحّحه الحاكم (452/3)۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عاص بن وائل کے دونوں بیٹے ہشام اور عمرو مومن ہیں۔

10298/498: عن أبي نَوْفَلِ بْنِ أَبِي عَقْرَبٍ، قَالَ: جَزِعَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ عِنْدَ الْمَوْتِ جَزَعًا شَدِيدًا، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ ابْنُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، مَا هَذَا الْجَزَعُ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُدْنِيكَ وَيَسْتَعْمِلُكَ؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ، قَدْ كَانَ ذَلِكَ، وَسَأُخْبِرُكَ عَنْ ذَلِكَ: إِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي أَحُبًّا كَانَ ذَلِكَ، أَمْ تَأَلُّفًا يَتَأَلَّفُنِي، وَلَكِنِّي أَشْهَدُ عَلَى رَجُلَيْنِ أَنَّهُ قَدْ فَارَقَ الدُّنْيَا وَهُوَ يُحِبُّهُمَا: ابْنُ سُمَيَّةَ، وَابْنُ أُمِّ عَبْدٍ۔ فَلَمَّا حَدَّثَهُ وَضَعَ يَدَهُ مَوْضِعَ الْغِلَالِ مِنْ ذَقْنِهِ، وَقَالَ: اللهُمَّ أَمَرْتَنَا فَتَرَكْنَا، وَنَهَيْتَنَا فَرَكِبْنَا، وَلَا يَسَعُنَا إِلَّا مَغْفِرَتُكَ۔ وَكَانَتْ تِلْكَ هِجِّيرَاهُ حَتَّى مَاتَ۔

صحيح: رواه أحمد (17781)۔

ابونوفل کہتے ہیں کہ موت کے وقت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ پر شدید گھبراہٹ طاری ہوگئی، ان کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ کیفیت دیکھی تو پوچھا اے ابوعبداللہ! یہ کیسی گھبراہٹ ہے؟ نبی ﷺ تو آپ کو اپنے قریب رکھتے تھے اور آپ کو مختلف ذمہ داریاں سونپتے تھے؟ انہوں نے فرمایا بیٹا! یہ تو واقعی حقیقت ہے، لیکن میں تمہیں بتاؤں، باللہ تعالیٰ! میں نہیں جانتا کہ نبی ﷺ محبت کی وجہ سے میرے ساتھ یہ معاملہ فرماتے تھے یا تالیف قلب کے لیے، البتہ میں اس بات کی گواہی دے سکتا ہوں کہ دنیا سے رخصت ہونے تک وہ دو آدمیوں سے محبت فرماتے تھے، ایک سمیہ کے بیٹے عمار رضی اللہ عنہ سے اور ایک ام عبد کے بیٹے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، یہ حدیث بیان کر کے انہوں نے اپنے ہاتھ اپنی ٹھوڑی کے نیچے رکھے اور کہنے لگے اے اللہ! تو نے ہمیں حکم دیا، ہم نے اسے چھوڑ دیا، تو نے ہمیں منع کیا اور ہم وہ کام کرتے رہے اور تیری مغفرت

کے علاوہ کوئی چیز ہمارا احاطہ نہیں کرسکتی، آخر دم تک پھر وہ یہی کلمات کہتے رہے، یہاں تک کہ فوت ہوگئے۔

[94]...... باب تسلیم الملائکۃ علی عمران بن حصین

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو فرشتوں کے سلام کرنے کا بیان

10299/499: عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ: قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ : أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا، عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهِ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ، ثُمَّ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ حَتَّى مَاتَ، وَلَمْ يَنْزِلْ فِيهِ قُرْآنٌ يُحَرِّمُهُ، وَقَدْ كَانَ يُسَلَّمُ عَلَيَّ حَتَّى اكْتَوَيْتُ فَتُرِكْتُ، ثُمَّ تَرَكْتُ الْكَيَّ، فَعَادَ۔

صحيح: رواه مسلم (167:1226)۔

مطرف سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: میں تمھیں ایک حدیث بیان کرتا ہوں۔ وہ دن دور نہیں جب اللہ تعالیٰ تمھیں اس سے فائدہ دے گا۔ بلاشبہ! اللہ کے رسول ﷺ نے حج اور عمرہ کو (حج کے مہینوں میں) اکھٹا کیا، پھر آپ نے وفات تک اس سے منع نہیں فرمایا، اور نہ اس کے بارے میں قرآن ہی میں کچھ نازل ہوا جو اسے حرام قرار دے اور یہ بھی (بتایا) کہ مجھے (فرشتوں کی طرف سے) سلام کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ (بواسیر کی بناء پر) میں نے اپنے آپ کو دغوایا تو مجھے (سلام کہنا) چھوڑ دیا گیا، پھر میں نے دغوانا چھوڑ دیا تو (فرشتوں کا سلام) دوبارہ شروع ہوگیا۔

[95]...... باب فضائل عمير بن حمام الأنصاری

عمیر بن حمام انصاری رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10300/500: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بُسَيْسَةَ عَيْنًا يَنْظُرُ مَا صَنَعَتْ عِيرُ أَبِي سُفْيَانَ، فَجَاءَ وَمَا فِي الْبَيْتِ أَحَدٌ غَيْرِي، وَغَيْرُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: لَا أَدْرِي مَا اسْتَثْنَى بَعْضَ نِسَائِهِ قَالَ: فَحَدَّثَهُ الْحَدِيثَ، قَالَ: فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَتَكَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ لَنَا طَلِبَةً، فَمَنْ كَانَ ظَهْرُهُ حَاضِرًا فَلْيَرْكَبْ مَعَنَا۔ فَجَعَلَ رِجَالٌ يَسْتَأْذِنُونَهُ فِي ظُهْرَانِهِمْ فِي عُلُوِّ الْمَدِينَةِ فَقَالَ: لَا، إِلَّا مَنْ كَانَ ظَهْرُهُ حَاضِرًا۔ فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ حَتَّى سَبَقُوا الْمُشْرِكِينَ إِلَى بَدْرٍ، وَجَاءَ الْمُشْرِكُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يُقَدِّمَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَى شَيْءٍ حَتَّى أَكُونَ أَنَا دُونَهُ۔ فَدَنَا الْمُشْرِكُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: قُومُوا إِلَى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ۔ قَالَ: يَقُولُ عُمَيْرُ بْنُ الْحُمَامِ الْأَنْصَارِيُّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، جَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: بَخٍ بَخٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا

يَحْمِلُكَ عَلَى قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ؟ قَالَ: لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِلَّا رَجَاءَةَ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِهَا، قَالَ: فَإِنَّكَ مِنْ أَهْلِهَا، فَأَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِنْ قَرَنِهِ فَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُنَّ، ثُمَّ قَالَ: لَئِنْ أَنَا حَيِيتُ حَتَّى آكُلَ تَمَرَاتِي هَذِهِ، إِنَّهَا لَحَيَاةٌ طَوِيلَةٌ، قَالَ: فَرَمَى بِمَا كَانَ مَعَهُ مِنَ التَّمْرِ، ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتَّى قُتِلَ۔

صحيح: رواه مسلم (1901)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی خبر لانے کے لیے بُسیسہ (خزرجی انصاری) رضی اللہ عنہ کو جاسوس بنا کر بھیجا کہ دیکھے ابوسفیان کے (تجارتی) قافلے کی کیا صورتِ حال ہے۔ جس وقت وہ واپس آیا تو گھر میں میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی نہیں تھا،۔۔ (ثابت نے) کہا: مجھے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا کسی ام المومنین کو مستثنیٰ کرنا معلوم نہیں۔۔ کہا: اس نے آ کر آپ کو ساری بات بتائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا: ہمیں کچھ (کرنا) مطلوب ہے، سو جس کے پاس سواری موجود ہو وہ ہمارے ساتھ سوار ہو کر چلے۔ کچھ لوگ بالائی مدینہ میں (موجود) اپنی سواریاں لانے کی اجازت طلب کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا: نہیں، صرف وہی لوگ (ساتھ چلیں) جن کی سواریاں یہیں موجود ہوں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب چل پڑے اور مشرکین سے پہلے بدر پہنچ گئے، مشرکین بھی آ پہنچے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص، جب تک میں اس کے پیچھے نہ ہوں، کسی چیز پر پیش قدمی نہ کرے۔ مشرکین قریب آ گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس جنت کی طرف بڑھو جس کی چوڑائی آسمان اور زمین ہیں۔ کہا: (یہ سن کر) عمیر بن حمام انصاری رضی اللہ عنہ کہنے لگے: یا رسول اللہ! جنت جس کا عرض آسمان اور زمین ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا: واہ واہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے یہ واہ واہ کس وجہ سے کہا؟ اس نے کہا: اللہ کے رسول! اس امید کے سوا اور کسی وجہ سے نہیں (کہا) کہ میں (بھی) جنت والوں میں سے ہو جاؤں، آپ نے فرمایا: بلاشبہ تم اہل جنت میں سے ہو۔ عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے ترکش سے کچھ کھجوریں نکال کر کھانی شروع کیں، پھر کہنے لگے: اگر میں اپنی ان کھجوروں کو کھا لینے تک زندہ رہا تو پھر یہ بڑی لمبی زندگی ہو گی (یعنی جنت ملنے میں دیر ہو جائے گی)، پھر انہوں نے، جو کھجوریں ان کے پاس تھیں، پھینکیں اور لڑائی شروع کر دی یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

[96]...... باب أخبار قرة بن إياس

قرۃ بن ایاس رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان

10301/501: عن قرة بن إياس قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنْتُهُ أَنْ أُدْخِلَ يَدِي فِي جُرُبَّانِهِ، وَإِنَّهُ لَيَدْعُو لِي فَمَا مَنَعَهُ أَنْ أَلْمِسَهُ أَنْ دَعَا لِي قَالَ: فَوَجَدْتُ عَلَى نُغْضِ كَتِفِهِ مِثْلَ السِّلْعَةِ۔

صحيح: رواه أحمد (15582)، والطيالسي (1167)، والطبراني في الكبير (25/19)۔

قرہ بن ایاس نقل کرتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی قمیص مبارک میں ڈالنے اور اپنے حق میں دعا کرنے کی درخواست کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں روکا اور میں نے نبوت کو ہاتھ لگا کر دیکھا اسی دوران نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں دعا فرمائی میں نے محسوس کیا کہ مہر نبوت آپ کے کندھے پر غدود کی طرح ابھری ہوئی تھی۔

[97]...... باب أخبار قيس بن سعد بن عبادة فإنه كان كالحارس عند النبى ﷺ

قیس بن سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان اور یہ کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چوکیدار کی طرح تھے کا بیان

10302/502: عَنْ أَنَسٍ ، أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ كَانَ يَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ، بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرَطِ مِنَ الْأَمِيرِ

صحيح: رواه البخارى (7155)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیس بن سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح رہتے تھے جیسے امیر کے ساتھ نگران رہتا ہے۔

[98]...... باب إن قيس بن عاصم سيد أهل الوبر

یہ کہ قیس بن عاصم اہل وبر کے سردار ہیں کا بیان

10303/503: عن خليفة بن حصين أن جده قيسا لما أسلم، أمره النبى ﷺ أن يغتسل بماء وسدر، وقال النبى ﷺ لقيس: ((هذا سيد أهل الوبر))۔

صحيح: رواه العجلى فى الثقات (1397)۔ ورواه أبو داود (355)، والترمذى (605)، والنسائى (188) مختصرا۔

خلیفہ بن حصین سے روایت ہے کہ انکے دادا قیس نے جب اسلام قبول کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ غسل کریں اور پانی میں بیری کے پتے ملے ہوئے ہوں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اہل وبر کا سردار ہے۔

[99]...... باب ما ورد فى فضل كعب بن مالك وأخباره

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کے حالات کا بیان

10304/504: عن كعب بن مالك قال: - فى قصة تخلفه عن غزوة تبوك وتوبة الله عليه - قال رسول الله ﷺ وهو يبرق وجهه من السرور: ((أبشر بخير يوم مر عليك يوم ولدتك أمك)) قال: قلت: أمن عندك يا رسول الله أم من عند الله؟ قال: ((لا، بل من

عند اللّٰه))۔ قال: وأنزل اللّٰه علی رسوله ﷺ: إلی قوله وکونوا مع الصادقین [التوبة: ١١٩]۔ قال: فو اللّٰه ما أنعم اللّٰه علی من نعمة قط بعد أن هدانی للإسلام أعظم فی نفسی من صدقی لرسول اللّٰه ﷺ أن لا أکون کذبته، فأهلك کما هلك الذین کذبوا، الحدیث۔

متفق علیه: رواه البخاری (4418)، ومسلم (2769:53)۔

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ۔غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے کا واقعہ میں نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی اور مسرت دمک اٹھا تھا اور فرمایا: اس مبارک دن کے لیے تمہیں بشارت ہو جو تمہاری عمر کا سب سے مبارک دن ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ بشارت آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ فرمایا نہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر آیت (ہمارے بارے میں) نازل کی تھی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے نبی، مہاجرین اور انصار کی توبہ قبول کی اس کے **وکونوا مع الصادقین** تک اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کے لیے ہدایت کے بعد، میری نظر میں نبی کریم ﷺ کے سامنے اس سچ بولنے سے بڑھ کر اللہ کا مجھ پر اور کوئی انعام نہیں ہوا کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا اور اس طرح اپنے کو ہلاک نہیں کیا۔ جیسا کہ جھوٹ بولنے والے ہلاک ہو گئے تھے۔

10305/505: عن کعب بن عجرة، أن النبیَّ ﷺ فقدَ کعبًا فسألَ عنه فقالوا: مریض، فخرج یمشی حتی أتاه، فلما دخل علیه قال: ((أبْشِرْ یا کعبُ))، فقالتْ أمُّه: هنیئًا لك الجنّةَ یا کعبُ فقال: ((مَنْ هذه المتألّیة علی اللّٰه)) ؟ قال: هی أمی یا رسول اللّٰه فقال: ((ومَا یُدْرِیْكِ یا أُمَّ کعبٍ ؟ لعلَّ کعبًا قالَ مَا لاَ یَعْنِیْه، أو مَنَعَ مَا لا یُغْنِیْه))۔

حسن: رواه ابنُ أبی الدنیا فی الصمت (110)، والطبرانی فی الأوسط (7157)۔

کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کعب نا ملے تو آپ ﷺ نے ان کے متعلق دریافت فرمایا تو لوگوں نے جواب دیا کہ وہ بیمار ہیں۔ تو کعب چلتے ہوئے آپ ﷺ کے پاس پہنچے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کعب تیرے لیے خوشخبری ہو۔ تو کعب کی والدہ نے کہا، تیرے لیے جنت مبارک ہو اے کعب! تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ اللہ پر قسم کھانے والی کون ہے؟ تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول یہ میری والدہ ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ام کعب تجھے کیا خبر! ہوسکتا ہے کہ کعب ایسا کلمہ کہا ہو جو اسے بچا نا سکے یا کسی چیز سے روکا ہو جو اسے بچا نا سکے۔

[100]...... باب ما جاء فی ماعز الأسلمی

ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کے بارے میں

10306/506: عن بریدة بن الحصیب قال: قال النبی ﷺ بعد ما رجم ماعز بن مالك: اسْتَغْفِرُوا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ۔ قَالَ: فَقَالُوا: غَفَرَ اللّٰهُ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

ﷺ: لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ

صحيح: رواه مسلم (22:1695)۔

سیدنا بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے رجم کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماعز بن مالک کے لیے بخشش کی دعا کرو!۔ تو کہا تمام لوگوں نے دعا کی کہ اللہ ماعز بن مالک کو بخشے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً ماعز بن مالک نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر پوری امت میں تقسیم کر دی جائے تو ان کے لیے بھی وسیع ہو جائے۔

[101]...... باب فی فضل محمد بن مسلمة الأنصاری

محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10307/507: عن حذيفة بن اليمان قال: مَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ تُدْرِكُهُ الْفِتْنَةُ إِلَّا أَنَا أَخَافُهَا عَلَيْهِ، إِلَّا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لَا تَضُرُّكَ الْفِتْنَةُ۔

حسن: رواه أبو داود (4663)، وابن أبي شيبة (38393)۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں میں کوئی ایسا نہیں کہ اسے کوئی فتنہ درپیش ہو (اور وہ اس سے محفوظ رہے) مجھے اندیشہ رہتا ہے کہ وہ اس میں مبتلا ہو جائے گا، سوائے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم (انہیں) فرما رہے تھے: تجھے فتنہ نقصان نہیں دے گا۔

[102]...... باب ما جاء فی أخبار محمود بن الربيع

محمود بن الربیع رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان

10308/508: عن محمود بن الربيع قال: إني لأعقل مجّةً مجّها رسول الله ﷺ من دلوٍ في دارنا۔ وزاد في رواية: وأنا ابن خمس سنين۔

متفق عليه: رواه البخاري (6422)، ومسلم (33: 265)۔

محمود بن ربیع انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات خوب میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ انہیں یاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ایک ڈول میں سے پانی لے کر مجھ پر کلی کر دی تھی۔ (ایک روایت میں ہے کہ میں اس وقت پانچ سال کا تھا۔

[103]...... باب ما جاء فی مناقب معاوية بن أبی سفيان وأخباره

معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے فضائل اور حالات کا بیان

10309/509: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ أَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

فَتَوَارَيْتُ خَلْفَ بَابٍ قَالَ: فَجَاءَ فَحَطَأَنِي حَطْأَةً وَقَالَ: اذْهَبْ وَادْعُ لِيَ مُعَاوِيَةَ قَالَ: فَجِئْتُ فَقُلْتُ: هُوَ يَأْكُلُ قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِيَ: اذْهَبْ فَادْعُ لِيَ مُعَاوِيَةَ قَالَ: فَجِئْتُ فَقُلْتُ: هُوَ يَأْكُلُ فَقَالَ: لَا أَشْبَعَ اللَّهُ بَطْنَهُ

صحيح: رواه مسلم (96:2604)۔ ورواه أحمد (2651)

قوله: لا أشبع الله بطنه إن هذا الدعاء عليه سيجعله يوم القيامة صلاة وزكاة وقربة كما جاء في الصحيحين وغيرهما منها حديث أنس بن مالك مرفوعا: ((يا أم سليم أما تعلمين أن شرطي على ربي، أني اشترطت على ربي فقلت: إنما أنا بشر أرضى كما يرضى البشر، وأغضب كما يغضب البشر، فأيما أحد دعوت عليه من أمتي بدعوة ليس لها بأهل أن يجعلها له طهوراً وزكاة وقربة، يقر بها منه يوم القيامة))۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہا: میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا، کہا: آپ آئے اور میرے دونوں شانوں کے درمیان اپنے کھلے ہاتھ سے ہلکی سی ضرب لگائی (مقصود پیار کا اظہار تھا) اور فرمایا: جاؤ، میرے لیے معاویہ کو بلا لاؤ۔ میں نے آپ سے آ کر کہا: وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ نے دوبارہ مجھ سے فرمایا: جاؤ، معاویہ کو بلا لاؤ۔ میں نے پھر آ کر کہا: وہ کھانا کھا رہے ہیں، تو آپ نے فرمایا: اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے۔

اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے یہ ایک دعائیہ کلمہ ہے جس کی تفصیل صحیحین کی اس حدیث میں موجود ہے کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے، پھر فرمایا: ام سلیم! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے اپنے رب سے پختہ عہد لیا ہے، میں نے کہا: میں ایک بشر ہی ہوں، جس طرح ایک بشر خوش ہوتا ہے، میں بھی خوش ہوتا ہوں اور جس طرح بشر ناراض ہوتے ہیں میں بھی ناراض ہوتا ہوں۔ تو میری امت میں سے کوئی بھی آدمی جس کے خلاف میں نے دعا کی اور وہ اس کا مستحق نہ تھا تو اس دعا کو قیامت کے دن اس کے لیے پاکیزگی، گناہوں سے صفائی اور ایسی قربت بنا دے جس کے ذریعے سے تو اسے اپنے قریب فرما لے۔

10310/510: عن عبدالله بن عمرو بن العاص قال: بعث رسول ﷺ إلى معاوية، وكان كاتبه۔

حسن: رواه البزار (2491) – واللفظ له – والطبراني في الكبير (554/14)۔

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف انہیں بھیجا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے۔

10311/511: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَنِ

النَّبِیِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: اللهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهِ

حسن: رواه الترمذی (3842)، وأحمد (17895)۔

سیدنا عبدالرحمن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: اے اللہ! تو ان کو ہدایت دے اور ہدایت یافتہ بنادے، اوران کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے۔

10312/512: عَنِ ابْنِ أَبِی مُلَيْكَةَ قَالَ: أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَكْعَةٍ، وَعِنْدَهُ مَوْلًى لِابْنِ عَبَّاسٍ، فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: دَعْهُ فَإِنَّهُ صَحِبَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

صحیح: رواه البخاری (3764)۔

ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھی، وہیں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مولیٰ (کریب) بھی موجود تھے، جب وہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے تو (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک رکعت وتر کا ذکر کیا) اس پر انہوں نے کہا: کوئی حرج نہیں ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہے۔

[104]...... باب ما جاء فی المغيرة بن شعبة وأن الدجال لن يضره

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اور یہ کہ دجال انہیں نقصان نہیں دے سکے گا کا بیان

10313/513: عن المغيرة بن شعبة قال: مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِیَّ ﷺ عَنِ الدَّجَّالِ مَا سَأَلْتُهُ، وَإِنَّهُ قَالَ لِی: مَا يَضُرُّكَ مِنْهُ؟۔ قُلْتُ: لِأَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ مَاءٍ، قَالَ: هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ۔

متفق عليه: رواه البخاری (7122)، ومسلم (32:2152) واللفظ لمسلم۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دجال کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے جتنا میں نے پوچھا اتنا کسی نے نہیں پوچھا اور آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اس سے تمہیں کیا نقصان پہنچے گا۔ وہ تمہیں نقصان نہیں دے گا۔ میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹی کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ فرمایا: وہ اللہ پر اس سے بھی زیادہ آسان ہے۔

باب فضائل المقداد بن الأسود الكندی وأخباره

مقداد بن اسود کندی رضی اللہ عنہ کے فضائل اوران کے حالات کا بیان

10314/514: عن عبد اللّٰه بن مسعود يَقُولُ: شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ مَشْهَدًا، لَأَنْ أَكُونَ صَاحِبَهُ أَحَبُّ إِلَیَّ مِمَّا عُدِلَ بِهِ، أَتَى النَّبِیَّ ﷺ وَهُوَ يَدْعُو عَلَى الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ: لَا

نَقُولُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى: اذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا، وَلَكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ۔ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَشْرَقَ وَجْهُهُ وَسَرَّهُ

صحيح: رواه البخاری (3952)۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے ایک ایسی بات سنی کہ اگر وہ بات میری زبان سے ادا ہوجاتی تو میرے لیے کسی بھی چیز کے مقابلے میں زیادہ عزیز ہوتی ، وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔حضور اس وقت مشرکین پر بددعا کررہے تھے، انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ! ہم وہ نہیں کہیں گے جو موسیٰ کی قوم نے کہا تھا کہ جاو، تم اور تمہارا رب ان سے جنگ کرو، بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں، آگے اور پیچھے جمع ہوکر لڑیں گے۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک چمکنے لگا اور آپ خوش ہوگئے۔

10315/515: عَنِ الْمِقْدَادِ قَالَ: أَقْبَلْتُ أَنَا وَصَاحِبَانِ لِي، وَقَدْ ذَهَبَتْ أَسْمَاعُنَا وَأَبْصَارُنَا مِنَ الْجَهْدِ، فَجَعَلْنَا نَعْرِضُ أَنْفُسَنَا عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْهُمْ يَقْبَلُنَا، فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَانْطَلَقَ بِنَا إِلَى أَهْلِهِ، فَإِذَا ثَلَاثَةُ أَعْنُزٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: احْتَلِبُوا هَذَا اللَّبَنَ بَيْنَنَا۔ قَالَ: فَكُنَّا نَحْتَلِبُ، فَيَشْرَبُ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنَّا نَصِيبَهُ، وَنَرْفَعُ لِلنَّبِيِّ ﷺ نَصِيبَهُ، قَالَ: فَيَجِيءُ مِنَ اللَّيْلِ فَيُسَلِّمُ تَسْلِيمًا لَا يُوقِظُ نَائِمًا، وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ، قَالَ: ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّي، ثُمَّ يَأْتِي شَرَابَهُ فَيَشْرَبُ، فَأَتَانِي الشَّيْطَانُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَقَدْ شَرِبْتُ نَصِيبِي، فَقَالَ: مُحَمَّدٌ يَأْتِي الْأَنْصَارَ فَيُتْحِفُونَهُ وَيُصِيبُ عِنْدَهُمْ، مَا بِهِ حَاجَةٌ إِلَى هَذِهِ الْجُرْعَةِ، فَأَتَيْتُهَا فَشَرِبْتُهَا، فَلَمَّا أَنْ وَغَلَتْ فِي بَطْنِي، وَعَلِمْتُ أَنَّهُ لَيْسَ إِلَيْهَا سَبِيلٌ، قَالَ: نَدَّمَنِي الشَّيْطَانُ فَقَالَ: وَيْحَكَ، مَا صَنَعْتَ؟ أَشَرِبْتَ شَرَابَ مُحَمَّدٍ، فَيَجِيءُ فَلَا يَجِدُهُ، فَيَدْعُو عَلَيْكَ فَتَهْلِكُ، فَتَذْهَبُ دُنْيَاكَ وَآخِرَتُكَ؟وَعَلَيَّ شَمْلَةٌ إِذَا وَضَعْتُهَا عَلَى قَدَمَيَّ خَرَجَ رَأْسِي، وَإِذَا وَضَعْتُهَا عَلَى رَأْسِي خَرَجَ قَدَمَايَ، وَجَعَلَ لَا يَجِيئُنِي النَّوْمُ، وَأَمَّا صَاحِبَايَ فَنَامَا وَلَمْ يَصْنَعَا مَا صَنَعْتُ، قَالَ: فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ، فَسَلَّمَ كَمَا كَانَ يُسَلِّمُ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى، ثُمَّ أَتَى شَرَابَهُ فَكَشَفَ عَنْهُ فَلَمْ يَجِدْ فِيهِ شَيْئًا، فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَقُلْتُ: الْآنَ يَدْعُو عَلَيَّ فَأَهْلِكُ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِي، وَأَسْقِ مَنْ أَسْقَانِي۔ قَالَ: فَعَمَدْتُ إِلَى الشَّمْلَةِ فَشَدَدْتُهَا عَلَيَّ، وَأَخَذْتُ الشَّفْرَةَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى الْأَعْنُزِ أَيُّهَا أَسْمَنُ فَأَذْبَحُهَا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَإِذَا هِيَ حَافِلَةٌ، وَإِذَا هُنَّ حُفَّلٌ كُلُّهُنَّ، فَعَمَدْتُ إِلَى إِنَاءٍ لِآلِ مُحَمَّدٍ ﷺ، مَا كَانُوا يَطْمَعُونَ أَنْ يَحْتَلِبُوا فِيهِ، قَالَ: فَحَلَبْتُ فِيهِ حَتَّى عَلَتْهُ

رَغْوَةٌ، فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: أَشَرِبْتُمْ شَرَابَكُمُ اللَّيْلَةَ؟۔ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اشْرَبْ۔ فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَنِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اشْرَبْ۔ فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَنِي، فَلَمَّا عَرَفْتُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ رَوِيَ وَأَصَبْتُ دَعْوَتَهُ، ضَحِكْتُ حَتَّى أُلْقِيتُ إِلَى الْأَرْضِ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِحْدَى سَوْآتِكَ يَا مِقْدَادُ۔ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَانَ مِنْ أَمْرِي كَذَا وَكَذَا، وَفَعَلْتُ كَذَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَا هٰذِهِ إِلَّا رَحْمَةٌ مِنَ اللّٰهِ، أَفَلَا كُنْتَ آذَنْتَنِي فَنُوقِظَ صَاحِبَيْنَا فَيُصِيبَانِ مِنْهَا؟ قَالَ: فَقُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُبَالِي إِذَا أَصَبْتَهَا وَأَصَبْتُهَا مَعَكَ مَنْ أَصَابَهَا مِنَ النَّاسِ۔

صحيح: رواه مسلم (174:2055)۔

سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے دونوں ساتھی آئے اور (فاقہ وغیرہ کی) تکلیف سے ہماری آنکھوں اور کانوں کی قوت جاتی رہی تھی۔ ہم اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب پر پیش کرتے تھے لیکن کوئی ہمیں قبول نہ کرتا تھا۔ آخر ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ ہمیں اپنے گھر لے گئے۔ وہاں تین بکریاں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کا دودھ دوہو، ہم تم سب پئیں گے پھر ہم ان کا دودھ دوہا کرتے اور ہم میں سے ہر ایک اپنا حصہ پی لیتا اور رسول اللہ ﷺ کا حصہ رکھ چھوڑتے۔ آپ ﷺ رات کو تشریف لاتے اور ایسی آواز سے سلام کرتے جس سے سونے والا نہ جاگے اور جاگنے والا سن لے۔ پھر آپ ﷺ مسجد میں آتے، نماز پڑھتے، پھر اپنے دودھ کے پاس آتے اور اس کو پیتے۔ ایک رات جب میں اپنا حصہ پی چکا تھا کہ شیطان نے مجھے بھڑکایا۔ شیطان نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تو انصار کے پاس جاتے ہیں، وہ آپ ﷺ کو تحفے دیتے ہیں اور جو آپ ﷺ کو ضرورت ہے، مل جاتا ہے آپ ﷺ کو اس ایک گھونٹ دودھ کی کیا ضرورت ہوگی؟ آخر میں آیا اور وہ دودھ پی گیا۔ جب دودھ پیٹ میں سما گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب وہ دودھ نہیں ملنے کا تو اس وقت شیطان نے مجھے ندامت کی اور کہنے لگا کہ تیری خرابی ہو تو نے کیا کام کیا؟ تو نے رسول اللہ ﷺ کا حصہ پی لیا، اب آپ ﷺ آئیں گے اور دودھ کو نہ پائیں گے تو تجھ پر بددعا کریں گے اور تیری دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہوں گی۔ میں ایک چادر اوڑھے ہوئے تھا جب اس کو پاؤں پر ڈالتا تو سر کھل جاتا اور جب سر ڈھانپتا تو پاؤں کھل جاتے تھے اور مجھے نیند بھی نہ آ رہی تھی جبکہ میرے ساتھی سو گئے اور انہوں نے یہ کام نہیں کیا تھا جو میں نے کیا تھا۔ آخر رسول اللہ ﷺ آئے اور معمول کے موافق سلام کیا، پھر مسجد میں آئے اور نماز پڑھی، اس کے بعد دودھ کے پاس آئے، برتن کھولا تو اس میں کچھ نہ تھا۔ آپ ﷺ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا میں سمجھا کہ اب آپ ﷺ بددعا کرتے ہیں اور میں تباہ ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! کھلا اس کو جو مجھے کھلائے اور پلا اس کو جو مجھے پلائے۔ یہ سن کر میں نے اپنی چادر کو مضبوط باندھا، چھری لی اور بکریوں کی طرف چلا کہ جو ان میں سے موٹی ہو اس کو

رسول اللہ ﷺ کے لیے ذبح کروں۔ دیکھا تو اس کے تھن میں دودھ بھرا ہوا ہے۔ پھر دیکھا تو اور بکریوں کے تھنوں میں بھی دودھ بھرا ہوا ہے۔ میں نے آپ ﷺ کے گھر والوں کا ایک برتن لیا جس میں وہ دودھ نہ دوہتے تھے (یعنی اس میں دوہنے کی خواہش نہیں کرتے تھے)۔ اس میں میں نے دودھ دوہا، یہاں تک کہ اوپر جھاگ آ گیا (اتنا بہت دودھ نکلا) اور میں اس کو لے کر آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اپنے حصے کا دودھ رات کو پیا یا نہیں؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ دودھ پیجیے۔ آپ ﷺ نے پی کر مجھے دیا تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اور پیجیے۔ آپ ﷺ نے اور پیا۔ پھر مجھے دیا، جب مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ سیر ہو گئے اور آپ ﷺ کی دعا میں نے لی ہے، تب میں ہنسا، یہاں تک کہ خوشی کے مارے زمین پر گر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے مقداد! تو نے کوئی بری بات کی؟ وہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرا حال ایسا ہوا اور میں نے ایسا قصور کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت کا دودھ (جو خلاف معمول اترا) اللہ کی رحمت تھی۔ تو نے مجھ سے پہلے ہی کیوں نہ کہا ہم اپنے دونوں ساتھیوں کو بھی جگا دیتے کہ وہ بھی یہ دودھ پیتے؟ میں نے عرض کیا کہ قسم اس کی جس نے آپ ﷺ کو سچا کلام دے کر بھیجا ہے کہ اب مجھے کوئی پرواہ نہیں جب آپ نے اللہ کی رحمت حاصل کر لی اور میں نے آپ ﷺ کے ساتھ حاصل کی تو کوئی بھی اس کو حاصل کرے۔

[106]...... باب أخبار المقدام بن معد يكرب

مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان

10316/516: عَنْ خَالِدٍ قَالَ: وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِ يَكْرِبَ وَعَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِينَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ: أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ؟ فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ فَقَالَ لَهُ فُلَانٌ: أَتَعُدُّهَا مُصِيبَةً؟ قَالَ لَهُ: وَلِمَ لَا أَرَاهَا مُصِيبَةً، وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حِجْرِهِ فَقَالَ: هَذَا مِنِّي، وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ فَقَالَ الْأَسَدِيُّ: جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللّٰهُ قَالَ: فَقَالَ الْمِقْدَامُ: أَمَّا أَنَا فَلَا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتَّى أُغِيظَكَ، وَأُسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ إِنْ أَنَا صَدَقْتُ فَصَدِّقْنِي، وَإِنْ أَنَا كَذَبْتُ فَكَذِّبْنِي قَالَ: أَفْعَلُ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ، وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: فَوَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ هَذَا كُلَّهُ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ

عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْكَ يَا مِقْدَامُ، قَالَ خَالِدٌ: فَأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبَيْهِ، وَفَرَضَ لِابْنِهِ فِي الْمِائَتَيْنِ، فَفَرَّقَهَا الْمِقْدَامُ عَلَى أَصْحَابِهِ قَالَ: وَلَمْ يُعْطِ الْأَسْدِيُّ أَحَدًا شَيْئًا مِمَّا أَخَذَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ: أَمَّا الْمِقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيمٌ بَسَطَ يَدَهُ، وَأَمَّا الْأَسْدِيُّ فَرَجُلٌ حَسَنُ الْإِمْسَاكِ لِشَيْئِهِ۔

حسن: رواه أبو داود (4131)، وأحمد (17189)، والطبراني في الكبير (269/20)۔

خالد بن معدان نے بیان کیا کہ سیدنا مقدام بن معدیکرب، عمرو بن اسود اور قبیلہ بنو اسد کا ایک آدمی جو اہل قنسرین میں سے تھا، سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ہاں آئے۔ معاویہ نے مقدام سے کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ حسن بن سیدنا علی رضی اللہ عنہ وفات پا گئے ہیں؟ تو مقدام نے انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ تو ایک آدمی نے ان سے کہا: کیا تم اس کو مصیبت سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں ان کی وفات کو مصیبت کیوں نہ سمجھوں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی گود میں بٹھایا تھا اور کہا تھا: یہ (حسن) مجھ سے ہے اور حسین علی سے! اسدی آدمی نے کہا: جمرة أطفأها الله عز وجل۔ مقدام نے کہا: مگر (میں تو ایسی بات نہیں کہتا جو اس اسدی نے کہی ہے) میں آج تمہیں غصہ دلا کے رہوں گا اور وہ کچھ سناؤں گا جو تمہیں برا لگے۔ پھر کہا: اے معاویہ! اگر میں سچ کہوں تو میری تصدیق کرنا اور اگر غلط کہوں تو تردید کر دینا۔ معاویہ نے کہا: ایسے ہی کروں گا۔ مقدام نے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے سے منع فرمایا ہے؟ کہا ہاں۔ مقدام نے پھر کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تمہیں خبر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے روکا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں سیدنا مقدام نے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کی کھالیں پہننے اور ان پر سوار ہونے سے روکا ہے؟ کہا ہاں۔ مقدام نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے یہ سب کچھ تمہارے گھر میں دیکھا ہے۔ اے معاویہ! اس پر معاویہ نے کہا: اے مقدام! مجھے معلوم تھا کہ میں تجھ سے ہرگز نہیں بچ سکوں گا۔ خالد بن معدان نے بیان کیا کہ پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقدام کے لیے اس قدر انعام کا حکم دیا جو اس کے دوسرے دو ساتھیوں کے لیے نہیں تھا اور ان کے بیٹے کے لیے دو سو والوں میں حصہ مقرر کر دیا۔ چنانچہ سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ مگر اسدی نے جو وصول کیا اس میں سے کسی کو کچھ نہ دیا۔ معاویہ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کہا: مقدام کھلے ہاتھ کے سخی آدمی ہیں اور اسدی اپنے مال کی خوب حفاظت کرنے والا ہے۔

[107]...... باب فضائل أشج عبدالقيس وهو المنذر بن عائذ

اشج بن عبدالقیس رضی اللہ عنہ جو کہ منذر بن عائذ ہیں کے فضائل کا بیان

10317/517: عن أبي سعيد الخدري قال: -في قصة وفد عبد القيس- قال رسول الله

ﷺ لأشج عبد القيس: ((إن فيك لخصلتين يحبهما اللّٰه: الحلم والأناة)).

صحيح: رواه مسلم (26:18).

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشج بن عبد القیس سے فرمایا: تم میں دو عادتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے: بردباری اور حیا۔

10318/518: عن ابن عباس قال: قال رسول اللّٰه ﷺ للأشج - أشج عبد القيس: ((إن فيك خصلتين يحبهما اللّٰه: الحلم والأناة)).

صحيح: رواه مسلم (25:17).

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشج بن عبد القیس سے فرمایا: تم میں دو عادتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے: بردباری اور حیا۔

10319/519: عن أَشَجّ بنى عَصَرٍ: قَالَ لِى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ فِيكَ خَلَّتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ قُلْتُ: مَا هُمَا؟ قَالَ: الْحِلْمُ وَالْحَيَاءُ قُلْتُ: أَقَدِيمًا كَانَ فِيَّ أَمْ حَدِيثًا؟ قَالَ: بَلْ قَدِيمًا قُلْتُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِى جَبَلَنِى عَلَى خَلَّتَيْنِ يُحِبُّهُمَا.

صحيح: رواه ابن أبى شيبة (25851)، وأحمد (17828)، والبخارى فى الأدب المفرد (584).

سیدنا اشج عبد القیس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم میں دو عادتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! وہ دو خصلتیں کیا ہیں؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حلم و بردباری اور حیا۔ میں نے عرض کیا: یہ خصلتیں مجھ میں پہلے سے ہی ہیں یا نئی ہیں؟ آپ نے فرمایا: پہلے سے ہیں۔ میں نے کہا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں۔ جس نے میرے اندر دو خصلتیں پیدا کیں ہیں جنہیں وہ پسند کرتا ہے۔

10320/520: عن ابن عمر قال: قال رسول اللّٰه ﷺ لأشج عبد القيس: ((إن فيك خلصتين يحبهما اللّٰه: الحلم والأناة)).

حسن: رواه الطبرانى فى الكبير (247/14) وفى الأوسط (5723).

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشج بن عبد القیس سے فرمایا: تم میں دو عادتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے: بردباری اور حیا۔

[108]...... باب فى أخبار نبيشة الهذلى الذى سماه النبى ﷺ نبيشة الخير

نبیشہ ھذلی رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان اور یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام نبیشہ خیر رکھا

هو ابن عمرو بن عوف، وهو ابن عمّ سلمة بن المحبّق، سكن البصرة وهو

المعروف بنبيشة الخير۔ كذا ذكر ابن عبد البر فى الاستيعاب (4658)، وأبو نعيم فى معرفة الصحابة (2923)، وابن حجر فى الإصابة (8718)۔ وسبب ذلك كما فى الحديث الآتی:

یہ ابن عمرو بن عوف ہیں، سلمہ بن المحبق کے چچا کے بیٹے ہیں۔ بصرہ میں رہائش پزیر ہوئے اور بنیشہ خیر کے نام سے مشہور ہوئے۔

10321/521: عن أُمِّ عَاصِمٍ، وهى أُمَّ وَلَدِ سِنَانِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ الْهُذَلِيِّ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا نُبَيْشَةُ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَمَّاهُ نُبَيْشَةَ الْخَيْرِ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهُ أَسَارَى، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِمَّا أَنْ تَمُنَّ عَلَيْهِمْ، وَإِمَّا أَنْ تُفَادِيَهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَمَرْتَ بِخَيْرٍ أَنْتَ نُبَيْشَةُ الْخَيْرِ بَعْدَ ذَلِ

حسن: رواه الحاكم (463/3)۔

سنان بن سلمہ بن محبق ہذلی کی ام ولد ام عاصم فرماتی ہیں: میرے پاس نبیشہ آئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام نبیشۃ الخیر رکھا تھا۔ (اس کا واقعہ یوں ہے کہ آپ) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس قیدی تھے، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ ان لوگوں پر احسان کرتے ہوئے ان کو چھوڑ دیا جائے، یا ان سے فدیہ لیا جائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے بہت اچھا مشورہ دیا ہے۔ آج کے بعد تم نبیشۃ الخیر (بھلائی افشاء کرنے والے) ہو۔

[109]...... باب فضل عبد اللّٰه بن هشام القرشى

عبداللہ بن ہشام القرشی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10322/522: عَنْ أَبِى عَقِيلٍ أَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ بِهِ جَدُّهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ مِنَ السُّوقِ أَوْ إِلَى السُّوقِ فَيَشْتَرِى الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ عُمَرَ، فَيَقُولَانِ: أَشْرِكْنَا، فَإِنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ، فَرُبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِىَ فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْمَنْزِلِ

صحيح: رواه البخارى (6353)۔

ابوعقیل نے کہ انہیں ان کے دادا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ ساتھ لے کر بازار سے نکلتے یا بازار جاتے اور کھانے کی کوئی چیز خریدتے، پھر اگر عبداللہ بن زبیر یا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کی ان سے ملاقات ہوجاتی تو وہ کہتے کہ ہمیں بھی اس میں شریک کیجئے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لیے برکت کی دعا فرمائی تھی۔ بعض دفعہ تو ایک اونٹ کے بوجھ کا پورا غلہ نفع میں آجاتا اور وہ اسے گھر بھیج دیتے تھے۔

[110]...... باب ما جاء فی ورقة بن نوفل وأخباره

ورقہ بن نوفل کے حالات وواقعات کا بیان

10323/523: عن عائشة فی قصة أول ما بدء به الوحی قالت: فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى، ابْنَ عَمِّ خَدِيجَةَ، وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعِبْرَانِيَّ، فَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيلِ بِالْعِبْرَانِيَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَكْتُبَ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ، فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ: يَا ابْنَ عَمِّ، اسْمَعْ مِنَ ابْنِ أَخِيكَ. فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ: يَا ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى؟ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَبَرَ مَا رَأَى، فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ: هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي نَزَّلَ اللّٰهُ عَلَى مُوسَى، يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا، لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا إِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ؟! قَالَ: نَعَمْ. لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُودِيَ، وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا. ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ، وَفَتَرَ الْوَحْيُ.

متفق علیه: رواه البخاری (3)، ومسلم (160)، واللفظ للبخاری.

فی الحديث أن ورقة أقرّ برسالته ﷺ ومات قبل أن يدعو الرسول ﷺ الناس إلى الإسلام.

ام المؤمنین سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا وحی کی ابتداء کا واقعہ سناتے ہوئے فرماتی ہیں کہ پھر مزید تسلی کے لیے خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، جو ان کے چچا زاد بھائی تھے اور زمانہ جاہلیت میں نصرانی مذہب اختیار کر چکے تھے اور عبرانی زبان کے کاتب تھے، چنانچہ انجیل کو بھی حسب منشائے اللہ تعالیٰ وندی عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے۔ (انجیل سریانی زبان میں نازل ہوئی تھی پھر اس کا ترجمہ عبرانی زبان میں ہوا۔ ورقہ اسی کو لکھتے تھے) وہ بہت بوڑھے ہو گئے تھے یہاں تک کہ ان کی بینائی بھی رخصت ہو چکی تھی۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کے سامنے آپ کے حالات بیان کیے اور کہا کہ اے چچا زاد بھائی! اپنے بھتیجے (محمد ﷺ) کی زبانی ذرا ان کی کیفیت سن لیجیے وہ بولے کہ بھتیجے آپ نے جو کچھ دیکھا ہے، اس کی تفصیل سناؤ۔ چنانچہ آپ ﷺ نے از اوّل تا آخر پورا واقعہ سنایا، جسے سن کر ورقہ بے اختیار ہو کر بول اٹھے کہ یہ تو وہی ناموس (معزز راز دان فرشتہ) ہے جسے اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی دے کر بھیجا تھا۔ کاش، میں آپ کے اس عہد نبوت کے شروع ہونے پر جوان عمر ہوتا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب کہ آپ کی قوم آپ کو اس شہر سے نکال دے گی۔ رسول کریم ﷺ نے یہ سن کر تعجب سے پوچھا کہ کیا وہ لوگ مجھ کو نکال دیں گے؟ بولا ہاں یہ سب کچھ سچ ہے۔ مگر جو شخص بھی آپ کی طرح حق کا پیغام لے کر آیا لوگ اس کے دشمن ہو گئے ہیں۔ اگر مجھے آپ کی نبوت کا وہ

زمانہ مل جائے تو میں آپ کی پوری پوری مدد کروں گا۔ مگر ورقہ کچھ دنوں کے بعد انتقال کر گئے۔ پھر کچھ عرصہ تک وحی کی آمد موقوف رہی۔

10324/524: عن عائشة قالت: قال رسول الله ﷺ: ((لا تَسُبّوا ورقةَ، فإنى رأيتُ له جنّةً أو جنّتَيْنِ))۔

صحيح: رواه البزار -كشف الأستار (2750)، والحاكم (609/2)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ورقہ بن نوفل کو برا بھلا نا کہو، بلا شبہ میں نے ان کے لیے ایک یا دو باغ دیکھیں ہیں۔

10325/525: عن عائشة أن خديجة سألت رسول الله ﷺ عن ورقة بن نوفل؟ فقال: ((قد رأيته فى المنام، فرأيت عليه ثياب بياض، فأحسبه لو كان من أهل النار لم يكن عليه بياض))۔

حسن: رواه أحمد (24367)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے ورقہ بن نوفل کے متعلق پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ ان پر سفید رنگ کا کپڑا ہے۔ تو میرا خیال ہے کہ اگر وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا تو اس پر سفید کپڑا نہیں ہونا تھا۔

[111]...... باب أخبار أبى أمامة صدى بن عجلان وكرامته

ابوامامہ صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ کی کرامت اور ان کے حالات کا بیان

10326/526: عَنْ أَبِى أُمَامَةَ، قَالَ: أَنْشَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةً، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ادْعُ اللّٰهَ لِى بِالشَّهَادَةِ، فَقَالَ: اللهُمَّ سَلِّمْهُمْ وَغَنِّمْهُمْ قَالَ: فَسَلِمْنَا وَغَنِمْنَا۔ قَالَ: ثُمَّ أَنْشَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ غزْوًا ثَانِيًا، فَأَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ادْعُ اللّٰهَ لِى بِالشَّهَادَةِ، فَقَالَ: اللهُمَّ سَلِّمْهُمْ وَغَنِّمْهُمْ قَالَ: فَسَلِّمْنَا وَغنِمْنَا ۔ قَالَ: ثُمَّ أَنْشَأَ غَزْوًا ثَالِثًا، فَأَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّى أَتَيْتُكَ مَرَّتَيْنِ قَبْلَ مَرَّتِى هٰذِهِ، فَسَأَلْتُكَ أَنْ تَدْعُوَ اللّٰهَ لِى بِالشَّهَادَةِ، فَدَعَوْتَ اللّٰهَ أَنْ يُسَلِّمَنَا وَيُغَنِّمَنَا، فَسَلِمْنَا وَغَنِمْنَا، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَادْعُ اللّٰهَ لِى بِالشَّهَادَةِ۔ فَقَالَ: اللهُمَّ سَلِّمْهُمْ وَغَنِّمْهُمْ قَالَ: فَسَلِمْنَا وَغَنِمْنَا۔ ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مُرْنِى بِعَمَلٍ۔ قَالَ: عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ ۔ قَالَ: فَمَا رُئِىَ أَبُو أُمَامَةَ وَلَا امْرَأَتُهُ وَلَا خَادِمُهُ إِلَّا صُيَّامًا۔ قَالَ: فَكَانَ إِذَا رُئِىَ فِى دَارِهِمْ دُخَانٌ بِالنَّهَارِ، قِيلَ: اعْتَرَاهُمْ ضَيْفٌ،

نَزَلَ بِهِمْ نَازِلٌ۔ قَالَ: فَلَبِثْتُ بِذَلِكَ مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَمَرْتَنَا بِالصِّيَامِ، فَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ قَدْ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا فِيهِ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَمُرْنِي بِعَمَلٍ آخَرَ، قَالَ: اعْلَمْ أَنَّكَ لَنْ تَسْجُدَ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَ اللّٰهُ لَكَ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً ۔

صحيح: رواه أحمد (22140)۔

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر تیار کیا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے حق میں اللہ سے شہادت کی دعاء کر دیجئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعاء کی کہ اے اللہ! انہیں سلامت رکھ اور مال غنیمت عطاء فرما، چنانچہ ہم مال غنیمت کے ساتھ صحیح سالم واپس آ گئے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ پھر ایک لشکر ترتیب دیا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے حق میں اللہ سے شہادت کی دعاء کر دیجئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعاء کی کہ اے اللہ! انہیں سلامت رکھ اور مال غنیمت عطاء فرما، چنانچہ ہم مال غنیمت کے ساتھ صحیح سالم واپس آ گئے ۔تیسری مرتبہ جب لشکر تیار کیا تو میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس سے پہلے بھی دو مرتبہ آپ کے پاس آ چکا ہوں، میں نے آپ سے یہ درخواست کی تھی کہ اللہ سے میرے حق میں شہادت کی دعاء کر دیجئے لیکن آپ نے سلامتی اور غنیمت کی دعاء کی اور ہم مال غنیمت لے کر صحیح سالم واپس آ گئے لہٰذا یا رسول اللہ! اب تو میرے لیے شہادت کی دعا فرما دیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر سلامتی اور غنیمت کی دعاء کی اور ہم مال غنیمت لے کر صحیح سالم واپس آ گئے۔ اس کے بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے کسی عمل کا حکم دیجئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اوپر روزے کو لازم کر لو کیونکہ روزے کی حالت ہی میں ملے اور اگر دن کے وقت ان کے گھر سے دھواں اٹھتا ہوا دکھائی دیتا تو لوگ سمجھ جاتے کہ آج ان کے یہاں کوئی مہمان آیا ہے۔ امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک عرصہ تک میں اس پر عمل کرتا رہا جب تک اللہ کو منظور ہوا پھر میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے مجھے روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا مجھے امید ہے کہ اللہ نے ہمیں اس کی برکتیں عطاء فرمائی ہیں اب مجھے کوئی اور عمل بتا دیجئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بات پر یقین رکھو کہ اگر تم اللہ کے لیے ایک سجدہ کرو گے تو اللہ اس کی برکت سے تمہارا ایک درجہ بلند کر دے گا اور ایک گناہ معاف کر دے گا۔

10327/527: عن أبي أمامة قال : بعثني رسولُ اللّٰه ﷺ إلى باهلةٍ، فأتيتُ، وهم على الطعام، فرحّبوا بي وأكرموني، وقالوا : تعالَ فكُلْ، فقلت: جئت لأنهاكم عن هذا الطعام، وأنا رسولُ رسولِ اللّٰه ﷺ، أتيتكم لتؤمنوا به، فكذّبوني، وزبَروني، فانطلقت وأنا جائع ظمآن، قد نزلَ بي جهدٌ شديدٌ، فنمتُ، فأُتيتُ في منامي بشربةٍ من لبنٍ، فشربتُ، ورويتُ، وعظُمَ بطني، فقال القومُ: أتاكم رجلٌ من خياركم وأشرافكم،

فرددتموه، فاذهبوا إليه، فأطْعِمُوه من الطعام والشراب ما يشتهى، فأتَونى بطعامٍ، قلتُ: لا حاجة لى فى طعامكم وشرابكم، فإنَّ الله قد أطعمنى وسقانى، فانظروا إلى الحال التى أنا عليها، فنظروا، فآمنوا بى وبما جئتُ به من عند رسول الله ﷺ۔

حسن: رواه الطبرانى فى الكبير (8/343-344)۔

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے میری قوم باہلہ کی طرف (بحیثیت مبلغ) بھیجا، جب میں ان کے پاس پہنچا تو بھوکا تھا اور وہ اس وقت کھانا کھا رہے تھے، (ایک روایت میں ہے کہ خون کھا رہے تھے)۔ وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور میری عزت و آبرو کی، انہوں نے کہا: صدی بن عجلان کو خوش آمدید۔ انہوں نے کہا: ہمیں یہ خبر موصول ہوئی ہے کہ تم اس آدمی (محمد ﷺ) کی طرف مائل ہو گئے ہو (کیا بات اسی طرح ہے)؟ میں نے کہا: نہیں نہیں۔ میں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں اور اب رسول اللہ ﷺ نے مجھے (قاصد بنا کر) بھیجا ہے تا کہ تم پر اسلام اور اس کے شرعی قوانین پیش کروں۔ انہوں نے کہا: آؤ کھانا کھاؤ۔ میں نے کہا: تمہارا ستیاناس ہو، میں تو تمہیں اس (قسم کے کھانوں سے) منع کرنے کے لیے آیا ہوں، میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں، میں تمہارے پاس آیا ہوں تا کہ تم لوگ مومن بن جاؤ۔ میں انہیں دعوت اسلام دیتا رہا اور وہ مجھے جھٹلاتے اور جھڑکتے رہے۔ میں نے انہیں کہا: تمہارا ناس ہو، میں سخت پیاسا ہوں، پانی تو پلاؤ، اس وقت میرے پاس ایک پگڑی بھی رکھی ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ ہم تجھے یوں ہی چھوڑے رکھیں گے، حتیٰ کہ تو مر جائے گا۔ میں سخت بھوک اور پیاس کی حالت میں وہاں سے چل دیا، میں اس وقت بری طرح تھک ہار چکا تھا اور دم گھٹ رہا تھا، میں نے اپنا سر پگڑی میں دیا اور گرمی کی شدت میں تپتی ہوئی زمین پر سو گیا، خواب میں میرے پاس دودھ لایا گیا (اور اتنا لذیذ کہ) لوگوں نے اس جیسا لذت والا دودھ نہیں دیکھا ہو گا، مجھے اس کو پینے کا موقع دیا گیا، میں نے پیا اور سیراب ہو گیا اور میرا پیٹ بڑا ہو گیا۔ لوگوں نے کہا: تمہارے پاس ایک اعلیٰ و اشرف آدمی آیا تھا، لیکن تم نے (اس کی کوئی عزت نہیں کی) اور اسے دھتکار دیا، جاؤ اور اسے اس کی چاہت کے مطابق کھانا کھلاؤ اور مشروب پلاؤ۔ وہ میرے پاس کھانا لائے، لیکن میں نے کہا: مجھے تمہارے کھانے پینے کی کوئی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے کھلایا بھی ہے اور پلایا بھی ہے۔ یہ میرا وجود دیکھ لو۔ پھر میں نے ان کو اپنا (سیر و سیراب) پیٹ دکھایا، جب انہوں نے یہ (کرامت) صورتحال دیکھی تو وہ مجھ پر اور جو کچھ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لایا تھا، اس پر ایمان لے آئے اور سارے کے سارے مسلمان ہو گئے۔

[112]...... باب فضل أبى بكرة نفيع بن الحارث وأخباره

ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور حالات کا بیان

10328/528: عَنْ رَجُلٍ، مِنْ ثَقِيفٍ قَالَ: سَأَلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثًا، فَلَمْ يُرَخِّصْ لَنَا،

فَقُلْنَا: إِنَّ أَرْضَنَا أَرْضٌ بَارِدَةٌ، فَسَأَلْنَاهُ أَنْ يُرَخِّصَ لَنَا فِي الطُّهُورِ، فَلَمْ يُرَخِّصْ لَنَا، وَسَأَلْنَاهُ أَنْ يُرَخِّصَ لَنَا فِي الدُّبَّاءِ، فَلَمْ يُرَخِّصْ لَنَا فِيهِ سَاعَةً، وَسَأَلْنَاهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْنَا أَبَا بَكْرَةَ، فَأَبَى، وَقَالَ: هُوَ طَلِيقُ اللّٰهِ وَطَلِيقُ رَسُولِهِ ـ وَكَانَ أَبُو بَكْرَةَ خَرَجَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ حِينَ حَاصَرَ الطَّائِفَ فَأَسْلَمَ۔

صحيح: رواه أحمد (17530)۔

ایک ثقفی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی ﷺ سے تین چیزوں کی درخواست کی تھی لیکن نبی ﷺ نے ہمیں رخصت نہیں دی، ہم نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ ہمارا علاقہ بہت ٹھنڈا ہے، ہمیں نماز سے قبل وضو نہ کرنے کی رخصت دے دیں، لیکن نبی ﷺ نے اس کی اجازت نہیں دی، پھر ہم نے کدو کے برتن کی اجازت مانگی تو اس وقت اس کی بھی اجازت نہیں دی، پھر ہم نے درخواست کی کہ ابوبکرہ کو ہمارے حوالے کردیں؟ لیکن نبی ﷺ نے انکار کردیا اور فرمایا وہ اللہ اور اس کے رسول کا آزاد کردہ ہے، دراصل نبی ﷺ نے جس وقت طائف کا محاصرہ کیا تھا تو ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے وہاں سے نکل کر اسلام قبول کرلیا تھا۔

10329/529: عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: لَقَدْ نَفَعَنِي اللّٰهُ بِكَلِمَةٍ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَيَّامَ الْجَمَلِ، بَعْدَمَا كِدْتُ أَنْ أَلْحَقَ بِأَصْحَابِ الْجَمَلِ فَأُقَاتِلَ مَعَهُمْ، قَالَ: لَمَّا بَلَغَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: أَنَّ أَهْلَ فَارِسَ قَدْ مَلَّكُوا عَلَيْهِمْ بِنْتَ كِسْرَى، قَالَ: لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً۔

+923024056187

صحيح: رواه البخاري (4425)۔

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ جمل کے موقع پر وہ جملہ میرے کام آگیا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔ میں ارادہ کرچکا تھا کہ اصحاب جمل سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے لشکر کے ساتھ شریک ہوکر (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی) فوج سے لڑوں۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب حضور اکرم ﷺ کو معلوم ہوا کہ اہل فارس نے کسریٰ کی لڑکی کو وارث تخت وتاج بنایا ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی جس نے اپنا حکمران کسی عورت کو بنایا ہو۔

[113]...... باب في أخبار أبي ثعلبة الخشني

ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان

10330/530: عن أبي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِي بِمَا يَحِلُّ لِي مِمَّا يُحَرَّمُ عَلَيَّ۔ قَالَ: فَصَعَّدَ فِيَّ النَّظَرَ وَصَوَّبَ، ثُمَّ قَالَ: نُوَيْبِتَةٌ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، نُوَيْبِتَةُ خَيْرٍ، أَمْ نُوَيْبِتَةُ شَرٍّ؟ قَالَ: بَلْ نُوَيْبِتَةُ خَيْرٍ، لَا تَأْكُلْ لَحْمَ الْحِمَارِ الْأَهْلِيِّ، وَلَا كُلَّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ ـ

صحيح: رواه أحمد (17745)، والطبراني في الكبير (218/22)۔

سیدنا ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ بتائیے کہ کون سی چیزیں میرے لیے حلال اور کون سی چیزیں حرام ہیں؟ نبی ﷺ نے سر اٹھا کر مجھے نیچے سے اوپر تک دیکھا اور فرمایا کہ چھوٹی سی خبر ہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ خیر کی خبر ہے یا شر کی؟ نبی ﷺ نے فرمایا خیر کی، پھر فرمایا پالتو گدھوں کے گوشت اور کچلی سے شکار کرنے والے کسی درندے کا گوشت نہ کھانا۔

[114]...... باب في فضائل أبي دجانة سماك بن خرشة

ابو دجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

10331/531: عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَ سَيْفًا يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ: مَنْ يَأْخُذُ مِنِّي هَذَا؟ فَبَسَطُوا أَيْدِيَهُمْ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ يَقُولُ: أَنَا أَنَا۔ قَالَ: فَمَنْ يَأْخُذُهُ بِحَقِّهِ؟ قَالَ: فَأَحْجَمَ الْقَوْمُ، فَقَالَ سِمَاكُ بْنُ خَرَشَةَ أَبُو دُجَانَةَ: أَنَا آخُذُهُ بِحَقِّهِ۔ قَالَ: فَأَخَذَهُ فَفَلَقَ بِهِ هَامَ الْمُشْرِكِينَ۔

صحيح: رواه مسلم (2470)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن تلوار پکڑی اور فرمایا کہ یہ مجھ سے کون لیتا ہے؟ لوگوں نے ہاتھ پھیلائے اور ہر ایک کہتا تھا کہ میں لوں گا میں لوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا حق کون ادا کرے گا؟ یہ سنتے ہی لوگ پیچھے ہٹے (کیونکہ احد کے دن کافروں کا غلبہ تھا) سیدنا سماک بن خرشہ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کا حق ادا کروں گا۔ پھر انہوں نے اس کو لے لیا اور مشرکوں کے سر اس تلوار سے چیرے۔

[115]...... باب فضائل أبي الدحداح الأنصاري

ابو دحداح انصاری رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10332/532: عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى ابْنِ الدَّحْدَاحِ، ثُمَّ أُتِيَ بِفَرَسٍ عُرْيٍ، فَعَقَلَهُ رَجُلٌ فَرَكِبَهُ، فَجَعَلَ يَتَوَقَّصُ بِهِ، وَنَحْنُ نَتَّبِعُهُ نَسْعَى خَلْفَهُ، قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: كَمْ مِنْ عِذْقٍ مُعَلَّقٍ، أَوْ مُدَلًّى فِي الْجَنَّةِ لِابْنِ الدَّحْدَاحِ أَوْ قَالَ شُعْبَةُ: لِأَبِي الدَّحْدَاحِ

صحيح: رواه مسلم (965)۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ابن دحداح کی نماز جنازہ پڑھائی، پھر ننگی

پشت والا (بغیر زین کے) ایک گھوڑا لایا گیا، ایک آدمی نے اسے (پکڑ کر) روکا تو آپ ﷺ اس پر سوار ہو گئے وہ آپ ﷺ کو اٹھا کر دلکی چال چلنے لگا، ہم آپ ﷺ کے پیچھے تیز قدموں کے ساتھ چل رہے تھے، کہا: لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ابن دحداح کے لیے جنت میں کتنے لٹکے ہوئے۔ یا جھکے ہوئے۔ خوشے ہیں! یا شعبہ نے (ابن دحداح رضی اللہ عنہ کے بجائے) ابو دحداح رضی اللہ عنہ کے لیے کہا۔

10333/533: عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ لِفُلَانٍ نَخْلَةً، وَأَنَا أُقِيمُ حَائِطِي بِهَا، فَأْمُرْهُ أَنْ يُعْطِيَنِي حَتَّى أُقِيمَ حَائِطِي بِهَا۔ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: أَعْطِهَا إِيَّاهُ بِنَخْلَةٍ فِي الْجَنَّةِ فَأَبَى، فَأَتَاهُ أَبُو الدَّحْدَاحِ فَقَالَ: بِعْنِي نَخْلَتَكَ بِحَائِطِي۔ فَفَعَلَ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي قَدِ ابْتَعْتُ النَّخْلَةَ بِحَائِطِي۔ قَالَ: فَاجْعَلْهَا لَهُ، فَقَدْ أَعْطَيْتُكَهَا۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: كَمْ مِنْ عِذْقٍ رَدَاحٍ لِأَبِي الدَّحْدَاحِ فِي الْجَنَّةِ قَالَهَا مِرَارًا۔ قَالَ: فَأَتَى امْرَأَتَهُ فَقَالَ: يَا أُمَّ الدَّحْدَاحِ اخْرُجِي مِنَ الْحَائِطِ فَإِنِّي قَدْ بِعْتُهُ بِنَخْلَةٍ فِي الْجَنَّةِ۔ فَقَالَتْ: رَبِحَ الْبَيْعُ۔ أَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا۔

صحيح: رواه أحمد (12482)، والطبراني في الكبير (22/300-301)، وصحّحه ابن حبان (7159)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! فلاں آدمی کا ایک باغ ہے، میں وہاں اپنی دیوار قائم کرنا چاہتا ہوں، آپ اسے حکم دیجئے کہ وہ مجھے یہ جگہ دے دے تاکہ میں اپنی دیوار کھڑی کرلوں، نبی ﷺ نے متعلقہ آدمی سے کہہ دیا کہ جنت میں ایک درخت کے بدلے تم اسے یہ جگہ دے دو، لیکن اس نے انکار کر دیا، ابوالدحداح رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو وہ اس کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ اپنا باغ میرے باغ کے عوض فروخت کردو، اس نے بیچ دیا، وہ اسے خریدنے کے بعد نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں نے وہ باغ اپنے باغ کے بدلے خرید لیا ہے، آپ یہ اس شخص کو دے دیجئے، کہ میں نے یہ باغ آپ کو دے دیا، نبی ﷺ نے یہ سن کر کئی مرتبہ فرمایا کہ ابوالدحداح کے لیے جنت میں کتنے بہترین گچھے ہیں، اس کے بعد وہ اپنی بیوی کے پاس پہنچے اور اس سے فرمایا کہ اے ام دحداح! اس باغ سے نکل چلو کہ میں نے اسے جنت کے باغ کے عوض فروخت کر دیا ہے، ان کی بیوی نے کہا کہ کامیاب تجارت کی۔

[116]...... باب فضل أبي الدرداء عويمر بن عجلان

ابو درداء عویمر بن عجلان رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10334/534: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا أَلْفِيَنَّ مَا نُوزِعْتُ أَحَدًا

مِنْكُمْ عَلَى الْحَوْضِ يُقَالُ إِنَّكَ لا تَدْرِى مَا أَحْدَثَ بَعْدَكَ۔ قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: ادْعُ اللّٰهِ أَلا يَجْعَلَنِى مِنْهُمْ قَالَ: لَسْتَ مِنْهُمْ،

حسن: رواه البزار (4112)، والطبرانی فی الأوسط (399)۔

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ضرور تم میں سے ہر ایک متعلق حوض کوثر پر بات کروں گا۔ میں کہوں گا کہ یہ تو میرے ماننے والے ہیں تو مجھ سے کہا جائے گا، آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا بدعتیں ایجاد کی ہیں۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے نبی! اللہ سے دعا کیجیے کہ میرا شمار ان لوگوں میں نا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ان میں سے نہیں ہے۔

10335/535: عن أبی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بَلَغَنِى أَنَّكَ قُلْتَ: سَيَكْفُرُ قَوْمٌ بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ۔ قَالَ: أَجَلْ، وَلَسْتَ مِنْهُمْ ۔ فَمَاتَ أَبُو الدَّرْدَاءِ قَبْلَ قَتْلِ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہما۔

صحيح: رواه ابن أبی عاصم فی الديات (81)، والطبرانی فی الكبير (1/45-46)۔

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان میرے پاس پہنچا ہے کہ عنقریب ایک قوم ایمان لانے کے بعد کفر کرے گی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بالکل لیکن تم ان میں سے نہیں ہو۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ سے پہلے ہی وفات پا گئے۔

[117]...... باب ما جاء فی إسلام أبی ذر الغفاری

ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا بیان

10336/536: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرّ: خَرَجْنَا مِنْ قَوْمِنَا غِفَار، وَكَانُوا يُحِلُّونَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ، فَخَرَجْتُ أَنَا وَأَخِى أُنَيْسٌ وَأُمُّنَا فَنَزَلْنَا عَلَى خَالٍ لَنَا فَأَكْرَمَنَا خَالُنَا وَأَحْسَنَ إِلَيْنَا، فَحَسَدَنَا قَوْمُهُ فَقَالُوا: إِنَّكَ إِذَا خَرَجْتَ عَنْ أَهْلِكَ خَالَفَ إِلَيْهِمْ أُنَيْسٌ، فَجَاءَ خَالُنَا فَنَثَا عَلَيْنَا الَّذِى قِيلَ لَهُ، فَقُلْتُ: أَمَّا مَا مَضَى مِنْ مَعْرُوفِكَ فَقَدْ كَدَّرْتَهُ، وَلَا جِمَاعَ لَكَ فِيمَا بَعْدُ، فَقَرَّبْنَا صِرْمَتَنَا فَاحْتَمَلْنَا عَلَيْهَا، وَتَغَطَّى خَالُنَا ثَوْبَهُ فَجَعَلَ يَبْكِى، فَانْطَلَقْنَا حَتَّى نَزَلْنَا بِحَضْرَةِ مَكَّةَ فَنَافَرَ أُنَيْسٌ عَنْ صِرْمَتِنَا وَعَنْ مِثْلِهَا، فَأَتَيَا الْكَاهِنَ فَخَيَّرَ أُنَيْسًا، فَأَتَانَا أُنَيْسٌ بِصِرْمَتِنَا وَمِثْلِهَا مَعَهَا۔ قَالَ: وَقَدْ صَلَّيْتُ يَا ابْنَ أَخِى قَبْلَ أَنْ أَلْقَى رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِثَلَاثِ سِنِينَ۔ قُلْتُ: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلّٰهِ۔ قُلْتُ: فَأَيْنَ تَوَجَّهُ؟ قَالَ: أَتَوَجَّهُ حَيْثُ يُوَجِّهُنِى رَبِّى، أُصَلِّى عِشَاءً حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ أُلْقِيتُ كَأَنِّى خِفَاءٌ

حَتَّى تَعْلُونِي الشَّمْسُ۔ فَقَالَ أُنَيْسٌ: إِنَّ لِي حَاجَةً بِمَكَّةَ فَاكْفِنِي، فَانْطَلَقَ أُنَيْسٌ حَتَّى أَتَى مَكَّةَ فَرَاثَ عَلَيَّ، ثُمَّ جَاءَ فَقُلْتُ: مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: لَقِيتُ رَجُلًا بِمَكَّةَ عَلَى دِينِكَ يَزْعُمُ أَنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَهُ! قُلْتُ: فَمَا يَقُولُ النَّاسُ؟ قَالَ: يَقُولُونَ شَاعِرٌ كَاهِنٌ سَاحِرٌ، وَكَانَ أُنَيْسٌ أَحَدَ الشُّعَرَاءِ۔ قَالَ أُنَيْسٌ: لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ فَمَا هُوَ بِقَوْلِهِمْ، وَلَقَدْ وَضَعْتُ قَوْلَهُ عَلَى أَقْرَاءِ الشِّعْرِ فَمَا يَلْتَئِمُ عَلَى لِسَانِ أَحَدٍ بَعْدِي أَنَّهُ شِعْرٌ، وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَصَادِقٌ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ۔ قَالَ: قُلْتُ: فَاكْفِنِي حَتَّى أَذْهَبَ فَأَنْظُرَ۔ قَالَ: فَأَتَيْتُ مَكَّةَ فَتَضَعَّفْتُ رَجُلًا مِنْهُمْ فَقُلْتُ: أَيْنَ هَذَا الَّذِي تَدْعُونَهُ الصَّابِئَ؟ فَأَشَارَ إِلَيَّ فَقَالَ: الصَّابِئَ؟ فَمَالَ عَلَيَّ أَهْلُ الْوَادِي بِكُلِّ مَدَرَةٍ وَعَظْمٍ حَتَّى خَرَرْتُ مَغْشِيًّا عَلَيَّ۔ قَالَ: فَارْتَفَعْتُ حِينَ ارْتَفَعْتُ كَأَنِّي نُصُبٌ أَحْمَرُ۔ قَالَ: فَأَتَيْتُ زَمْزَمَ فَغَسَلْتُ عَنِّي الدِّمَاءَ وَشَرِبْتُ مِنْ مَائِهَا، وَلَقَدْ لَبِثْتُ يَا ابْنَ أَخِي ثَلَاثِينَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ مَا كَانَ لِي طَعَامٌ إِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ، فَسَمِنْتُ حَتَّى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِي، وَمَا وَجَدْتُ عَلَى كَبِدِي سُخْفَةَ جُوعٍ۔ قَالَ: فَبَيْنَا أَهْلُ مَكَّةَ فِي لَيْلَةٍ قَمْرَاءَ إِضْحِيَانَ إِذْ ضُرِبَ عَلَى أَسْمِخَتِهِمْ فَمَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ أَحَدٌ، وَامْرَأَتَانِ مِنْهُمْ تَدْعُوَانِ إِسَافًا وَنَائِلَةَ، قَالَ: فَأَتَتَا عَلَيَّ فِي طَوَافِهِمَا، فَقُلْتُ: أَنْكِحَا أَحَدَهُمَا الْأُخْرَى۔ قَالَ: فَمَا تَنَاهَتَا عَنْ قَوْلِهِمَا۔ قَالَ: فَأَتَتَا عَلَيَّ فَقُلْتُ: هَنٌ مِثْلُ الْخَشَبَةِ - غَيْرَ أَنِّي لَا أَكْنِي، فَانْطَلَقَتَا تُوَلْوِلَانِ وَتَقُولَانِ: لَوْ كَانَ هَاهُنَا أَحَدٌ مِنْ أَنْفَارِنَا! قَالَ: فَاسْتَقْبَلَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا هَابِطَانِ، قَالَ: مَا لَكُمَا؟ قَالَتَا: الصَّابِئُ بَيْنَ الْكَعْبَةِ وَأَسْتَارِهَا! قَالَ: مَا قَالَ لَكُمَا؟ قَالَتَا: إِنَّهُ قَالَ لَنَا كَلِمَةً تَمْلَأُ الْفَمَ! وَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى اسْتَلَمَ الْحَجَرَ وَطَافَ بِالْبَيْتِ هُوَ وَصَاحِبُهُ، ثُمَّ صَلَّى، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ أَبُو ذَرٍّ: فَكُنْتُ أَنَا أَوَّلَ مَنْ حَيَّاهُ بِتَحِيَّةِ الْإِسْلَامِ، قَالَ: فَقُلْتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ: وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: قُلْتُ: مِنْ غِفَارٍ۔ قَالَ: فَأَهْوَى بِيَدِهِ فَوَضَعَ أَصَابِعَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: كَرِهَ أَنِ انْتَمَيْتُ إِلَى غِفَارٍ، فَذَهَبْتُ آخُذُ بِيَدِهِ فَقَدَعَنِي صَاحِبُهُ، وَكَانَ أَعْلَمَ بِهِ مِنِّي، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ قَالَ: مَتَى كُنْتَ هَاهُنَا؟ قَالَ: قُلْتُ: قَدْ كُنْتُ هَاهُنَا مُنْذُ ثَلَاثِينَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ۔ قَالَ: فَمَنْ كَانَ يُطْعِمُكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: مَا كَانَ لِي طَعَامٌ إِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ، فَسَمِنْتُ حَتَّى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِي، وَمَا أَجِدُ عَلَى كَبِدِي سُخْفَةَ جُوعٍ۔ قَالَ: إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ، إِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ۔ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ائْذَنْ لِي فِي طَعَامِهِ اللَّيْلَةَ۔ فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ،

دار البشیر للبحث والتحقیق +923024056187

وَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، فَفَتَحَ أَبُو بَكْرٍ بَابًا فَجَعَلَ يَقْبِضُ لَنَا مِنْ زَبِيبِ الطَّائِفِ، وَكَانَ ذَلِكَ أَوَّلَ طَعَامٍ أَكَلْتُهُ بِهَا، ثُمَّ غَبَرْتُ مَا غَبَرْتُ، ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ وُجِّهَتْ لِي أَرْضٌ ذَاتُ نَخْلٍ لَا أُرَاهَا إِلَّا يَثْرِبَ، فَهَلْ أَنْتَ مُبَلِّغٌ عَنِّي قَوْمَكَ؟ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَنْفَعَهُمْ بِكَ وَيَأْجُرَكَ فِيهِمْ۔ فَأَتَيْتُ أُنَيْسًا فَقَالَ: مَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ: صَنَعْتُ أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ۔ قَالَ: مَا بِي رَغْبَةٌ عَنْ دِينِكَ، فَإِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ۔ فَأَتَيْنَا أُمَّنَا فَقَالَتْ: مَا بِي رَغْبَةٌ عَنْ دِينِكُمَا، فَإِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ، فَاحْتَمَلْنَا حَتَّى أَتَيْنَا قَوْمَنَا غِفَارًا فَأَسْلَمَ نِصْفُهُمْ، وَكَانَ يَؤُمُّهُمْ إِيمَاءُ بْنُ رَحَضَةَ الْغِفَارِيُّ وَكَانَ سَيِّدَهُمْ، وَقَالَ نِصْفُهُمْ: إِذَا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ أَسْلَمْنَا۔ فَقَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ فَأَسْلَمَ نِصْفُهُمُ الْبَاقِي، وَجَاءَ تْ أَسْلَمُ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِخْوَتُنَا، نُسْلِمُ عَلَى الَّذِي أَسْلَمُوا عَلَيْهِ۔ فَأَسْلَمُوا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ۔

صحيح: رواه مسلم (2473: 132)۔

سیدنا عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں، میرا بھائی انیس اور ہماری ماں تینوں اپنی قوم غفار میں سے نکلے جو حرام مہینے کو بھی حلال سمجھتے تھے۔ پس ہم اپنے ایک ماموں کے پاس اترے۔ اس نے ہماری خاطر کی اور ہمارے ساتھ نیکی کی تو اس کیقوم نے ہم سے حسد کیا اور (ہمارے ماموں سے) کہنے لگے کہ جب تو اپنے گھر سے باہر نکلتا ہے تو انیس تیری بی بی کے ساتھ زنا کرتا ہے۔ وہ ہمارے پاس آیا اور اس نے یہ بات (حماقت سے) مشہور کر دی۔ میں نے کہا کہ تو نے ہمارے ساتھ جو احسان کیا تھا وہ بھی خراب ہو گیا ہے، اب ہم تیرے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ آخر ہم اپنے اونٹوں کے پاس گئے اور اپنا اسباب لادا اور ہمارے ماموں نے اپنا کپڑا اوڑھ کر رونا شروع کر دیا۔ ہم چلے، یہاں تک کہ مکہ کے سامنے اترے۔ انیس نے ہمارے اونٹوں کے ساتھ اتنے ہی اور کی شرط لگائی۔ پھر دونوں کاہن کے پاس گئے تو کاہن نے انیس کو کہا کہ یہ بہتر ہے۔ پس انیس ہمارے پاس سارے اونٹ اور اتنے ہی اور اونٹ لایا۔ ابوذر نے کہا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سے پہلے تین برس پہلے نماز پڑھی ہے۔ میں نے کہا کہ کس کے لیے پڑھتے تھے؟ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے۔ میں نے کہا کہ کدھر منہ کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ادھر منہ کرتا تھا جدھر اللہ تعالیٰ میرا منہ کر دیتا تھا۔ میں رات کے آخر حصہ میں عشاء کی نماز پڑھتا اور سورج طلوع ہونے تک کمبل کی طرح پڑ رہتا تھا۔ انیس نے کہا کہ مجھے مکہ میں کام ہے، تم یہاں رہو میں جاتا ہوں۔ وہ گیا اور اس نے آنے میں دیر کی۔ پھر آیا تو میں نے کہا کہ تو نے کیا کیا؟ وہ بولا کہ میں مکہ میں ایک شخص سے ملا جو تیرے دین پر ہے اور وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بھیجا ہے۔ میں نے کہا کہ لوگ اسے کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا کہ لوگ

اس کو شاعر، کاہن اور جادوگر کہتے ہیں۔ اور انیس خود بھی شاعر تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے کاہنوں کی بات سنی ہے لیکن جو کلام یہ شخص پڑھتا ہے وہ کاہنوں کا کلام نہیں ہے اور میں نے اس کا کلام شعر کے تمام بحروں پر رکھا تو وہ کسی کی زبان پر میرے بعد شعر کی طرح نہ جڑے گا۔ اللہ کی قسم وہ سچا ہے اور لوگ جھوٹے ہیں۔ میں نے کہا کہ تم یہاں رہو میں اس شخص کو جا کر دیکھتا ہوں۔ پھر میں مکہ میں آیا تو میں نے ایک ناتواں شخص کو مکہ والوں میں سے چھانٹا (اس لیے کہ طاقتور شخص شاید مجھے کوئی تکلیف پہنچائے)، اور اس سے پوچھا کہ وہ شخص کہاں ہے جس کو تم صابی (بے دین) کہتے ہو؟ اس نے میری طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ صابی ہے (جب تو صابی کا پوچھتا ہے) یہ سن کر تمام وادی والوں نے ڈھیلے اور ہڈیاں لے کر مجھ پر حملہ کر دیا، یہاں تک کہ میں بیہوش ہو کر گر پڑا۔ جب میں ہوش میں آ کر اٹھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ گویا میں لال بت ہوں (یعنی سر سے پیر تک خون سے سرخ ہوں)۔ پھر میں زمزم کے پاس آیا اور میں نے سب خون دھویا اور زمزم کا پانی پیا۔ پس اے میرے بھتیجے! میں وہاں تیس راتیں یا تیس دن رہا اور میرے پاس سوائے زمزم کے پانی کے کوئی کھانا نہ تھا (جب بھوک لگتی تو میں اسی کو پیتا)۔ پھر میں موٹا ہو گیا یہاں تک کہ میرے پیٹ کی بٹیں (موٹاپے سے) جھک گئیں اور میں نے اپنے کلیجہ میں بھوک کی ناتوانی نہیں پائی۔ ایک بار مکہ والے چاندنی رات میں سو گئے کہ اس وقت بیت اللہ کا طواف کوئی نہ کرتا تھا، صرف دو عورتیں اساف اور نائلہ کو پکار رہی تھیں (اساف اور نائلہ مکہ میں دو بت تھے اساف مرد تھا اور نائلہ عورت تھی اور کفار کا یہ اعتقاد تھا کہ ان دونوں نے وہاں زنا کیا تھا، اس وجہ سے مسخ ہو کر بت ہو گئے تھے)، وہ طواف کرتی کرتی میرے سامنے آئیں۔ میں نے کہا کہ ایک کا نکاح دوسرے سے کر دو (یعنی اساف کا نائلہ سے)۔ یہ سن کر بھی وہ اپنی بات سے باز نہ آئیں۔ پھر میں نے صاف کہہ دیا کہ ان کے فلاں میں لکڑی (یعنی یہ فحش اساف اور نائلہ کی پرستش کی وجہ سے) اور میں نے کنایہ نہ کیا (یعنی کنایہ اشارہ میں میں نے گالی نہیں دی بلکہ ان مردود عورتوں کو غصہ دلانے کے لیے اساف اور نائلہ کو کھلم کھلا گالی دی، جو اللہ تعالیٰ کے گھر میں اللہ کو چھوڑ کر اساف اور نائلہ کو پکارتی تھیں) یہ سن کر وہ دونوں عورتیں چلاتی اور کہتی ہوئی چلیں کہ کاش اس وقت ہمارے لوگوں میں سے کوئی ہوتا (جو اس شخص کو بے ادبی کی سزا دیتا)۔ راہ میں ان عورتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ملے اور وہ پہاڑ سے اتر رہے تھے۔ انہوں نے عورتوں سے پوچھا کہ کیا ہوا؟ وہ بولیں کہ ایک صابی آیا ہے جو کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس صابی نے کیا کہا؟ وہ بولیں کہ ایسی بات بولا جس سے منہ بھر جاتا ہے (یعنی اس کو زبان سے نہیں نکال سکتیں)۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، یہاں تک حجر اسود کو بوسہ دیا اور اپنے ساتھی کے ساتھ طواف کیا اور نماز پڑھی۔ جب نماز پڑھ چکے تو سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اول میں نے ہی سلام کی سنت ادا کی اور کہا کہ السلام علیکمیا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وعلیک ورحمۃ اللہ۔ پھر پوچھا کہ تو کون ہے؟ میں نے کہا کہ غفار کا ایک شخص ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ جھکایا اور اپنی انگلیاں پیشانی پر رکھیں (جیسے کوئی ذکر کرتا ہے) میں نے اپنے دل میں کہا کہ شاید آپ

ﷺ کو یہ کہنا برا معلوم ہوا کہ میں (قبیلہ) غفار میں سے ہوں۔ میں آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑنے کو لپکا لیکن آپ ﷺ کے ساتھی (سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے جو مجھ سے زیادہ آپ ﷺ کا حال جانتے تھے مجھے روکا، پھر آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور فرمایا کہ تو یہاں کب آیا؟ میں نے عرض کیا میں یہاں تیس رات یا دن سے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے کھانا کون کھلاتا ہے؟ میں نے کہا کہ کھانا وغیرہ کچھ نہیں سوائے زمزم کے پانی کے۔ پھر میں موٹا ہو گیا یہاں تک کہ میرے پیٹ کے بٹ مڑ گئے اور میں اپنے کلیجہ میں بھوک کی ناتوانی نہیں پاتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ زمزم کا پانی برکت والا ہے اور وہ کھانا بھی ہے اور کھانے کی طرح پیٹ بھر دیتا ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! آج کی رات اس کو کھلانے کی اجازت مجھے دیجئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ چلے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی میں بھی ان دونوں کے ساتھ چلا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک دروازہ کھولا اور اس میں سے طائف کی سوکھی ہوئی کشمش نکالیں، یہ پہلا کھانا تھا جو میں نے مکہ میں کھایا۔ پھر میں رہا جب تک کہ رہا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ایک کھجور والی زمین دکھلائی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ زمینیثرب کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔ (یثرب مدینہ کا نام تھا)، پس تو میری طرف سے اپنی قوم کو دین کی دعوت دے، شاید اللہ تعالیٰ ان کو تیری وجہ سے نفع دے اور تجھے ثواب دے۔ میں انیس کے پاس آیا تو اس نے پوچھا کہ تو نے کیا کیا؟ میں نے کہا کہ میں اسلام لایا اور میں نے آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی۔ وہ بولا کہ تمہارے دین سے مجھے بھی نفرت نہیں ہے میں بھی اسلام لایا اور میں نے آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی۔ پھر ہم دونوں اپنی ماں کے پاس آئے وہ بولی کہ مجھے بھی تم دونوں کے دین سے نفرت نہیں ہے میں بھی اسلام لائی اور میں نے تصدیق کی۔ پھر ہم نے اونٹوں پر اسباب لادا، یہاں تک کہ ہم اپنی قوم غفار میں پہنچے۔ آدھی قوم تو مسلمان ہو گئی اور ان کا امام ایماء بن رحضہ غفاری تھا وہ ان کا سردار بھی تھا۔ اور آدھی قوم نے یہ کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائیں گے تو ہم مسلمان ہوں گے، پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے اور آدھی قوم جو باقی تھی وہ بھی مسلمان ہو گئی اور (قبیلہ) اسلم کے لوگ آئے اور انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم بھی اپنے غفاری بھائیوں کی طرح مسلمان ہوتے ہیں تو وہ بھی مسلمان ہو گئے تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غفار کو اللہ نے بخش دیا اور اسلم کو اللہ تعالیٰ نے بچا دیا۔

10337/537: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَمَّا بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لِأَخِيهِ: ارْكَبْ إِلَى هَذَا الْوَادِي فَاعْلَمْ لِي عِلْمَ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، يَأْتِيهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ، وَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ ائْتِنِي، فَانْطَلَقَ الْأَخُ حَتَّى قَدِمَهُ، وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَبِي ذَرٍّ فَقَالَ لَهُ: رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ، وَكَلَامًا مَا هُوَ بِالشِّعْرِ، فَقَالَ: مَا شَفَيْتَنِي مِمَّا أَرَدْتُ، فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَهُ فِيهَا مَاءٌ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ، فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ ﷺ

وَلَا يَعْرِفُهُ، وَكَرِهَ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ حَتَّى أَدْرَكَهُ بَعْضُ اللَّيْلِ، فَرَآهُ عَلِيٌّ فَعَرَفَ أَنَّهُ غَرِيبٌ، فَلَمَّا رَآهُ تَبِعَهُ فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَصْبَحَ، ثُمَّ احْتَمَلَ قِرْبَتَهُ وَزَادَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَظَلَّ ذَلِكَ الْيَوْمَ وَلَا يَرَاهُ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى أَمْسَى، فَعَادَ إِلَى مَضْجَعِهِ فَمَرَّ بِهِ عَلِيٌّ فَقَالَ: أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَهُ؟ فَأَقَامَهُ فَذَهَبَ بِهِ مَعَهُ، لَا يَسْأَلُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ، فَعَادَ عَلِيٌّ عَلَى مِثْلِ ذَلِكَ، فَأَقَامَ مَعَهُ ثُمَّ قَالَ: أَلَا تُحَدِّثُنِي مَا الَّذِي أَقْدَمَكَ، قَالَ: إِنْ أَعْطَيْتَنِي عَهْدًا وَمِيثَاقًا لَتُرْشِدَنِّي فَعَلْتُ، فَفَعَلَ فَأَخْبَرَهُ، قَالَ: فَإِنَّهُ حَقٌّ، وَهُوَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَاتَّبِعْنِي، فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ شَيْئًا أَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَأَنِّي أُرِيقُ الْمَاءَ، فَإِنْ مَضَيْتُ فَاتَّبِعْنِي حَتَّى تَدْخُلَ مَدْخَلِي فَفَعَلَ، فَانْطَلَقَ يَقْفُوهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَدَخَلَ مَعَهُ، فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ارْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتَّى يَأْتِيَكَ أَمْرِي قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ، فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ، فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوهُ حَتَّى أَضْجَعُوهُ، وَأَتَى الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ، قَالَ: وَيْلَكُمْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ مِنْ غِفَارٍ، وَأَنَّ طَرِيقَ تُجَّارِكُمْ إِلَى الشَّأْمِ، فَأَنْقَذَهُ مِنْهُمْ، ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِمِثْلِهَا، فَضَرَبُوهُ وَثَارُوا إِلَيْهِ، فَأَكَبَّ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِ۔

+923024056187

متفق عليه: رواه البخاري (3861)، ومسلم (2474)۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ابو ذر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے بھائی انیس سے کہا مکہ جانے کے لیے سواری تیار کر اور اس شخص کے متعلق جو نبی ہونے کا مدعی ہے اور کہتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے۔ میرے لیے خبریں حاصل کر کے لا۔ اس کی باتوں کو خود غور سے سننا اور پھر میرے پاس آنا۔ ان کے بھائی وہاں سے چلے اور مکہ حاضر ہو کر آپ ﷺ کی باتیں خود سنیں پھر واپس ہو کر انہوں نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میں نے انہیں خود دیکھا ہے، وہ اچھے اخلاق کا لوگوں کو حکم کرتے ہیں اور میں نے ان سے جو کلام سنا وہ شعر نہیں ہے۔ اس پر ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا جس مقصد کے لیے میں نے تمہیں بھیجا تھا مجھے اس پر پوری طرح تشفی نہیں ہوئی، آخر انہوں نے خود توشہ باندھا، پانی سے بھرا ہوا ایک پرانا مشکیزہ ساتھ لیا اور مکہ آئے، مسجد الحرام میں حاضری دی اور یہاں نبی کریم ﷺ کو تلاش کیا۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو پہچانتے نہیں تھے اور کسی سے آپ ﷺ کے متعلق پوچھنا بھی مناسب نہیں سمجھا، کچھ رات گزر گئی کہ وہ لیٹے ہوئے تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کو اس حالت میں دیکھا اور سمجھ گئے کہ کوئی مسافر ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ میرے گھر پر چل کر آرام کیجیے۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے

چلے گئے لیکن کسی نے ایک دوسرے کے بارے میں بات نہیں کی۔ جب صبح ہوئی تو ابو ذر رضی اللہ عنہ نے اپنا مشکیزہ اور توشہ اٹھایا اور مسجد الحرام میں آ گئے۔ یہ دن بھی یونہی گزر گیا اور وہ نبی کریم ﷺ کو نہ دیکھ سکے۔ شام ہوئی تو سونے کی تیاری کرنے لگے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پھر وہاں سے گزرے اور سمجھ گئے کہ ابھی اپنے ٹھکانے جانے کا وقت اس شخص پر نہیں آیا، وہ انہیں وہاں سے پھر اپنے ساتھ لے آئے اور آج بھی کسی نے ایک دوسرے سے بات چیت نہیں کی، تیسرا دن جب ہوا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ یہی کام کیا اور اپنے ساتھ لے گئے تو ان سے پوچھا کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ یہاں آنے کا باعث کیا ہے؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم مجھ سے پختہ وعدہ کرلو کہ میری راہ نمائی کرو گے تو میں تم کو سب کچھ بتا دوں گا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے وعدہ کرلیا تو انہوں نے اپنے خیالات کی خبر دی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلا شبہ وہ حق پر ہیں اور اللہ کے سچے رسول ہیں اچھا صبح کو تم میرے پیچھے پیچھے میرے ساتھ چلنا۔ اگر میں (راستے میں) کوئی ایسی بات دیکھوں گا جس سے مجھے تمہارے بارے میں خطرہ ہو تو میں کھڑا ہو جاؤں گا۔ (کسی دیوار کے قریب) گویا مجھے پیشاب کرنا ہے، اس وقت تم میرا انتظار نہ کرنا اور جب میں پھر چلنے لگوں تو میرے پیچھے آ جانا تاکہ کوئی سمجھ نہ سکے کہ یہ دونوں ساتھ ہیں اور اس طرح جس گھر میں، میں داخل ہوں تم بھی داخل ہو جانا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور پیچھے پیچھے چلے تا آنکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے، آپ کی باتیں سنیں اور وہیں اسلام لے آئے۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا اب اپنی قوم غفار میں واپس جاؤ اور انہیں میرا حال بتاؤ تا آنکہ جب ہمارے غلبہ کا علم تم کو ہو جائے (تو پھر ہمارے پاس آ جانا) ابو ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ان قریشیوں کے مجمع میں پکار کر کلمۂ توحید کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ آپ ﷺ کے یہاں سے واپس وہ مسجد حرام میں آئے اور بلند آواز سے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ سنتے ہی سارا مجمع ان پر ٹوٹ پڑا اور انہیں اتنا مارا کہ زمین پر لٹا دیا اتنے میں عباس رضی اللہ عنہ آ گئے اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کے اوپر اپنے کو ڈال کر قریش سے کہا افسوس کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ شخص قبیلہ غفار سے ہے اور شام جانے والے تمہارے تاجروں کا راستہ ادھر ہی سے پڑتا ہے اس طرح سے ان سے ان کو بچایا۔ پھر ابو ذر رضی اللہ عنہ دوسرے دن مسجد الحرام میں آئے اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ قوم پھر بری طرح ان پر ٹوٹ پڑی اور مارنے لگی اس دن بھی عباس ان پر اوندھے پڑ گئے۔

[118]...... فضل أبی سفیان صخر بن حرب الأموی

ابوسفیان بن حرب اموی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10338/538: عن عبد اللّٰه بن رباح قال: وفدنا إلى معاوية بن أبى سفيان –في قصة فتح مكة في حديث طويل وفيه: قال رسول اللّٰه ﷺ: ((مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ

فَهُوَ آمِنٌ))۔

صحیح: رواہ مسلم (1780-86)۔

سیدنا عبداللہ بن رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کئی وفود معاویہ بن ابی سفیان کے پاس گئے ۔فتح مکہ والی حدیث اور اسی میں ہے کہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنا سابقہ بیان دہراتے ہوئے) فرمایا: جو شخص ابوسفیان کے گھر کے اندر چلا جائے اس کو امن ہے۔

10339/539: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ جَاءَ هُ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بِأَبِي سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ، فَأَسْلَمَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ، فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ يُحِبُّ هَذَا الْفَخْرَ، فَلَوْ جَعَلْتَ لَهُ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَغْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ۔

حسن: رواہ أبو داود (3021)، والطبرانی فی الکبیر (10/8)، والبیہقی فی الدلائل (31/5)۔

وأبو سفیان مات سنة 32ھ۔ وقیل: بعدها۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ابوسفیان بن حرب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے چنانچہ انہوں نے مرالظہران کے مقام پر اسلام قبول کرلیا۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول ابوسفیان ایسا آدمی ہے جسے فخر اور بڑائی پسند ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے کوئی چیز خاص فردیں تو (مناسب ہوگا۔) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے امان ہے اور جو اپنے گھر میں دروازہ بند کر کے بیٹھ رہے وہ امان میں ہے۔

[119]...... باب دعاء النبی ﷺ لأبی سلمة عبد اللّٰہ بن عبد الأسد وکان أخا النبی ﷺ من الرضاعة

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد کے لیے دعا کرنا اور یہ کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے کا بیان

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے، اور آپ کی پھوپھی برۃ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔ سابقون الاولون میں سے تھے جنھوں نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مدینہ کی طرف۔ اور بدر اور اس کے بعد ایک مہینے تک زندہ رہے۔ ان کی اولاد میں سلمہ، عمرو، درۃ اور زینب شامل ہیں۔

10340/540: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ،

فَأَغْمَضَهُ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ، فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ، فَقَالَ: لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ، ثُمَّ قَالَ: اللهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ، وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ، وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ، وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ۔

صحيح: رواه مسلم (7:920)۔

سیدۃ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے، اس وقت ان کی آنکھیں کھلی ہوئیں تھیں تو آپ نے انھیں بند کردیا، پھر فرمایا: جب روح قبض کی جاتی ہے تو نظر اس کا پیچھا کرتی ہے۔اس پر انکے گھر کے کچھ لوگ چلا کر رونے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ تم اپنے لیے بھلائی کے علاوہ اور کوئی دعا نہ کرو کیونکہ تم جو کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی مغفرت فرما، ہدایتیافتہ لوگوں میں اس کے درجات بلند فرما اور اس کے پیچھے رہ جانے والوں میں تو اس کا جانشین بن اور اے جہانوں کے پالنے والے! ہمیں اور اس کو بخش دے، اس کے لیے اس کی قبر میں کشادگی عطا فرما اور اس کے لیے اس (قبر) میں روشنی کردے۔

[120]...... باب أخبار أبى الطفيل عامر بن واثلة

ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان

10341/541: عن أبى الطُّفَيْلِ: أَدْرَكْتُ ثَمَانِ سِنِينَ مِنْ حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَوُلِدْتُ عَامَ أُحُدٍ

حسن: رواه أحمد (23799) والطبرانى فى الأوسط (4302)۔

سیدنا ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے آٹھ سال پائے ہیں اور میں غزوہ احد کے سال پیدا ہوا تھا۔

[121]...... باب ما جاء فى فضائل أبى طلحة زيد بن سهل الأنصارى

ابوطلحہ زید بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

10342/542: عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، وَأَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مُجَوِّبٌ بِهِ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَهُ، وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيدَ الْقِدِّ، يَكْسِرُ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ، فَيَقُولُ: انْشُرْهَا لِأَبِي طَلْحَةَ فَأَشْرَفَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ، فَيَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ،

بِأَبِی أَنْتَ وَأُمِّی، لَا تُشْرِفْ يُصِيبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ، نَحْرِی دُونَ نَحْرِكَ۔ وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِی بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ، وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ، أَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا، تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُونِهِمَا، تُفْرِغَانِهِ فِی أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا، ثُمَّ تَجِيئَانِ فَتُفْرِغَانِهِ فِی أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَیْ أَبِی طَلْحَةَ، إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلَاثًا۔

متفق عليه: رواه البخاری (3811) و (4064)، ومسلم (136:1811)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی کے موقعہ پر جب صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے ادھر ادھر چلنے لگے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اس وقت اپنی ایک ڈھال سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کررہے تھے ابوطلحہ بڑے تیر انداز تھے اور خوب کھینچ کر تیر چلایا کرتے تھے، چنانچہ اس دن دو یا تین کمانیں انہوں نے توڑ دی تھیں، اس وقت اگر کوئی مسلمان ترکش لیے ہوئے گزرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اس کے تیر ابوطلحہ کو دے دو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالات معلوم کرنے کے لیے اچک کر دیکھنے لگتے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے یا نبی اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، اچک کر ملاحظہ نہ فرمائیں، کہیں کوئی تیر آپ کو نہ لگ جائے، میرا سینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کی ڈھال بنا رہا اور میں نے عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما اور ام سلیم (ابوطلحہ کی بیوی) کو دیکھا کہ اپنا ازار اٹھائے ہوئے (غازیوں کی مدد میں) بڑی تیزی کے ساتھ مشغول تھیں۔ (اس خدمت میں ان کے انہماک واستغراق کی وجہ سے انہیں کپڑوں تک کا ہوش نہ تھا یہاں تک کہ) میں ان کی پنڈلیوں کے زیور دیکھ سکتا تھا۔ انتہائی جلدی کے ساتھ مشکیزے اپنی پیٹھوں پر لیے جاتی تھیں اور مسلمانوں کو پلا کر واپس آتی تھیں اور پھر انہیں بھر کرلے جاتیں اور ان کا پانی مسلمانوں کو پلاتیں اور ابوطلحہ کے ہاتھ سے اس دن دو یا تین مرتبہ تلوار چھوٹ کر گر پڑی تھی۔

10343/543: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ ابْنٌ لِأَبِی طَلْحَةَ يَشْتَكِی، فَخَرَجَ أَبُو طَلْحَةَ فَقُبِضَ الصَّبِیُّ، فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ: مَا فَعَلَ ابْنِی؟ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: هُوَ أَسْكَنُ مَا كَانَ، فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ الْعَشَاءَ فَتَعَشَّى، ثُمَّ أَصَابَ مِنْهَا، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ: وَارِ الصَّبِیَّ، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَبُو طَلْحَةَ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: أَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا۔ فَوَلَدَتْ غُلَامًا، قَالَ لِی أَبُو طَلْحَةَ: احْفَظْهُ حَتَّى تَأْتِیَ بِهِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَأَتَى بِهِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَرْسَلَتْ مَعَهُ بِتَمَرَاتٍ، فَأَخَذَهُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ: أَمَعَهُ شَیْءٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ، تَمَرَاتٌ، فَأَخَذَهَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَمَضَغَهَا، ثُمَّ أَخَذَ مِنْ فِيهِ فَجَعَلَهَا فِی فِی الصَّبِیِّ وَحَنَّكَهُ بِهِ، وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ۔

متفق عليه: رواه البخاری (5470)، ومسلم (2144-107)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا بیمار تھا۔ ابوطلحہ کہیں باہر گئے ہوئے تھے کہ بچہ کا انتقال ہو گیا۔ جب وہ (تھکے ماندے) واپس آئے تو پوچھا کہ بچہ کیسا ہے؟ ان کی بیوی ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ پہلے سے زیادہ سکون کے ساتھ ہے پھر بیوی نے ان کے سامنے کا کھانا رکھا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کھانا کھایا۔ اس کے بعد انہوں نے ان کے ساتھ ہم بستری کی پھر جب فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا کہ بچہ کو دفن کر دو۔ صبح ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو واقعہ کی اطلاع دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تم نے رات ہم بستری بھی کی تھی؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ! ان دونوں کو برکت عطا فرما۔ پھر ان کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا تو مجھ سے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسے حفاظت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ۔ چنانچہ بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بچے کے ساتھ کچھ کھجوریں بھیجیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ کو لیا اور دریافت فرمایا کہ اس کے ساتھ کوئی چیز بھی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ جی ہاں کھجوریں ہیں۔ آپ نے اسے لے کر چبایا اور پھر اسے اپنے منہ میں نکال کر بچہ کے منہ میں رکھ دیا اور اس سے بچہ کی تحنیک کی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

10344/544: عن أنس بن مالك يَقُولُ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ بِالْمَدِينَةِ مَالاً مِنْ نَخْلٍ، وَكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرَحَاءُ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُهَا، وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ. قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ} قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ اللّٰهَ تبارك وتعالىٰ يَقُولُ: {لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ} وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرَحَاءُ، وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ، أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ، فَضَعْهَا، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ. قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: بَخٍ، ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ. فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ

متفق عليه: رواه مالك (2) والبخاري (1461)، ومسلم (24:998).

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار تھے۔ اپنے کھجور کے باغات کی وجہ سے۔ اور اپنے باغات میں سب سے زیادہ پسند انہیں بیرحاء کا باغ تھا۔ یہ باغ مسجد نبوی کے بالکل سامنے تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف لے جایا کرتے اور اس کا میٹھا پانی پیا کرتے تھے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ یعنی تم نیکی کو اس وقت تک نہیں پا سکتے جب تک تم اپنی پیاری سے پیاری چیز نہ خرچ کرو۔ یہ سن کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس وقت تک نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک تم اپنی پیاری سے پیاری چیز نہ خرچ کرو۔ اور مجھے بیرحاء کا باغ سب سے زیادہ پیارا ہے۔ اس لیے میں اسے اللہ تعالیٰ کے لیے خیرات کرتا ہوں۔ اس کی نیکی اور اس کے ذخیرۂ آخرت ہونے کا امیدوار ہوں۔ اللہ کے حکم سے جہاں آپ مناسب سمجھیں اسے استعمال کیجئے۔ راوی نے بیان کیا کہ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' خوب! یہ تو بڑا ہی آمدنی کا مال ہے۔ یہ تو بہت ہی نفع بخش ہے۔ اور جو بات تم نے کہی میں نے وہ سن لی۔ اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اسے اپنے نزدیکی رشتہ داروں کو دے ڈالو۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یا رسول اللہ! میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے اسے اپنے رشتہ داروں اور چچا کے لڑکوں کو دے دیا۔

10345/545: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَصَابَنِي الْجَهْدُ، فَأَرْسَلَ إِلَى نِسَائِهِ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُنَّ شَيْئًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَلَا رَجُلٌ يُضِيفُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ، يَرْحَمُهُ اللّٰهُ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَذَهَبَ إِلَى أَهْلِهِ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ: ضَيْفُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، لَا تَدَّخِرِيهِ شَيْئًا، قَالَتْ: وَاللّٰهِ مَا عِنْدِي إِلَّا قُوتُ الصِّبْيَةِ، قَالَ: فَإِذَا أَرَادَ الصِّبْيَةُ الْعَشَاءَ فَنَوِّمِيهِمْ وَتَعَالَيْ، فَأَطْفِئِي السِّرَاجَ، وَنَطْوِي بُطُونَنَا اللَّيْلَةَ، فَفَعَلَتْ، ثُمَّ غَدَا الرَّجُلُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ عزوجل، أَوْ: ضَحِكَ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عز وجل: ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾

متفق عليه: رواه البخاري (4889)، ومسلم (2054)۔ واللفظ للبخاري۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک صاحب خود (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں فاقہ سے ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں ازواج مطہرات کے پاس بھیجا (کہ وہ آپ کی دعوت کریں) لیکن ان کے پاس کوئی چیز کھانے کی نہیں تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا کوئی شخص ایسا نہیں جو آج رات اس مہمان کی میزبانی کرے؟ اللہ اس پر رحم کرے گا۔ اس پر ایک انصاری صحابی (ابوطلحہ) کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ آج میرے مہمان ہیں پھر وہ انہیں اپنے ساتھ گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان ہیں، کوئی چیز ان سے بچا کے نہ رکھنا۔ بیوی نے کہا اللہ کی قسم میرے پاس اس وقت بچوں کے کھانے کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے۔ انصاری صحابی نے کہا اگر بچے کھانا مانگیں تو انہیں سلا دو اور آؤ یہ چراغ بھی بجھا دو، آج رات ہم بھوکے ہی رہ لیں گے۔ بیوی نے ایسا ہی کیا۔ پھر وہ انصاری صحابی صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں (انصاری صحابی) اور ان کی بیوی (کے عمل) کو پسند فرمایا۔ یا

(آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ مسکرایا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ یعنی اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ خود فاقہ میں ہی ہوں۔

[122]...... باب أخبار أبی طلحة

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان

عن أنس أن أبا طلحة قرأ سورة براء ة، فأتى على هذه الآية: [التوبة: ٤١] فقال: ألا أرى ربی یستنفرنی شابا وشیخا، جهّزونی، فقال له بنوه: قد غزوت مع رسول الله ﷺ حتى قبض، وغزوت مع أبی بكر حتى مات، وغزوت مع عمر، فنحن نغزو عنك، فقال: جهّزونی، فجهّزوه وركب البحر فمات، فلم يجدوا له جزيرة يدفنونه فيها إلا بعد سبعة أيام، فلم يتغير۔

صحیح: رواه ابن سعد فی الطبقات (3/507)، وأبو يعلى (3413)، وابن حبان (7184)، والحاكم (3/353)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سورہ توبہ کی تلاوت کی، جب وہ اس آیت پر پہنچے کہ ہلکے ہو یا بوجھل (اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے) نکلو۔ (التوبۃ 41) تو انہوں نے کہا کیا میں اپنے رب کو نہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ جوان اور بوڑھے مجھے ترغیب دے رہا ہے؟ لہٰذا مجھے (جہاد کے لیے) تیار کرو۔ تو ان کے بیٹوں نے کہا کہ آپ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک رہے ہیں یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی روح قبض کی گئی۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ غزوات کیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ غزوات کیے، ہم آپ کی طرف سے جہاد کریں گے۔ تو انہوں نے کہا کہ مجھے ہی تیار کرو۔ تو انہوں نے ان کو (جہاد کے لیے) تیار کیا۔ اور وہ (جہاد کے لیے) سمندری سفر پر گئے اور (سفر میں ہی) فوت ہو گئے، تو لوگوں کو انہیں دفنانے کے لیے کوئی جزیرہ نا ملا۔ پھر ساتھ دن بعد انہیں دفنایا گیا اور ان کا جسم ویسا کا ویسا ہی تھا۔

10346/546: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَصَوْتُ أَبِي طَلْحَةَ فِي الْجَيْشِ أَشَدُّ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مِنْ فِئَةٍ۔

صحیح: رواه أحمد (13105) وابن أبی شيبة (34107)، وأحمد (13604)، وأبو يعلى (3983)۔

ترجمہ: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لشکر میں ابوطلحہ کی آواز مشرکین کے کئی لوگوں سے بھاری ہے۔

[123]...... باب ما جاء فی أخبار أبی مسعود البدری

ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان

عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي مَسْعُودٍ وَأَبِي مُوسَى وَعَمَّارٍ، فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: مَا مِنْ أَصْحَابِكَ أَحَدٌ إِلَّا لَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ فِيهِ غَيْرَكَ، وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتَ النَّبِيَّ ﷺ أَعْيَبَ عِنْدِي مِنِ اسْتِسْرَاعِكَ فِي هَذَا الأَمْرِ، قَالَ عَمَّارٌ: يَا أَبَا مَسْعُودٍ، وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ وَلَا مِنْ صَاحِبِكَ هَذَا شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتُمَا النَّبِيَّ ﷺ أَعْيَبَ عِنْدِي مِنْ إِبْطَائِكُمَا فِي هَذَا الأَمْرِ۔ فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ، وَكَانَ مُوسِرًا، يَا غُلَامُ هَاتِ حُلَّتَيْنِ، فَأَعْطَى إِحْدَاهُمَا أَبَا مُوسَى وَالأُخْرَى عَمَّارًا، وَقَالَ: رُوحَا فِيهِ إِلَى الْجُمُعَةِ۔۔

صحیح: رواه البخاری (7105، 7106، 7107)۔

شقیق بن سلمہ سے روایت ہے کہ میں سیدنا ابو مسعود، ابو موسیٰ اور عمار رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ سے کہا ہمارے ساتھ والے جتنے لوگ ہیں میں اگر چاہوں تو تمہارے سوا ان میں سے ہر ایک کا کچھ نہ کچھ عیب بیان کرسکتا ہوں۔ (لیکن تم ایک بے عیب ہو) اور جب سے تم نے آپ ﷺ کی صحبت اختیار کی، میں نے کوئی عیب کا کام تمہارا نہیں دیکھا۔ ایک یہی عیب کا کام دیکھتا ہوں، تم اس دور میں یعنی لوگوں کو جنگ کے لیے اٹھانے میں جلدی کر رہے ہو۔ عمار رضی اللہ عنہ نے کہا ابو مسعود رضی اللہ عنہ تم سے اور تمہارے ساتھی ابو موسیٰ اشعری سے جب سے تم دونوں نے آپ ﷺ کی صحبت اختیار کی ہے میں نے کوئی عیب کا کام اس سے زیادہ نہیں دیکھا جو تم دونوں اس کام میں دیر کر رہے ہو۔ اس پر ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اور وہ مالدار آدمی تھے کہ غلام! دو حلے لاؤ۔ چنانچہ انہوں نے ایک حلہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو دیا اور دوسرا عمار رضی اللہ عنہ کو اور کہا کہ آپ دونوں بھائی کپڑے پہن کر جمعہ پڑھنے چلیں۔

[124]...... باب فضائل أبی موسی الأشعری

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

10347/547: عَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَهُ: يَا أَبَا مُوسَى، لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ

متفق علیه: رواه البخاری (5048)، ومسلم (236:793)، واللفظ لمسلم۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اے ابو موسیٰ! کاش تم مجھے کل دیکھتے میں تمہاری قرائت سن رہا تھا، تجھے داؤد علیہ السلام جیسی بہترین آواز عطا کی گئی ہے۔

10348/548: عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ، أَوِ الْأَشْعَرِيَّأُعْطِيَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ.

صحيح: رواه مسلم (235:793)۔

سیدنا بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عبد اللہ بن قیس۔۔یا اشعری۔۔۔اسے تو آل داود علیہ السلام کی خوبصورت آواز میں سے آواز دی گئی ہے۔

10349/549: عن أبی هُرَيْرَةَ، حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سَمِعَ قِرَاءَ ةَ أَبِی مُوسَى، فَقَالَ: لَقَدْ أُوتِيَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ علیہ السلام۔

صحيح: رواه النسائی (1019)، وابن ماجه (1341)، وأحمد (9806،8820) وصحّحه ابن حبان (7196)۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو کسی شخص کی قراءت سنی۔تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو بتایا گیا کہ یہ عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ ہیں،تو آپ ﷺ فرمایا: اسے تو داود علیہ السلام کی خوبصورت آواز میں سے آواز دی گئی ہے۔

10350/550: عن عائشة قالت: سمع النبی ﷺ قراء ة أبی موسى فقال: ((لقد أوتی هذا من مزامير آل داود))۔

صحيح: رواه النسائی (1021،1020)، وأحمد (24097)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی قراءت سنی تو فرمایا: بلاشبہ اسے تو داود علیہ السلام کی خوبصورت آواز میں سے آواز دی گئی ہے۔

10351/551: عن البراء بن عازب قال: سمع النبی ﷺ أبا موسى يقرأ فقال: ((كأن صوت هذا من مزامير آل داود علیہ السلام))۔

حسن: رواه أبو يعلى (1670)۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو پڑھتے سنا تو فرمایا: بلاشبہ اسے تو داود علیہ السلام کی خوبصورت آواز میں سے آواز دی گئی ہے۔

[125]...... باب ما جاء فی فضائل أبی هريرة عبدالرحمن بن صخر وأخباره

ابو ہریرۃ عبدالرحمن بن صخر رضی اللہ عنہ کے فضائل اور حالات کا بیان

10352/552: عَنْ أَبِی كَثِيرٍ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، حَدَّثَنِی أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنْتُ أَدْعُو

أُمِّي إِلَى الْإِسْلَامِ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فَدَعَوْتُهَا يَوْمًا فَأَسْمَعَتْنِي فِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا أَكْرَهُ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي كُنْتُ أَدْعُو أُمِّي إِلَى الْإِسْلَامِ فَتَأْبَى عَلَيَّ، فَدَعَوْتُهَا الْيَوْمَ فَأَسْمَعَتْنِي فِيكَ مَا أَكْرَهُ، فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَهْدِيَ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اللّٰهُمَّ اهْدِ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ۔ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا جِئْتُ فَصِرْتُ إِلَى الْبَابِ فَإِذَا هُوَ مُجَافٍ، فَسَمِعَتْ أُمِّي خَشْفَ قَدَمَيَّ، فَقَالَتْ: مَكَانَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ۔ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ۔ قَالَ: فَاغْتَسَلَتْ وَلَبِسَتْ دِرْعَهَا، وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِهَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ، ثُمَّ قَالَتْ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ وَأَنَا أَبْكِي مِنَ الْفَرَحِ! قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَبْشِرْ، قَدِ اسْتَجَابَ اللّٰهُ دَعْوَتَكَ وَهَدَى أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ! فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ خَيْرًا۔ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُحَبِّبَنِي أَنَا وَأُمِّي إِلَى عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ وَيُحَبِّبَهُمْ إِلَيْنَا! قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا - يَعْنِي أَبَا هُرَيْرَةَ - وَأُمَّهُ إِلَى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ، وَحَبِّبْ إِلَيْهِمُ الْمُؤْمِنِينَ۔ فَمَا خُلِقَ مُؤْمِنٌ يَسْمَعُ بِي وَلَا يَرَانِي إِلَّا أَحَبَّنِي

صحيح: رواه مسلم (2491)۔

دار ابن بشير للبحث والتحقيق
قصور: +923024056187

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلاتا تھا اور وہ مشرک تھی۔ ایک دن میں نے اس کو مسلمان ہونے کو کہا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے حق میں وہ بات سنائی جو مجھے ناگوار گزری۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس روتا ہوا آیا اور عرض کیا کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلاتا تھا وہ نہ مانتی تھی، آج اس نے آپ ﷺ کے حق میں مجھے وہ بات سنائی جو مجھے ناگوار ہے تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دیدے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت کر دے۔ میں رسول اللہ ﷺ کی دعا سے خوش ہو کر نکلا۔ جب گھر پر آیا اور دروازہ پر پہنچا تو وہ بند تھا۔ میری ماں نے میرے پاؤں کی آواز سنی۔ اور بولی کہ ذرا ٹھہرا رہ۔ میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی غرض میری ماں نے غسل کیا اور اپنا کرتہ پہن کر جلدی سے اوڑھنی اوڑھی، پھر دروازہ کھولا اور بولی کہ اے ابو ہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس خوشی سے روتا ہوا آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! خوش ہو جایئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا قبول کی اور ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت کی تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کی صفت کی اور بہتر بات کہی۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ عزوجل سے

دعا کیجئے کہ میری اور میری ماں کی محبت مسلمانوں کے دلوں میں ڈال دے۔ اور ان کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! اپنے بندوں کی یعنی ابوہریرہ اور ان کی ماں کی محبت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں ڈال دے اور مومنوں کی محبت ان کے دلوں میں ڈال دے۔ پھر کوئی مومن ایسا پیدا نہیں ہوا جس نے میرے بارے میں سنا یا مجھے دیکھا ہو اور میرے ساتھ محبت نہ کی ہو۔

10353/553: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَقَالَ: لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْ لَا يَسْأَلَنِي عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ، لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيثِ: أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قِبَلِ نَفْسِهِ۔

صحيح: رواه البخاري (6570)۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! قیامت کے دن آپ کی شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ کون حاصل کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوہریرہ! میرا بھی خیال تھا کہ یہ حدیث تم سے پہلے اور کوئی مجھ سے نہیں پوچھے گا، کیوں کہ حدیث کے لینے کے لیے میں تمہاری بہت زیادہ حرص دیکھا کرتا ہوں۔ قیامت کے دن میری شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ اسے حاصل ہوگی جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ خلوص دل سے کہا۔

10354/554: عن أبي هُرَيْرَةَ قَالَ: إِنَّكُمْ تَزْعُمُونَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيثَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ، إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مِسْكِينًا، أَلْزَمُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى مِلْءِ بَطْنِي، وَكَانَ الْمُهَاجِرُونَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ، وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ يَشْغَلُهُمُ الْقِيَامُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ، فَشَهِدْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، وَقَالَ: مَنْ يَبْسُطْ رِدَاءَ هُ حَتَّى أَقْضِيَ مَقَالَتِي، ثُمَّ يَقْبِضْهُ، فَلَنْ يَنْسَى شَيْئًا سَمِعَهُ مِنِّي فَبَسَطْتُ بُرْدَةً كَانَتْ عَلَيَّ، فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ، مَا نَسِيتُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْهُ۔

متفق عليه: رواه البخاري (7354)، ومسلم (2492-159)۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی' انہوں نے کہا کہ تم سمجھتے ہو کہ ابوہریرہ رسول اللہ ﷺ کی بات زیادہ حدیث بیان کرتے ہیں' اللہ کے حضور میں سب کو جانا ہے۔ بات یہ تھی کہ میں ایک مسکین شخص تھا اور پیٹ بھرنے کے بعد ہر وقت آپ ﷺ کے ساتھ رہتا تھا لیکن مہاجرین کو بازار کے کاروبار مشغول رکھتے تھے اور انصار کو اپنے مالوں کی دیکھ بھال مصروف رکھتی تھی۔ میں ایک دن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ نے فرمایا کہ کون اپنی چادر پھیلائے گا' یہاں تک کہ میں اپنی بات پوری کرلوں اور پھر وہ اپنی چادر سمیٹ لے اور اس کے بعد کبھی مجھ سے سنی ہوئی کوئی بات نہ بھولے۔ چنانچہ

میں نے اپنی چادر جو میرے جسم پر تھی، پھیلادی اور اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا تھا پھر کبھی میں آپ کی کوئی حدیث جو آپ سے سنی تھی، نہیں بھولا۔

10355/555: عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّی أَسْمَعُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنْسَاهُ۔ قَالَ: ابْسُطْ رِدَاءَ كَ۔ فَبَسَطْتُهُ۔ قَالَ: فَغَرَفَ بِيَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ضُمَّهُ۔ فَضَمَمْتُهُ، فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا بَعْدَهُ۔

صحیح: رواه البخاری (119)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں آپ ﷺ سے بہت باتیں سنتا ہوں، مگر بھول جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ، میں نے اپنی چادر پھیلائی، آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی چلو بنائی اور (میری چادر میں ڈال دی) فرمایا کہ (چادر کو) لپیٹ لو۔ میں نے چادر کو (اپنے بدن پر) لپیٹ لیا، پھر (اس کے بعد) میں کوئی چیز نہیں بھولا۔

10356/556: عَنْ مُحَمَّدِ بن سيرين قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِی هُرَيْرَةَ، وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ كَتَّانٍ، فَتَمَخَّطَ فَقَالَ: بَخْ بَخْ، أَبُو هُرَيْرَةَ يَتَمَخَّطُ فِی الْكَتَّانِ، لَقَدْ رَأَيْتُنِی وَإِنِّی لَأَخِرُّ فِيمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ مَغْشِيًّا عَلَيَّ، فَيَجِیءُ الْجَائِی فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلَى عُنُقِی، وَيُرَى أَنِّی مَجْنُونٌ، وَمَا بِی مِنْ جُنُونٍ، مَا بِی إِلَّا الْجُوعُ۔

صحیح: رواه البخاری (7324)۔ورواه الترمذی فی الشمائل (130)

محمد بن سیرین سے کہتے ہیں کہ ہم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور ان کے جسم پر کتان کے دو کپڑے گیرو میں رنگے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان ہی کپڑوں میں ناک صاف کی اور کہا واہ واہ دیکھو ابو ہریرہ کتان کے کپڑوں میں ناک صاف کرتا ہے، اب ایسا مالدار ہو گیا حالانکہ میں نے اپنے آپ کو ایک زمانہ میں ایسا پایا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے منبر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے درمیان بے ہوش ہو کر گر پڑتا تھا اور گزرنے والا میری گردن پر یہ سمجھ کر پاؤں رکھتا تھا کہ میں پاگل ہو گیا ہوں، حالانہ مجھے جنون نہیں ہوتا تھا، بلکہ صرف بھوک کی وجہ سے میری یہ حالت ہو جاتی تھی۔

10357/557: عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، قُلْتُ فِی الطَّرِيقِ: يَا لَيْلَةً مِنْ طُولِهَا وَعَنَائِهَا ...... عَلَى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ وَأَبَقَ غُلَامٌ لِی فِی الطَّرِيقِ، فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَبَايَعْتُهُ، فَبَيْنَا أَنَا عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ الْغُلَامُ، فَقَالَ لِیَ النَّبِيُّ ﷺ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، هَذَا غُلَامُكَ، فَقُلْتُ: هُوَ لِوَجْهِ اللّٰهِ فَأَعْتَقْتُهُ۔

صحیح: رواه البخاری (4393)۔

+923024056187

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب میں اپنے وطن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے چلا تو راستے میں میں، میں نے یہ شعر پڑھا (ترجمہ) کیسی ہے تکلیف کی لمبی یہ رات، خیر اس نے کفر سے دی ہے نجات، اور میرا غلام راستے میں بھاگ گیا تھا، پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے بیعت کی، ابھی آپ کے پاس میں بیٹھا ہی ہوا تھا کہ وہ غلام دکھائی دیا، آپ نے مجھ سے فرمایا: ابو ہریرہ! یہ ہے تمہارا غلام! میں نے کہا اللہ کے لیے میں نے اس کو اب آزاد کر دیا۔

10358/558: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قَالَ: قُلْتُ: مِنْ دَوْسٍ۔ قَالَ: مَا كُنْتُ أَرَى أَنَّ فِي دَوْسٍ أَحَدًا فِيهِ خَيْرٌ

حسن: رواه الترمذي (3838)، والبزار (9521)۔

ومعنى الحديث: ليس في الدوس أحد فيه خير إلا من آمن واتبع رسول الله ﷺ مثل أبي هريرة وأبي الطفيل وغيرهما۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کس قبیلہ سے ہو؟ میں نے عرض کیا: میں قبیلہ دوس کا ہوں، آپ نے فرمایا: میں نہیں جانتا تھا کہ دوس میں کوئی ایسا آدمی بھی ہوگا جس میں خیر ہوگی۔

یعنی قبیلہ دوس میں ایسا شخص نہیں جانتا تھا جو ابو ہریرۃ اور ابو طفیل رضی اللہ عنہما کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے اور اتباع کرنے والے ہوں۔

[126]...... باب في أخبار أبي هريرة

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کا بیان

10359/559: عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: تَضَيَّفْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ سَبْعًا، فَكَانَ هُوَ وَامْرَأَتُهُ وَخَادِمُهُ يَعْتَقِبُونَ اللَّيْلَ أَثْلَاثًا، يُصَلِّي هَذَا ثُمَّ يُوقِظُ هَذَا، وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَصْحَابِهِ تَمْرًا، فَأَصَابَنِي سَبْعُ تَمَرَاتٍ: إِحْدَاهُنَّ حَشَفَةٌ۔

صحيح: رواه البخاري (5441)۔ ورواه البخاري (5442)

ابو عثمان نے بیان کیا کہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے یہاں سات دن تک مہمان رہا، وہ اور ان کی بیوی اور ان کے خادم نے رات میں (جاگنے کی) باری مقرر کر رکھی تھی۔ رات کے ایک تہائی حصہ میں ایک صاحب نماز پڑھتے رہے پھر وہ دوسرے کو جگا دیتے اور میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں ایک مرتبہ کھجور تقسیم کی اور مجھے بھی سات کھجوریں دیں، ایک ان میں خراب تھی۔

10360/560: عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: يَقُولُ النَّاسُ: أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ، فَلَقِيتُ رَجُلًا، فَقُلْتُ بِمَ قَرَأَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ الْبَارِحَةَ فِي الْعَتَمَةِ؟ فَقَالَ: لَا أَدْرِي، فَقُلْتُ: لَمْ تَشْهَدْهَا؟ قَالَ: بَلَى، قُلْتُ: لٰكِنْ أَنَا أَدْرِي، قَرَأَ سُورَةَ كَذَا وَكَذَا۔

صحيح: رواه البخاري (1223)۔

سعید مقبری سے روایت ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ بہت زیادہ حدیثیں بیان کرتا ہے (اور حال یہ ہے کہ) میں ایک شخص سے ایک مرتبہ ملا اور اس سے میں نے (بطور امتحان) دریافت کیا کہ گزشتہ رات نبی کریم ﷺ نے عشاء میں کون کون سی سورتیں پڑھی تھیں؟ اس نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم۔ میں نے پوچھا کہ تم نماز میں شریک تھے؟ کہا کہ ہاں شریک تھا۔ میں نے کہا لیکن مجھے تو یاد ہے کہ آپ ﷺ نے فلاں فلاں سورتیں پڑھی تھیں۔

[127]...... باب في توثيق الصديقة بنت الصديق عائشة مرويات أبي هريرة

صدیقہ بنت صدیق سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات کی توثیق کرنے کا بیان

10361/561: عن عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَلَا يُعْجِبُكَ أَبُو هُرَيْرَةَ؟ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِ حُجْرَتِي يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يُسْمِعُنِي ذٰلِكَ، وَكُنْتُ أُسَبِّحُ، فَقَامَ قَبْلَ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِي، وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيثَ كَسَرْدِكُمْ

قصور: +923024056187

صحيح: رواه مسلم (2493)۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تمھیں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (ایسا کرتے ہوئے) اچھے نہیں لگتے کہ وہ آئے میرے حجرے کے ساتھ بیٹھ گئے اور رسول اللہ ﷺ سے احادیث بیان کرنے لگے وہ مجھے (یہ) احادیث سنا رہے تھے۔ میں نفل پڑھ رہی تھی تو وہ میرے نوافل ختم کرنے سے پہلے اٹھ گئے۔ اگر میں (نوافل ختم کرنے کے بعد) انھیں موجود پاتی تو میں ان کو جواب میں یہ کہتی کہ رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کی طرح تسلسل سے ایک کے بعد دوسری بات نہیں فرماتے تھے۔

[128]...... باب ما جاء في فضائل خال أبي السوّار

ابوسوار کے ماموں کے فضائل کا بیان

10362/562: عن أبي السوّار عن خاله قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأُنَاسٌ يَتْبَعُونَهُ فَأَتْبَعْتُهُ مَعَهُمْ، قَالَ: فَفَجِئَنِي الْقَوْمُ يَسْعَوْنَ، قَالَ: وَأَبْقَى الْقَوْمُ، فَأَتَى عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ،

فَضَرَبَنِی ضَرْبَةً، إِمَّا بِعَسِيبٍ أَوْ قَضِيبٍ أَوْ سِوَاكٍ، أَوْ شَیْءٍ كَانَ مَعَهُ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا أَوْجَعَنِی، قَالَ: فَبِتُّ بِلَيْلَةٍ، قَالَ: وَقُلْتُ: مَا ضَرَبَنِی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا لِشَیْءٍ عَلِمَهُ اللّٰهُ فِیَّ۔ قَالَ: وَحَدَّثَتْنِی نَفْسِی أَنْ آتِیَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَصْبَحْتُ، قَالَ: فَنَزَلَ جِبْرِيلُ علیہ السلام عَلَى النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّكَ رَاعٍ، فَلَا تَكْسِرْ قُرُونَ رَعِيَّتِكَ قَالَ: فَلَمَّا صَلَّيْنَا الْغَدَاةَ - أَوْ قَالَ أَصْبَحْنَا - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اللهُمَّ إِنَّ أُنَاسًا يَتْبَعُونِی، وَإِنِّی لَا يُعْجِبُنِی أَنْ يَتْبَعُونِی۔ اللهُمَّ فَمَنْ ضَرَبْتُ أَوْ سَبَبْتُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ كَفَّارَةً وَأَجْرًا أَوْ قَالَ: مَغْفِرَةً وَرَحْمَةً أَوْ كَمَا قَالَ

حسن: رواه أحمد (22510)، والطحاوی فی شرح المشكل (2076)۔

ابوالسوار اپنے ماموں سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ کچھ لوگ آپ کے پیچھے چل رہے ہیں میں بھی ان میں شامل ہوگیا اچانک لوگ دوڑنے لگے اور کچھ لوگ پیچھے رہ گئے نبی کریم ﷺ نے میرے قریب پہنچ کر کسی ٹہنی، سرکنڈے، مسواک یا کسی اور چیز کے ساتھ ہلکی سی ضرب لگائی جوان کے پاس تھی، لیکن باللہ تعالیٰ! مجھے اس سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی رات ہوئی تو میں نے سوچا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے جو مارا ہے وہ یقیناً کسی ایسی بات پر ہوگا جو اللہ نے انہیں میرے متعلق بتادی ہوگی پھر میرے دل میں خیال آیا کہ صبح کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری دوں، ادھر جبرائیل علیہ السلام یہ وحی لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے کہ آپ راعی ہیں لہٰذا اپنی رعیت کے سینگ نہ توڑیں۔ جب ہم نماز فجر سے فارغ ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے دعاء کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ! کچھ لوگ میرے پیچھے چلتے ہیں اور مجھے یہ اچھا نہیں لگتا کہ کوئی میرے پیچھے چلے اے اللہ! میں نے جسے مارا ہو یا سخت سست کہا ہو اسے اس کے لیے کفارہ اور باعث اجر بنادے یا یہ فرمایا باعث مغفرت ورحمت بنادے یا جیسے بھی فرمایا۔

[129]...... باب فضل رجل أنصاری من بنی النبيت

بنی نبیت کے ایک انصاری شخص کی فضیلت کا بیان

10363/563: عن البراء يَقُولُ: أَتَى النَّبِیَّ ﷺ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيدِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُقَاتِلُ أَوْ أُسْلِمُ قَالَ: أَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ۔ فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: عَمِلَ قَلِيلًا وَأُجِرَ كَثِيرًا۔

متفق عليه: رواه البخاری (2808)، ومسلم (144:1900)۔

سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص بنی نبیت کا (جو انصار کا ایک قبیلہ ہے) آیا اور کہنے لگا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ ﷺ اس کے بندے اور اس کے پیغام پہنچانے والے ہیں، پھر

آگے بڑھا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ مارا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے عمل تھوڑا کیا پر ثواب بہت پایا۔
اور دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک صاحب زرہ پہنے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں پہلے جنگ میں شریک ہو جاؤں یا پہلے اسلام لاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پہلے اسلام لاؤ پھر جنگ میں شریک ہونا۔ چنانچہ وہ پہلے اسلام لائے اور اس کے بعد جنگ میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عمل کم کیا لیکن اجر بہت پایا۔

[130]...... باب فضل الراعى الذى بشّره النبى ﷺ بأنه خرج من النار

نبی کریم ﷺ کی بشارت پانے والا چرواہا کہ وہ آگ سے بچ گیا کی فضیلت کا بیان

10364/564: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُغِيرُ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ، وَكَانَ يَسْتَمِعُ الْأَذَانَ، فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ وَإِلَّا أَغَارَ۔ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: عَلَى الْفِطْرَةِ۔ ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: خَرَجْتَ مِنَ النَّارِ، فَنَظَرُوا فَإِذَا هُوَ رَاعِي مِعْزًى

متفق عليه: رواه مسلم (382) والبخاری (2943)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ (دشمن پر) طلوع فجر کے وقت حملہ کرتے تھے اور اذان کی آواز پر کان لگائے رکھتے تھے، پھر اگر اذان سن لیتے تو رک جاتے ورنہ حملہ کر دیتے، (ایسا ہوا کہ) آپ نے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سنا: اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فطرت (اسلام) پر ہے۔ پھر اس نے کہا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو آگ سے نکل گیا۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا تو وہ بکریوں کا چرواہا تھا۔

10365/565: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي: اللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: عَلَى الْفِطْرَةِ ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: خَرَجَ مِنَ النَّارِ ، قَالَ: فَابْتَدَرْنَاهُ، فَإِذَا هُوَ صَاحِبُ مَاشِيَةٍ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ، فَنَادَى بِهَا۔

صحيح: رواه أحمد (3861)، وأبو يعلى (5400)۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے تو ہم نے ایک منادی کو یہ کہتے ہوئے سنا: اللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ، نبی ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا: یہ شخص فطرت سلیمہ پر ہے، پھر اس نے کہا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ آگ سے نکل گیا، ہم جلدی سے اس کی جانب لپکے تو وہ

ایک بکریوں والا تھا جس نے نماز کو پالیا تھا اور اسی نے یہ نداء لگائی تھی۔

10366/566: عن أبی جحیفة أن رسول اللّٰه ﷺ - کان فی مسیر له فسمع مؤذنا یقول: أشهد أن لا إله إلا اللّٰه، فقال رسول اللّٰه ﷺ: ((خلع الأنداد))۔ فقال: أشهد أن محمداً رسول اللّٰه، فقال: ((خرج من النار))۔ ثم قال رسول اللّٰه ﷺ: ((تجدونه صاحب معزی معزبة أو صاحب کلاب))۔

حسن: رواه البزار (4225)، والطبرانی فی الکبیر (109/22)۔

ترجمہ پیچھے گزر چکا ہے۔

جموع فضائل النساء الصحابيات

احادیث کا مجموعہ جن میں صحابیات کے فضائل بیان ہوئے

فضل سيدات بيت النبوة

نبوی گھرانے کی سیدات کی فضیلت

[1]...... باب ما جاء في فضائل خديجة وفاطمة

خدیجہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

10367/567: قَالَتْ عَائِشَةُ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَلا أُبَشِّرُك أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: سَيِّدَاتُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَرْبَعٌ: مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ، وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ

صحيح: رواه أحمد في فضائل الصحابة (1336) ومن طريقه الحاكم في المستدرك (185/3)۔

سیدة عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ خوشخبری نا سناؤں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جنتی عورتوں کی سردار چار عورتیں ہونگی؛ مریم بنت عمران، فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ، خدیجہ بنت خویلد، اور آسیہ فرعون کی بیوی۔

10368/568: عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ: مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ، وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ ـ

صحيح: رواه عبد الرزاق (20919) والترمذي (3878) وأحمد (12391) والبزار (7256) وابن حبان (7003)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ساری دنیا کی عورتوں میں سے تمہیں مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد، اور فرعون کی بیوی آسیہ کافی ہیں۔

10369/569: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: خَطَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ خُطُوطٍ، قَالَ:

تَدْرُونَ مَا هَذَا؟ فَقَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَفْضَلُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ: خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، وَآسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَمَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ

صحيح: رواه أحمد (2668)، وعبد بن حميد (597)، والطحاوى فى شرح المشكل (148)، وابن حبان (7010)۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے زمین پر چار لکیریں کھینچیں اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ لکیریں کیسی ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: اہل جنت کی عورتوں میں سب سے افضل عورتیں چار ہوں گی: (1) خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا، (2) سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ، (3) مریم بنت عمران علیہا السلام، (4) آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہا جو فرعون کی بیوی تھیں۔

[2]...... باب فی فضائل خديجة بنت خويلد أم المؤمنين

ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل کا بیان

10370/570: عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ، وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ

متفق عليه: رواه البخارى (3815) ومسلم (2430)۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (اپنے زمانے میں) مریم علیہا السلام سب سے افضل عورت تھیں اور (اس امت میں) خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے افضل ہیں۔

[3]...... باب فی سلام الله وجبريل على خديجة وبشارتها ببيت فى الجنة

اللہ تعالیٰ اور جبرائیل علیہ السلام کا خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کو سلام کہنا اور انہیں جنت میں ایک گھر کی بشارت دینے کا بیان

10371/571: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتَى جِبْرِيلُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ أَتَتْ، مَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ، فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عليها السلام مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّي، وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ۔

متفق عليه: رواه البخارى (3820)، ومسلم (2432)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس ایک برتن لیے آرہی ہیں جس میں سالن یا (فرمایا) کھانا یا (فرمایا) پینے کی چیز ہے جب وہ آپ کے پاس

آئیں تو ان کے رب کی جانب سے انہیں سلام پہنچا دیجئے گا اور میری طرف سے بھی! اور انہیں جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دے دیجئے گا، جہاں نہ شور و ہنگامہ ہوگا اور نہ تکلیف و تھکن ہوگی۔

10372/572: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَعِنْدَهُ خَدِيجَةُ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ يُقْرِءُ خَدِيجَةَ السَّلَامَ. فَقَالَتْ: إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ، وَعَلَى جِبْرِيلَ السَّلَامُ، وَعَلَيْكَ السَّلَامُ، وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ.

حسن: رواه النسائی فی الکبری (8301)، والحاکم (186/3)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خدیجہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں۔ تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر سلام بھیجتا ہے۔ تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تو سلامتی والا ہے، اور جبرائیل علیہ السلام پر سلامتی ہے، اور آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔

10373/573: عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: بَشَّرَ النَّبِيُّ ﷺ خَدِيجَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ

متفق علیه: رواه البخاری (3819)، ومسلم (2433-72).

اسماعیل نے بیان کیا کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بشارت دی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں، جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دی تھی، جہاں نہ کوئی شور و غل ہوگا اور نہ تھکن ہوگی۔

10374/574: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: بَشَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَدِيجَةَ بِنْتَ خُوَيْلِدٍ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ

صحیح: رواه مسلم (2434).

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ایک گھر کی بشارت سنائی۔

10375/575: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أُمِرْتُ أَنْ أُبَشِّرَ خَدِيجَةَ بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيهِ، وَلَا نَصَبَ.

حسن: رواه أحمد (1758)، وأبو يعلى (6797)، وصحّحه ابن حبان (7005).

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں لکڑی کے بنے ہوئے ایک ایسے محل کی خوشخبری دوں جس میں کوئی شور و شغب ہوگا اور نہ ہی کسی قسم کا تعب۔

[4]...... باب فی حب النبی ﷺ لخدیجة وصدیقاتها

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے محبت اور آپ کی سہیلیوں سے شفقت کرنے کا بیان

10376/576: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلَى

خَدِيجَةَ، هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي، لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا، وَأَمَرَهُ اللّٰهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ، وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيُهْدِي فِي خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ

متفق عليه: رواه البخاری (3816) ومسلم (2435)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی کے معاملہ میں، میں نے اتنی غیرت نہیں محسوس کی جتنی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے معاملہ، میں محسوس کرتی تھی، وہ میرے نکاح سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے میں ان کا ذکر سنتی رہتی تھی، اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا تھا کہ انہیں (جنت میں) موتی کے محل کی خوش خبری سنا دیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آکر کبھی بکری ذبح کرتے تو ان سے میل محبت رکھنے والی خواتین کو اس میں سے اتنا ہدیہ بھیجتے جو ان کے لیے کافی ہو جاتا۔

10377/577: عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ، وَمَا رَأَيْتُهَا، وَلَكِنْ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يُكْثِرُ ذِكْرَهَا، وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ، ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً، ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيجَةَ، فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ: كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيجَةُ، فَيَقُولُ: إِنَّهَا كَانَتْ، وَكَانَتْ، وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ۔

متفق عليه: رواه البخاری (3818)، ومسلم (2435-75)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں میں جتنی غیرت مجھے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آتی تھی اتنی کسی اور سے نہیں آتی تھی، حالانکہ انہیں میں نے دیکھا بھی نہیں تھا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ذکر بکثرت فرمایا کرتے تھے اور اگر کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ملنے والیوں کو بھیجتے تھے میں نے اکثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جیسے دنیا میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی عورت ہے ہی نہیں! اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ وہ ایسی تھیں اور ایسی تھیں اور ان سے میرے اولاد ہے۔

10378/578: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا غِرْتُ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ لِكَثْرَةِ ذِكْرِهِ إِيَّاهَا، وَمَا رَأَيْتُهَا قَطُّ

صحيح: رواه مسلم (2435-76)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں میں جتنی غیرت مجھے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آتی تھی اتنی کسی اور سے نہیں آتی تھی، حالانکہ انہیں میں نے دیکھا بھی نہیں تھا۔

10379/579: عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتِ: اسْتَأْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، أُخْتُ خَدِيجَةَ، عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِيجَةَ فَارْتَاعَ لِذَلِكَ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ هَالَةَ قَالَتْ: فَغِرْتُ،

فَقُلْتُ: مَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ، حَمْرَاءِ الشِّدْقَيْنِ، هَلَكَتْ فِي الدَّهْرِ، قَدْ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ خَيْرًا مِنْهَا

متفق عليه: رواه البخاری (3821) ومسلم (2436)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ بنت خویلد نے ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اجازت لینے کی ادا یاد آ گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم چونک اٹھے اور فرمایا اللہ! یہ تو ہالہ ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے اس پر بڑی غیرت آئی، میں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کی کس عمر رسیدہ کا ذکر کیا کرتے ہیں جس کے مسوڑوں پر بھی دانتوں کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے (صرف سرخی باقی رہ گئی تھی) اور جسے فوت ہوئے بھی ایک زمانہ گزر چکا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر بیوی دے دی ہے۔

10380/580: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمْ يَتَزَوَّجِ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى خَدِيجَةَ حَتَّى مَاتَتْ۔

صحيح: رواه مسلم (2436:77)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت دوسرا نکاح نہیں کیا جب تک خدیجہ رضی اللہ عنہا زندہ رہیں۔

[5]...... باب فضل عائشة بنت أبي بكر زوج النبي ﷺ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ عائشہ بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

10381/581: عن عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا: يَا عَائِشَ، هَذَا جِبْرِيلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ فَقُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، تَرَى مَا لَا أَرَى۔ تُرِيدُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ۔

متفق عليه: رواه البخاری (3768) ومسلم (2447-91)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا: اے عائشہ یہ جبریل علیہ السلام تشریف رکھتے ہیں اور تمہیں سلام کہتے ہیں، میں نے اس پر جواب دیا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ وہ چیز ملاحظہ فرماتے ہیں جو مجھ کو نظر نہیں آتی۔ آپ کی مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔

10382/582: عن أنس بن مالك يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ، كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى الطَّعَامِ

متفق عليه: رواه البخاری (3770) ومسلم (2446-89)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت اور تمام کھانوں پر۔

10383/583: عَنْ أَبِی مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا: مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ

متفق عليه: رواه البخاری (3769) ومسلم (2431-37)۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مردوں میں تو بہت سے کامل پیدا ہوئے لیکن عورتوں میں مریم بنت عمران، فرعون کی بیوی آسیہ کے سوا اور کوئی کامل پیدا نہیں ہوئی، اور عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت بقیہ تمام کھانوں پر ہے۔

10384/584: عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ

حسن: رواه النسائی (3948)، وأحمد (25260)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تمام عورتوں پر عائشہ کی فضیلت ایسے ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے۔

10385/585: عن قرة المزنی قال: قال رسول اللّٰه ﷺ : ((فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام))۔

صحيح: رواه الطبرانی فی الكبير (82/19)، وصحّحه الحاكم (587/3)۔

سیدنا قرۃ مزنی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمام عورتوں پر عائشہ کی فضیلت ایسے ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے۔

10386/386: عن سعد بن أبی وقاص، عن النبی ﷺ قال: ((إن عائشة تفضل على النساء كما يفضل الثريد على سائر الطعام))۔

صحيح: رواه الطبرانی فی الأوسط (1999)، وأبو الشيخ فی فوائده (54)۔

ترجمہ اوپر گزر چکا ہے۔

[6]...... باب فی نزول الوحی فی لحاف عائشة بنت أبی بكر

عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کی چادر میں بھی وحی کا نازل ہو جانے کا بیان

10387/587: عن عروة قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَاجْتَمَعَ صَوَاحِبِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَقُلْنَ: يَا أُمَّ سَلَمَةَ، وَاللّٰهِ إِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ

يَوْمَ عَائِشَةَ، وَإِنَّا نُرِيدُ الْخَيْرَ كَمَا تُرِيدُهُ عَائِشَةُ، فَمُرِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَأْمُرَ النَّاسَ أَنْ يُهْدُوا إِلَيْهِ حَيْثُ مَا كَانَ، أَوْ حَيْثُ مَا دَارَ قَالَتْ: فَذَكَرَتْ ذَلِكَ أُمُّ سَلَمَةَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: فَأَعْرَضَ عَنِّي، فَلَمَّا عَادَ إِلَيَّ ذَكَرْتُ لَهُ ذَاكَ فَأَعْرَضَ عَنِّي، فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ ذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ: يَا أُمَّ سَلَمَةَ لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ، فَإِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا فِي لِحَافِ امْرَأَةٍ مِنْكُنَّ غَيْرَهَا

متفق علیه: رواه البخاری (3775)۔ و (2574)، ومسلم (2441)۔

عروہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ لوگ آپ ﷺ کو تحفے بھیجنے میں سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار کیا کرتے تھے، سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میری سوکنیں سب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور ان سے کہا: اللہ کی قسم لوگ جان بوجھ کر اپنے تحفے اس دن بھیجتے ہیں جس دن سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری ہوتی ہے، ہم بھی سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اپنے لیے فائدہ چاہتی ہیں، اس لیے تم آپ ﷺ سے کہو کہ آپ لوگوں کو فرمادیں کہ میں جس بھی بیوی کے پاس رہوں جس کی بھی باری ہو اسی گھر میں تحفے بھیج دیا کرو۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات آپ ﷺ کے سامنے بیان کی، آپ نے کچھ بھی جواب نہیں دیا۔ انہوں نے دوبارہ عرض کیا جب بھی جواب نہ دیا، پھر تیسری بار عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلمہ! سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مجھ کو نہ ستاو۔ اللہ کی قسم! تم میں سے کسی بیوی کے لحاف میں (جو میں اوڑھتا ہوں سوتے وقت) مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی ہاں (عائشہ کا مقام یہ ہے) ان کے لحاف میں وحی نازل ہوتی ہے۔

[7]...... باب ما جاء فی سکون النبی ﷺ واطمئنانه فی یوم عائشة

نبی کریم ﷺ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن سکون اور اطمینان کی حالت میں ہونے کا بیان

10388/588: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيَتَعَذَّرُ فِي مَرَضِهِ: أَيْنَ أَنَا الْيَوْمَ، أَيْنَ أَنَا غَدًا؟۔ اسْتِبْطَاءً لِيَوْمِ عَائِشَةَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمِي، قَبَضَهُ اللّٰهُ بَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي، وَدُفِنَ فِي بَيْتِي۔

متفق علیه: رواه البخاری (3774)، ومسلم (2443-84)۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیماری میں مجھ سے پوچھا کرتے تھے کہ آج میں کہاں ہوا اور کل کہا ہوں گا (یعنی اپنی باری کے متعلق دریافت کرتے)۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن کی فکر میں۔ پس جب میری باری آئی تو، اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح کو اس حال میں قبض کیا کہ آپ ﷺ میری سینے اور حلق کے دریمان اپنا سر مبارک رکھے ہوئے تھے۔ اور پھر میرے گھر میں ہی دفن کیے گئے۔

[8]...... باب ما جاء في أخبار عائشة

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حالات کا بیان

عن ابن أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: اسْتَأْذَنَ ابْنُ عَبَّاسٍ، قَبْلَ مَوْتِهَا، عَلَى عَائِشَةَ، وَهِيَ مَغْلُوبَةٌ، قَالَتْ: أَخْشَى أَنْ يُثْنِيَ عَلَيَّ، فَقِيلَ: ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمِنْ وُجُوهِ الْمُسْلِمِينَ؟ قَالَتِ: ائْذَنُوا لَهُ، فَقَالَ: كَيْفَ تَجِدِينَكِ؟ قَالَتْ: بِخَيْرٍ إِنِ اتَّقَيْتُ، قَالَ: فَأَنْتِ بِخَيْرٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، زَوْجَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَلَمْ يَنْكِحْ بِكْرًا غَيْرَكِ، وَنَزَلَ عُذْرُكِ مِنَ السَّمَاءِ، وَدَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ خِلَافَهُ، فَقَالَتْ: دَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَأَثْنَى عَلَيَّ، وَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا

صحيح : رواه البخاری (4753ـ)، ورواه أحمد (1950)، وابن حبان (7108)، والحاكم (4/8-9)

ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے تھوڑی دیر پہلے، جبکہ وہ نزع کی حالت میں تھیں، ابن عباس نے ان کے پاس آنے کی اجازت چاہی، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ میری تعریف نہ کرنے لگیں۔ کسی نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں اور خود بھی عزت دار ہیں (اس لیے آپ کو اجازت دے دینی چاہیے) اس پر انہوں نے کہا کہ پھر انہیں اندر بلا لو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے پوچھا کہ آپ کس حال میں ہیں؟ اس پر انہوں نے فرمایا کہ اگر میں اللہ کے نزدیک اچھی ہوں تو سب اچھا ہی اچھا ہے۔ اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ان شاءاللہ آپ اچھی ہی رہیں گی۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں اور آپ کے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں فرمایا اور آپ کی براءت (قرآن مجید میں) آسمان سے نازل ہوئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تشریف لے جانے کے بعد آپ کی خدمت میں ابن زبیر رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے۔ محترمہ نے ان سے فرمایا کہ ابھی ابن عباس آئے تھے اور انھوں نے میری تعریف کی، میں تو چاہتی ہوں کہ کاش میں ایک بھولی بسری گمنام ہوتی۔

10389/589: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أُرِيتُكِ قَبْلَ أَنْ أَتَزَوَّجَكِ مَرَّتَيْنِ، رَأَيْتُ الْمَلَكَ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ، فَقُلْتُ لَهُ: اكْشِفْ، فَكَشَفَ فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَقُلْتُ: إِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمْضِهِ، ثُمَّ أُرِيتُكِ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ، فَقُلْتُ: اكْشِفْ، فَكَشَفَ فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَقُلْتُ: إِنْ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمْضِهِ۔

متفق عليه: رواه البخاری (7012)، ومسلم (2438)۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم سے شادی کرنے سے پہلے مجھے تم دو مرتبہ دکھائی گئیں، میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ تمہیں ریشم کے ایک ٹکڑے میں اٹھائے ہوئے ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ کھولو اس نے کھولا تو

وہ تم تھیں۔ میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ کے پاس سے ہے تو وہ خود ہی اسے انجام تک پہنچائے گا۔ پھر میں نے تمہیں دیکھا کہ فرشتہ تمہیں ریشم کے ایک ٹکڑے میں اٹھائے ہوئے ہے۔ میں نے کہا کہ کھولو! اس نے کھولا تو اس میں تم تھیں، پھر میں نے کہا کہ یہ تو اللہ کی طرف سے ہے جو ضرور پورا ہوگا۔

10390/590: عن عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ، وَأَصْغَتْ إِلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ، وَهُوَ مُسْنِدٌ إِلَيَّ ظَهْرَهُ يَقُولُ: اللهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ۔

متفق عليه: رواه البخاري (4440)، ومسلم (2444-85)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ آپ نے نبی کریم ﷺ سے سنا، وفات سے کچھ پہلے آپ ﷺ پشت سے ان کا سہارا لیے ہوئے تھے۔ آپ نے کان لگا کر سنا کہ حضور اکرم ﷺ دعا کر رہے ہیں۔ اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر اور میرے رفیقوں سے مجھے ملا۔

10391/591: عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنِّي لَأَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبَى۔ قَالَتْ: فَقُلْتُ: مِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: أَمَّا إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً فَإِنَّكِ تَقُولِينَ: لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ، وَإِذَا كُنْتِ غَضْبَى قُلْتِ: لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ۔ قَالَتْ: قُلْتُ: أَجَلْ وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ۔

متفق عليه: رواه البخاري (5228)، ومسلم (2439)۔

+923024056187

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا میں خوب پہچانتا ہوں کہ کب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو اور کب تم مجھ پر ناراض ہو جاتی ہو۔ بیان کیا کہ اس پر میں نے عرض کیا آنحضور ﷺ یہ بات کس طرح سمجھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو نہیں محمد (ﷺ) کے رب کی قسم! اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو نہیں ابراہیمؑ کے رب کی قسم! بیان کیا کہ میں نے عرض کیا ہاں اللہ کی قسم یا رسول اللہ! (غصے میں) صرف آپ کا نام زبان سے نہیں لیتی۔

10392/592: عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها: أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا، فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلَاةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوءٍ، فَلَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ شَكَوْا ذٰلِكَ إِلَيْهِ، فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ: جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا، فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ، إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا، وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَةً۔

متفق عليه: رواه البخاري (3773)، ومسلم (367-109)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں جانے کے لیے) آپ نے (اپنی بہن) اسماء

رضی اللہ عنہا سے ایک ہار عاریتاً لے لیا تھا، اتفاق سے وہ راستے میں کہیں گم ہوگیا، حضور ﷺ نے اسے تلاش کرنے کے لیے چند صحابہ کو بھیجا، اس دوران میں نماز کا وقت ہوگیا تو ان حضرات نے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی، پھر جب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے صورت حال کے متعلق عرض کیا، اس کے بعد تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ اس پر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے، اللہ تعالیٰ کی قسم تم پر جب بھی کوئی مرحلہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے نکلنے کی سبیل تمہارے لیے پیدا کردی، اور تمام مسلمانوں کے لیے بھی اس میں برکت پیدا فرمائی۔

عن أبی مریم عَبْد اللّٰهِ بْن زِيَادٍ الْأَسَدِيُّ، قَالَ: لَمَّا سَارَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَائِشَةُ إِلَى الْبَصْرَةِ، بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ وَحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ، فَقَدِمَا عَلَيْنَا الْكُوفَةَ، فَصَعِدَا الْمِنْبَرَ، فَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَوْقَ الْمِنْبَرِ فِي أَعْلَاهُ، وَقَامَ عَمَّارٌ أَسْفَلَ مِنَ الْحَسَنِ، فَاجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ، فَسَمِعْتُ عَمَّارًا يَقُولُ: إِنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَارَتْ إِلَى الْبَصْرَةِ، وَوَاللّٰهِ إِنَّهَا لَزَوْجَةُ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَلَكِنَّ اللّٰهَ تبارك وتعالىٰ ابْتَلَاكُمْ، لِيَعْلَمَ إِيَّاهُ تُطِيعُونَ أَمْ هِيَ۔

صحيح: رواه البخاري (7100)۔

ابومریم عبداللہ بن زیاد الاسدی نے بیان کیا کہ جب طلحہ، زبیر اور عائشہ رضی اللہ عنہم بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عمار بن یاسر اور حسن بن سیدنا علی رضی اللہ عنہما کو بھیجا۔ یہ دونوں بزرگ ہمارے پاس کوفہ آئے اور منبر پر چڑھے۔ حسن بن سیدنا علی رضی اللہ عنہما منبر کے اوپر سب سے اونچی جگہ تھے اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما ان سے نیچے تھے۔ پھر ہم ان کے پاس جمع ہوگئے اور میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ گئی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قسم وہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی ﷺ کی پاک بیوی ہیں لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں آزمایا ہے تاکہ جان لے کہ تم اس اللہ کی اطاعت کرتے ہو یا سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

10393/593: عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ لَوْ نَزَلْتَ وَادِيًا وَفِيهِ شَجَرَةٌ قَدْ أُكِلَ مِنْهَا وَوَجَدْتَ شَجَرًا لَمْ يُؤْكَلْ مِنْهَا، فِي أَيِّهَا كُنْتَ تُرْتِعُ بَعِيرَكَ؟ قَالَ: فِي الَّذِي لَمْ يُرْتَعْ مِنْهَا، تَعْنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكْرًا غَيْرَهَا۔

صحيح: رواه البخاري (5077)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فرمائے اگر آپ کسی وادی میں اتریں اور اس میں ایک درخت ایسا ہو جس میں اونٹ چر گئے ہوں اور ایک درخت ایسا ہو جس میں سے کچھ بھی نہ کھایا گیا ہو تو آپ اپنا اونٹ ان درختوں میں سے کس درخت میں چرائیں گے؟ آن ﷺ نے فرمایا کہ اس درخت میں جس میں سے ابھی چرایا نہیں گیا ہو۔ ان کا اشارہ اس طرف تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے سوا کسی کنواری لڑکی سے نکاح نہیں کیا۔

10394/594: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهِيَ بِنْتُ سِتٍّ، وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ، وَمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانِ عَشْرَةَ

صحيح: رواه مسلم (1422:72)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کیا جبکہ وہ چھ برس کی تھیں اور ان کی رخصتی ہوئی جبکہ وہ نو برس کی تھیں اور آپ فوت ہوئے جبکہ وہ اٹھارہ برس کی تھیں۔

10395/595: عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ، فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ، فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ شَعَرِي فَوَفَى جُمَيْمَةً، فَأَتَتْنِي أُمِّي أُمُّ رُومَانَ، وَإِنِّي لَفِي أُرْجُوحَةٍ، وَمَعِي صَوَاحِبُ لِي، فَصَرَخَتْ بِي فَأَتَيْتُهَا، لَا أَدْرِي مَا تُرِيدُ بِي فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أَوْقَفَتْنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ، وَإِنِّي لَأُنْهَجُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِي، ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي، ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ، فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ، فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ، فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ، فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ضُحًى، فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ۔

متفق عليه: رواه البخاري (3894)، ومسلم (1422:69)۔

+923024056187

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے میرا نکاح جب ہوا تو میری عمر چھ سال کی تھی، پھر ہم مدینہ (ہجرت کرکے) آئے اور بنی حارث بن خزرج کے یہاں قیام کیا۔ یہاں آکر مجھے بخار چڑھا اور اس کی وجہ سے میرے بال گرنے لگے۔ پھر مونڈھوں تک خوب بال ہو گئے پھر ایک دن میری والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا آئیں، اس وقت میں اپنی چند سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی انہوں نے مجھے پکارا تو میں حاضر ہو گئی۔ مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ میرے ساتھ ان کا کیا ارادہ ہے۔ آخر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر گھر کے دروازہ کے پاس کھڑا کر دیا اور میرا سانس پھولا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں جب مجھے کچھ سکون ہوا تو انہوں نے تھوڑا سا پانی لے کر میرے منہ اور سر پر پھیرا۔ پھر گھر کے اندر مجھے لے گئیں۔ وہاں انصار کی چند عورتیں موجود تھیں، جنہوں نے مجھے دیکھ کر دعا دی کہ خیر و برکت اور اچھا نصیب لے کر آئی ہو، میری ماں نے مجھے انہیں کے حوالہ کر دیا اور انہوں نے میری آرائش کی۔ اس کے بعد دن چڑھے اچانک رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور انہوں نے مجھے آپ کے سپرد کر دیا میری عمر اس وقت نو سال تھی۔

10396/596: عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ يَتَحَدَّثُ، فَقَالَتْ حَفْصَةُ:

أَلَا تَرْكَبِينَ اللَّيْلَةَ بَعِيرِي، وَأَرْكَبُ بَعِيرَكِ، تَنْظُرِينَ وَأَنْظُرُ، فَقَالَتْ: بَلَى، فَرَكِبَتْ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى جَمَلِ عَائِشَةَ وَعَلَيْهِ حَفْصَةُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهَا، ثُمَّ سَارَ حَتَّى نَزَلُوا وَافْتَقَدَتْهُ عَائِشَةُ، فَلَمَّا نَزَلُوا جَعَلَتْ رِجْلَيْهَا بَيْنَ الْإِذْخِرِ وَتَقُولُ: يَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا أَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِي وَلَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقُولَ لَهُ شَيْئًا۔

متفق علیه: رواه البخاری (5211)، ومسلم (2445)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج کے لیے قرعہ ڈالتے ۔ ایک مرتبہ قرعہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کے نام نکلا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت معمولاً چلتے وقت سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے چلتے ۔ ایک مرتبہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ آج رات کیوں نہ تم میرے اونٹ پر سوار ہو جاؤ اور میں تمہارے اونٹ پر تاکہ تم بھی نئے مناظر دیکھ سکو اور میں بھی ۔ انہوں نے یہ تجویز قبول کر لی اور (ہر ایک دوسرے کے اونٹ پر) سوار ہو گئیں ۔ اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ کے اونٹ کے پاس تشریف لائے ۔ اس وقت اس پر حفصہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سلام کیا ، پھر چلتے رہے ، جب پڑاؤ ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا اس میں نہیں ہیں (اس غلطی پر عائشہ کو اس درجہ رنج ہوا کہ) جب لوگ سواریوں سے اتر گئے تو ام المومنین نے اپنے پاؤں اذخر گھاس میں ڈال لیے اور دعا کرنے لگی کہ اے میرے رب ! مجھ پر کوئی بچھو یا سانپ مسلط کر دے جو مجھ کو ڈس لے ۔ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو کچھ کہہ نہیں سکتی تھی کیونکہ یہ حرکت خود میری ہی تھی ۔

10397/597: عن عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ---- فذكرت قصة بطولها، و فيها : فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَيْ بُنَيَّةُ، أَلَسْتِ تُحِبِّينَ مَا أُحِبُّ؟ فَقَالَتْ: بَلَى، قَالَ: فَأَحِبِّي هَذِهِ۔

صحيح: رواه مسلم (2442)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ اس طویل واقعہ میں ہے کہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بیٹی! کیا تو وہ نہیں چاہتی جو میں چاہوں؟ وہ بولیں کہ یا رسول اللہ! میں تو وہی چاہتی ہوں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس سے محبت رکھ۔

10398/598: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ ﷺ، فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ فَيَشْرَبُ، وَأَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى

مَوْضِعِ فِيَّ

صحيح: رواه مسلم (300)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں ایام مخصوصہ کے دوران میں پانی پی کر نبی اکرم ﷺ کو پکڑا دیتی تو آپ اپنا منہ میرے منہ کی جگہ پر رکھ کر پانی پی لیتے، اور میں دانتوں کے ساتھ ہڈی سے گوشت نوچتی جبکہ میرے مخصوص ایام ہوتے، پھر وہ (ہڈی) نبی ﷺ کو دیتی تو آپ میرے منہ والی جگہ پر اپنا منہ رکھتے (اور بوٹی توڑتے۔)

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَتْ أُمِّي تُعَالِجُنِي لِلسُّمْنَةِ، تُرِيدُ أَنْ تُدْخِلَنِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: فَمَا اسْتَقَامَ لَهَا ذَلِكَ، حَتَّى أَكَلْتُ الْقِثَّاءَ، بِالرُّطَبِ، فَسَمِنْتُ، كَأَحْسَنِ سِمْنَةٍ

صحيح: رواه ابن ماجه (3324) وأبو داود (3903)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میری والدہ (ام رومان زینب رضی اللہ عنہا) مجھے موٹا کرنے کی تدبیر کیا کرتی تھیں تاکہ میری رخصتی کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ کریں۔ لیکن (کسی تدبیر سے) یہ مقصد حاصل نہ ہوا حتیٰ کہ میں نے تازہ کھجوروں کے ساتھ ککڑی کھائی تو انتہائی متناسب انداز کی فربہ ہوگئی۔

10399/599: عن شهر بن حوشب، أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ، إِحْدَى نِسَاءِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا، فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ طَعَامًا، فَقَالَ: لَا أَشْتَهِيهِ، فَقَالَتْ: إِنِّي قَيَّنْتُ عَائِشَةَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ جِئْتُهُ، فَدَعَوْتُهُ لِجِلْوَتِهَا، فَجَاءَ، فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِهَا، فَأُتِيَ بِعُسِّ لَبَنٍ، فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ، فَخَفَضَتْ رَأْسَهَا وَاسْتَحْيَتْ. قَالَتْ أَسْمَاءُ: فَانْتَهَرْتُهَا، وَقُلْتُ لَهَا: خُذِي مِنْ يَدِ النَّبِيِّ ﷺ۔ قَالَتْ: فَأَخَذَتْ، فَشَرِبَتْ شَيْئًا، ثُمَّ قَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: أَعْطِي تِرْبَكِ ۔ قَالَتْ أَسْمَاءُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بَلْ خُذْهُ، فَاشْرَبْ مِنْهُ، ثُمَّ نَاوِلْنِيهِ مِنْ يَدِكَ، فَأَخَذَهُ، فَشَرِبَ مِنْهُ، ثُمَّ نَاوَلَنِيهِ. قَالَتْ: فَجَلَسْتُ، ثُمَّ وَضَعْتُهُ عَلَى رُكْبَتِي، ثُمَّ طَفِقْتُ أُدِيرُهُ، وَأُتْبِعُهُ بِشَفَتِي لِأُصِيبَ مِنْهُ مَشْرَبَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قَالَ لِنِسْوَةٍ عِنْدِي: نَاوِلِيهِنَّ ۔ فَقُلْنَ: لَا نَشْتَهِيهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَا تَجْمَعْنَ جُوعًا وَكَذِبًا ۔ فَهَلْ أَنْتَ مُنْتَهٍ أَنْ تَقُولَ : لَا أَشْتَهِيهِ؟ فَقُلْتُ: أَيْ أُمَّهْ، لَا أَعُودُ أَبَدًا ۔

حسن: رواه الإمام أحمد (27591)، وابن ماجه (3298)

شہر بن حوشب سے روایت ہے کہ سیدۃ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کو تیار کرنے والی اور نبی ﷺ کی خدمت میں انہیں پیش کرنے والی میں ہی تھی، میرے ساتھ کچھ اور عورتیں بھی تھیں، نبی ﷺ کے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا، جسے نبی ﷺ نے پہلے خود نوش فرمایا پھر سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کو وہ پیالہ پکڑا دیا، وہ شرما گئیں، ہم نے ان سے کہا کہ

نبی ﷺ کا ہاتھ واپس نہ لوٹاؤ، بلکہ یہ برتن لے لو، چنانچہ انہوں نے شرماتے ہوئے وہ پیالہ پکڑ لیا اور اس میں سے تھوڑا سا دودھ پی لیا، پھر نبی ﷺ نے فرمایا: یہ مجھے دے دو، پھر نبی ﷺ نے دوبارہ نوش کر کے مجھے پکڑا دیا، میں بیٹھ گئی اور پیالے کو اپنے گھٹنے پر رکھ لیا اور اسے گھمانے لگی تا کہ وہ جگہ مل جائے جہاں نبی ﷺ نے اپنے ہونٹ لگائے تھے، پھر نبی ﷺ نے فرمایا: یہ اپنی سہیلیوں کو دے دو، ہم نے عرض کیا کہ ہمیں اس کی خواہش نہیں ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: بھوک اور جھوٹ کو اکٹھا نہ کرو، اب بھی تم باز آؤ گی یا نہیں؟ میں نے کہا: اماں جان! آئندہ کبھی نہیں کروں گی۔

10400/600: عن قيس قال: لَمَّا أَقْبَلَتْ عَائِشَةُ بَلَغَتْ مِيَاهَ بَنِي عَامِرٍ لَيْلًا، نَبَحَتِ الْكِلَابُ. قَالَتْ: أَيُّ مَاءٍ هَذَا؟ قَالُوا: مَاءُ الْحَوْأَبِ، قَالَتْ: مَا أَظُنُّنِي إِلَّا أَنِّي رَاجِعَةٌ، فَقَالَ بَعْضُ مَنْ كَانَ مَعَهَا: بَلْ تَقْدَمِينَ، فَيَرَاكِ الْمُسْلِمُونَ، فَيُصْلِحُ اللّٰهُ عز وجل ذَاتَ بَيْنِهِمْ، قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهَا ذَاتَ يَوْمٍ: كَيْفَ بِإِحْدَاكُنَّ تَنْبَحُ عَلَيْهَا كِلَابُ الْحَوْأَبِ؟

صحيح: رواه أحمد (24254)، والبزار- كشف الأستار- (3275)، وأبو يعلى (4868)۔

قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا رات کے وقت بنو عامر کے چشموں کے قریب پہنچیں تو وہاں کتے بھونکنے لگے، سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یہ کون سا چشمہ ہے؟ لوگوں نے بتایا مقام حوأب کا چشمہ، اس کا نام سنتے ہی انہوں نے فرمایا میرا خیال ہے کہ اب میں یہیں سے واپس جاؤں گی، ان کے کسی ہمراہی نے کہا کہ آپ چلتی رہیں، مسلمان آپ کو دیکھیں گے تو ہوسکتا ہے کہ اللہ ان کے درمیان صلح کروادے، انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا تھا تم میں سے ایک عورت کی اس وقت کیا کیفیت ہوگی جس پر مقام حوأب کے کتے بھونکیں گے۔۔۔

10401/601: عن ابن عباس قال: قال رسول اللّٰه ﷺ : ((أيتكن صاحبة الجمل الأدبب، يقتل حولها قتلى كثيرة، تنجو بعد ما كادت))۔

حسن: رواه ابن أبي شيبة (38940)، والبزار- كشف الأستار- (3273)۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون عقلمند اونٹ والی ہوگی؟ اس کے اردگرد بہت سارے لوگوں کو قتل کیا جائے گا۔ اور وہ جنگ کے بعد نجات پالے گی۔

10402/602: عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ عَائِشَةَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّمَا أَنَا أَخُوكَ، فَقَالَ: أَنْتَ أَخِي فِي دِينِ اللّٰهِ وَكِتَابِهِ وَهِيَ لِي حَلَالٌ۔

صحيح: رواه البخاري (5081)۔

عروہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے لیے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ میں آپ کا بھائی ہوں۔ (تو عائشہ کیسے نکاح کریں گے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ

کے دین اور اس کی کتاب پر ایمان لانے کے رشتہ سے تم میرے بھائی ہو اور عائشہ میرے لیے حلال ہے۔

[9]...... تزوج النبی ﷺ عائشة وسودة فی السنة الثانیة عشرة من البعثة

نبی کریم ﷺ کا عائشہ اور سودہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ نبوت کے بارہویں سال نکاح کرنے کا بیان

10403/603: عن عروة قَالَ: تُوُفِّيَتْ خَدِيجَةُ قَبْلَ مَخْرَجِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ بِثَلَاثِ سِنِينَ، فَلَبِثَ سَنَتَيْنِ، أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ، وَنَكَحَ عَائِشَةَ، وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، ثُمَّ بَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ

صحیح : رواه البخاری (3896)۔

عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات نبی کریم ﷺ کی مدینہ کو ہجرت سے تین سال پہلے ہوگئی تھی۔ آپ ﷺ نے آپ کی وفات کے تقریباً دو سال بعد سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی جب رخصتی ہوئی تو وہ نو سال کی تھیں۔

عن عمرو بن غالب ان رَجُلًا نَالَ مِنْ عَائِشَةَ عِنْدَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، فَقَالَ: أَغْرِبْ مَقْبُوحًا مَنْبُوحًا أَتُؤْذِي حَبِيبَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

حسن: رواه الترمذی (3888)، والطبرانی فی الکبیر (40/23)۔

عمرو بن غالب نے بیان کیا کہ ایک شخص نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس عائشہ کی عیب جوئی کی تو انہوں نے کہا: ہٹ مردود کمینے، کیا تو رسول اللہ ﷺ کی محبوب زوجہ کو اذیت پہنچا رہا ہے؟

10404/604: عن عائشة أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَكَرَ فَاطِمَةَ، قَالَتْ: فَتَكَلَّمْتُ أَنَا، فَقَالَ: أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي زَوْجَتِي فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ؟ قُلْتُ: بَلَى وَاللَّهِ، قَالَ: فَأَنْتِ زَوْجَتِي فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ۔

حسن: رواه ابن حبان (7095)، والحاکم (10/4)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا۔ میں نے بات کرنا شروع کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم دنیا اور آخرت میں میری زوجہ ہو۔ میں نے کہا ہاں اللہ کی قسم، کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم دنیا اور آخرت میں میری زوجہ ہو۔

[10]...... باب لقب عائشة: حمیراء

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حمیراء لقب ہونے کا بیان

10405/605: عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: دَخَلَ الْحَبَشَةُ الْمَسْجِدَ يَلْعَبُونَ فَقَالَ لِي:

يَا حُمَيْرَاءُ أَتُحِبِّينَ أَنْ تَنْظُرِي إِلَيْهِمْ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَامَ بِالْبَابِ وَجِئْتُهُ فَوَضَعْتُ ذَقَنِي عَلَى عَاتِقِهِ فَأَسْنَدْتُ وَجْهِي إِلَى خَدِّهِ، قَالَتْ: وَمِنْ قَوْلِهِمْ يَوْمَئِذٍ أَبَا الْقَاسِمِ طَيِّبًا. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: حَسْبُكِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَا تَعْجَلْ، فَقَامَ لِي ثُمَّ قَالَ: حَسْبُكِ، فَقُلْتُ: لَا تَعْجَلْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَتْ: وَمَا لِي حُبُّ النَّظَرِ إِلَيْهِمْ، وَلَكِنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ يَبْلُغَ النِّسَاءَ مَقَامُهُ لِي وَمَكَانِي مِنْهُ.

صحيح: رواه النسائى فى الكبرى (8902)، والطحاوى فى شرح المشكل (292)۔

نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حبشہ کے لوگ مسجد میں کھیل (جنگی مشقیں) کر رہے تھے۔تو نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: اے حمیراء کیا تو ان کو دیکھنا پسند کرے گی؟ تو میں نے کہا جی ہاں۔تو نبی کریم ﷺ دروازے کے قریب کھڑے ہوگئے اور میں آپ کی اوڑھ میں کھڑی ہوگئی اور میں نے اپنی ٹھوڑی نبی کریم ﷺ کے کندھے پر لگالی، اور اپنے چہرے کو نبی کریم ﷺ کے گال مبارک کے ساتھ لگالیا۔اور اس دن وہ (کھیلنے والے) یہ بات کہہ رہے تھے اے ابو قاسم،تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تمہیں اتنا کافی ہے۔تو میں نے کہا تھوڑی دیر اور،تو نبی کریم ﷺ میرے لیے کچھ دیر اور ٹھہرے، پھر فرمایا: تمہیں اتنا کافی ہے۔تو میں نے کہا کہ تھوڑی دیر اور یا رسول اللہ ﷺ۔ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگی کہ اصل میں مجھے ان لوگوں کو دیکھنے سے زیادہ عزیز تو یہ تھا کہ دوسری عورتیں (سوکنیں) مجھے اس حالت میں دیکھیں۔

[11]...... باب ما جاء فى فضل حفصة وأخبارها

حفصہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت اور ان کے حالات کا بیان

10406/606: عن أنس بن مالك: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَفَعَ إِلَى حَفْصَةَ ابْنَةِ عُمَرَ رَجُلًا فَقَالَ لَهَا: احْتَفِظِي بِهِ قَالَ: فَغَفَلَتْ حَفْصَةُ، وَمَضَى الرَّجُلُ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَقَالَ: يَا حَفْصَةُ، مَا فَعَلَ الرَّجُلُ؟ قَالَتْ: غَفَلْتُ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَخَرَجَ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: قَطَعَ اللّٰهُ يَدَكِ ۔ فَرَفَعَتْ يَدَيْهَا هٰكَذَا، فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: مَا شَأْنُكِ يَا حَفْصَةُ؟ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قُلْتَ قَبْلُ: كَذَا وَكَذَا۔ فَقَالَ لَهَا: ضَعِي يَدَيْكِ، فَإِنِّي سَأَلْتُ اللّٰهَ: أَيُّمَا إِنْسَانٍ مِنْ أُمَّتِي دَعَوْتُ اللّٰهَ عَلَيْهِ، أَنْ يَجْعَلَهَا لَهُ مَغْفِرَةً ۔

حسن: رواه أحمد (12431)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے ایک آدمی حفصہ بنت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا اور

فرمایا کہ اس کی نگرانی کرنا، حفصہ رضی اللہ عنہا غافل ہوئیں تو وہ آدمی کھسک گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو پوچھا حفصہ! وہ آدمی کا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں غافل ہوگئی اور وہ بھاگ گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کرے تمہارے ہاتھ ٹوٹ جائیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کے بعد انہوں نے اپنے ہاتھ اونچے کر لیے، تھوڑی دیر بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ آئے تو پوچھا حفصہ! تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے کچھ دیر پہلے مجھے ایسے ایسے کہا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہاتھ کھول لو، میں نے اللہ سے یہ کہہ رکھا ہے کہ میں اپنی امت میں سے جس شخص کو کوئی بددعاء دوں وہ اسے اس کے حق میں مغفرت کا سبب بنا دے۔

[12]...... باب فضل زينب بنت جحش أم المؤمنين

ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان

10407/607: عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَسْرَعُكُنَّ لَحَاقًا بِي أَطْوَلُكُنَّ يَدًا۔ قَالَتْ: فَكُنَّ يَتَطَاوَلْنَ أَيَّتُهُنَّ أَطْوَلُ يَدًا۔ قَالَتْ: فَكَانَتْ أَطْوَلَنَا يَدًا زَيْنَبُ؛ لِأَنَّهَا كَانَتْ تَعْمَلُ بِيَدِهَا وَتَصَدَّقُ

صحيح: رواه مسلم (2452)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سب سے جلدی میرے ساتھ آ ملنے والی (میری وہ اہلیہ ہوگی جو) تم میں سب سے لمبے ہاتھوں والی ہے۔ انھوں نے کہا: ہم لمبائی ناپا کرتی تھیں کہ کس کے ہاتھ لمبے ہیں۔ انھوں نے کہا: اصل میں زینب ہم سب سے زیادہ لمبے ہاتھوں والی تھیں کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں سے کام کرتیں اور (اس کی اجرت) صدقہ کرتی تھیں۔

10408/608: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، أَنَّ عُمَرَ كَبَّرَ عَلَى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَرْبَعًا ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ عليه السلام مَنْ يُدْخِلُ هَذِهِ قَبْرَهَا قُلْنَ: مَنْ كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا فِي حَيَاتِهَا وَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ عليه السلام يَقُولُ: أَسْرَعُكُنَّ بِي لِحَاقًا أَطْوَلُكُنَّ يَدًا فَكُنَّ يَتَطَاوَلْنَ بِأَيْدِيهِنَّ وَإِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ أَنَّهَا كَانَتْ صَنَاعًا يَعْنِي بِمَا يُقِيمُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ))۔

صحيح: رواه الطحاوي في شرح المشكل (209)۔

عبدالرحمن بن ابزی سے کہ سیدۃ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے (جنازے میں) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے چار تکبیریں کہیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ کون انہیں قبر میں داخل کرے گا؟ تو انہوں نے کہا جو ان کی حیات میں ان کے پاس آ سکتا تھا (یعنی آپ رضی اللہ عنہا کے تین بھانجے اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم)۔ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے کہ: تم میں سب سے جلدی میرے ساتھ آ ملنے والی (میری وہ اہلیہ ہوگی جو) تم میں سب سے لمبے ہاتھوں

والی ہے۔ انھوں نے کہا: ہم لمبائی ناپا کرتی تھیں کہ کس کے ہاتھ لمبے ہیں۔ انھوں نے کہا: اصل میں زینب ہم سب سے زیادہ لمبے ہاتھوں والی تھیں کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں سے کام کرتیں اور (اس کی اجرت) صدقہ کرتی تھیں۔

10409/609: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَزْوَاجِهِ: يَتْبَعُنِي أَطْوَلُكُنَّ يَدًا قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكُنَّا إِذَا اجْتَمَعْنَا فِي بَيْتِ إِحْدَانَا بَعْدَ وَفَاةِ النَّبِيِّ ﷺ نَمُدُّ أَيْدِينَا فِي الْجِدَارِ نَتَطَاوَلُ فَلَا نَزَالُ نَفْعَلُ ذٰلِكَ حَتَّى تُوُفِّيَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشِ بْنِ رِئَابٍ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَتِ امْرَأَةً قَصِيرَةً يَرْحَمُهَا اللّٰهُ وَلَمْ تَكُنْ أَطْوَلَنَا يَدًا فَعَرَفْنَا حِينَئِذٍ أَنَّ مَا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ الصَّدَقَةَ قَالَتْ: وَكَانَتْ زَيْنَبُ امْرَأَةً صَنَاعَةَ الْيَدِ تَدْبَغُ وَتَخْرُزُ وَتَصَدَّقُ بِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عز وجل.

صحيح: رواه الطحاوى فى شرح المشكل (210)، والحاكم (25/4)۔

ترجمہ اوپر گزر چکا ہے۔

10410/610: عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها: أَنَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَيُّنَا أَسْرَعُ بِكَ لُحُوقًا؟ قَالَ: أَطْوَلُكُنَّ يَدًا، فَأَخَذُوا قَصَبَةً يَذْرَعُونَهَا، فَكَانَتْ سَوْدَةُ أَطْوَلَهُنَّ يَدًا، فَعَلِمْنَا بَعْدُ: أَنَّمَا كَانَتْ طُولَ يَدِهَا الصَّدَقَةُ، وَكَانَتْ أَسْرَعَنَا لُحُوقًا بِهِ، وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ۔

صحيح: رواه البخارى (1420)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بعض بیویوں نے آپ سے پوچھا کہ سب سے پہلے ہم میں آخرت میں آپ سے کون جا کر ملے گی تو آپ نے فرمایا جس کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا ہوگا۔ اب ہم نے لکڑی سے ناپنا شروع کر دیا تو سودہ رضی اللہ عنہا سب سے لمبے ہاتھ والی نکلیں۔ ہم نے بعد میں سمجھا کہ لمبے ہاتھ والی ہونے سے آپ کی مراد صدقہ زیادہ کرنے والی سے تھی۔ اور سودہ رضی اللہ عنہا ہم سب سے پہلے نبی کریم ﷺ سے جا کر ملیں، صدقہ کرنا آپ کو بہت محبوب تھا۔

10411/611: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّةُ زَيْنَبَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِزَيْدٍ: فَاذْكُرْهَا عَلَيَّ، قَالَ: فَانْطَلَقَ زَيْدٌ، حَتَّى أَتَاهَا، وَهِيَ تُخَمِّرُ عَجِينَهَا، قَالَ: فَلَمَّا رَأَيْتُهَا عَظُمَتْ فِي صَدْرِي حَتَّى مَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَنْظُرَ إِلَيْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَهَا، فَوَلَّيْتُهَا ظَهْرِي، وَنَكَصْتُ عَلَى عَقِبَيَّ، فَقُلْتُ: يَا زَيْنَبُ، أَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُكِ، قَالَتْ: مَا أَنَا بِصَانِعَةٍ شَيْئًا حَتَّى أُوَامِرَ رَبِّي، فَقَامَتْ إِلَى مَسْجِدِهَا، وَنَزَلَ الْقُرْآنُ، وَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا بِغَيْرِ إِذْنٍ، قَالَ: فَقَالَ: وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَطْعَمَنَا الْخُبْزَ وَاللَّحْمَ حِينَ امْتَدَّ النَّهَارُ، فَخَرَجَ النَّاسُ، وَبَقِيَ رِجَالٌ يَتَحَدَّثُونَ فِي الْبَيْتِ بَعْدَ الطَّعَامِ، فَخَرَجَ

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاتَّبَعْتُهُ، فَجَعَلَ يَتَتَبَّعُ حُجَرَ نِسَائِهِ، يُسَلِّمُ عَلَيْهِنَّ، وَيَقُلْنَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ؟ قَالَ: فَمَا أَدْرِي أَنَا أَخْبَرْتُهُ أَنَّ الْقَوْمَ قَدْ خَرَجُوا، أَوْ أَخْبَرَنِي، قَالَ: فَانْطَلَقَ حَتَّى دَخَلَ الْبَيْتَ، فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ مَعَهُ، فَأَلْقَى السِّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، وَنَزَلَ الْحِجَابُ، قَالَ: وَوُعِظَ الْقَوْمُ بِمَا وُعِظُوا بِهِ۔

متفق علیه: رواه مسلم (1428:89)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب زینب رضی اللہ عنہا کی عدت گزری تو رسول اللہ ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ان (زینب رضی اللہ عنہا) کے سامنے ان کی میرے ساتھ شادی کا ذکر کرو۔ کہا: تو زید رضی اللہ عنہ چلے حتیٰ کہ ان کے پاس پہنچے تو وہ اپنے آٹے میں خمیر ملا رہی تھیں، کہا: جب میں نے ان کو دیکھا تو میرے دل میں ان کی عظمت بیٹھ گئی حتیٰ کہ میں ان کی طرف نظر بھی نہ اٹھا سکتا تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان (کے ساتھ شادی) کا ذکر کیا تھا، میں نے ان کی طرف اپنی پیٹھ کی اور ایڑیوں کے بل مڑا اور کہا: زینب! رسول اللہ ﷺ نے تمہارا ذکر کرتے ہوئے پیغام بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا: میں کچھ کرنے والی نہیں یہاں تک کہ اپنے رب سے مشورہ (استخارہ) کرلوں، اور وہ اٹھ کر اپنی نماز کی جگہ کی طرف چلی گئیں اور (ادھر) قرآن نازل ہو گیا، رسول اللہ ﷺ بغیر اجازت لیے ان کے پاس تشریف لے آئے۔ (سلیمان بن مغیرہ نے) کہا: (سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے) کہا: میں نے اپنے آپ سمیت سب لوگوں کو دیکھا کہ جب دن کا اجالا پھیل گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں روٹی اور گوشت کھلایا۔ اس کے بعد (اکثر) لوگ نکل گئے، چند باقی رہ گئے وہ کھانے کے بعد (آپ کے) گھر میں ہی باتیں کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ (وہاں سے) نکلے، میں بھی آپ کے پیچھے ہولیا، آپ یکے بعد دیگرے اپنی ازواج کے حجروں کی طرف جا کر انہیں سلام کہنے لگے۔ وہ (جواب دے کر) کہتیں: اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے اپنی (نئی) اہلیہ کو کیسا پایا؟ (سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے) کہا: میں نہیں جانتا میں نے آپ کو بتایا کہ لوگ جا چکے ہیں یا آپ نے مجھے بتایا۔ پھر آپ چل پڑے حتیٰ کہ گھر میں داخل ہو گئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ داخل ہونے لگا تو آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا اور (اس وقت) حجاب (کا حکم) نازل ہوا، کہا: اور لوگوں کو (اس مناسبت سے) جو نصیحت کی جانی تھی کر دی گئی۔

[13]...... باب ما جاء في فضل صفية بنت حيي وأخبارها

صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کی فضیلت اور ان کے حالات کا بیان

10412/612: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: بَلَغَ صَفِيَّةَ أَنَّ حَفْصَةَ، قَالَتْ: بِنْتُ يَهُودِيٍّ، فَبَكَتْ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ وَهِيَ تَبْكِي، فَقَالَ: مَا يُبْكِيكِ؟ فَقَالَتْ: قَالَتْ لِي حَفْصَةُ: إِنِّي بِنْتُ

يَهُودِيٍّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: وَإِنَّكِ لَابْنَةُ نَبِيٍّ، وَإِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ، وَإِنَّكِ لَتَحْتَ نَبِيٍّ، فَفِيمَ تَفْخَرُ عَلَيْكِ؟ ثُمَّ قَالَ: اتَّقِي اللّٰهَ يَا حَفْصَةُ

صحيح: رواه الترمذی (3894)، وأحمد (12392)، وصحّحه ابن حبان (7211)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات پہنچی کہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہودی کی بیٹی ہونے کا طعنہ دیا ہے، تو وہ رونے لگیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے تو وہ رو رہی تھیں، آپ نے پوچھا: تم کیوں رو رہی ہو؟ تو انہوں نے کہا: حفصہ نے مجھے یہ طعنہ دیا ہے کہ میں یہودی کی بیٹی ہوں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو ایک نبی کی بیٹی ہے، تیرا چچا بھی نبی ہے۔ اور تو ایک نبی کے عقد میں ہے، تو وہ کس بات میں تجھ پر فخر کر رہی ہے، پھر آپ نے (حفصہ سے) فرمایا: حفصہ! اللہ سے ڈر۔

10413/613: عن أنس بن مالك قال: كَانَتْ صَفِيَّةُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، وَكَانَ ذٰلِكَ يَوْمَهَا فَأَبْطَأَتْ فِي الْمَسِيرِ، فَاسْتَقْبَلَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهِيَ تَبْكِي وَتَقُولُ: حَمَلْتَنِي عَلَى بَعِيرٍ بَطِيءٍ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ بِيَدَيْهِ عَيْنَيْهَا وَيُسْكِتُهَا، فَأَبَتْ إِلَّا بُكَاءً، فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَتَرَكَهَا، فَقَدِمْتُ، فَأَتَتْ عَائِشَةَ فَقَالَتْ: يَوْمِي هٰذَا لَكِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِنْ أَنْتِ أَرْضَيْتِهِ عَنِّي، فَعَمَدَتْ عَائِشَةُ إِلَى خِمَارِهَا، وَكَانَتْ صَبَغَتْهُ بِوَرْسٍ وَزَعْفَرَانٍ، فَنَضَحَتْهُ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ، ثُمَّ جَاءَتْ حَتَّى قَعَدَتْ عِنْدَ رَأْسِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : مَا لَكِ؟ فَقَالَتْ: ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ، فَعَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْحَدِيثَ، فَرَضِيَ عَنْ صَفِيَّةَ، وَانْطَلَقَ إِلَى زَيْنَبَ، فَقَالَ لَهَا: إِنَّ صَفِيَّةَ قَدْ أَعْيَا بِهَا بَعِيرُهَا، فَمَا عَلَيْكِ أَنْ تُعْطِيَهَا بَعِيرَكِ قَالَتْ زَيْنَبُ: أَتَعْمَدُ إِلَى بَعِيرِي فَتُعْطِيَهُ الْيَهُودِيَّةَ؟ فَهَاجَرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ، فَلَمْ يَقْرَبْ بَيْتَهَا، وَعَطَّلَتْ زَيْنَبُ نَفْسَهَا، وَعَطَّلَتْ بَيْتَهَا، وَعَمَدَتْ إِلَى السَّرِيرِ فَأَسْنَدَتْهُ إِلَى مُؤَخَّرِ الْبَيْتِ، وَأَيِسَتْ مِنْ أَنْ يَأْتِيَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، فَبَيْنَا هِيَ ذَاتَ يَوْمٍ، إِذَا بِوَجْسِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَدْ دَخَلَ الْبَيْتَ، فَوَضَعَ السَّرِيرَ مَوْضِعَهُ، فَقَالَتْ زَيْنَبُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، جَارِيَتِي فُلَانَةُ قَدْ طَهُرَتْ مِنْ حَيْضَتِهَا الْيَوْمَ، هِيَ لَكَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَرَضِيَ عَنْهَا۔

حسن: رواه النسائی فی الکبری (9117)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ ان کا اونٹ بیٹھ گیا تو وہ رونے لگ گئیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے ان کے آنسو پونچھنے لگ گئے، وہ اور زیادہ

رونے لگیں اور آپ ﷺ ان کو منع کرتے رہے۔ جب وہ بہت زیادہ رونے لگ گئیں تو آپ ﷺ نے ان کو ڈانٹ ڈپٹ کی اور لوگوں کو اترنے کا حکم دے دیا، سو وہ اتر گئے، اگرچہ آپ ﷺ کا اترنے کا ارادہ نہیں تھا۔ وہ کہتی ہیں: صحابہ کرام اتر پڑے اور اس دن میری باری تھی۔ جب صحابہ اترے تو نبی ﷺ کا خیمہ نصب کیا گیا، آپ اس میں داخل ہو گئے۔ وہ کہتی ہیں: یہ بات میری سمجھ میں نہ آسکی کہ میں کیسے آپ ﷺ کے پاس گھس جاؤں اور مجھے یہ ڈر بھی تھا کہ (ممکن ہے کہ) آپ کے دل میں میری بارے میں کوئی ناراضی ہو۔ وہ کہتی ہیں: میں عائشہ کے پاس گئی اور ان سے کہا: تم جانتی ہو کہ میں کسی چیز کے عوض اپنے دن کا سودا نہیں کروں گی، لیکن میں تجھے اپنی باری کا دن اس شرط پر ہبہ کرتی ہوں کہ تم رسول اللہ ﷺ کو مجھ سے راضی کروا دو۔ انھوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ اب وہ کہتی ہیں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے زعفران میں رنگی ہوئی چادر لی اور اس پر پانی چھڑکا تا کہ اس کی خوشبو تروتازہ ہو جائے، پھر اپنے کپڑے زیبِ تن کئے، پھر رسول اللہ کی طرف چلی گئیں اور (جا کر) خیمہ کا ایک کنارہ اٹھایا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اے عائشہ! تجھے کیا ہوا؟ یہ دن تیرا تو نہیں ہے۔ انھوں نے کہا: یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے، عطا کرتا ہے۔ آپ نے اپنی اہلیہ کے پاس دو پہر کو آرام کیا۔ جب شام ہوئی تو آپ ﷺ نے زینب بنت جحش سے فرمایا: اے زینب! اپنی بہن صفیہ کو ایک اونٹ مستعار دے دو۔ کیونکہ ان کے پاس سواریاں زیادہ تھیں۔ زینب نے کہا: کیا میں آپ کی یہودیہ کو مستعار دے دوں؟ یہ بات سن کر آپ ﷺ اس سے ناراض ہو گئے اور اس سے بولنا ترک کر دیا اور اس سے کوئی بات نہ کی، حتی کہ مکہ پہنچ گئے، پھر منی والے دن (بیت گئے) یہاں تک کہ آپ ﷺ مدینہ واپس آگئے اور محرم اور صفر کے (دو ماہ) بھی گزر گئے، لیکن آپ ﷺ نہ زینب کے پاس گئے اور نہ ہی اس کے لیے کوئی باری مقرر کی۔ وہ بھی آپ سے نا اُمید ہو گئیں۔ جب ربیع الاوّل کا مہینہ تھا تو آپ ﷺ اس کے پاس گئے۔ زینب نے آپ کا سایہ دیکھا اور کہا: یہ تو رسول اللہ ﷺ کا سایہ ہے اور آپ ﷺ تو میرے پاس آتے ہی نہیں، سو یہ (سائے والا) کون ہو سکتا ہے؟ نبی کریم ﷺ ان کے پاس داخل ہوئے، جب زینب نے آپ کو دیکھا تو کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے آنے سے (مجھے اتنی خوشی ہوئی ہے) کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میں کیا کروں۔ وہ کہتی ہیں: ان کی ایک لونڈی تھی، جس کو وہ نبی کریم ﷺ سے چھپا کر رکھتی تھیں۔ پھر اُس نے کہا: فلاں لونڈی آپ ﷺ کے لیے ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ زینب کی چارپائی کی طرف گئے، اُسے اٹھا لیا گیا تھا، آپ نے اُس کو اپنے ہاتھ سے بچھایا، پھر اپنی اہلیہ سے مباشرت کی اور اُن سے راضی ہوئے۔

[14]...... باب ما جاء فی فضائل أم سلمة وأخبارها

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل اور حالات کا بیان

10414/614: عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: أُنْبِئْتُ أَنَّ جِبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ، فَجَعَلَ

يَتَحَدَّثُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأُمِّ سَلَمَةَ: مَنْ هَذَا، أَوْ كَمَا قَالَ، قَالَتْ: هَذَا دِحْيَةُ، فَلَمَّا قَامَ، قَالَتْ: وَاللّٰهِ مَا حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ، حَتَّى سَمِعْتُ خُطْبَةَ النَّبِيِّ ﷺ يُخْبِرُ خَبَرَ جِبْرِيلَ، أَوْ كَمَا قَالَ۔ قَالَ أَبِي: قُلْتُ لِأَبِي عُثْمَانَ: مِمَّنْ سَمِعْتَ هَذَا؟ قَالَ: مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ۔

متفق عليه: رواه البخاری (4980) ومسلم (2451)۔

ابوعثمان مہدی نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے بات کرنے لگے۔ اس وقت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس موجود تھیں آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ جانتی ہو یہ کون ہیں؟ یا اسی طرح کے الفاظ آپ نے فرمائے۔ ام المؤمنین نے کہا کہ دحیہ الکلبی ہیں، جب آپ کھڑے ہوئے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا اللہ تعالیٰ کی قسم! اس وقت بھی میں انہیں دحیہ الکلبی سمجھتی رہی۔ آخر جب میں نے نبی کریم ﷺ کا خطبہ سنا جس میں آپ نے جبریل (علیہ السلام) کے آنے کی خبر سنائی تب مجھے حال معلوم ہوا یا اسی طرح کے الفاظ بیان کئے۔ معتمر نے بیان کیا کہ میرے والد (سلیمان) نے کہا' میں نے ابوعثمان مہدی سے کہا کہ آپ نے یہ حدیث کس سے سنی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے۔

10415/615: عن أم سلمة زوج النبی ﷺ قيل لها: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، حَدِّثِينَا عَنْ سِرِّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ قَالَتْ: كَانَ سِرُّهُ وَعَلَانِيَتُهُ سَوَاءً، ثُمَّ نَدِمْتُ، فَقُلْتُ: أَفْشَيْتُ سِرَّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ قَالَتْ: فَلَمَّا دَخَلَ أَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: أَحْسَنْتِ۔

حسن: رواه أحمد (26637)، والطبرانی فی الكبير (323/23)۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ سے کہا گیا اے ام المومنین ہمیں نبی ﷺ کے کسی اندرونی معاملے کے متعلق بتائیے انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ کا پوشیدہ اور ظاہری معاملہ دونوں برابر ہوتے تھے، پھر انہیں ندامت ہوئی اور سوچا کہ میں نے نبی ﷺ کا راز فاش کر دیا اور جب نبی ﷺ تشریف لائے تو ان سے عرض کیا نبی ﷺ نے فرمایا تم نے ٹھیک کیا۔

10416/616: عن أنس قال: لمّا حضرتْ أبا سلمة الوفاةُ، قالتْ أمُّ سلمة: إلى مَنْ تَكِلُنِيْ؟ فقال: اللهمَّ إنّكَ لأمِّ سلمة خيرٌ من أبی سلمة، فلما توفّی خطبَها رسولُ اللّٰه ﷺ، فقالت: إنّی كبيرةُ السِنّ، قال: ((أنا أكبرُ منكِ سِنًّا، والعيالُ على اللّٰهِ ورسولِه، و أمّا الغيرةُ فأرجو اللّٰهَ أن يذهبَها)) فتزوّجَها رسولُ اللّٰه ﷺ، فأرسلَ إليها برحاء ين وجرّةً للماء۔

حسن: رواه أبو يعلى (4161)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اب

میرے کفالت کون کرے گا؟ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ ام سلمہ کو ابو سلمہ سے بہتر عطا فرما۔ جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (عدت کے بعد) ان کو نکاح کا پیغام بھیج دیا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں عمر میں بڑی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں عمر میں آپ سے زیادہ بڑا ہوں۔ گھر والوں کا ذمہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور جہاں تک غیرت کا تعلق تو میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ وہ اس کو لے جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کی۔ اور ان کی طرف دو (آٹے کی) چکیاں اور پانی کا ایک گھڑا بھیجا۔

[15]...... باب فی قصة أم حبيبة أم المؤمنين وأخبارها

ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا قصہ اور ان کے حالات کا بیان

10417/617: عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَحتَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ فَمَاتَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ فَزَوَّجَهَا النَّجَاشِيُّ النَّبِيَّ ﷺ، وَأَمْهَرَهَا عَنْهُ أَرْبَعَةَ آلَافٍ، وَبَعَثَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَعَ شُرَحْبِيلَ ابْنِ حَسَنَةَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَسَنَةُ هِيَ أُمُّهُ۔

صحيح: رواه أبو داود (2107)، والنسائي (3350)، وأحمد (27408)، والحاكم (181/2)۔

ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا (اپنے متعلق) بیان کرتی ہیں کہ یہ پہلے عبید اللہ بن جحش کی زوجیت میں تھیں اور وہ حبشہ جا کر فوت ہو گیا تو نجاشی نے ان سے شادی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر دی اور اپنی طرف سے ان کو چار ہزار (درہم) مہر ادا کیا۔ پھر انہیں شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا۔

امام ابوداؤد وضاحت فرماتے ہیں کہ شرحبیل بن حسنہ میں حسنہ ان کی والدہ کا نام ہے۔

[16]...... باب ما جاء فی أخبار ميمونة

میمونہ رضی اللہ عنہا کے حالات کا بیان

10418/618: عَنْ يَزِيدَ الْأَصَمِّ قَالَ: ثَقُلَتْ مَيْمُونَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ وَلَيْسَ عِنْدَهَا مِنْ بَنِي أَخِيهَا، فَقَالَتْ: أَخْرِجُونِي مِنْ مَكَّةَ، فَإِنِّي لَا أَمُوتُ بِهَا، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَخْبَرَنِي أَنِّي لَا أَمُوتُ بِمَكَّةَ، قَالَ: فَحَمَلُوهَا حَتَّى أَتَوْا بِهَا سَرِفَ إِلَى الشَّجَرَةِ الَّتِي بَنَى بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تَحْتَهَا فِي مَوْضِعِ الْقُبَّةِ، قَالَ: فَمَاتَتْ، فَلَمَّا وَضَعْنَاهَا فِي لَحْدِهَا أَخَذْتُ رِدَائِي فَوَضَعْتُهُ تَحْتَ خَدِّهَا فِي اللَّحْدِ، فَأَخَذَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَرَمَى بِهِ

حسن: رواه أبو يعلى (7110)-

یزید الاصم نے کہا کہ: سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ میں بیمار ہو گئیں۔ اور ان کے بھتیجوں میں سے کوئی ان کے پاس نہیں تھا۔ آپ

رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے مکہ سے لے چلو۔ میں نے مکہ میں نہیں فوت ہونا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی تھی کہ میری وفات مکہ میں نہیں ہوگی۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہا کو اٹھایا اور مقام سرف میں ایک درخت کے پاس جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اگایا تھا، اس کے قریب ایک قبہ میں آپ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوگئی۔ جب ہم نے آپ رضی اللہ عنہا کو لحد میں رکھا تو میں نے اپنی چادر لے کر آپ رضی اللہ عنہا کے رخسار کے نیچے لحد میں رکھ دی۔ تو اسے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے لے کے پھینک دیا۔

10419/619: عن صفية بنت شيبة قالت: تزوّجَ رسولُ اللّٰه ﷺ ميمونةَ وهو حلالٌ، وبنى بها بِسَرِف، وكان قبرُ ميمونة بِسَرِف۔

حسن: رواه النسائی فی الكبرى (5328)۔

سیدۃ صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی اس وقت کی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حلال تھے، اور ان کا گھر سرف میں تعمیر کیا تھا۔ اور میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر بھی سرف میں تھی۔

[17]...... باب أخبار ميمونة وأم الفضل بنت الحارث

میمونہ اور ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہما کے حالات کا بیان

10420/620: عن ابن عباس قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: ((الأخوات مؤمنات، ميمونة زوج النبی ﷺ، وأم الفضل بنت الحارث، وسلمى امرأة حمزة، وأسماء بنت عميس أختهن لأمهن))۔

حسن: رواه النسائی (281)، والطبرانی فی الكبير (415/11)، وصحّحه الحاكم (32/4)۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن بہنیں ہیں؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ میمونہ رضی اللہ عنہا، حارث کی بیٹی ام الفضل، حمزہ کی بیوی سلمی، اسماء بنت عمیس ان کی ماں کی بہن۔

[18]...... باب ما جاء فی أخبار مارية

ماریہ رضی اللہ عنہا کے حالات کا بیان

10421/621: عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَجُلًا كَانَ يُتَّهَمُ بِأُمِّ وَلَدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ: اذْهَبْ فَاضْرِبْ عُنُقَهُ۔ فَأَتَاهُ عَلِيٌّ فَإِذَا هُوَ فِي رَكِيٍّ يَتَبَرَّدُ فِيهَا، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: اخْرُجْ، فَنَاوَلَهُ يَدَهُ فَأَخْرَجَهُ، فَإِذَا هُوَ مَجْبُوبٌ لَيْسَ لَهُ ذَكَرٌ، فَكَفَّ عَلِيٌّ، عَنْهُ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّهُ لَمَجْبُوبٌ مَا لَهُ ذَكَرٌ

صحيح: رواه مسلم (2771)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ام ولد (آپ کے فرزند کی والدہ) کے ساتھ مہتم کیا جاتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: جاؤ اور اس کی گردن اڑا دو، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے تو وہ ایک اتھلے (کم گہرے) کنویں میں ٹھنڈک کے لیے غسل کر رہا تھا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: نکلو، اور (سہارا دینے کے لیے) اسے اپنا ہاتھ پکڑایا اور اسے باہر نکالا تو دیکھا کہ وہ ہیجڑا ہے، اس کا عضو مخصوص تھا ہی نہیں۔ اس پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ (اس کو قتل کرنے سے) رُک گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اللہ کے رسول! وہ تو ہیجڑا ہے، اس کا عضو مخصوص ہے ہی نہیں۔

10422/622: عن علی بن أبی طالب قَالَ: كُثْرَ عَلَى مَارِيَةَ أُمِّ إِبْرَاهِيمَ فِي قِبْطِيِّ ابْنِ عَمٍّ لَهَا كَانَ يَزُورُهَا، وَيَخْتَلِفُ إِلَيْهَا، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: خُذْ هَذَا السَّيْفَ فَانْطَلِقْ، فَإِنْ وَجَدْتَهُ عِنْدَهَا فَاقْتُلْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ: أَكُونُ فِي أَمْرِكَ إِذَا أَرْسَلْتَنِي كَالسِّكَّةِ الْمُحْمَاةِ لَا يُثْنِينِي شَيْءٌ حَتَّى أَمْضِيَ لِمَا أَمَرْتَنِي بِهِ، أَمِ الشَّاهِدُ يَرَى مَا لَا يَرَى الْغَائِبُ؟ قَالَ: بَلِ الشَّاهِدُ يَرَى مَا لَا يَرَى الْغَائِبُ، فَأَقْبَلْتُ مُتَوَشِّحَ السَّيْفِ، فَوَجَدْتُهُ عِنْدَهَا، فَاخْتَرَطْتُ السَّيْفَ، فَلَمَّا رَآنِي أَقْبَلْتُ نَحْوَهُ تَخَوَّفَ أَنَّنِي أُرِيدُهُ، فَأَتَى نَخْلَةً فَرَقَى فِيهَا، ثُمَّ رَمَى بِنَفْسِهِ عَلَى قَفَاهُ، ثُمَّ شَغَرَ بِرِجْلِهِ، فَإِذَا بِهِ أَجَبُّ أَمْسَحُ، مَا لَهُ قَلِيلٌ وَلَا كَثِيرٌ، فَغَمَدْتُ السَّيْفَ، ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي يَصْرِفُ عَنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ

حسن: رواه البزار (634)، والطحاوی فی شرح المعانی (4953)، والبخاری فی التاریخ الکبیر (177/1)

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ام ابراہیم ماریہ قبطیہ کے پاس ان کے چچا کا بیٹا اکثر آیا کرتا تھا، اور ان سے باتیں کیا کرتا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ: یہ تلوار لو اور جاؤ، اور اگر آپ اسے (سیدہ) ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے پاس پاؤ تو اسے قتل کر ڈالو۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھیجیں گے تو میں آپ کے حکم پر ہو جاؤں گرم سکے کی طرح اور میں کسی چیز کی پرواہ نہیں کروں گا جب تک کہ وہ کام کر دوں جس کا آپ نے مجھے حکم دیا ہے۔ یا حاضر کی طرح جو دیکھ لیتا ہے اس چیز کو جو غائب نہیں دیکھتا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلکہ حاضر کی طرح جو دیکھتا ہے اس چیز کو جو غائب نہیں دیکھتا۔ تو میں اپنی تلوار کو ہاتھ میں تھام کر نکل پڑا۔ اس وقت وہ ان کے پاس ہی تھا۔ میں اپنی تلوار کو سیدھا کر لیا۔ جب اس نے مجھے اس حال میں آتا دیکھا تو اس نے محسوس کر لیا کہ میں اسے قتل کرنے آیا ہوں تو وہ کھجور کے درخت پر چڑھ گیا۔ اور اس نے اپنے جسم کو کپڑوں سے خالی کر دیا۔ اور اپنے دونوں پاؤں پھیلا دیئے۔ جب اس نے ایسا کیا تو میرے لیے ضروری تھا کہ میں اسے چھو کر دیکھتا۔ (تو میں نے پایا) کہ نا تو وہ زیادہ ہے نا کم (یعنی ہیجڑا ہے)۔ تو میں نے اپنی تلوار واپس میان میں رکھ دی۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس

واقع کی خبر دی۔ جس پر آپ ﷺ نے فرمایا: سب تعریف اللہ کی ہے جس نے ہم اہل بیت سے اس تہمت کو رفع فرما دیا۔"

10423/623: عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّكُمْ سَتَفْتَحُونَ مِصْرَ، وَهِيَ أَرْضٌ يُسَمَّى فِيهَا الْقِيرَاطُ، فَإِذَا فَتَحْتُمُوهَا فَأَحْسِنُوا إِلَى أَهْلِهَا فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا - أَوْ قَالَ: ذِمَّةً وَصِهْرًا، فَإِذَا رَأَيْتَ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ فِيهَا فِي مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَاخْرُجْ مِنْهَا۔

صحيح: رواه مسلم (227:2543)۔

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جلد ہی مصر کو فتح کر لو گے، وہ ایسی سرزمین ہے جہاں قیراط کا نام (کثرت سے) لیا جاتا ہوگا۔ جب تم اس سرزمین کو فتح کر لو تو وہاں کے لوگوں سے اچھا سلوک کرنا، کیونکہ ان کا حق بھی ہے اور رشتہ بھی۔ یا فرمایا: ان کا حق ہے اور سسرالی رشتہ ہے، پھر جب تم وہاں پر دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتے دیکھو تو وہاں سے نکل آنا۔

[19]...... باب ما جاء أن فاطمة سيدة نساء هذه الأمة

یہ کہ سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا اس امت کی عورتوں کی سردار ہیں کا بیان

10424/624: عن عائشة قَالَتْ: إِنَّا كُنَّا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَهُ جَمِيعًا لَمْ تُغَادِرْ مِنَّا وَاحِدَةٌ، فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ عليها السلام تَمْشِي، لَا وَاللّٰهِ مَا تَخْفَى مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا رَآهَا رَحَّبَ قَالَ: مَرْحَبًا بِابْنَتِي، ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا، فَلَمَّا رَأَى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ، إِذَا هِيَ تَضْحَكُ، فَقُلْتُ لَهَا أَنَا مِنْ بَيْنِ نِسَائِهِ: خَصَّكِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالسِّرِّ مِنْ بَيْنِنَا ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِينَ، فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَأَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ، قَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سِرَّهُ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ لَهَا: عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِي عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا أَخْبَرْتِنِي، قَالَتْ: أَمَّا الْآنَ فَنَعَمْ، فَأَخْبَرَتْنِي قَالَتْ: أَمَّا حِينَ سَارَّنِي فِي الْأَمْرِ الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَخْبَرَنِي: أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَإِنَّهُ قَدْ عَارَضَنِي بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلَا أُرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ، فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي، فَإِنِّي نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ۔ قَالَتْ: فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِي رَأَيْتِ، فَلَمَّا رَأَى جَزَعِي سَارَّنِي الثَّانِيَةَ قَالَ: يَا فَاطِمَةُ، أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ، أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ۔ قالت: فضحكت ضحكي الذي رأيت۔

متفق عليه: رواه البخاري (6286،6285)، ومسلم (2450-98) واللفظ لمسلم۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ تمام ازواج مطہرات (حضور اکرم ﷺ کے مرض وفات میں) آپ ﷺ کے پاس

تھیں، کوئی وہاں سے نہیں ہٹا تھا کہ سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی ہوئی آئیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ان کی چال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال سے الگ نہیں تھی (بلکہ بہت ہی مشابہ تھی) جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو خوش آمدید کہا۔ فرمایا بیٹی! مرحبا! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف انہیں بٹھایا۔ اس کے بعد آہستہ سے ان سے کچھ کہا اور سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ رونے لگیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا غم دیکھا تو دوبارہ ان سے سرگوشی کی اس پر وہ ہنسنے لگیں۔ تمام ازواج میں سے میں نے ان سے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں صرف آپ کو سرگوشی کی خصوصیت بخشی۔ پھر رونے لگیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے کان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا انہوں نے کہا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز نہیں کھول سکتی۔ پھر جب آپ کی وفات ہوگئی تو میں نے سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میرا جو حق آپ پر ہے اس کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ مجھے وہ بات بتادیں۔ انہوں نے کہا کہ اب بتاسکتی ہوں چنانچہ انہوں نے مجھے بتایا کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پہلی سرگوشی کی تھی تو فرمایا تھا کہ جبریل علیہ السلام ہر سال مجھ سے سال میں ایک مرتبہ دور کیا کرتے تھے لیکن اس سال مجھ سے انہوں نے دومرتبہ دور کیا اور میرا خیال ہے کہ میری وفات کا وقت قریب ہے، اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا کیونکہ میں تمہارے لیے ایک اچھا آگے جانے والا ہوں بیا نکیا کہ اس وقت میرا رونا جو آپ نے دیکھا تھا اس کی وجہ یہی تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری پریشانی دیکھی تو آپ نے دوبارہ مجھ سے سرگوشی کی، فرمایا فاطمہ بیٹی! کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جنت میں تم مومنوں کی عورتوں کی سردار ہوگی، یا (فرمایا کہ) اس امت کی عورتوں کی سردار ہوگی۔ فرماتی ہیں کہ تو وہ مسکرانے لگیں، اور میں نے سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مسکراہٹ دیکھی۔

10425/625: عن عائشة قالت: مرض رسول الله ﷺ فجاء ت فاطمة فأكبت على رسول الله ﷺ فسارها فبكت، ثم أكبت عليه، فسارها فضحكت، فلما توفى رسول الله ﷺ، سألتها فقالت: لما أكببت عليه أخبرنى أنه ميت من وجعه ذلك، فبكيتُ، ثم أكببت عليه فأخبرنى أنى أسرع أهل بيتى به لحوقا، وأنى سيدة نساء أهل الجنة إلا مريم بنت عمران فرفعت رأسى فضحكت۔

حسن: رواه النسائى فى الكبرى (8459،8308)، وابن شاهين فى جزء فضائل فاطمة (5،4)

ترجمہ اوپر گزر چکا ہے۔

10426/626: عن أم سلمة أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَعَا فَاطِمَةَ عَامَ الْفَتْحِ فَنَاجَاهَا فَبَكَتْ ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ۔ قَالَتْ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَأَلْتُهَا عَنْ بُكَائِهَا وَضَحِكِهَا۔ قَالَتْ: أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ يَمُوتُ فَبَكَيْتُ، ثُمَّ أَخْبَرَنِي أَنِّي سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا مَرْيَمَ ابْنَةَ عِمْرَانَ فَضَحِكْتُ

حسن: رواہ الترمذی (3893،3873)، والنسائی فی الکبری (8460)، وابن أبی عاصم فی الآحاد (2964)۔

سیدۃ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فاطمہ کو بلایا، اور ان سے سرگوشی کی تو وہ روپڑیں، پھر دوبارہ آپ نے ان سے بات کی تو وہ ہنسنے لگیں، انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ بتایا کہ آپ عنقریب وفات پا جائیں گے، تو میں روپڑی، پھر آپ نے مجھے بتایا کہ میں مریم بنت عمران کو چھوڑ کر اہل جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہوں گی تو میں ہنسنے لگی۔

[20]...... باب فاطمة بنت محمد ﷺ بضعة منه ﷺ يريبه ما أرابها ويؤذيه ما آذاها

فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے (جگر) کا ٹکڑا ہیں اور جو انہیں برا لگے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی برا لگتا ہے اور جس سے انہیں تکلیف پہنچے اسی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچتی ہے کا بیان

10427/627: عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: إِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُوا فِي أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَلَا آذَنُ، ثُمَّ لَا آذَنُ، ثُمَّ لَا آذَنُ، إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ، فَإِنَّمَا هِيَ بَضْعَةٌ مِنِّي، يُرِيبُنِي مَا أَرَابَهَا، وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا

متفق علیه: رواہ البخاری (5230)، ومسلم (2449-39)

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر فرما رہے تھے کہ ہشام بن مغیرہ جو ابو جہل کا باپ تھا اس کی اولاد (حارث بن ہشام اور سلم بن ہشام) نے اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب سے کرنے کی مجھ سے اجازت مانگی ہے لیکن میں انہیں ہرگز اجازت نہیں دوں گا یقیناً میں اس کی اجازت نہیں دوں گا ہرگز میں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ البتہ اگر علی بن ابی طالب میری بیٹی کو طلاق دے کر ان کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہیں (تو میں اس میں رکاوٹ نہیں بنوں گا) کیونکہ وہ (سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا) میرے جگر کا ایک ٹکڑا ہے جو اس کو برا لگے وہ مجھ کو بھی برا لگتا ہے اور جس چیز سے اسے تکلیف پہنچتی ہے اس سے مجھے بھی تکلیف پہنچتی ہے۔

10428/628: عن المسور بن مخرمة انَّ عَلِيًّا خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ، فَسَمِعَتْ بِذَلِكَ فَاطِمَةُ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَزْعُمُ قَوْمُكَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ، وَهَذَا عَلِيٌّ نَاكِحٌ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ۔ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَسَمِعْتُهُ حِينَ تَشَهَّدَ يَقُولُ: أَمَّا بَعْدُ، أَنْكَحْتُ

أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ، فَحَدَّثَنِي وَصَدَقَنِي، وَإِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي، وَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَسُوءَ هَا، وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ۔

متفق عليه: رواه البخاری (3729)، ومسلم (2449-96)۔

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی لڑکی کو (جو مسلمان تھیں) پیغام نکاح دیا، اس کی اطلاع جب سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہوئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ آپ کی قوم کا خیال ہے کہ آپ کو اپنی بیٹیوں کی خاطر (جب انہیں کوئی تکلیف دے) کسی پر غصہ نہیں آتا۔ اب دیکھئے یہ علی ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں، اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو خطاب فرمایا: میں نے آپ کو خطبہ پڑھتے سنا، پھر آپ نے فرمایا: اما بعد: میں نے ابوالعاص بن ربیع سے (زینب رضی اللہ عنہا کی، آپ کی سب سے بڑی صاحبزادی) شادی کی تو انہوں نے جو بات بھی کہی اس میں وہ سچے اترے اور بلاشبہ فاطمہ بھی میرے (جسم کا) ایک ٹکڑا ہے، اور مجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی بھی اسے تکلیف دے، اللہ تعالیٰ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور اللہ تعالیٰ کے ایک دشمن کی بیٹی ایک شخص کے پاس جمع نہیں ہوسکتیں۔ چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس شادی کا ارادہ ترک کردیا۔

10429/629: عن المسور بن مخرمة أن علی بن أبی طالب، خَطَبَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ عَلَى فَاطِمَةَ عليها السلام، فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي ذٰلِكَ عَلَى مِنْبَرِهِ هٰذَا، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مُحْتَلِمٌ، فَقَالَ: إِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّي، وَأَنَا أَتَخَوَّفُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِينِهَا ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ۔ قَالَ: حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي، وَوَعَدَنِي فَوَفَّى لِي، وَإِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلَالًا، وَلَا أُحِلُّ حَرَامًا، وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ أَبَدًا۔

متفق عليه: رواه البخاری (3110)، ومسلم (2449-95)۔

سیدنا مسور رضی اللہ عنہ نے ایک قصہ بیان کیا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں ابوجہل کی ایک بیٹی (جمیلہ نامی رضی اللہ عنہا) کو پیغام نکاح دے دیا تھا۔ میں نے خود سنا کہ اسی مسئلہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسی منبر پر کھڑے ہو کر صحابہ کو خطاب فرمایا۔ میں اس وقت بالغ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا مجھ سے ہے۔ اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ (اس رشتہ کی وجہ سے) کسی گناہ میں نہ پڑ جائے کہ اپنے دین میں وہ کسی فتنہ میں مبتلا ہو۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاندان بنی عبد شمس کے ایک اپنے داماد (عاص بن ربیع) کا ذکر کیا اور دامادی سے متعلق آپ نے ان کی تعریف کی، آپ نے فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے جو بات کہی سچ کہی، جو وعدہ کیا، اسے پورا کیا۔ میں کسی حلال (یعنی نکاح

ثانی) کو حرام نہیں کرسکتا اور نہ کسی حرام کو حلال بناتا ہوں، لیکن اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک ساتھ جمع نہیں ہوں گی۔

10430/630: عن عبداللّٰه بن الزبير أن علياً ذكر ابنة أبى جهل، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّمَا فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّي يُؤْذِينِي مَا آذَاهَا وَيُنْصِبُنِي مَا أَنْصَبَهَا

صحيح: رواه الترمذى (3869)، وأحمد (16123)، والطبرانى فى الكبير (405/22)۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کا ذکر کیا تو اس کی خبر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی، آپ نے فرمایا: فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، مجھے تکلیف دیتی ہے وہ چیز جو اسے تکلیف دیتی ہے، اور تعب میں ڈالتی ہے مجھے وہ چیز جو اسے تعب میں ڈالتی ہے۔

[21]...... باب ما جاء فى أخبار فاطمة

سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حالات کا بیان

10431/631: عن على بن أبى طالب قال: لما تَزَوَّجْتُ فَاطِمَةَ رضي الله عنها، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ابْنِ بِي، قَالَ: أَعْطِهَا شَيْئًا، قُلْتُ: مَا عِنْدِي مِنْ شَيْءٍ، قَالَ: فَأَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ؟ قُلْتُ: هِيَ عِنْدِي،قَالَ: فَأَعْطِهَا إِيَّاهُ

صحيح: رواه النسائى (3375)، والبيهقى (252/7)۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے کچھ دو۔ انہوں نے کہا: میرے پاس تو کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا: تیری حطمی زرہ کہاں ہے؟ تو میں نے کہا کہ وہ میرے پاس ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی دے دو۔

[22]...... باب أخبار رقية بنت رسول اللّٰه ﷺ

رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کا بیان

10432/632: عن أبى أمامة بن سهل قال: لما فرغ رسول اللّٰه ﷺ من بدر بعث بشيرين إلى أهل المدينة، بعث زيد بن حارثة إلى أهل السافلة، وبعث عبد اللّٰه بن رواحة إلى أهل العالية يبشرونهم بفتح اللّٰه على نبيه ﷺ، فوافق زيد بن حارثه ابنه أسامة حين سوى التراب على رقية بنت رسول اللّٰه ﷺ۔

حسن: رواه الحاكم (3/217-218)۔

ابوامامہ بن سھل نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ بدر کے معرک سے فارغ ہوئے تو تو خوشخبری دینے والے مدینہ کی طرف روانہ کیے۔ زید بن حارثہ کو نچلی (سطح پر رہنے والوں) کی طرف اور عبداللہ بن رواحہ کو اوپری (سطح پر رہنے والوں) کی طرف کہ وہ لوگوں کو اس فتح کی نوید سنائیں۔ تو زید بن حارثہ کی ملاقات ان کے اپنے بیٹے سے ہوئی جو رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کی قبر پر مٹی ڈال رہے تھے۔

[23]...... باب أخبار زينب بنت رسول الله ﷺ

زینب بنت رسول اللہ ﷺ کے حالات کا بیان

10433/633: عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رضي الله عنها قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهُ فَقَالَ: اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا، أَوْ خَمْسًا، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا، أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي۔ فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ، فَأَعْطَانَا حِقْوَهُ فَقَالَ: أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ۔ تَعْنِي إِزَارَهُ۔

متفق عليه: رواه مالك (2) والبخاري (1253)، ومسلم (83/939)۔

سیدہ ام عطیہ انصاری رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی (زینب یا ام کلثوم رضی اللہ عنہما) کی وفات ہوئی آپ وہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ تین یا پانچ مرتبہ غسل دے دو اور اگر مناسب سمجھو تو اس سے بھی زیادہ دے سکتی ہو۔ غسل کے پانی میں بیری کے پتے ملا لو اور آخر میں کافور یا (یہ کہا کہ) کچھ کافور کا استعمال کر لینا اور غسل سے فارغ ہونے پر مجھے خبر دے دینا۔ چنانچہ ہم نے جب غسل دے لیا تو آپ کو خبر دیدی۔ آپ ﷺ نے ہمیں اپنا ازار دیا اور فرمایا کہ اسے ان کی قمیص بنا دو۔ آپ کی مراد اپنے ازار سے تھی۔

جموع ما جاء فی فضائل بقیة الصحابیات وأخبارهن

احادیث کا مجموعہ جن میں بقیہ مشہور صحابیات رضی اللہ عنہن کے حالات و واقعات بیان ہوئے

[1]...... باب ما جاء فی أخبار أسماء بنت أبی بکر

اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے حالات کا بیان

10434/634: عَنْ أَسْمَاءَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: صَنَعْتُ سُفْرَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِی بَیْتِ أَبِی بَکْرٍ حِینَ أَرَادَ أَنْ یُهَاجِرَ إِلَی الْمَدِینَةِ قَالَتْ: فَلَمْ نَجِدْ لِسُفْرَتِهِ وَلَا لِسِقَائِهِ مَا نَرْبِطُهُمَا بِهِ فَقُلْتُ لِأَبِی بَکْرٍ: وَاللّٰهِ مَا أَجِدُ شَیْئًا أَرْبِطُ بِهِ إِلَّا نِطَاقِی قَالَ: فَشُقِّیهِ بِاثْنَیْنِ فَارْبِطِیهِ: بِوَاحِدٍ السِّقَاءَ وَبِالْآخَرِ السُّفْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلِذَلِكَ سُمِّیتُ ذَاتَ النِّطَاقَیْنِ۔

صحیح: رواه البخاری (2979)۔

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی ہجرت کا ارادہ کیا تو میں نے (والد ماجد) ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر آپ کے لیے سفر کا ناشتہ تیار کیا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب آپ کے ناشتے اور پانی کو باندھنے کے لیے کوئی چیز نہیں ملی، تو میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بجز میرے کمر بند کے اور کوئی چیز اسے باندھنے کے لیے نہیں ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ پھر اسی کے دو ٹکڑے کرلو۔ ایک سے ناشتہ باندھ دینا اور دوسرے سے پانی، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، اور اسی وجہ سے میرا نام ذات النطاقین (دو کمر بندوں والی) پڑ گیا۔

[2]...... باب فضیلة جمرة بنت عبداللّٰه الیربوعیة

جمرہ بنت عبداللہ یربوعیہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان

10435/635: عن جمرة بنت عبداللّٰه الیربوعیة قالت: ذهب بی أبی إلی النبی ﷺ بعد ما رُدَّت علی أبی الإبل، فقال: یا رسول اللّٰه، ادع اللّٰه لبنتی هذه بالبرکة، قالت: فأجلسنی النبی ﷺ فی حجره، ووضع یده علی رأسی، ودعا لی بالبرکة۔

حسن: رواه أبو يعلى فى مسنده كما فى المطالب العالية (2824)، والطبرانى فى المعجم الكبير (210/24)۔

سیدنا جمرہ بنت عبداللہ یربوعیہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ مجھ کو میرے والد بعد اس کے کہ میں نے ان پر صدقہ کر کے اونٹ کو واپس کر دیا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ میری اس لڑکی کے لیے آپ دعا کر دیں تو آپ نے مجھ کو اپنی گود میں بٹھا لیا اور میرے لیے دعا کی۔

[3]...... باب فى أخبار خالدة بنت الأسود القرشية

خالدہ بنت اسود قرشیہ رضی اللہ عنہا کے حالات کا بیان

10436/636: عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَى النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: مَنْ هَذِهِ؟ فَقَالُوا لَهُ: أُمُّ خَالِدٍ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِى يُخْرِجُ الْحَىَّ مِنَ الْمَيِّتِ۔

حسن: رواه ابن أبى عاصم فى الآحاد والمثانى (3368)، والطبرانى فى الكبير (95/25)۔

ام خالد بنت ابو اسود سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ ام خالد بنت اسود بن یغوث ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے ہیں جس نے مردہ سے زندہ کیا۔ یعنی کافر سے مومن بنایا۔

قصور: +923024056187

[4]...... باب ما جاء فى أخبار خولة بنت ثعلبة

خولة بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کے حالات کا بیان

10437/637: عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتِ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِى وَسِعَ سَمْعُهُ الْأَصْوَاتَ، لَقَدْ جَاءَ تْ خَوْلَةُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ تَشْكُو زَوْجَهَا، فَكَانَ يَخْفَى عَلَيَّ كَلَامُهَا، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عز وجل: {قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِى تُجَادِلُكَ فِى زَوْجِهَا وَتَشْتَكِى إِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا}[المجادلة:1]۔

صحيح: رواه النسائى (3460)، وابن ماجه (188) (2063)، و أحمد (24195)، والحاكم (481/2)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام آوازوں کو سنتا ہے، تکرار کرنے والی خاتون نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں کمرے کے ایک کونے میں تھی۔ وہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے) اپنے خاوند کی شکایت کر رہی تھی اور مجھے اس کی بات سنائی نہیں دے رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿قَدْ سَمِعَ

اللهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا﴾ اللہ تعالیٰ نے اس (عورت) کی بات سن لی جو آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں تکرار کر رہی تھی۔

10438/638: عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ ثَعْلَبَةَ، قَالَتْ: فِيَّ - وَاللّٰهِ - وَفِى أَوْسِ بْنِ صَامِتٍ أَنْزَلَ اللّٰهُ عز وجل صَدْرَ سُورَةِ الْمُجَادَلَةِ۔ قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَهُ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ سَاءَ خُلُقُهُ وَضَجِرَ، قَالَتْ: فَدَخَلَ عَلَيَّ يَوْمًا، فَرَاجَعْتُهُ بِشَيْءٍ، فَغَضِبَ، فَقَالَ: أَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّي۔ قَالَتْ: ثُمَّ خَرَجَ، فَجَلَسَ فِي نَادِي قَوْمِهِ سَاعَةً، ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ، فَإِذَا هُوَ يُرِيدُنِي عَلَى نَفْسِي۔ قَالَتْ: فَقُلْتُ: كَلَّا وَالَّذِي نَفْسُ خُوَيْلَةَ بِيَدِهِ، لَا تَخْلُصُ إِلَيَّ، وَقَدْ قُلْتَ مَا قُلْتَ، حَتَّى يَحْكُمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ فِينَا بِحُكْمِهِ۔ قَالَتْ: فَوَاثَبَنِي وَامْتَنَعْتُ مِنْهُ، فَغَلَبْتُهُ بِمَا تَغْلِبُ بِهِ الْمَرْأَةُ الشَّيْخَ الضَّعِيفَ، فَأَلْقَيْتُهُ عَنِّي۔ قَالَتْ: ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَى بَعْضِ جَارَاتِي، فَاسْتَعَرْتُ مِنْهَا ثِيَابَهَا، ثُمَّ خَرَجْتُ حَتَّى جِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَذَكَرْتُ لَهُ مَا لَقِيتُ مِنْهُ، فَجَعَلْتُ أَشْكُو إِلَيْهِ ﷺ مَا أَلْقَى مِنْ سُوءِ خُلُقِهِ، قَالَتْ: فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: يَا خُوَيْلَةُ، ابْنُ عَمِّكِ شَيْخٌ كَبِيرٌ، فَاتَّقِي اللّٰهَ فِيهِ ـ قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ مَا بَرِحْتُ حَتَّى نَزَلَ فِيَّ الْقُرْآنُ، فَتَغَشَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا كَانَ يَتَغَشَّاهُ، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ، فَقَالَ لِي: يَا خُوَيْلَةُ، قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيكِ وَفِي صَاحِبِكِ ـ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيَّ: {قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ} إِلَى قَوْلِهِ: {وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ} [المجادلة: 1 - 4] فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مُرِيهِ، فَلْيُعْتِقْ رَقَبَةً ـ قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا عِنْدَهُ مَا يُعْتِقُ، قَالَ: فَلْيَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ـ قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّهُ شَيْخٌ كَبِيرٌ، مَا بِهِ مِنْ صِيَامٍ۔ قَالَ: فَلْيُطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ ـ قَالَتْ: فَقُلْتُ : وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا ذَاكَ عِنْدَهُ۔ قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَإِنَّا سَنُعِينُهُ بِعَرَقٍ مِنْ تَمْرٍ ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَأَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، سَأُعِينُهُ بِعَرَقٍ آخَرَ، قَالَ: قَدْ أَصَبْتِ وَأَحْسَنْتِ، فَاذْهَبِي، فَتَصَدَّقِي عَنْهُ، ثُمَّ اسْتَوْصِي بِابْنِ عَمِّكِ خَيْرًا ـ قَالَتْ: فَفَعَلْتُ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَالَ أَبِي: قَالَ سَعْدٌ: الْعَرَقُ: الصَّنُّ ـ

حسن: رواه أحمد (27319) واللفظ له، وأبو داود (2214،2215)، وابن الجارود (746)۔

سیدۃ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورت مجادلہ کی ابتدائی آیات، واللہ! میرے اور اوس بن صامت کے متعلق نازل فرمائی تھیں، میں اوس کے نکاح میں تھی بہت زیادہ بوڑھا ہو جانے کی وجہ سے ان کے مزاج میں

تلخی اور چڑچڑا پن آ گیا تھا، ایک دن وہ میرے پاس آئے اور میں نے انہیں کسی بات کا جواب دیا تو وہ ناراض ہو گئے اور کہنے لگے کہ تو مجھ پر ایسے ہے جیسے میری ماں کی پشت، تھوڑی دیر بعد وہ باہر چلے گئے اور کچھ دیر تک اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھ کر واپس آ گئے، اب وہ مجھ سے اپنی خواہش کی تکمیل کرنا چاہتے تھے، لیکن میں نے ان سے کہہ دیا کہ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں خویلہ کی جان ہے، ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، تم نے جو بات کہی ہے اس کے بعد تم میرے قریب نہیں آ سکتے تا آنکہ اللہ اور اس کا رسول ہمارے متعلق کوئی فیصلہ فرما دے، انہوں نے مجھے قابو کرنا چاہا اور میں نے ان سے اپنا بچاؤ کیا اور ان پر غالب آ گئی، جیسے کوئی عورت کسی بوڑھے آدمی پر غالب آ جاتی ہے اور انہیں اپنی طرف سے دوسری طرف دھکیل دیا۔ پھر میں نکل کر اپنی پڑوسن کے گھر گئی اور اس سے اس کے کپڑے عاریۃ مانگے اور انہیں پہن کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئی اور ان کے سامنے بیٹھ کر وہ تمام واقعہ سنا دیا جس کا مجھے سامنا کرنا پڑا تھا اور نبی ﷺ کے سامنے ان کے مزاج کی تلخی کی شکایت کرنے لگی، نبی ﷺ فرمانے لگے: خویلہ! تمہارا چچا زاد بہت بوڑھا ہو گیا ہے، اس کے معاملے میں اللہ سے ڈرو واللہ! میں وہاں سے اٹھنے نہیں پائی تھی کہ میرے متعلق قرآن کریم کا نزول شروع ہو گیا اور نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: خویلہ! اللہ نے تمہارے اور تمہارے شوہر کے متعلق فیصلہ نازل فرما دیا ہے، پھر نبی ﷺ نے قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ إِلَى قَوْلِهِ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ والی آیات مجھے پڑھ کر سنائیں۔ پھر نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اپنے شوہر سے کہو کہ ایک غلام آزاد کرے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! واللہ، ان کے پاس آزاد کرنے کے لیے کچھ نہیں ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: پھر اسے دو مہینے مسلسل روزے رکھنے چاہئیں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! واللہ، وہ تو بہت بوڑھے ہیں ان میں روزے رکھنے کی طاقت نہیں ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: پھر ساٹھ مسکینوں کو ایک وسق کھجوریں کھلا دے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! واللہ، ان کے پاس تو کچھ نہیں ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ایک ٹوکری کھجور سے ہم اس کی مدد کریں گے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک ٹوکری کھجوروں سے میں بھی ان کی مدد کروں گی، نبی ﷺ نے فرمایا: بہت خوب، بہت عمدہ، جاؤ اور اس کی طرف سے اسے صدقہ کر دو اور اپنے ابن عم کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیت پر عمل کرو، چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔

[5]...... باب ما جاء فی فضل سعيرة أم زفر

سعیرہ ام زفر رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان

10439/639: عن عَطَاء بْن أَبِي رَبَاح قَالَ: قَالَ لِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَلَا أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قُلْتُ: بَلَى، قَالَ هَذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَتْ: إِنِّي أُصْرَعُ، وَإِنِّي

أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللّٰهَ لِی، قَالَ: إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَكِ۔ فَقَالَتْ: أَصْبِرُ، فَقَالَتْ: إِنِّی أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ لَا أَتَكَشَّفَ، فَدَعَا لَهَا۔

متفق عليه: رواه البخاری (5652)، ومسلم (2576)

عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، تمہیں میں ایک جنتی عورت کو نہ دکھا دوں؟ میں نے عرض کیا کہ ضرور دکھائیں، کہا کہ ایک سیاہ عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا کہ مجھے مرگی آتی ہے اور اس کی وجہ سے میرا ستر کھل جاتا ہے۔ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے تو صبر کر تجھے جنت ملے گی اور اگر چاہے تو میں تیرے لیے اللہ سے اس مرض سے نجات کی دعا کر دوں۔ اس نے عرض کیا کہ میں صبر کروں گی پھر اس نے عرض کیا کہ مرگی کے وقت میرا ستر کھل جاتا ہے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا کر دیں کہ ستر نہ کھلا کرے۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔

[6]...... باب فی أخبار هند بنت عتبة بن ربيعة زوجة أبی سفيان بن حرب

ہند رضی اللہ عنہا بنت عتبہ بن ربیعہ، ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے حالات کا بیان

10440/640: عن عائشة قالت: إِنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا كَانَ مِمَّا عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ أَخْبَاءٍ، أَوْ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوا مِنْ أَهْلِ أَخْبَائِكَ، أَوْ خِبَائِكَ، شَكَّ يَحْيَى، ثُمَّ مَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ أَهْلُ أَخْبَاءٍ، أَوْ خِبَاءٍ، أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ أَخْبَائِكَ، أَوْ خِبَائِكَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: وَأَيْضًا، وَالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِی لَهُ؟ قَالَ: لَا إِلَّا بِالْمَعْرُوفِ۔

متفق عليه: رواه البخاری (6641)، ومسلم (1714) ك۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ (معاویہ رضی اللہ عنہ کی ماں) نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ساری زمین پر جتنے ڈیرے والے ہیں (یعنی عرب لوگ جو اکثر ڈیروں اور خیموں میں رہا کرتے تھے) میں کسی کا ذلیل وخوار ہونا مجھ کو اتنا پسند نہیں تھا جتنا آپ کا۔ یحییٰ بن بکیر راوی کو شک ہے (کہ ڈیرے کا لفظ بہ صیغہ مفرد کہا یا بہ صیغہ جمع) اب کوئی ڈیرہ والا یا ڈیرے والے ان کو عزت اور آبرو حاصل ہونا مجھ کو آپ کے ڈیرے والوں سے زیادہ پسند نہیں ہے (یعنی اب میں آپ کی اور مسلمانوں کی سب سے زیادہ خیر خواہ ہوں) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابھی کیا ہے تو اور بھی زیادہ خیر خواہ بنے گی۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے۔ پھر ہند کہنے لگی یا رسول اللہ! ابوسفیان تو ایک بخیل آدمی

ہے مجھ پر گناہ تو نہیں ہوگا اگر میں اس کے مال میں سے (اپنے بال بچوں کو کھلاؤں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اگر تو دستور کے موافق خرچ کرے۔

[7]...... باب ما جاء فی أخبار أم أیمن

ام ایمن رضی اللہ عنہا کے حالات کا بیان

10441/641: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِعُمَرَ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزُورُهَا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَزُورُهَا، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ، فَقَالَا لَهَا: مَا يُبْكِيكِ؟ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فَقَالَتْ: مَا أَبْكِي أَنْ لَا أَكُونَ أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَلَكِنْ أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ - فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ، فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا ۔

صحيح: رواه مسلم (2454)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے ساتھ ام ایمن کی ملاقات کے لیے چلو ہم اس سے ملیں گے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملنے کو جایا کرتے تھے۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ دونوں ساتھیوں نے کہا کہ تم کیوں روتی ہو؟ اللہ جل جلالہ کے پاس اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جو سامان ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہتر ہے۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اس لیے نہیں روتی کہ یہ بات نہیں جانتی بلکہ اس وجہ سے روتی ہوں کہ اب آسمان سے وحی کا آنا بند ہوگیا۔ ام ایمن کے اس کہنے سے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بھی رونا آیا پس وہ بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔

10442/642: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: انْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، فَنَاوَلَتْهُ إِنَاءً فِيهِ شَرَابٌ، قَالَ: فَلَا أَدْرِي أَصَادَفَتْهُ صَائِمًا أَوْ لَمْ يُرِدْهُ، فَجَعَلَتْ تَصْخَبُ عَلَيْهِ وَتَذَمَّرُ عَلَيْهِ

صحيح: رواه مسلم (2453)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے، میں بھی آپ کے ساتھ گیا، انھوں نے آپ کے ہاتھ میں ایک برتن دیا جس میں مشروب تھا۔ کہا: تو مجھے معلوم نہیں کہ انھوں نے اچانک روزے کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (وہ مشروب) پکڑا دیا تھا یا آپ اسے پینا نہیں چاہتے تھے، (آپ نے پینے میں تردد فرمایا) تو وہ آپ کے سامنے زور زور سے بولنے اور غصے کا اظہار کرنے لگیں (جس طرح ایک ماں کرتی ہے۔)

[8]...... باب ما جاء فی أم حرام بنت ملحان الأنصارية

ام حرام بنت ملحان انصاریہ رضی اللہ عنہا کے حالات کا بیان

10443/643: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَطْعَمَتْهُ وَجَعَلَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ: مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ۔ شَكَّ إِسْحَاقُ قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ: وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔ كَمَا قَالَ فِي الْأَوَّلِ قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ: أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ۔ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ۔

متفق علیه: رواه مالك (39) والبخاری (2789،2788)، ومسلم (1912:160)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام حرام رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے (یہ انس کی خالہ تھیں جو عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں) ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا اور آپ ﷺ کے سر سے جوئیں نکالنے لگیں' اس عرصے میں آپ ﷺ سو گئے' جب بیدار ہوئے تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! کس بات پر آپ ہنس رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کئے گئے کہ وہ اللہ کے راستے میں غزوہ کرنے کے لیے دریا کے بیچ میں سوار اس طرح جا رہے ہیں جس طرح بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں یا جیسے بادشاہ تخت رواں پر سوار ہوتے ہیں یہ شک اسحاق راوی کو تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ دعا فرمایئے کہ اللہ مجھے بھی انہیں میں سے کر دے' رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی پھر آپ ﷺ اپنا سر رکھ کر سو گئے' اس مرتبہ بھی آپ بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! کس بات پر آپ ہنس رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کئے گئے کہ وہ اللہ کی راہ میں غزوہ کے لیے جا رہے ہیں پہلے کی طرح' اس مرتبہ بھی فرمایا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ سے میرے

لیے دعا کیجئے کہ مجھے بھی انہیں میں سے کردے ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ تو سب سے پہلی فوج میں شامل ہوگی (جو بحری راستے سے جہاد کرے گی) چنانچہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ام حرام رضی اللہ عنہا نے بحری سفر کیا پھر جب سمندر سے باہر آئیں تو ان کی سواری نے انہیں نیچے گرادیا اور اسی حادثہ میں ان کی وفات ہوگئی ۔

10444/644: عَنْ أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ قَالَتْ: نَامَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا قَرِيبًا مِنِّي ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَتَبَسَّمُ فَقُلْتُ: مَا أَضْحَكَكَ قَالَ: أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ يَرْكَبُونَ هَذَا الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ۔ قَالَتْ: فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ نَامَ الثَّانِيَةَ فَفَعَلَ مِثْلَهَا فَقَالَتْ مِثْلَ قَوْلِهَا فَأَجَابَهَا مِثْلَهَا فَقَالَتِ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ: أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ۔ فَخَرَجَتْ مَعَ زَوْجِهَا عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ غَازِيًا أَوَّلَ مَا رَكِبَ الْمُسْلِمُونَ الْبَحْرَ مَعَ مُعَاوِيَةَ فَلَمَّا انْصَرَفُوا مِنْ غَزْوِهِمْ قَافِلِينَ فَنَزَلُوا الشَّأْمَ فَقُرِّبَتْ إِلَيْهَا دَابَّةٌ لِتَرْكَبَهَا فَصَرَعَتْهَا فَمَاتَتْ۔

متفق عليه: رواه البخاري (2800،2799)، ومسلم (161:1912)۔

سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب ہی سو گئے ۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے، میں عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو غزوہ کرنے کے لیے اس بہتے دریا پر سوار ہو کر جا رہے تھے جیسے بادشاہ تخت پر چڑھتے ہیں۔ میں نے عرض کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے بھی دعا کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی انہیں میں سے بنا دے ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی ۔ پھر دوبارہ آپ سو گئے اور پہلے ہی کی طرح اس مرتبہ بھی کیا (بیدار ہوتے ہوئے مسکرائے) ام حرام رضی اللہ عنہا نے پہلے ہی کی طرح اس مرتبہ بھی عرض کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی جواب دیا ۔ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آپ دعا کر دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی انہیں میں سے بنا دے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب سے پہلے لشکر کے ساتھ ہوگی چنانچہ وہ اپنے شوہر عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمانوں کے سب سے پہلے بحری بیڑے میں شریک ہوئیں معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں غزوہ سے لوٹتے وقت جب شام کے ساحل پر لشکر اترا تو ام حرام رضی اللہ عنہا کے قریب ایک سواری لائی گئی تا کہ اس پر سوار ہو جائیں لیکن جانور نے انہیں گرا دیا اور اسی میں ان کا انتقال ہو گیا ۔

[9]...... باب ما جاء في أم الربيع بنت البراء

ام ربیع بنت براء رضی اللہ عنہا کے حالات کا بیان

10445/645: عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُخْتَ الرُّبَيِّعِ أُمَّ حَارِثَةَ جَرَحَتْ إِنْسَانًا فَاخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ

ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: الْقِصَاصَ الْقِصَاصَ۔ فَقَالَتْ أُمُّ الرُّبَيِّعِ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَيُقْتَصُّ مِنْ فُلَانَةَ، وَاللّٰهِ لَا يُقْتَصُّ مِنْهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! يَا أُمَّ الرُّبَيِّعِ، الْقِصَاصُ كِتَابُ اللّٰهِ۔ قَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ، لَا يُقْتَصُّ مِنْهَا أَبَدًا، قَالَ: فَمَا زَالَتْ حَتَّى قَبِلُوا الدِّيَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ

صحيح: رواه مسلم (1675)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رُبیع رضی اللہ عنہا (بنت نضر بن ضمضم) کی بہن، ام حارثہ نے کسی انسان کو زخمی کیا (انہوں نے ایک لڑکی کو تھپڑ مار کر اس کا دانت توڑ دیا، صحیح بخاری) تو وہ مقدمہ لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قصاص! قصاص! تو ام رُبیع رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا فلاں عورت سے قصاص لیا جائے گا؟ اللہ کی قسم! اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا، اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! اے ام ربیع! قصاص اللہ کی کتاب (کا حصہ) ہے۔ انہوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! اس سے کبھی قصاص نہیں لیا جائے گا (اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسا نہیں ہونے دے گا۔) کہا: وہ مسلسل اسی بات پر (ڈٹی) رہیں حتی کہ وہ لوگ دیت پر راضی ہو گئے۔ تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے کچھ ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ پر قسم کھائیں تو وہ ضرور اسے سچا کر دیتا ہے۔

[10]...... باب ما جاء في فضائل أم سُليم وأخبارها

ام سُلیم رضی اللہ عنہا کے فضائل کا بیان

سیدۃ ام سلیم بنت ملحان جو کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ پہلے پہل اسلام لانے والے انصار میں سے تھیں۔ اس پر مالک بن نضر (ان کے شوہر) ناراض ہوئے۔ اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان کے اسلام لانے سے قبل پیدا ہوئے تھے۔ مالک بن نضر شام گئے اور وہیں فوت ہو گئے۔ اس کی وفات کے بعد ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے شادی کی۔ اور ان کی شادی کا قصہ کچھ یوں ہے کہ انہوں نے ابوطلحہ کے اسلام قبول کرنے سے پہلے ان سے منگنی کی تھی۔ تو انہیں کہنے لگیں کہ اے ابوطلحہ کیا تو اس بات کو نہیں جانتا کہ جس معبود کی تم عبادت کرتے ہو وہ تو زمین سے اگا ہے۔ ابوطلحہ نے کہا ہاں کیوں نہیں! ام سلیم کہنے لگیں کیا تو ایک درخت کی عبادت کرتے ہوئے شرم محسوس نہیں کرتے۔ اگر میں نے اسلام قبول کیا تو مجھے تیری ضرورت نہیں۔ ابوطلحہ نے کہا کہ میں نے اس بارے کچھ سوچا، پھر وہ چلے گئے اور واپس لوٹے تو کہنے لگے کہ اشهد ان لا اله الا اللّٰه وان محمد رسول اللّٰه۔ ام سلیم کہنے لگیں اے انس اباطلحہ سے میری نکاح کروا دو۔ تو ان سے ان کا نکاح ہو گیا۔ (الاصابة 395/14)

10446/646: عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ بَيْتًا بِالْمَدِينَةِ غَيْرَ بَيْتِ أُمِّ

سُلَيْمٍ إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِ فَقِيلَ لَهُ فَقَالَ: إِنِّي أَرْحَمُهَا قُتِلَ أَخُوهَا مَعِي۔

متفق عليه: رواه البخاری (2844)، ومسلم (2455)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں اپنی بیویوں کے سوا اور کسی کے گھر نہیں جایا کرتے تھے مگر ام سلیم کے پاس جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس پر رحم آتا ہے، اس کا بھائی (حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ) میرے کام میں شہید کر دیا گیا۔

10447/647: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أُرِيتُ الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ امْرَأَةَ أَبِي طَلْحَةَ، ثُمَّ سَمِعْتُ خَشْخَشَةً أَمَامِي فَإِذَا بِلَالٌ

صحيح: رواه مسلم (2457)۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جنت دکھائی گئی، میں نے وہاں ابوطلحہ کی بیوی (ام سلیم رضی اللہ عنہا) کو دیکھا، پھر میں نے اپنے آگے کسی کے چلنے کی آہٹ سنی، تو وہ بلال تھے۔

10448/648: عَنْ أَنَسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشَفَةً، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذِهِ الْغُمَيْصَاءُ بِنْتُ مِلْحَانَ أُمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

صحيح: رواه مسلم (2456)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں گیا، وہاں میں نے (کسی کے چلنے کی) آہٹ پائی تو میں نے پوچھا کہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ غمیصا بنت ملحان (ام سلیم کا نام غمیصا یا رمیصا تھا) انس بن مالک کی والدہ ہیں۔

10449/649: عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْتِيهَا فَيَقِيلُ عِنْدَهَا فَتَبْسُطُ لَهُ نِطْعًا فَيَقِيلُ عَلَيْهِ، وَكَانَ كَثِيرَ الْعَرَقِ، فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهُ فَتَجْعَلُهُ فِي الطِّيبِ وَالْقَوَارِيرِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ، مَا هَذَا؟ قَالَتْ: عَرَقُكَ أَدُوفُ بِهِ طِيبِي۔

صحيح: رواه مسلم (85:2332)۔

سیدۃ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف لائے اور آرام فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ آیا، میری ماں ایک شیشی لائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ پونچھ پونچھ کر اس میں ڈالنے لگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ام سلیم کیا کر رہی ہو؟ وہ بولی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ ہے جس کو ہم اپنی خوشبو میں شامل کرتے ہیں اور وہ سب سے بڑھ کر خود خوشبو ہے۔

10450/650: عن أنس أن النبی ﷺ كان يزور أم سليم، فتتحفه بالشیء تصنعه له۔

حسن: رواه ابن سعد فی الطبقات (427/8)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیم کے گھر آیا کرتے تھے۔ تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز میں کچھ نا کچھ بنایا کرتی تھیں۔

[11]...... باب ما جاء فی أم هانیء بنت أبی طالب

ام ھانی بنت ابو طالب رضی اللہ عنہا کے حالات کا بیان

10451/651: عن أُمَّ هَانِءٍ بِنْتَ أَبِی طَالِبٍ تَقُولُ: ذَهَبْتُ إِلَی رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ، فَوَجَدْتُهُ یَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ، قَالَتْ: فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَقَالَ: مَنْ هَذِهِ؟۔ فَقُلْتُ: أَنَا أُمُّ هَانِءٍ بِنْتُ أَبِی طَالِبٍ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِءٍ۔ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ، قَامَ فَصَلَّی ثَمَانِیَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِی ثَوْبٍ وَاحِدٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ، زَعَمَ ابْنُ أُمِّی أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ أَجَرْتُهُ، فُلَانَ ابْنَ هُبَیْرَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ یَا أُمَّ هَانِءٍ۔ قَالَتْ أُمُّ هَانِءٍ: وَذَاكَ ضُحًی

متفق علیه: رواه مالك (28) والبخاری (357)، ومسلم (82/336)۔

سیدہ ام ہانی بنت ابی طالب فرماتی تھیں کہ میں فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ آپ غسل کر رہے ہیں اور آپ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا پردہ کئے ہوئے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ نے پوچھا کہ کون ہے؟ میں نے بتایا کہ ام ہانی بنت ابی طالب ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھی آئی ہو، ام ہانی۔ پھر جب آپ نہانے سے فارغ ہو گئے تو اٹھے اور آٹھ رکعت نماز پڑھی، ایک ہی کپڑے میں لپٹ کر۔ جب آپ نماز پڑھ چکے تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میرے ماں کے بیٹے (علی بن ابی طالب) کا دعویٰ ہے کہ وہ ایک شخص کو ضرور قتل کرے گا۔ حالانکہ میں نے اسے پناہ دے رکھی ہے۔ یہ (میرے خاوند) ہبیرہ کا فلاں بیٹا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ام ہانی جسے تم نے پناہ دے دی، ہم نے بھی اسے پناہ دی۔ ام ہانی نے کہا کہ یہ نماز چاشت تھی۔

[12]...... باب ما جاء فی أم ورقة بنت نوفل

ام ورقہ بنت نوفل کے حالات کا بیان

10452/652: عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ نَوْفَلٍ، أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمَّا غَزَا بَدْرًا قَالَتْ: قُلْتُ لَهُ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِی فِی الْغَزْوِ مَعَكَ أُمَرِّضُ مَرْضَاكُمْ، لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ یَرْزُقَنِی شَهَادَةً۔ قَالَ: قَرِّی فِی بَیْتِكِ، فَإِنَّ اللّٰهَ عز وجل یَرْزُقُكِ الشَّهَادَةَ، قَالَ: فَكَانَتْ تُسَمَّی الشَّهِیدَةَ، قَالَ: وَكَانَتْ قَدْ قَرَأَتِ الْقُرْآنَ، فَاسْتَأْذَنَتِ النَّبِیَّ ﷺ أَنْ تَتَّخِذَ فِی دَارِهَا مُؤَذِّنًا، فَأَذِنَ لَهَا، قَالَ:

وَكَانَتْ دَبَّرَتْ غُلَامًا وَجَارِيَةً، فَقَامَا إِلَيْهَا بِاللَّيْلِ فَغَمَّاهَا بِقَطِيفَةٍ لَهَا حَتَّى مَاتَتْ، وَذَهَبَا، فَأَصْبَحَ عُمَرُ فَقَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ: مَنْ عِنْدَهُ مِنْ هَذَيْنِ عِلْمٌ أَوْ مَنْ رَآهُمَا فَلْيَجِءْ بِهِمَا، فَأَمَرَ بِهِمَا فَصُلِبَا، فَكَانَا أَوَّلَ مَصْلُوبٍ بِالْمَدِينَةِ وفي رواية: وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَزُورُهَا فِي بَيْتِهَا، وَجَعَلَ لَهَا مُؤَذِّنًا يُؤَذِّنُ لَهَا، وَأَمَرَهَا أَنْ تَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: فَأَنَا رَأَيْتُ مُؤَذِّنَهَا شَيْخًا كَبِيرًا

حسن: رواه أبو داود (591)، وأحمد (27283)، والدارقطني (403/1)۔

سیدة ام ورقہ بنت نوفل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب غزوہ بدر کے لیے گئے تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے اپنے ساتھ جانے کی اجازت دیجیے۔ میں آپ کے مریضوں کا علاج معالجہ اور خدمت کروں گی اور شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرما دے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم اپنے گھر ہی میں ٹھہرو، اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت کی موت دے گا۔ چنانچہ یہ شہیدہ کے لقب سے پکاری جانے لگی اور اس نے قرآن پاک پڑھا تھا اور نبی کریم ﷺ سے اپنے گھر میں مؤذن رکھنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ اس نے ایک غلام اور ایک لونڈی کو مدبر بنایا تھا۔ (یعنی اس کی موت کے بعد آزاد ہوں گے)۔ یہ دونوں ایک رات اس کی طرف اٹھے اور ایک چادر سے اس کا منہ بند کر دیا، حتیٰ کہ وہ مرگئی اور خود بھاگ گئے۔ صبح کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کیا کہ جسے ان کے بارے میں کچھ علم ہو یا انہیں دیکھا ہو تو انہیں لے آئے۔ چنانچہ ان کے بارے میں حکم دیا اور وہ دونوں سولی چڑھا دیے گئے اور یہ مدینہ میں پہلے آدمی تھے جن کو سولی دی گئی۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اور ان کے لیے ایک مؤذن مقرر کیا تھا۔ اور انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں (عورتوں) کی جماعت کروایا کریں۔ عبدالرحمن نے کہاں کہ میں نے ان کا مؤذن دیکھا تھا وہ بوڑھے ضعیف شخص تھے۔

[13]...... باب ما جاء في فضل المسكينة التي جاء ت إلى عائشة بابنتيها

مسکین عورت جو اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ سیدة عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں تھیں ان کی فضیلت کا بیان

10453/653: عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: جَاءَتْنِي مِسْكِينَةٌ تَحْمِلُ ابْنَتَيْنِ لَهَا فَأَطْعَمْتُهَا ثَلَاثَ تَمَرَاتٍ، فَأَعْطَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا تَمْرَةً، وَرَفَعَتْ إِلَى فِيهَا تَمْرَةً لِتَأْكُلَهَا، فَاسْتَطْعَمَتْهَا ابْنَتَاهَا فَشَقَّتِ التَّمْرَةَ الَّتِي كَانَتْ تُرِيدُ أَنْ تَأْكُلَهَا بَيْنَهُمَا، فَأَعْجَبَنِي شَأْنُهَا، فَذَكَرْتُ الَّذِي صَنَعَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَوْجَبَ لَهَا بِهَا الْجَنَّةَ، أَوْ أَعْتَقَهَا بِهَا مِنَ النَّارِ۔

صحيح: رواه مسلم (148:2630)۔

سیدة عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میرے پاس ایک مسکین عورت آئی جس نے اپنی دو بیٹیاں اٹھائی ہوئی تھیں، میں نے اس کو تین کھجوریں دیں، اس نے کہا ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک کھجور دی، (بچی ہوئی) ایک کھجور کھانے کے لیے اپنے منہ کی طرف لے گئی، تو وہ بھی اس کی دو بیٹیوں نے کھانے کے لیے مانگ لی، اس نے وہ کھجور بھی جو وہ کھانا چاہتی تھی، دو حصے کر کے دونوں بیٹیوں کو دے دی۔ مجھے اس کا یہ کام بہت اچھا لگا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ نے فرمایا: اللہ نے اس (عمل) کی وجہ سے اس کے لیے جنت پکی کر دی ہے یا (فرمایا:) اس وجہ سے اسے آگ سے آزاد کر دیا ہے۔

10454/654: عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال جَاءَ تِ امْرَأَةٌ إِلَى عَائِشَةَ رضي الله عنها فَأَعْطَتْهَا عَائِشَةُ ثَلَاثَ تَمَرَاتٍ فأعطَت كلَ صَبِيّ لَهَا تَمْرَةً وَأَمْسَكَتْ لِنَفْسِهَا تَمْرَةً، فَأَكَلَ الصِّبْيَانُ التَّمْرَتَيْنِ وَنظَرَا إِلَى أُمِّهِمَا فَعَمَدَتْ إِلَى التَّمْرَةِ فَشَقَّتْهَا فَأَعْطَتْ كُلَّ صَبِيّ نِصْفَ تَمْرَةٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَأَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ فَقَالَ: (وَمَا يُعْجِبُكَ مِنْ ذَلِكَ لَقَدْ رَحِمَهَا الله برحمتها صَبِيَّيْها)۔

صحيح: رواه البخاري في الأدب المفرد (89)، والبزار (6762)، وصحّحه الحاكم (177/4)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کوئی عورت سیدہ سیدة عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس (سوال کرنے کے لیے) آئی تو انہوں نے اسے تین کھجوریں دیں۔ اس نے ایک ایک کھجور ہر بچے کو دے دی اور ایک اپنے لیے رکھ لی۔ بچے اپنی اپنی کھجور کھا کر پھر ماں کی طرف دیکھنے لگے۔ اس عورت نے اپنی کھجور نکالی اور اس کے دو ٹکڑے کیے اور ہر ایک بچے کو آدھی دے دی (اور خود کچھ نہ کھایا)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو سیدہ عائشہ نے آپ سے یہ واقعہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: تجھے اس سے کیا تعجب ہے؟ یقیناً اللہ نے اس پر رحم فرما دیا کیونکہ اس نے اپنے بچوں پر رحم کیا۔

[50]...... كتاب فضائل القبائل

قبائل کے فضائل کا بیان

[1]...... باب ما جاء فى فضائل قريش

قریش قبیلہ کے فضائل کا بیان

10455/655: عَنْ عَامِرِ بْنِ شَهْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَلِمَتَيْنِ: مِنَ النَّبِيِّ ﷺ كَلِمَةٌ، وَمِنَ النَّجَاشِيِّ أُخْرَى، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: انْظُرُوا قُرَيْشًا، فَخُذُوا مِنْ قَوْلِهِمْ، وَذَرُوا فِعْلَهُمْ ـ وَكُنْتُ عِنْدَ النَّجَاشِيِّ جَالِسًا، فَجَاءَ ابْنُهُ مِنَ الْكُتَّابِ، فَقَرَأَ آيَةً مِنَ الْإِنْجِيلِ، فَعَرَفْتُهَا أَوْ فَهِمْتُهَا، فَضَحِكْتُ، فَقَالَ: مِمَّ تَضْحَكُ؟! أَمِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى؟ فَوَاللّٰهِ إِنَّ مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ: أَنَّ اللَّعْنَةَ تَكُونُ فِي الْأَرْضِ إِذَا كَانَ أُمَرَاؤُهَا الصِّبْيَانَ۔

صحيح: رواه أحمد (15536) وصحّحه ابن حبان (4585)، وأبو نعيم فى معرفة الصحابة (5168)۔

سیدنا عامر بن شہر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دو باتیں سنی ہیں ایک تو نبی ﷺ سے اور ایک نجاشی سے میں نے نبی ﷺ کو تو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قریش کو دیکھا کرو ان کی باتوں کو لیا کرو اور ان کے افعال کو چھوڑ دیا کرو اور ایک مرتبہ میں نجاشی کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس کا بیٹا ایک کتاب لایا اور انجیل کی ایک آیت پڑھی میں اس کا مطلب سمجھ کر ہنسنے لگا نجاشی نے یہ دیکھ کر کہا تم کس بات پر ہنس رہے ہو اللہ کی کتاب پر واللہ سیدنا عیسیٰ پر اللہ نے یہ وحی نازل فرمائی ہے کہ زمین پر اس وقت لعنت برسے گی جب اس میں بچوں کی حکمرانی ہوگی۔

10456/656: عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا، فَقَالَ: لَوْلَا أَنْ تَبْطَرَ قُرَيْشٌ، لَأَخْبَرْتُهَا بِمَا لَهَا عِنْدَ اللّٰهِ عز وجل۔

صحيح: رواه أحمد (25249)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ ان کے یہاں تشریف لائے تو فرمایا اگر قریش کے فخر وغرور میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں بتاتا کہ اللہ کے یہاں ان کا کیا مقام ومرتبہ ہے۔

10457/657: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: يَا عَائِشَةُ، قَوْمُكِ

أَسْرَعُ أُمَّتِي بِي لَحَاقًا ـ قَالَتْ: فَلَمَّا جَلَسَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَ كَ، لَقَدْ دَخَلْتَ وَأَنْتَ تَقُولُ كَلَامًا ذَعَرَنِي، قَالَ: وَمَا هُوَ؟ قَالَتْ: تَزْعُمُ أَنَّ قَوْمَكَ أَسْرَعُ أُمَّتِكَ بِكَ لَحَاقًا۔ قَالَ: نَعَمْ ـ قَالَتْ: وَمِمَّ ذَاكَ ؟ قَالَ: تَسْتَحْلِيهِمْ الْمَنَايَا وَتَنْفِسُ عَلَيْهِمْ أُمَّتُهُمْ ـ قَالَتْ: فَقُلْتُ: فَكَيْفَ النَّاسُ بَعْدَ ذَلِكَ أَوْ عِنْدَ ذَلِكَ؟ قَالَ: دَبًى يَأْكُلُ شِدَادُهُ ضِعَافَهُ حَتَّى تَقُومَ عَلَيْهِمُ السَّاعَةُ ـ قَالَ أَبُو عَبْد الرَّحْمَنِ: فَسَّرَهُ رَجُلٌ: هُوَ الْجَنَادِبُ الَّتِي لَمْ تَنْبُتْ أَجْنِحَتُهَا۔

صحيح: رواه أحمد (24519، 24596)۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عائشہ! لوگوں میں سب سے پہلے ہلاک ہونے والے تمہاری قوم کے لوگ ہوں گے، جب آپ ﷺ بیٹھ گئے تو میں نے عرض کیا اللہ مجھے آپ پر فداء کرے، جب آپ داخل ہوئے تو آپ نے ایسی بات کہی جس نے مجھے جھنجھوڑ دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کس بات نے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ نے بتلایا ہے کہ سب سے پہلے لوگوں میں ہلاک ہونے والے تمہاری قوم ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ انہوں نے پوچھا کہ کس وجہ سے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان کے سامنے خواہشات مزین ہوجائیں گی اور لوگ ان سے پیچھے ہٹ جائیں گے اور یہی سب سے پہلے ہلاک ہونے والے ہوں گے، میں نے عرض کیا کہ پھر ان کے بعد لوگوں کی بقاء کیا رہ جائے گی؟ نبی ﷺ نے فرمایا یہ ایک بیماری ہوگی جس میں مضبوط لوگ کمزوروں کو کھا جائیں گے اور ان ہی پر قیامت قائم ہوجائے گی۔ ابوعبدالرحمن نے کہا۔ ایک آدمی نے اس کی تشریح یوں کی ہے کہ یہ ایک جانور ہے ٹڈی کا جس کے پر ابھی نہیں نکلے ہوتے۔

10458/658: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اللهُمَّ أَذَقْتَ أَوَّلَ قُرَيْشٍ نَكَالًا فَأَذِقْ آخِرَهُمْ نَوَالًا

حسن: رواه الترمذي (3909،3908)، وأحمد (2170)۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! آپ نے قریش کے پہلوں کو عذاب کا مزہ چکھا دیا، اب ان کے پچھلوں کو اپنے انعام کا مزہ بھی دکھا دے۔

10459/659: عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ لِلْقُرَشِيِّ مِثْلَيْ قُوَّةِ الرَّجُلِ مِنْ غَيْرِ قُرَيْشٍ

صحيح: رواه أحمد (16742)، وأبو يعلى (7400)، والطبراني (115/2)، وصحّحه ابن حبان (6265)۔

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک قریشی کو غیر قریشی کے مقابلے میں دو آدمیوں

کے برابر طاقت حاصل ہے۔

[2]...... باب ما جاء فی فضائل نساء قریش

قریش قبیلہ کی صحابیات کے فضائل کا بیان

10460/660: عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ نِسَاءُ قُرَيْشٍ وَقَالَ الْآخَرُ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ

متفق علیه: رواه البخاری (5365)، ومسلم (2527-200)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اونٹ پر سوار ہونے والی عورتوں میں (یعنی عرب کی عورتوں میں) بہترین عورتیں قریشی عورتیں ہیں۔ دوسرے راوی (ابن طاؤس) نے بیان کیا کہ قریش کی صالح، نیک عورتیں (صرف لفظ قریشی عورتوں کی بجائے) بچے پر بچپن میں سب سے زیادہ مہربان اور اپنے شوہر کے مال کی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والیاں ہوتی ہیں۔

10461/661: عن أبی هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: نِسَاءُ قُرَيْشٍ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ، أَحْنَاهُ عَلَى طِفْلٍ، وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ۔
قَالَ: يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَلَى إِثْرِ ذَلِكَ: وَلَمْ تَرْكَبْ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ بَعِيرًا قَطُّ

صحیح: رواه مسلم (2527: 201)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ سے سنا، آپ نے فرمایا: قریش کی عورتیں اونٹوں پر سواری کرنے والی تمام عورتوں میں سب سے اچھی ہیں، بچے پر سب سے بڑھ کر مہربان ہیں اور اپنے خاوند کے لیے اس کے مال کی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والی ہیں۔ (سعید بن مسیب نے) کہا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد کہا کرتے تھے: مریم بنت عمران علیہا السلام اونٹ پر کبھی سوار نہیں ہوئیں۔

10462/662: عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ أُمَّ هَانِءٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي قَدْ كَبِرْتُ وَلِي عِيَالٌ! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ

صحیح: رواه مسلم (201:2527)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اونٹوں پر سفر کرنے والی عورتوں میں سے بہترین، قریش کی عورتیں ہیں جو بچے پر اس کی کم سنی میں زیادہ شفقت کرنے والی ہوتی ہیں اور اپنے خاوند کے مال کی زیادہ

حفاظت کرتی ہیں۔

10463/663: عَنْ أُمِّ هَانِىءٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَتْ: خَطَبَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْتُ: مَا بِي عَنْكَ رَغْبَةٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَلَكِنْ لَا أُحِبُّ أَنْ أَتَزَوَّجَ وَبَنِيَّ صِغَارٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لِمَ؟ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ نِسَاءُ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلَى طِفْلٍ فِي صِغَرِهِ، وَأَرْعَاهُ عَلَى بَعْلٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ.

حسن: رواه الطبرانی فی الکبیر (436/24)، وفی الأوسط (5615)۔

سیدہ ام ھانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا۔ میں نے کہا ک مجھے آپ سے نکاح کرنے میں رغبت نہیں ہے کیونکہ میرے بچے چھوٹے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا آپ کے علاوہ کوئی اور ہو (جو نکاح کرنا چاہیں)؟ تو میں نے کہا: نہیں! ۔آپ اونٹوں پر سفر کرنے والی عورتوں میں سے بہترین، قریش کی عورتیں ہیں جو بچے پر اس کی کم سنی میں زیادہ شفقت کرنے والی ہوتی ہیں اور اپنے خاوند کے مال کی زیادہ حفاظت کرتی ہیں۔

10464/664: عن معاوية بن أبی سفيان قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: ((خَيْرُ نِسْوَةٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ، صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ، أَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِى ذَاتِ يَدِهِ، وَأَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِى صِغَرِهِ))۔

صحيح: رواه أحمد (16929)، والطبرانی فی الكبير (342/19)۔

سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اونٹ پر سواری کرنے والی بہترین عورتیں قریش کی نیک عورتیں ہیں، جو اپنی ذات میں شوہر کی سب سے زیادہ محافظ ہوتی ہیں اور بچپن میں اپنے بچے پر انتہائی مہربان۔

[3]...... باب ما جاء فی أخبار الطلقاء من قريش والعتقاء من ثقيف

اس بات کا بیان کہ طلقاء قریش سے ہیں اور عتقاء ثقیف سے ہیں

10465/665: عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: الطُّلَقَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ وَالْعُتَقَاءُ مِنْ ثَقِيفٍ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ فِى الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَالْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ فِى الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ))۔

صحيح: رواه أحمد (19218)، والطبرانی فی الكبير (392/2)، وصحّحه الحاكم (4/80-81)۔

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مہاجرین اور انصار ایک دوسرے کے ولی ہیں طلقاء قریش میں سے ہیں عتقاء ثقیف میں سے ہیں اور سب قیامت تک ایک دوسرے کے ولی ہیں۔

[4]...... باب ما جاء فی فضائل الأنصار

انصار قبیلہ کے فضائل کا بیان

قال اللّٰہ تعالی: ﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ أُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ﴾ [الحشر: 9]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور (وہ مال) ان لوگوں کے لیے ہے، جو مہاجرین مکہ کی آمد سے پہلے ہی مدینہ میں مقیم تھے اور ایمان لا چکے تھے، وہ لوگ مہاجرین سے محبت کرتے ہیں، اور ان مہاجرین کو جو مال غنیمت دیا گیا ہے، اس کے لیے وہ اپنے دلوں میں تنگی اور حسد نہیں محسوس کرتے ہیں۔ اور انہیں اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ وہ خود تنگی میں ہوں، اور جو لوگ اپنے نفس کی تنگی اور بخل سے بچا لیے جائیں وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔''

10466/666: عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِينَا: {إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا} بَنِي سَلِمَةَ وَبَنِي حَارِثَةَ، وَمَا أُحِبُّ أَنَّهَا لَمْ تَنْزِلْ، وَاللّٰهُ يَقُولُ: {وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا}۔

متفق علیه: رواه البخاری (4051)، ومسلم (2505)۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ ﴿إِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتٰنِ مِنكُمْ ان تَفْشَلاَ﴾ (آل عمران: ۱۲۲) یعنی بنی حارثہ اور بنی سلمہ کے بارے میں۔ میری خواہش نہیں ہے کہ یہ آیت نازل نہ ہوتی، جب کہ اللہ آگے فرما رہا ہے کہ اور اللہ ان دونوں جماعتوں کا مددگار تھا۔

10467/667: عن عبداللّٰہ بن الفضل أنه سمع أنس بن مالك يقول: حَزِنْتُ عَلَى مَنْ أُصِيبَ بِالْحَرَّةِ، فَكَتَبَ إِلَيَّ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ، وَبَلَغَهُ شِدَّةُ حُزْنِي، يَذْكُرُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ، وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ۔ وَشَكَّ ابْنُ الْفَضْلِ فِي: أَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ، فَسَأَلَ أَنَسًا بَعْضُ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ، فَقَالَ: هُوَ الَّذِي يَقُولُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: هٰذَا الَّذِي أَوْفَى اللّٰهُ لَهُ بِأُذُنِهِ

متفق علیه: رواه البخاری (4906) رواه مسلم (2506)

سیدنا عبداللہ بن فضل نے بیان کیا اور انہوں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان کا بیان نقل کیا کہ مقام حرہ میں جو لوگ شہید کر دیئے گئے تھے ان پر مجھے بڑا رنج ہوا۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کو میرے غم کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے مجھے لکھا کہ

انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرما رہے تھے کہ اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما اور ان کے بیٹوں کی بھی مغفرت فرما۔ عبداللہ بن فضل کو اس میں شک تھا کہ آپ نے انصار کے بیٹوں کے بیٹوں کا بھی ذکر کیا تھا یا نہیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ان کی مجلس کے حاضرین میں سے کسی نے سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہما ہی وہ ہیں جن کے سننے کی اللہ تعالیٰ نے تصدیق کی تھی۔

10468/668: عن أبی أسید الأنصاری یَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ، ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ، وَفِی كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ۔ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: قَالَ أَبُو أُسَيْدٍ: اتُّهَمُ أَنَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ! لَوْ كُنْتُ كَاذِبًا لَبَدَأْتُ بِقَوْمِي بَنِي سَاعِدَةَ۔ وَبَلَغَ ذٰلِكَ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَوَجَدَ فِی نَفْسِهِ، وَقَالَ: خُلِّفْنَا فَكُنَّا آخِرَ الْأَرْبَعِ، أَسْرِجُوا لِی حِمَارِی آتِی رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ۔ وَكَلَّمَهُ ابْنُ أَخِيهِ سَهْلٌ فَقَالَ: أَتَذْهَبُ لِتَرُدَّ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَعْلَمُ؟ أَوَلَيْسَ حَسْبُكَ أَنْ تَكُونَ رَابِعَ أَرْبَعٍ! فَرَجَعَ وَقَالَ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ - وَأَمَرَ بِحِمَارِهِ فَحُلَّ عَنْهُ

متفق علیه: رواه البخاری (3790)، ومسلم (2511-179)۔

سیدنا ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ گواہی دیتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انصار کا بہترین گھرانہ بنو عبدالاشہل پھر بنو نجار، پھر بنو حارث بن خزرج، پھر بنو ساعدہ اور انصار کے تمام گھرانوں میں خیر ہے۔ ابو سلمہ نے کہا: سیدنا ابو اسید نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ کے بارے میں مجھ پر تہمت لگائی جا رہی ہے؟ اگر میں جھوٹا ہوتا تو اپنی قوم بنو ساعدہ کا نام پہلے لیتا۔ یہ بات سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو ان کو دکھ ہوا اور انھوں نے کہا: ہم کو پیچھے کر دیا گیا ہم چاروں خاندانوں کے آخر میں آ گئے، میرے گدھے کو تیار کرو، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤں گا تو ان کے بھتیجے سہل رضی اللہ عنہ نے ان سے بات کی، کہا آپ اس لیے جا رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بات کو رد کر دیں؟ رسول اللہ ﷺ زیادہ جانتے ہیں۔ کیا آپ کے لیے یہ کافی نہیں کہ آپ چار میں سے چوتھے ہوں (خیر و برکت میں شامل ہوں؟) تو وہ باز آئے اور کہا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔ اور گدھے (کی زین کھول دینے) کے بارے میں حکم دیا تو وہ کھول دی گئی۔

10469/669: عَنْ أَبِی أُسَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ، ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ، ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ، وَفِی كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَالَ سَعْدٌ: مَا أَرَى النَّبِیَّ ﷺ إِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا؟ فَقِيلَ: قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلَى كَثِيرٍ

متفق علیه: رواه البخاری (3789)، ومسلم (2511-177)

سیدنا ابو اُسید رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انصار کے گھرانوں میں سے بہترین بنو نجار ہیں پھر بنو عبدالاشہل

ہیں، پھر بنو حارث بن خزرج ہیں پھر بنو ساعدہ ہیں اور انصار کے تمام گھرانوں میں خیر ہے۔ سعد (بن عبادہ) رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اور لوگوں کو) ہم پر فضیلت دی ہے تو ان سے کہا گیا۔ آپ کو بھی بہت لوگوں پر فضیلت دی ہے۔

10470/670: عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ خَيْرَ دُورِ الْأَنْصَارِ دَارُ بَنِي النَّجَّارِ، ثُمَّ عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ دَارُ بَنِي الْحَارِثِ، ثُمَّ بَنِي سَاعِدَةَ، وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَلَحِقَنَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، فَقَالَ أَبُو أُسَيْدٍ: أَلَمْ تَرَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ خَيَّرَ الْأَنْصَارَ، فَجَعَلَنَا أَخِيرًا؟ فَأَدْرَكَ سَعْدٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، خُيِّرَ دُورُ الْأَنْصَارِ فَجُعِلْنَا آخِرًا، فَقَالَ: أَوَلَيْسَ بِحَسْبِكُمْ أَنْ تَكُونُوا مِنَ الْخِيَارِ

متفق عليه: رواه البخاری (3791)، ومسلم (11:1392)۔

سیدنا ابوحمید ساعدی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انصار کا سب سے بہترین گھرانہ بنونجار کا گھرانہ ہے پھر عبدالاشھل کا پھر بنی حارث کا، پھر بنی ساعدہ کا اور انصار کے تمام گھرانوں میں خیر ہے، پھر ہماری ملاقات سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو ابو اسید رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تمہیں معلوم نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے بہترین گھرانوں کی تعریف کی اور ہمیں (بنوساعدہ) کو سب سے اخیر میں رکھا تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! انصار کے سب سے بہترین خاندانوں کا بیان ہوا اور ہم سب سے اخیر میں کر دیئے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے لیے کافی نہیں کہ تمہارا خاندان بھی بہترین خاندان ہے۔

10471/671: عن أنس بن مالك قال: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُورِ الْأَنْصَارِ؟ قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: بَنُو النَّجَّارِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ بَنُو سَاعِدَةَ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ فَقَبَضَ أَصَابِعَهُ، ثُمَّ بَسَطَهُنَّ كَالرَّامِي بِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ: وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ۔

متفق عليه: رواه البخاری (5300)، ومسلم (2511:177)۔

سیدنا انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں بتاؤں کہ قبیلہ انصار کا سب سے بہتر گھرانہ کون سا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ضرور بتایئے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ بنونجار کا۔ اس کے بعد ان کا مرتبہ ہے جو ان سے قریب ہیں یعنی بنوعبد الاشہل کا، ان کے بعد وہ ہیں جو ان سے قریب ہیں، بنی الحارث بن خزرج کا۔ اس کے بعد وہ ہیں جو ان سے قریب ہیں، بنو ساعدہ کا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور اپنی مٹھی بند کی، پھر اسے اس طرح کھولا جیسے کوئی اپنے ہاتھ کی چیز کو پھینکتا ہے پھر فرمایا کہ انصار کے ہر گھرانہ میں خیر ہے۔

+923024056187

10472/672: عن أنس بن مالك أن رسول الله ﷺ قال: ((الْأَنْصَارُ كَرِشِي وَعَيْبَتِي، وَالنَّاسُ سَيَكْثُرُونَ وَيَقِلُّونَ، فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ

متفق عليه: رواه البخاری (3801)، ومسلم (2510)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، انصار میرے جسم وجان ہیں، ایک دور آئے گا کہ دوسرے لوگ تو بہت ہو جائیں گے، لیکن انصار کم رہ جائیں گے، اس لیے ان کے نیکوکاروں کی پذیرائی کیا کرنا، اور خطا کاروں سے درگزر کیا کرنا۔

10473/673: عن أنس بن مالك يقول: مَرَّ أَبُو بَكْرٍ وَالْعَبَّاسُ رضی اللہ عنہما بِمَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُونَ، فَقَالَ: مَا يُبْكِيكُمْ؟ قَالُوا: ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَّا، فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ، قَالَ: فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ عَصَبَ عَلَى رَأْسِهِ حَاشِيَةَ بُرْدٍ، قَالَ: فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، وَلَمْ يَصْعَدْهُ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أُوصِيكُمْ بِالْأَنْصَارِ، فَإِنَّهُمْ كَرِشِي وَعَيْبَتِي، وَقَدْ قَضَوُا الَّذِي عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِي لَهُمْ، فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ

صحيح: رواه البخاری (3799)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ابوبکر اور عباس رضی اللہ عنہما انصار کی ایک مجلس سے گزرے، دیکھا کہ تمام اہل مجلس رو رہے ہیں، پوچھا آپ لوگ کیوں رو رہے ہیں؟ مجلس والوں نے کہا کہ ابھی ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس کو یاد کر رہے تھے جس میں ہم بیٹھا کرتے تھے (یہ آپ ﷺ کے مرض الوفات کا واقعہ ہے) اس کے بعد یہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو واقعہ کی اطلاع دی، بیان کیا کہ اس پر آپ ﷺ باہر تشریف لائے، سر مبارک پر کپڑے کی پٹی بندھی ہوئی تھی، راوی نے بیان کیا کہ پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور اس کے بعد پھر کبھی منبر پر آپ تشریف نہ لا سکے، آپ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ میرے جسم وجان ہیں، انہوں نے اپنی تمام ذمہ داریاں پوری کی ہیں لیکن اس کا بدلہ جو انہیں ملنا چاہیے تھا، وہ ملنا ابھی باقی ہے، اس لیے تم لوگ بھی ان کے نیک لوگوں کی نیکیوں کی قدر کرنا اور ان کے خطا کاروں سے درگزر کرتے رہنا۔

10474/674: عن أنس بن مالك قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا، فَكَلَّمَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّكُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ مَرَّتَيْنِ۔

متفق عليه: رواه البخاری (3786)، ومسلم (2509)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ انصار کی ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ان کے ساتھ ایک ان کا بچہ بھی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کلام کیا پھر فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو دو مرتبہ آپ نے یہ جملہ فرمایا۔

10475/675: عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ النِّسَاءَ وَالصِّبْيَانَ مُقْبِلِينَ قَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مِنْ عُرْسٍ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مُمْثِلًا فَقَالَ: اللهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ۔

متفق عليه: رواه البخاری (3785)، ومسلم (2508)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (انصار کی) عورتوں اور بچوں کو میرے گمان کے مطابق کسی شادی سے واپس آتے ہوئے دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا اللہ (گواہ ہے) تم لوگ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو، تین بار آپ نے ایسا ہی فرمایا۔

10476/676: عن أنس بن مالك أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَغْفَرَ لِلْأَنْصَارِ۔ قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: وَلِذَرَارِيِّ الْأَنْصَارِ، وَلِمَوَالِي الْأَنْصَارِ - لَا أَشُكُّ فِيهِ

صحيح: رواه مسلم (2507)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے لیے مغفرت کی دعا کی۔ (اسحاق نے) کہا: میرا خیال ہے کہ انھوں (انس رضی اللہ عنہ) نے کہا: اور انصار کی اولادوں اور انصار کے ساتھ نسبت رکھنے والوں کی بھی (مغفرت فرما۔) مجھے اس کے بارے میں کوئی شک نہیں۔

10477/677: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: لَمَّا أَعْطَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَعْطَى مِنْ تِلْكَ الْعَطَايَا فِي قُرَيْشٍ وَقَبَائِلِ الْعَرَبِ، وَلَمْ يَكُنْ فِي الْأَنْصَارِ مِنْهَا شَيْءٌ وَجَدَ هَذَا الْحَيُّ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي أَنْفُسِهِمْ، حَتَّى كَثُرَتْ فِيهِمُ الْقَالَةُ حَتَّى قَالَ قَائِلُهُمْ: لَقِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَوْمَهُ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ هَذَا الْحَيَّ قَدْ وَجَدُوا عَلَيْكَ فِي أَنْفُسِهِمْ لِمَا صَنَعْتَ فِي هَذَا الْفَيْءِ الَّذِي أَصَبْتَ، قَسَمْتَ فِي قَوْمِكَ، وَأَعْطَيْتَ عَطَايَا عِظَامًا فِي قَبَائِلِ الْعَرَبِ، وَلَمْ يَكُ فِي هَذَا الْحَيِّ مِنَ الْأَنْصَارِ شَيْءٌ قَالَ: فَأَيْنَ أَنْتَ مِنْ ذَلِكَ يَا سَعْدُ؟ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أَنَا إِلَّا امْرُؤٌ مِنْ قَوْمِي، وَمَا أَنَا؟ قَالَ: فَاجْمَعْ لِي قَوْمَكَ فِي هَذِهِ الْحَظِيرَةِ قَالَ: فَخَرَجَ سَعْدٌ، فَجَمَعَ الْأَنْصَارَ فِي تِلْكَ الْحَظِيرَةِ قَالَ: فَجَاءَ رِجَالٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ فَتَرَكَهُمْ، فَدَخَلُوا، وَجَاءَ آخَرُونَ فَرَدَّهُمْ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوا أَتَاهُ سَعْدٌ

دار ابن بشير للبحث والتحقيق
قصور +923024056187

فَقَالَ: قَدِ اجْتَمَعَ لَكَ هَذَا الْحَيُّ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: فَأَتَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِالَّذِي هُوَ لَهُ أَهْلٌ، ثُمَّ قَالَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، مَا قَالَةٌ بَلَغَتْنِي عَنْكُمْ وَجِدَةٌ وَجَدْتُمُوهَا فِي أَنْفُسِكُمْ، أَلَمْ آتِكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ؟ وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللّٰهُ؟ وَأَعْدَاءً فَأَلَّفَ اللّٰهُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ؟ قَالُوا: بَلِ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ وَأَفْضَلُ۔ قَالَ: أَلَا تُجِيبُونَنِي يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوا: وَبِمَاذَا نُجِيبُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَلِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ الْمَنُّ وَالْفَضْلُ۔ قَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ لَوْ شِئْتُمْ لَقُلْتُمْ فَلَصَدَقْتُمْ وَصُدِّقْتُمْ، أَتَيْتَنَا مُكَذَّبًا فَصَدَّقْنَاكَ، وَمَخْذُولًا فَنَصَرْنَاكَ وَطَرِيدًا فَآوَيْنَاكَ، وَعَائِلًا فَآسَيْنَاكَ، أَوَجَدْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ فِي لُعَاعَةٍ مِنَ الدُّنْيَا، تَأَلَّفْتُ بِهَا قَوْمًا لِيُسْلِمُوا، وَوَكَلْتُكُمْ إِلَى إِسْلَامِكُمْ؟ أَفَلَا تَرْضَوْنَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيرِ، وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ فِي رِحَالِكُمْ؟ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ شِعْبًا، وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ، اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْأَنْصَارَ، وَأَبْنَاءَ الْأَنْصَارِ، وَأَبْنَاءَ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ قَالَ: فَبَكَى الْقَوْمُ حَتَّى أَخْضَلُوا لِحَاهُمْ۔ وَقَالُوا: رَضِينَا بِرَسُولِ اللّٰهِ قِسْمًا وَحَظًّا۔ ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَتَفَرَّقُوا۔

حسن: رواه أحمد (11730)، وابن أبي شيبة (38152)، وأبو يعلى (1092)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش اور دیگر قبائل عرب میں کچھ چیزیں تقسیم کیں، انصار کے حصے میں اس میں سے کچھ بھی نہ آیا، یہ چیز ان کے ذہن میں آئی اور کثرت سے یہ باتیں ہونے لگیں حتیٰ کہ ایک آدمی نے یہ بھی کہہ دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم سے جا ملے ہیں، یہ سن کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انصار کا یہ قبیلہ آپ کے متعلق اپنے ذہن میں بوجھ کا شکار ہے کہ آپ نے اس مال غنیمت میں کیا طریقہ اختیار فرمایا: آپ نے اسے اپنی قوم میں تقسیم کر دیا اور قبائل عرب کو بڑے بڑے عطیے دیئے اور انصار کا اس میں سے کچھ بھی حصہ نہ ہوا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ سعد! اس معاملے میں تم کس طرف ہو؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری کیا حیثیت ہے، میں تو اپنی قوم کا صرف ایک فرد ہوں اور اس کے علاوہ میں کیا ہوں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بارے میں اپنی قوم کو جمع کرو۔ چنانچہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نکلے اور انہوں نے سب کو جمع کر لیا، کچھ مہاجرین بھی آئے اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے انہیں بھی جانے دیا چنانچہ وہ اندر چلے گئے، کچھ دیگر مہاجرین آئے تو انہوں نے روک دیا، الغرض! جب سب جمع ہو گئے تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ انصار جمع ہو گئے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور اللہ کی حمد وثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا اے گروہ انصار! یہ کیا باتیں ہیں

جو مجھے تمہارے طرف سے پہنچ رہی ہیں کہ تمہیں کچھ ناراضگی ہے۔ کیا تم گمراہی میں نہ پڑے ہوئے تھے کہ اللہ نے تمہیں ہدایت سے سرفراز فرمایا: کیا تم مالی تنگدستی کا شکار نہ تھے کہ اللہ نے تمہیں غناء سے سرفراز فرمایا؟ تم ایک دوسرے کے دشمن نہ تھے کہ اللہ نے تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت ڈالی؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کا احسان اور مہربانی ہے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میری بات کا جواب کیوں نہیں دیتے؟ باللہ تعالیٰ! اگر تم چاہو تو یہ کہہ سکتے ہو اور اس میں تم سچے ہوگے، آپ ہمارے پاس اس حال میں آئے تھے کہ آپ کو آپ کے اپنوں نے چھوڑ دیا تھا، ہم نے آپ کو پناہ دی، آپ ہمارے پاس خوف کی حالت میں آئے، ہم نے آپ کو امن دیا؟ کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ لوگ گائے اور بکریاں لے جائیں اور تم پیغمبر اللہ کو لے جاؤ اور اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ؟ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر لوگ ایک راستے پر چل رہے ہوں اور تم دوسرے راستے پر چل رہے ہو تو میں تمہارے راستے کو اختیار کروں گا، اے اللہ! انصار پر، ان کے بیٹوں پر اور ان کے پوتوں پر رحم فرما، اس پر وہ سب رونے لگے حتیٰ کہ ان کی ڈاڑھیاں ان کے آنسوؤں سے تر ہو گئیں اور وہ کہنے لگے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے حصے اور تقسیم کے اعتبار سے راضی ہیں، اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس چلے گئے اور وہ لوگ بھی منتشر ہو گئے۔

10478/678: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: اجْتَمَعَ أُنَاسٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالُوا: آثَرَ عَلَيْنَا غَيْرَنَا۔ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَجَمَعَهُمْ، ثُمَّ خَطَبَهُمْ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، أَلَمْ تَكُونُوا أَذِلَّةً فَأَعَزَّكُمُ اللّٰهُ؟ قَالُوا: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ۔ قَالَ: أَلَمْ تَكُونُوا ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ؟ قَالُوا: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ۔ قَالَ: أَلَمْ تَكُونُوا فُقَرَاءَ فَأَغْنَاكُمُ اللّٰهُ؟ قَالُوا: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا تُجِيبُونَنِي، أَلَا تَقُولُونَ: أَتَيْتَنَا طَرِيدًا فَآوَيْنَاكَ، وَأَتَيْتَنَا خَائِفًا فَأَمَّنَّاكَ، أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاءِ وَالْبُقْرَانِ - يَعْنِي الْبَقَرَ - وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ، فَتُدْخِلُونَهُ بُيُوتَكُمْ، لَوْ أَنَّ النَّاسَ سَلَكُوا وَادِيًا أَوْ شُعْبَةً، وَسَلَكْتُمْ وَادِيًا أَوْ شُعْبَةً، لَسَلَكْتُ وَادِيَكُمْ أَوْ شُعْبَتَكُمْ، لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَإِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ۔

صحيح: رواه أحمد (11547)، وعبدالرزاق (19918)، وعبد بن حميد (915)۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ کچھ انصاری لوگ جمع ہو کہنے لگے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر دوسروں کو ترجیح دینے لگے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انصار کو جمع کیا اور ان کے سامنے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اے گروہ انصار! کیا تم ذلت کا شکار نہ تھے کہ اللہ نے تمہیں عزت عطاء فرمائی؟ انہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا: پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم گمراہی میں نہ پڑے ہوئے تھے کہ اللہ نے تمہیں ہدایت سے سرفراز فرمایا؟

انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا: پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم تنگدستی کا شکار نہ تھے کہ اللہ نے تمہیں غناء سے سرفراز فرمایا؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا: پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میری بات کیوں نہیں مانتے؟ کیا تم میرے متعلق یہ نہیں کہتے کہ آپ ہمارے پاس اس حال میں تھے کہ آپ کو آپ کے اپنوں نے چھوڑ دیا تھا، ہم نے آپ کو پناہ دی، آپ ہمارے پاس خوف کی حالت میں آئے، ہم نے آپ کو امن دیا؟ کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ لوگ گائے اور بکریاں لے جائیں اور تم پیغمبر اللہ کو لے جاؤ اور اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ؟ اگر لوگ ایک راستے پر چل رہے ہوں اور تم دوسرے راستے پر چل رہے ہو تو میں تمہارے راستے کو اختیار کروں گا اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار ہی کا ایک فرد ہوتا اور تم لوگ میرے بعد بھی ترجیحات دیکھو گے، اس موقع پر صبر کرنا تا آنکہ تم مجھ سے حوض کوثر پر آملو۔

10479/679: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَاءَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ الْأَشْهَلِيُّ النَّقِيبُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَقَدْ كَانَ قَسَمَ طَعَامًا، فَذُكِرَ لَهُ أَهْلُ بَيْتٍ مِنْ بَنِي ظَفَرٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فِيهِمْ حَاجَةٌ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أُسَيْدُ تَرَكْتَنَا حَتَّى إِذَا ذَهَبَ مَا فِي أَيْدِينَا، فَإِذَا سَمِعْتَ بِشَيْءٍ قَدْ جَاءَ نَا، فَاذْكُرْ لِي أَهْلَ ذَلِكَ الْبَيْتِ قَالَ: فَجَاءَهُ بَعْدَ ذَلِكَ طَعَامٌ مِنْ خَيْبَرَ شَعِيرٌ وَتَمْرٌ قَالَ: فَقَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّاسِ، وَقَسَمَ فِي الْأَنْصَارِ فَأَجْزَلَ، وَقَسَمَ فِي أَهْلِ ذَلِكَ الْبَيْتِ فَأَجْزَلَ فَقَالَ لَهُ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ مُسْتَشْكِرًا: جَزَاكَ اللّٰهُ أَيْ نَبِيَّ اللّٰهِ أَطْيَبَ الْجَزَاءِ، أَوْ قَالَ: خَيْرًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: وَأَنْتُمْ مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، فَجَزَاكُمُ اللّٰهُ أَطْيَبَ الْجَزَاءِ أَوْ قَالَ: خَيْرًا، فَإِنَّكُمْ مَا عَلِمْتُ أَعِفَّةٌ صُبُرٌ، وَسَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فِي الْأَمْرِ وَالْقَسْمِ، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ

حسن: رواه النسائی فی الکبری (8287)، وابن حبان (7277)، والحاکم (79/4)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر اشہلی رضی اللہ عنہ کے سردار تھے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے انصار کے کچھ گھرانوں کے ضرورت مند ہونے کا ذکر کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے کچھ اناج تقسیم کر چکے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس وقت ہمیں کیوں نہیں بتلایا، اب تو سب ختم ہو چکا ہے۔ اب ہمارے پاس کچھ آئے تو مجھے ان گھرانوں کے بارے یاد کروا دینا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر خیبر سے کچھ جو اور کھجوریں وغیرہ آئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ لوگوں میں تقسیم کیا، اور انصار میں بھی اچھی طرح تقسیم کیا۔ اور ان گھرانوں کو بھی آپ نے اچھی طرح دیا۔ تو اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے آپ کا شکریہ ادا کیا اور کہا اے اللہ کے نبی اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے پاکیزہ ترین سب سے بہتر جزا عطا کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انصار کے گروہ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی سب سے

زیادہ بہتر جزا عطا کرے۔ مجھے تمہارے بارے میں یہ بات پتہ ہے تم مانگنے سے بچتے ہو اور صبر سے کام لیتے ہو۔ عنقریب تم میرے بعد حکومت اور زندگی کے دیگر معاملات میں اپنے ساتھ ترجیحی سلوک دیکھو گے، لہٰذا تم صبر سے کام لینا یہاں تک کہ حوض کوثر پر تمہاری ملاقات مجھ سے ہو۔

10480/680: عن أبي بن كعب قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْلَا الهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الأَنْصَارِ ، لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَكُنْتُ مَعَ الأَنْصَارِ

حسن: رواه الترمذي (3899)، وأحمد (21246و21258)، وصحّحه الحاكم (4/78)۔

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار ہی کا ایک باشندہ ہوتا اگر انصار کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں بھی انہیں کے ساتھ ہوں گا۔

10481/681: عن أبي قتادة قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ لِلأَنْصَارِ: أَلَا إِنَّ النَّاسَ دِثَارِي، وَالأَنْصَارَ شِعَارِي، لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا، وَسَلَكَتِ الأَنْصَارُ شِعْبَةً، لَاتَّبَعْتُ شِعْبَةَ الأَنْصَارِ، وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ، لَكُنْتُ رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ، فَمَنْ وَلِيَ مِنَ الأَنْصَارِ، فَلْيُحْسِنْ إِلَى مُحْسِنِهِمْ، وَلْيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ، وَمَنْ أَفْزَعَهُمْ، فَقَدْ أَفْزَعَ هَذَا الَّذِي بَيْنَ هَاتَيْنِ وَأَشَارَ إِلَى نَفْسِهِ ﷺ۔

حسن: رواه أحمد (22465، والطبراني في الأوسط (8892)، وصحّحه الحاكم (4/79)۔

سیدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انصار کے حق میں منبر پر فرماتے ہوئے سنا: لوگ اوپری سطح کی طرح ہے اور انصار نیچے والی سطح کی طرح (یعنی جو کپڑا جسم سے چھوئے) ہیں۔ اگر لوگ وادی کی طرف چلتے اور انصار گھاٹی کی طرف تو میں انصار کے ساتھ چلتا۔ اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کے مردوں میں سے مرد ہوتا۔ جو ان میں کوئی امیر بنے تو وہ ان کی برائیوں سے درگزر کرے اور اچھائیاں تلاش کرے۔ جس نے ان کو پریشان کیا اس نے اس دل کو پریشان کیا اور اپنے دل کی طرف اشارہ کیا۔

10482/682: عن أبي هريرة قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: ((الأَنْصَارُ شِعَارِي، وَالنَّاسُ دِثَارِي))۔

حسن: رواه النسائي في الكبرى (8265)، وأحمد (9434)، وابن منده في الإيمان (539)۔

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بقیہ لوگ میرے لیے اوپری (کپڑے کی سطح) کی مانند ہیں اور انصار نچلی (کپڑے کی سطح جو جسم سے چھوتی ہیں) اس کی مانند ہیں۔

10483/683: عن مُعَاوِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ أَحَبَّ الأَنْصَارَ أَحَبَّهُ اللّٰهُ،

وَمَنْ أَبْغَضَ الْأَنْصَارَ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ.

صحيح: رواه النسائی فی الكبری (8274)، وأحمد (16920،16919،16871)، وابن أبی شيبة (33023)۔

سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے انصار سے محبت کی اس سے اللہ نے محبت کی اور جس نے انصار سے بغض رکھا اس سے اللہ نے بغض رکھا۔

10484/684: عن عبداللّٰه بن أبی أوفی قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: ((لولا الهجرة لكنت امرءاً من الأنصار))۔

حسن: رواه الطبرانی فی الأوسط (5365)۔

سیدنا عبداللہ بن ابواوفی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ہجرت نا ہوتی تو میں انصار کا باشندہ ہوتا۔

10485/685: عن أنس قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يقول: يامعشر الْأَنْصَارِ مَوْعِدُكُمْ حَوْضِی آنِيَتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ، أَوْ مِثْلُ عَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ، وَإِن عَرْضَهُ كَمَا بَيْنِی وَبَيْنَ صَنْعَاءَ، أَوْ كَمَا بَيْنِی وَبَيْنَ عُمَانَ۔

حسن: رواه البزار (6215)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اے انصار کی جماعت! تم سے ملاقات میرے حوض پر ہوگی۔ اس کے برتن (پینے کے گلاس)، آسمان کے ستاروں سے زیادہ یا برابر ہیں۔ اور اس کی چوڑائی اتنی ہے جیسے مدینہ اور صنعاء یا جیسے مدینہ اور عمان

10486/686: عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا عَاصِبًا رَأْسَهُ فَتَلَقَّاهُ ذَرَارِيُّ الْأَنْصَارِ وَخَدَمُهُمْ مَا هُمْ بِوُجُوهِ الْأَنْصَارِ قَالَ: وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهِ إِنِّی لَأُحِبُّكُمْ مَرَّتَيْنِ، أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الْأَنْصَارَ قَدْ قَضَوْا الَّذِی عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِی عَلَيْكُمْ فَأَحْسِنُوا إِلَى مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ۔

صحيح: رواه النسائی فی الكبری (8270)، وأحمد (13137،12950)، وأبو يعلى (3798،3770)۔ جاء فی صحيح ابن حبان (7266)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو انصار سے ملاقات ہوگئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، میں تم سے محبت کرتا ہوں، تم انصار کے نیکوں کی نیکی قبول کرو اور ان کے گناہگار سے تجاوز کرو، کیونکہ انہوں نے اپنا فرض نبھا دیا ہے اور ان کا حق باقی رہ گیا۔

10487/687: عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ أَحَبَّ الْأَنْصَارَ أَحَبَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ

أَبْغَضَ الْأَنْصَارَ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ۔

حسن: رواه أحمد (10508، 10820)، والبزار (7959،7923)، وابن أبی شيبة (33021)، وأبو يعلى (7367)۔

ترجمہ اوپر گزر چکا ہے۔

10488/688: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِی: لَا يَبْغَضُ الْأَنْصَارَ أَحَدٌ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

صحيح: رواه الترمذی (3906)، والنسائی فی الكبری (8275)، وأحمد (2818)، وابن أبی شيبة (33039)۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو انصار سے بغض نہیں رکھ سکتا۔

10489/689: عَنِ الْحَارِثِ بْنِ زِيَادٍ السَّاعِدِیِّ الْأَنْصَارِیِّ: أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، وَهُوَ يُبَايِعُ النَّاسَ عَلَى الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بَايِعْ هَذَا۔ قَالَ: وَمَنْ هَذَا؟ قَالَ: ابْنُ عَمِّی حَوْطُ بْنُ يَزِيدَ أَوْ يَزِيدُ بْنُ حَوْطٍ۔ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا أُبَايِعُكَ، إِنَّ النَّاسَ يُهَاجِرُونَ إِلَيْكُمْ، وَلَا تُهَاجِرُونَ إِلَيْهِمْ، وَالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ ﷺ بِيَدِهِ، لَا يُحِبُّ رَجُلٌ الْأَنْصَارَ حَتَّى يَلْقَى اللّٰهَ تبارك وتعالى، إِلَّا لَقِیَ اللّٰهَ، وَهُوَ يُحِبُّهُ، وَلَا يَبْغُضُ رَجُلٌ الْأَنْصَارَ حَتَّى يَلْقَى اللّٰهَ، إِلَّا لَقِیَ اللّٰهَ وَهُوَ يَبْغُضُهُ۔

حسن: رواه أحمد (15540)، والطحاوی فی شرح المشكل (2636-2638)، والطبرانی فی الكبير (3601-3356)۔

سیدنا حارث بن زیاد ساعدی انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ وہ غزوہ خندق کے موقع پر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت نبی ﷺ لوگوں سے ہجرت پر بیعت لے رہے تھے، عرض کیا: یا رسول اللہ!! اس شخص کو بھی بیعت کر لیجیے، نبی ﷺ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ عرض کیا: کہ یہ میرا چچا زاد بھائی حوط بن یزید (یا یزید بن حوط) ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: میں تم سے بیعت نہیں لوں گا، لوگ تمہارے پاس ہجرت کر کے آتے ہیں، تم ان کے پاس ہجرت کر کے نہیں جاتے، اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے، جو شخص بھی انصار سے محبت کرتا ہوا اللہ سے ملاقات کرے گا، اللہ سے اس طرح ملے گا کہ اللہ خود اس سے محبت کرتا ہوگا اور جو شخص بھی انصار سے محبت کرتا ہوا اللہ سے ملاقات کرے گا، اللہ سے اس طرح ملے گا کہ اللہ خود اس سے محبت کرتا ہوگا اور جو شخص بھی انصار سے نفرت

کرتا ہوا اللہ سے ملاقات کرے گا، وہ اللہ سے اس طرح ملے گا کہ اللہ خود اس سے نفرت کرتا ہوگا۔

10490/690: عن مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ أَحَبَّ الْأَنْصَارَ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَ الْأَنْصَارَ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ.

حسن: رواه الطبرانى فى الكبير (341/19)، وفى مسند الشاميين (2082)۔

سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس جو انصار سے محبت کرتا ہے، وہ میرے ساتھ محبت کے باعث ان سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے، وہ میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے۔

10491/691: عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ يَوْمَئِذٍ خَطِيبًا، فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَاسْتَغْفَرَ لِلشُّهَدَاءِ الَّذِينَ قُتِلُوا يَوْمَ أُحُدٍ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ تَزِيدُونَ، وَإِنَّ الْأَنْصَارَ لَا يَزِيدُونَ، وَإِنَّ الْأَنْصَارَ عَيْبَتِى الَّتِى أَوَيْتُ إِلَيْهَا، أَكْرِمُوا كَرِيمَهُمْ، وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ، فَإِنَّهُمْ قَدْ قَضَوْا الَّذِى عَلَيْهِمْ، وَبَقِىَ الَّذِى لَهُمْ

صحيح: رواه أحمد (21951) عن عبدالرزاق – وهو فى مصنفه (19917)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن خطبہ فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد وثناء بیان کی شہداء احد کی بخشش کی دعاء کی اور فرمایا اے گروہ مہاجرین! تمہاری تعداد میں اضافہ ہوگا اور انصار کی تعداد میں اضافہ نہیں ہوگا انصار میرا راز ہیں جن کے یہاں میں نے ٹھکانہ حاصل کیا، ان کے معززین کی عزت کرنا اور ان کے خطا کاروں سے درگذر کرنا کیونکہ وہ اپنی ذمہ داریاں پوری کر چکے اور اب تو ان کے حقوق باقی رہ گئے ہیں۔

10492/692: عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: الْأَنْصَارُ كَرِشِى وَعَيْبَتِى، فَالنَّاسُ سَيَكْثُرُونَ وَيَقِلُّونَ، فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ

حسن: رواه النسائى فى الكبرى (8266)، والطبرانى فى الكبير (173/1)۔

ترجمہ اوپر گزر چکا ہے۔

10493/693: عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ رضي الله عنه، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اللهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِذَرَارِيِّ الْأَنْصَارِ وَلِذَرَارِيِّ ذَرَارِيِّهِمْ ولَجِيرانهِمْ.

حسن: رواه ابن أبى شيبة (33043)، والبزار (3734)، والطبرانى فى الكبير (5/33-34)۔

سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ انصار کی بخشش فرما، اور انصار کی اولاد کی بھی، اور ان کی اولاد کی اولاد کی بھی، اور ان کے وفاداروں کی بھی اور ان کے ہمسایوں کی بھی۔

10494/694: عَن أَنَسِ بنِ مَالِك قال: قال رسولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ اغفِر لِلأَنصَارِ، وَلِأَبنَاءِ الأَنصَارِ، وَلِأَبنَاءِ أَبنَاءِ الأَنصَارِ))۔

صحیح: رواه النسائی فی الکبری (8292)، وعبدالرزاق (19913) وأحمد (12651)، وصحّحه ابن حبان (7280)۔

ترجمہ اوپر گزر چکا۔

10495/695: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: خَطَبَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ مَقْدَمَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ فَقَالَ: نَمْنَعُكَ مِمَّا نَمْنَعُ مِنْهُ أَنْفُسَنَا وَأَوْلَادَنَا، فَمَا لَنَا؟ قَالَ: الْجَنَّةُ قَالَ: رَضِينَا

صحیح: رواه النسائی فی الکبری (8171)، والبزار (6564) وأبو یعلی (3772)، وصحّحه الحاکم (234/3)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خطبہ دیا۔ اور فرمایا ہم اپنے آپ کو اور اپنی اولادوں کو اس سے منع کرتے ہیں جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے۔ تو اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ہمارے لیے کیا اجر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لیے جنت ہے۔ انہوں نے کہا ہم اس پر راضی ہیں۔

10496/696: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: أَمَرَ أَبِي بِخَزِيرَةٍ فَصُنِعَتْ، ثُمَّ أَمَرَنِي فَأَتَيْتُ بِهَا النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي مَنْزِلِهِ قَالَ: فَقَالَ لِي: مَاذَا مَعَكَ يَا جَابِرُ، أَلَحْمٌ ذِي؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَأَتَيْتُ أَبِي، فَقَالَ لِي: هَلْ رَأَيْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَهَلَّا سَمِعْتَهُ يَقُولُ شَيْئًا: قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ لِي: مَاذَا مَعَكَ يَا جَابِرُ، أَلَحْمٌ ذِي؟ قَالَ: لَعَلَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَكُونَ اشْتَهَى، فَأَمَرَ بِشَاةٍ لَنَا دَاجِنٍ فَذُبِحَتْ، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَشُوِيَتْ، ثُمَّ أَمَرَنِي فَأَتَيْتُ بِهَا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لِي: مَاذَا مَعَكَ يَا جَابِرُ؟ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: جَزَى اللّٰهُ الْأَنْصَارَ عَنَّا خَيْرًا، وَلَا سِيَّمَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ، وَسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ

صحیح: رواه النسائی فی الکبری (8223) مختصرا، والبزار- کشف الأستار- (2707)، وأبو یعلی (2080،2079)۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے باپ نے مجھے آٹے اور چربی کا سالن بنانے کا کہا۔ تو میں نے وہ بنا دیا پھر مجھے حکم دیا کہ میں اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آؤ۔ میں اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس وقت آپ اپنے گھر میں تشریف فرما تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے جابر تمہارے پاس کیا ہے؟ کیا یہ گوشت ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ میں اپنے باپ کے پاس آیا تو انہوں نے کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔

انہوں نے کہا آپ ﷺ سے تم نے کچھ سنا ہے جو کسی چیز کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ کیا تمہارے پاس گوشت ہے؟ تو میرے باپ نے کہا شاید رسول اللہ ﷺ کا گوشت کھانے کا دل کر رہا ہوگا۔ پس انہوں نے بکری ذبح کرنے کا حکم دیا۔ پھر بکری ذبح کی گئی۔ پھر اسے بھوننے کا حکم دیا گیا۔ اور مجھے اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جانے کا حکم دیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے جابر تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ گوشت ہے۔ آپ ﷺ نے دعا دی: اللہ انصاری کو ہماری طرف سے جزائے خیر دے۔ خصوصا عبداللہ بن عمرو بن حرام اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کو۔

10497/697: عَنْ أَبِي طَلْحَةَ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَقْرِءْ قَوْمَكَ السَّلَامَ فَإِنَّهُمْ مَا عَلِمْتُ أَعِفَّةٌ صُبُرٌ

حسن: رواه الترمذی (3903)، وأبو یعلی (1420،3389)، والطبرانی فی الکبیر (101/5، 110)۔

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی قوم کو سلام کہو، کیوں کہ وہ پاکباز اور صابر لوگ ہیں جیسا کہ مجھے معلوم ہے۔

10498/698: عن أنس بن مالك قال: خرج علینا رسول اللّٰه ﷺ فقال: ((ألا إن لکل نبی ترکة وضیعة، وإن ترکتی وضیعتی الأنصار، فاحفظونی فیهم))۔

حسن: رواه الطبرانی فی الأوسط (5394)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خبردار! ہر نبی کا ترکہ اور وظیفہ ہے، میری ترکہ اور وظیفہ انصار ہیں۔ ان کے حوالے سے میری حفاظت کرو۔

10499/699: عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا يَضُرُّ امْرَأَةً نَزَلَتْ بَيْنَ بَيْتَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ، أَوْ نَزَلَتْ بَيْنَ أَبَوَيْهَا۔

صحیح: رواه أحمد (26207)، والبزار (110/18)، وصحّحه ابن حبان (7267)، والحاکم (83/4)۔

سیدة عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی عورت انصار کے دو گھروں کے درمیان یا اپنے والدین کے ہاں مہمان بنے، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

10500/700: عن جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَقَالَ: مَنْ أَخَافَ هٰذَا الْحَيَّ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَدْ أَخَافَ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى جَنْبَيْهِ

حسن: رواه أحمد فی فضائل الصحابة (1421)، والطبرانی فی الأوسط (1093)۔

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جس کو انصار کے اس قبیلے

سے خوف ہو، تو اسے خوف ہونا چاہیے اس سے جو ان دونوں کے درمیان ہے اور آپ ﷺ نے اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے پہلوؤں پر رکھیں۔

[5]...... باب الدعاء للأنصار والمهاجرين بالصلاح والمغفرة والبركة والنصر

نبی کریم ﷺ کا مہاجرین اور انصار کے لیے اصلاح، مغفرت، برکت اور مدد کی دعا کرنا

10501/701: عن أنس بن مالك قال:قال رسول الله ﷺ:((لا عيش إلا عيش الآخرة، فأصلح الأنصار والمهاجره))۔

متفق علیه: رواه البخاری (3795) ومسلم (1805: 127)۔

سیدنا انس بن مالک نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (خندق کھودتے وقت) فرمایا حقیقی زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے، پس اے اللہ! انصار اور مہاجرین پر اپنا کرم فرما۔

10502/702: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُولُ:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا ...... عَلَى الْجِهَادِ مَا حَيِينَا أَبَدَا

فَأَجَابَهُمْ:

اللهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ...... فَأَكْرِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ۔

متفق علیه: رواه البخاری (3796) ومسلم (1805:128)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ انصار غزوہ خندق کے موقعہ پر (خندق کھودتے ہوئے) یہ شعر پڑھتے تھے ہم وہ ہیں جنہوں نے آپ (ﷺ) سے جہاد پر بیعت کی ہے، جب تک ہماری جان میں جان ہے آپ ﷺ نے (جب یہ سنا تو) اس کے جواب میں یوں فرمایا: اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا اور کوئی زندگی حقیقی زندگی نہیں ہے، پس انصار اور مہاجرین پر اپنا فضل وکرم فرما۔

10503/703: نْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَعَلَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ الْخَنْدَقَ حَوْلَ الْمَدِينَةِ وَيَنْقُلُونَ التُّرَابَ عَلَى مُتُونِهِمْ وَيَقُولُونَ:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا ...... عَلَى الْإِسْلَامِ مَا بَقِينَا أَبَدَا

وَالنَّبِيُّ ﷺ يُجِيبُهُمْ وَيَقُولُ:

اللهُمَّ إِنَّهُ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَهْ۔ ...... فَبَارِكْ فِي الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ۔

صحیح: رواه البخاری (2835)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (جب تمام عرب کے مدینہ منورہ پر حملہ کا خطرہ ہوا تو) مدینہ کے اردگرد مہاجرین و

انصار خندق کھودنے میں مشغول ہو گئے' مٹی اپنی پشت پر لاد لاد کر اٹھاتے اور (یہ رجز) پڑھتے جاتے ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر اس وقت تک اسلام کے لیے بیعت کی ہے جب تک ہماری جان میں جان ہے۔ نبی کریم ﷺ ان کے پاس رجز کے جواب میں یہ دعا فرماتے اے اللہ! آخرت کی خیر کے سوا اور کوئی خیر نہیں' پس آپ انصار اور مہاجرین کو برکت عطا فرمایئے۔

10504/704: عَنْ سَهْلٍ قَالَ: جَاءَ نَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَحْفِرُ الْخَنْدَقَ، وَنَنْقُلُ التُّرَابَ عَلَى أَكْتَادِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ، ...... فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ

متفق عليه: رواه البخاری (3797)، ومسلم (1804)۔

سیدنا سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم خندق کھود رہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی اٹھا رہے تھے۔ اس وقت آپ نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا اور کوئی زندگی حقیقی زندگی نہیں، پس انصار اور مہاجرین کی تو مغفرت فرما۔

10505/705: عن أنس قَالَ: دَعَا النَّبِيُّ ﷺ الْأَنْصَارَ لِيَكْتُبَ لَهُمْ بِالْبَحْرَيْنِ، فَقَالُوا: لَا وَاللّٰهِ حَتَّى تَكْتُبَ لِإِخْوَانِنَا مِنْ قُرَيْشٍ بِمِثْلِهَا، فَقَالَ: ذَاكَ لَهُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ عَلَى ذَلِكَ يَقُولُونَ لَهُ، قَالَ: فَإِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي۔

صحيح: رواه البخاری (3163)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کو بلایا، تاکہ بحرین میں ان کے لیے کچھ زمین لکھ دیں۔ لیکن انہوں نے عرض کیا کہ نہیں! اللہ تعالیٰ کی قسم! (ہمیں اسی وقت وہاں زمین عنایت فرمایئے) جب اتنی زمین ہمارے بھائی قریش (مہاجرین) کے لیے بھی آپ لکھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جب تک اللہ کو منظور ہے یہ معاش ان کو بھی (یعنی قریش والوں کو) ملتی رہے گی۔ لیکن انصار یہی اصرار کرتے رہے کہ قریش والوں کے لیے بھی سندیں لکھ دیجئے۔ جب آپ نے انصار سے فرمایا، کہ میرے بعد تم یہ دیکھو گے کہ دوسروں کو تم پر ترجیح دی جائے گی، لیکن تم صبر سے کام لینا، تاآنکہ تم آخر میں مجھ سے آکر ملو۔

10506/706: عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَلَا تَسْتَعْمِلُنِي كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا؟ قَالَ: سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ

متفق عليه: رواه البخاری (3792)، ومسلم (1845)۔

سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں شخص کی طرح مجھے بھی آپ

حاکم بنا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے بعد (دنیاوی معاملات میں) تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی اس لیے صبر سے کام لینا، یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر آملو۔

10507/707: عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ : قَالَتِ الْأَنْصَارُ: لِكُلِّ نَبِيٍّ أَتْبَاعٌ، وَإِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ، فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِنَّا، فَدَعَا بِهِ۔
فَنَمَيْتُ ذَلِكَ إِلَى ابْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: قَدْ زَعَمَ ذَلِكَ زَيْدٌ۔

صحيح: رواه البخاري (3787)۔

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہر نبی کے تابعدار لوگ ہوتے ہیں اور ہم نے آپ کی تابعداری کی ہے، آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ اللہ ہمارے تابعداروں کو بھی ہم میں شریک کر دے۔ تو آپ ﷺ نے اس کی دعا فرمائی۔ پھر میں نے اس حدیث کا ذکر عبدالرحمن ابن ابی لیلیٰ کے سامنے کیا تو انہوں نے کہا کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی تھی۔

10508/708: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا، أَوْ شِعْبًا، لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ، أَوْ شِعْبَ الْأَنْصَارِ۔

صحيح: رواه البخاري (7244)۔

دار ابن بشیر للبحث والتحقیق
قصور: +923024056187

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ہجرت (کی فضیلت) نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد بننا (پسند کرتا) اور اگر دوسرے لوگ کسی وادی میں چلیں اور انصار ایک وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔

10509/709: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ: لَمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ، قَسَمَ فِي النَّاسِ فِي الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ، وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا، فَكَأَنَّهُمْ وَجَدُوا إِذْ لَمْ يُصِبْهُمْ مَا أَصَابَ النَّاسَ، فَخَطَبَهُمْ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِي، وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِينَ فَأَلَّفَكُمُ اللّٰهُ بِي، وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِي۔ كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ، قَالَ: مَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تُجِيبُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ۔ قَالَ: كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا، قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ، قَالَ: لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُمْ: جِئْتَنَا كَذَا وَكَذَا، أَتَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيرِ، وَتَذْهَبُونَ بِالنَّبِيِّ ﷺ إِلَى رِحَالِكُمْ، لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا، الْأَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ،

إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ۔

متفق عليه: رواه البخاري (4330)، ومسلم (1061)۔

سیدنا عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ حنین کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جو غنیمت دی تھی آپ نے اس کی تقسیم کمزور ایمان کے لوگوں میں (جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے تھے) کر دی اور انصار کو اس میں سے کچھ نہیں دیا۔ اس کا انہیں کچھ ملال ہوا کہ وہ مال جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کو دیا انہیں کیوں نہیں دیا۔ آپ نے اس کے بعد انہیں خطاب کیا اور فرمایا اے انصاریو! کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا تھا پھر تم کو میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت نصیب کی اور تم میں آپس میں دشمنی اور نااتفاقی تھی تو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تم میں باہم الفت پیدا کی اور تم محتاج تھے اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ غنی کیا۔ آپ کے ایک ایک جملے پر انصار کہتے جاتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ہم سب سے زیادہ احسان مند ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری باتوں کا جواب دینے سے تمہیں کیا چیز مانع رہی؟ بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر اشارہ پر انصار عرض کرتے جاتے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ہم سب سے زیادہ احسان مند ہیں پھر حضور نے فرمایا کہ اگر تم چاہتے تو مجھ سے اس طرح بھی کہہ سکتے تھے (کہ آپ آئے تو لوگ آپ کو جھٹلا رہے تھے، لیکن ہم نے آپ کی تصدیق کی وغیرہ) کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جب لوگ اونٹ اور بکریاں لے جا رہے ہوں تو تم اپنے گھروں کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے جاؤ؟ اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک آدمی ہوتا۔ لوگ خواہ کسی گھاٹی یا وادی میں چلیں، میں تو انصار کی گھاٹی اور وادی میں چلوں گا۔ انصار استر کی طرح ہیں جو جسم سے ہمیشہ لگا رہتا ہے اور دوسرے لوگ اوپر کے کپڑے یعنی ابرہ کی طرح ہیں۔ تم لوگ (انصار) دیکھو گے کہ میرے بعد تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی۔ تم ایسے وقت میں صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر آملو۔

10510/710: عن أنس بن مالك: أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالُوا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، حِينَ أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا أَفَاءَ، فَطَفِقَ يُعْطِي رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ، فَقَالُوا: يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَدَعُنَا، وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ، قَالَ أَنَسٌ: فَحُدِّثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَقَالَتِهِمْ، فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ، وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ أَحَدًا غَيْرَهُمْ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوا جَاءَ هُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: مَا كَانَ حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ، قَالَ لَهُ فُقَهَاؤُهُمْ: أَمَّا ذَوُو آرَائِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا، وَأَمَّا أُنَاسٌ مِنَّا حَدِيثَةٌ أَسْنَانُهُمْ، فَقَالُوا: يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، يُعْطِي قُرَيْشًا، وَيَتْرُكُ الْأَنْصَارَ، وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنِّي أُعْطِي رِجَالًا حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ، أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ، وَتَرْجِعُونَ إِلَى رِحَالِكُمْ

بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَوَاللّٰهِ مَا تَنْقَلِبُونَ بِهِ خَيْرٌ مِمَّا يَنْقَلِبُونَ بِهِ قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ رَضِينَا، فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً شَدِيدَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ﷺ عَلَى الْحَوْضِ قَالَ أَنَسٌ: فَلَمْ نَصْبِرْ۔

متفق عليه: رواه البخاري (3147)، ومسلم (1059-132)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو قبیلہ ہوازن کے اموال میں سے غنیمت دی اور آپ ﷺ قریش کے بعض آدمیوں کو (تالیف قلب کی غرض سے) سوسو اونٹ دینے لگے تو بعض انصاری لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی بخشش کرے۔ آپ قریش کو تو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیا۔ حالانکہ ان کا خون ابھی تک ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے۔ (قریش کے لوگوں کو حال ہی میں ہم نے مارا، ان کے شہر کو ہم ہی نے فتح کیا) سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے انصار کو بلایا اور انہیں چمڑے کے ایک ڈیرے میں جمع کیا، ان کے سوا کسی دوسرے صحابی کو آپ نے نہیں بلایا۔ جب سب انصاری لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ بھی تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ آپ لوگوں کے بارے میں جو بات مجھے معلوم ہوئی وہ کہاں تک صحیح ہے؟ انصار کے سمجھ دار لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم میں جو عقل والے ہیں، وہ تو کوئی ایسی بات زبان پر نہیں لائے ہیں، ہاں چند نوعمر لڑکے ہیں، انہوں نے یہ کہا ہے کہ اللہ رسول اللہ ﷺ کی بخشش کرے، آپ ﷺ قریش کو تو دے رہے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے حالانکہ ہماری تلواروں سے ابھی تک ان کے خون ٹپک رہے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں بعض ایسے لوگوں کو دیتا ہوں جن کا کفر کا زمانہ ابھی گزرا ہے۔ (اور ان کو دے کر ان کا دل ملاتا ہوں) کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جب دوسرے لوگ مال و دولت لے کر واپس جا رہے ہوں گے، تو تم لوگ اپنے گھروں کو رسول اللہ ﷺ کو لے کر واپس جا رہے ہو گے۔ اللہ کی قسم! تمہارے ساتھ جو کچھ واپس جا رہا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو دوسرے لوگ اپنے ساتھ واپس لے جائیں گے۔ سب انصاریوں نے کہا بے شک یا رسول اللہ! ہم اس پر راضی اور خوش ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا، میرے بعد تم یہ دیکھو گے کہ تم پر دوسرے لوگوں کو مقدم کیا جائے گا، اس وقت تم صبر کرنا، (دنگا فساد نہ کرنا) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملو اور اس کے رسول سے حوض کوثر پر۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، پھر ہم سے صبر نہ ہو سکا۔

10511/711: عن أنس يقول: قَالَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَأَعْطَى قُرَيْشًا: وَاللّٰهِ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْعَجَبُ، إِنَّ سُيُوفَنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَاءِ قُرَيْشٍ، وَغَنَائِمُنَا تُرَدُّ عَلَيْهِمْ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَدَعَا الْأَنْصَارَ، قَالَ: فَقَالَ: مَا الَّذِي بَلَغَنِي عَنْكُمْ وَكَانُوا لَا يَكْذِبُونَ، فَقَالُوا: هُوَ الَّذِي بَلَغَكَ، قَالَ: أَوَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالْغَنَائِمِ إِلَى بُيُوتِهِمْ، وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ

اللّٰهِ ﷺ إِلَى بُيُوتِكُمْ؟ لَوْ سَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا، أَوْ شِعْبًا، لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهُمْ

متفق علیه: رواه البخاری (3778)، ومسلم (1059-134)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن جب آپ ﷺ نے قریش کو (غزوحنین کی) غنیمت کا سارا مال دے دیا تو بعض نوجوان انصاریوں نے کہا (اللہ کی قسم!) یہ تو عجیب بات ہے ابھی ہماری تلواروں سے قریش کا خون ٹپک رہا ہے اور ہمارا حاصل کیا ہوا مال غنیمت صرف انہیں دیا جارہا ہے، اس کی خبر جب آپ ﷺ کو ملی تو آپ نے انصار کو بلایا، سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو خبر مجھے ملی ہے کیا وہ صحیح ہے؟ انصار لوگ جھوٹ نہیں بولتے تھے انہوں نے عرض کردیا کہ آپ کو صحیح اطلاع ملی ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس سے خوش اور راضی نہیں ہو کہ لوگ غنیمت کا مال لے کر اپنے گھروں کو واپس ہوں اور تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لیے اپنے گھروں کو جاو؟ انصار جس نالے یا گھاٹی میں چلیں گے میں بھی اسی نالے یا گھاٹی میں چلوں گا۔

10512/712: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمَ حُنَيْنٍ، أَقْبَلَتْ هَوَازِنُ وَغَطَفَانُ وَغَيْرُهُمْ بِنَعَمِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ، وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَشَرَةُ آلَافٍ، وَمِنَ الطُّلَقَاءِ، فَأَدْبَرُوا عَنْهُ حَتَّى بَقِيَ وَحْدَهُ، فَنَادَى يَوْمَئِذٍ نِدَاءَيْنِ لَمْ يَخْلِطْ بَيْنَهُمَا، الْتَفَتَ عَنْ يَمِينِهِ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوا: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ، ثُمَّ الْتَفَتَ عَنْ يَسَارِهِ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوا: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ، وَهُوَ عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ فَنَزَلَ فَقَالَ: أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ۔ فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُونَ، فَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ غَنَائِمَ كَثِيرَةً، فَقَسَمَ فِي الْمُهَاجِرِينَ وَالطُّلَقَاءِ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا، فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: إِذَا كَانَتْ شَدِيدَةٌ فَنَحْنُ نُدْعَى، وَيُعْطَى الْغَنِيمَةَ غَيْرُنَا۔ فَبَلَغَهُ ذَلِكَ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ۔ فَسَكَتُوا، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا، وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ تَحُوزُونَهُ إِلَى بُيُوتِكُمْ۔ قَالُوا: بَلَى، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا، لَأَخَذْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ هِشَامٌ:: يَا أَبَا حَمْزَةَ وَأَنْتَ شَاهِدٌ ذَاكَ؟ قَالَ: وَأَيْنَ أَغِيبُ عَنْهُ

متفق علیه: رواه البخاری (4337)، ومسلم (1059-135)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب حنین کا دن ہوا تو قبیلہ ہوازن اور غطفان اپنے مویشی اور بال بچوں کو ساتھ لے کر جنگ کے لیے نکلے۔ اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ دس ہزار کا لشکر تھا۔ ان میں کچھ لوگ وہ بھی تھے، جنہیں

آنحضور ﷺ نے فتح مکہ کے بعد احسان رکھ کر چھوڑ دیا تھا، پھر ان سب نے پیٹھ پھیر لی اور حضور اکرم ﷺ تنہا رہ گئے۔ اس دن حضور انے دو مرتبہ پکارا دونوں پکار ایک دوسرے سے الگ الگ تھیں، آپ نے دائیں طرف متوجہ ہو کر پکارا، اے انصاریو! انہوں نے جواب دیا ہم حاضر ہیں یا رسول اللہ! آپ کو بشارت ہو، ہم آپ کے ساتھ ہیں، لڑنے کو تیار ہیں۔ پھر آپ بائیں طرف متوجہ ہوئے اور آواز دی اے انصاریو! انہوں نے ادھر سے جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں یا رسو ل اللہ! بشارت ہو، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ حضور ااس وقت ایک سفید خچر پر سوار تھے پھر آپ اتر گئے اور فرمایا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ انجام کار کافروں کو ہار ہوئی اور اس لڑائی میں بہت زیادہ غنیمت حاصل ہوئی۔ حضور انے اسے مہاجرین میں اور قریشیوں میں تقسیم کر دیا (جنہیں فتح مکہ کے موقع پر احسان رکھ کر چھوڑ دیا تھا) انصار کو ان میں سے کچھ نہیں عطا فرمایا۔ انصار (کے بعض نوجوانوں) نے کہا کہ جب سخت وقت آتا ہے تو ہمیں بلایا جاتا ہے اور غنیمت دوسروں کو تقسیم کر دی جاتی ہے۔ یہ بات حضور اکرم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے انصار کو ایک خیمہ میں جمع کیا اور فرمایا اے انصاریو! کیا وہ بات صحیح ہے جو تمہارے بارے میں مجھے معلوم ہوئی ہے؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے پھر آنحضور ﷺ نے فرمایا اے انصاریو! کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ لوگ دنیا اپنے ساتھ لے جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر لے جاؤ۔ انصاریو نے عرض کیا ہم اسی پر خوش ہیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگ کسی وادی میں چلیں اور انصار کسی گھاٹی میں چلیں تو میں انصار ہی کی گھاٹی میں چلنا پسند کروں گا۔ اس پر ہشام نے پوچھا اے ابوحمزہ! کیا آپ وہاں موجود تھے؟ انہوں نے کہا کہ میں حضور ﷺ سے غائب ہی کب ہوتا تھا۔

10513/713: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَبَعَثَ إِلَى نِسَائِهِ فَقُلْنَ: مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَاءُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ يَضُمُّ أَوْ يُضِيفُ هَذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَا فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى امْرَأَتِهِ، فَقَالَ: أَكْرِمِي ضَيْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَتْ: مَا عِنْدَنَا إِلَّا قُوتُ صِبْيَانِي، فَقَالَ: هَيِّئِي طَعَامَكِ، وَأَصْبِحِي سِرَاجَكِ، وَنَوِّمِي صِبْيَانَكِ إِذَا أَرَادُوا عَشَاءً. فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا، وَأَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا، وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا، ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ، فَجَعَلَا يُرِيَانِهِ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ، فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ضَحِكَ اللّٰهُ اللَّيْلَةَ، أَوْ عَجِبَ، مِنْ فَعَالِكُمَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: {وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ}۔[سورة الحشر:9]

متفق علیه: رواه البخاری (3798)، ومسلم (2054-172)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب (خود سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی مراد ہیں) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھوکے حاضر ہوئے، آپ نے انہیں ازواج مطہرات کے یہاں بھیجا۔ (تا کہ ان کو کھانا کھلا دیں) ازواج مطہرات نے کہلا بھیجا

کہ ہمارے پاس پانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی کون مہمانی کرے گا؟ ایک انصاری صحابی بولے میں کروں گا۔ چنانچہ وہ ان کو اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی خاطر تواضع کر، بیوی نے کہا کہ گھر میں بچوں کے کھانے کے سوا اور کوئی چیز بھی نہیں ہے، انہوں نے کہا جو کچھ بھی ہے اسے نکال دو اور چراغ جلا لو اور بچے اگر کھانا مانگتے ہیں تو انہیں سلا دو۔ بیوی نے کھانا نکال دیا اور چراغ جلا دیا اور اپنے بچوں کو (بھوکا) سلا دیا، پھر وہ دکھاتو یہ رہی تھیں جیسے چراغ درست کر رہی ہوں لیکن انہوں نے اسے بجھا دیا، اس کے بعد دونوں میاں بیوی مہمان پر ظاہر کرنے لگے کہ گویا وہ بھی ان کے ساتھ کھا رہے ہیں، لیکن ان دونوں نے (اپنے بچوں سمیت رات) فاقہ سے گزار دی، صبح کے وقت جب وہ صحابی آپ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا تم دونوں میاں بیوی کے نیک عمل پر رات کو اللہ تعالیٰ ہنس پڑا یا (یہ فرمایا کہ اسے) پسند کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور وہ (انصار) ترجیح دیتے ہیں اپنے نفسوں کے اوپر (دوسرے غریب صحابہ کو) اگرچہ وہ خود بھی فاقہ ہی میں ہوں اور جو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا گیا سو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

10514/714: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ بِمِلْحَفَةٍ قَدْ عُصِبَ بِعِصَابَةٍ دَسْمَاءَ حَتَّى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ وَيَقِلُّ الأَنْصَارُ حَتَّى يَكُونُوا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ شَيْئًا يَضُرُّ فِيهِ قَوْمًا وَيَنْفَعُ فِيهِ آخَرِينَ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ فَكَانَ آخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ۔

صحيح: رواه البخاری (3628)۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مرض الوفات میں رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے، آپ ایک چکنے کپڑے سے سر مبارک پر پٹی باندھے ہوئے تھے، آپ مسجد نبوی میں منبر پر تشریف فرما ہوئے پھر جیسے ہونی چاہیے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی، پھر فرمایا: امابعد: (آنے والے دور میں) دوسرے لوگوں کی تعداد بہت بڑھ جائے گی لیکن انصار کم ہوتے جائیں گے اور ایک زمانہ آئے گا کہ دوسروں کے مقابلے میں ان کی تعداد اتنی کم ہو جائے گی جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ پس اگر تم میں سے کوئی شخص کہیں کا حاکم بنے اور اپنی حکومت کی وجہ سے وہ کسی کو نقصان اور نفع بھی پہنچا سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ انصار کے نیکوں (کی نیکیوں) کو قبول کرے اور جو برے ہوں ان سے درگزر کر دیا کرے۔ یہ نبی کریم ﷺ کی آخری مجلس وعظ تھی۔

10515/715: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَحِبْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَكَانَ يَخْدُمُنِي وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْ أَنَسٍ قَالَ جَرِيرٌ: إِنِّي رَأَيْتُ الأَنْصَارَ يَصْنَعُونَ شَيْئًا لَا أَجِدُ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا

أَكْرَمْتُهُ۔

متفق عليه: رواه البخاري (2888)، ومسلم (2513)۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا تو وہ میری خدمت کرتے تھے حالانکہ عمر میں وہ مجھ سے بڑے تھے، جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ہر وقت انصار کو ایک ایسا کام کرتے دیکھا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت) کہ جب ان میں سے کوئی مجھے ملتا ہے تو میں اس کی تعظیم واکرام کرتا ہوں۔

[6]...... باب تسمية الأنصار من الله سبحانه وتعالى

اللہ رب سبحانہ وتعالیٰ نے انصار نام رکھا کا بیان

10516/716: عن غيلان بن جرير قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: أَرَأَيْتَ اسْمَ الْأَنْصَارِ، كُنتُمْ تُسَمَّوْنَ بِهِ، أَمْ سَمَّاكُمُ اللّٰهُ؟ قَالَ: بَلْ سَمَّانَا اللّٰهُ۔

صحيح: رواه البخاري (3776)۔

غیلان بن جریر سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ بتائیں کہ (انصار) اپنا نام آپ لوگوں نے خود رکھ لیا تھا یا آپ لوگوں کا یہ نام اللہ تعالیٰ نے رکھا؟ انہوں نے کہا نہیں بلکہ ہمارا یہ نام اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔

[7]...... باب ما جاء في فضائل الأشعريين

اشعری صحابہ کے فضائل کا بیان

10517/717: عَنْ أَبِي مُوسَى : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنِّي لَأَعْرِفُ أَصْوَاتَ رُفْقَةِ الْأَشْعَرِيِّينَ بِالْقُرْآنِ حِينَ يَدْخُلُونَ بِاللَّيْلِ، وَأَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ أَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ، وَإِنْ كُنْتُ لَمْ أَرَ مَنَازِلَهُمْ حِينَ نَزَلُوا بِالنَّهَارِ، وَمِنْهُمْ حَكِيمٌ، إِذَا لَقِيَ الْخَيْلَ، أَوْ قَالَ: الْعَدُوَّ، قَالَ لَهُمْ: إِنَّ أَصْحَابِي يَأْمُرُونَكُمْ أَنْ تَنْظُرُوهُمْ

متفق عليه: رواه البخاري (4232)، ومسلم (2499:166)۔

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میرے اشعری احباب رات میں آتے ہیں تو میں انکی قرآن کی تلاوت کی آواز پہچان جاتا ہوں۔ اگرچہ دن میں' میں نے ان کی اقامت گاہوں کو نہ دیکھا ہو لیکن جب رات میں وہ قرآن پڑھتے ہیں تو ان کی آواز سے میں ان کی اقامت گاہوں کو پہچان لیتا ہوں۔ میرے انہی اشعری احباب میں ایک مرد دانا بھی ہے کہ جب کہیں اس کی سواروں سے مڈبھیڑ ہو جاتی ہے' یا آپ نے فرمایا کہ دشمن سے' تو ان سے کہتا ہے کہ میرے دوستوں نے کہا ہے کہ تم تھوڑی دیر کے لیے ان کا انتظار کرلو۔

10518/718: عَنْ أَبِی مُوسَی قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: إِنَّ الْأَشْعَرِیِّینَ إِذَا أَرْمَلُوا فِی الْغَزْوِ، أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِیَالِهِمْ بِالْمَدِینَةِ، جَمَعُوا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِی ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ اقْتَسَمُوهُ بَیْنَهُمْ فِی إِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِیَّةِ، فَهُمْ مِنِّی وَأَنَا مِنْهُمْ۔

متفق علیه: رواه البخاری (2486)، ومسلم (2500)۔

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قبیلہ اشعر کے لوگوں کا جب جہاد کے موقع پر توشہ کم ہوجاتا یا مدینہ (کے قیام) میں ان کے بال بچوں کے لیے کھانے کی کمی ہوجاتی تو جو کچھ بھی ان کے پاس توشہ ہوتا تو وہ ایک کپڑے میں جمع کر لیتے ہیں۔ پھر آپس میں ایک برتن سے برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ پس وہ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں۔

10519/719: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: یَقْدَمُ عَلَیْكُمْ أَقْوَامٌ هُمْ أَرَقُّ مِنْكُمْ قُلُوبًا ۔ قَالَ: فَقَدِمَ الْأَشْعَرِیُّونَ فِیهِمْ أَبُو مُوسَی الْأَشْعَرِیُّ، فَلَمَّا دَنَوْا مِنَ الْمَدِینَةِ كَانُوا یَرْتَجِزُونَ : غَدًا نَلْقَی الْأَحِبَّهْ ...... مُحَمَّدًا وَحِزْبَهْ

صحیح: رواه أحمد (12026)، والنسائی فی الكبری (8294) وصحّحه ابن حبان (7192،7193)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس ایسی قومیں آئیں گی جن کے دل تم سے بھی زیادہ نرم ہوں گے، چنانچہ ایک مرتبہ اشعریین آئے، ان میں ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، جب وہ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو یہ رجزیہ شعر پڑھنے لگے کہ کل ہم اپنے دوستوں یعنی محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں سے ملاقات کریں گے۔

[8]...... باب ما جاء فی فضائل غفار وأسلم

قبیلہ غفار اور اسلم کے فضائل کا بیان

10520/720: عن أبی ذر قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ

صحیح: رواه مسلم (2514-182) و مسلم (2514-183)۔

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (قبیلہ) غفار کو اللہ نے بخش دیا اور (قبیلہ) اسلم کو اللہ نے سلامتی دی۔

10521/721: عَنْ خُفَافِ بْنِ إِیمَاءٍ الْغِفَارِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِی صَلَاةٍ: اللهُمَّ الْعَنْ بَنِی لِحْیَانَ وَرِعْلًا وَذَكْوَانَ وَعُصَیَّةَ، عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ

صحیح: رواه مسلم (2517-186)۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک مہینے تک قنوت کی، آپ رعل، ذکوان اور عصیہ پر لعنت بھیجتے تھے جنھوں

نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی معصیت کی تھی۔

10522/722: عن عبداللّٰه بن عمر أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عَلَى الْمِنْبَرِ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ۔

متفق علیه: رواه البخاری (3513)، ومسلم (2518)۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا: قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمادی اور قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا اور قبیلہ عصیہ نے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

10523/723: عن عبداللّٰه بن عمر أن رسول اللّٰه ﷺ قال علی المنبر: ((أسلم سالمها اللّٰه وغفار غفر اللّٰه لها))۔

متفق علیه: رواه البخاری (3513)، ومسلم (2518)۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا: قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمادی اور قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا۔

10524/724: عن أبی هريرة، عن النبی ﷺ قال: ((أسلم سالمها اللّٰه، وغفار غفر اللّٰه لها))۔

متفق علیه: رواه البخاری (3514)، ومسلم (2515)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا کہ قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا اور قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمادی۔

10525/725: عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ، وَغِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا۔

صحیح: رواه مسلم (2515)۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیان کیا کہ قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا اور قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمادی۔

10526/726: عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ، وَغِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا، أَمَا وَاللّٰهِ مَا أَنَا قُلْتُهُ وَلَكِنَّ اللّٰهَ قَالَهُ۔

حسن: رواه أحمد (16517)، وفی فضائل الصحابة (1683) والحاکم (82/4)۔

سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: قبیلہ اسلم کو اللہ سلامت رکھے اور قبیلہ غفار کی اللہ بخشش فرمائے، واللہ! میں یہ نہیں کہتا، یہ اللہ کا کہنا ہے۔

10527/727: عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: أَهْدَتْ أُمُّ سُنْبُلَةَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَبَنًا، فَلَمْ تَجِدْهُ، فَقَالَتْ لَهَا: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ نَهَى أَنْ نَأْكُلَ طَعَامَ الْأَعْرَابِ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ: مَا هَذَا مَعَكِ يَا أُمَّ سُنْبُلَةَ؟ قَالَتْ: لَبَنٌ أَهْدَيْتُ لَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: اسْكُبِي أُمَّ سُنْبُلَةَ ، فَسَكَبَتْ، فَقَالَ: نَاوِلِي أَبَا بَكْرٍ فَفَعَلَتْ، فَقَالَ: اسْكُبِي أُمَّ سُنْبُلَةَ، فَنَاوِلِي عَائِشَةَ ، فَنَاوَلَتْهَا، فَشَرِبَتْ، ثُمَّ قَالَ: اسْكُبِي أُمَّ سُنْبُلَةَ ، فَسَكَبَتْ، فَنَاوَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَشَرِبَ. قَالَتْ عَائِشَةُ - وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَشْرَبُ مِنْ لَبَنِ أَسْلَمَ -: - وَأَبْرَدَهَا عَلَى الْكَبِدِ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَدْ كُنْتُ حُدِّثْتُ أَنَّكَ قَدْ نَهَيْتَ عَنْ طَعَامِ الْأَعْرَابِ؟ فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ، إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِالْأَعْرَابِ، هُمْ أَهْلُ بَادِيَتِنَا، وَنَحْنُ أَهْلُ حَاضِرَتِهِمْ، وَإِذَا دُعُوا أَجَابُوا، فَلَيْسُوا بِالْأَعْرَابِ

حسن: رواه أحمد (25010)، والبزار -كشف الأستار- (1941،1940) وأبو يعلى (4773)۔

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ام سنبلہ بارگاہ نبوت میں دودھ کا ہدیہ لے کر حاضر ہوئیں، اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں موجود نہ تھے، سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہہ دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیہاتیوں کا کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے، اسی اثناء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ہمراہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور فرمایا اے ام سنبلہ! یہ تمہارے ساتھ کیا چیز ہے؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! دودھ ہے، جو میں آپ کے لیے ہدیہ لائی ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سنبلہ! اسے نکالو، انہوں نے نکالا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ابوبکر کو دو، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، دوسری مرتبہ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے ڈالنے کو کہا، پھر تیسری مرتبہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انڈیل کر دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے نوش فرمانے لگے، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ اسلم کا دودھ نوش فرما رہے تھے اور وہ جگر کو ٹھنڈک بخش رہا تھا تو سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یارسول اللہ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے دیہاتیوں کے کھانے سے منع فرمایا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ! یہ لوگ گنوار نہیں ہیں، یہ تو ہمارا دیہات ہیں اور ہم ان کا شہر ہیں، جب انہیں بلایا جائے تو یہ لبیک کہتے ہیں، یہ گنوار نہیں ہیں۔

10528/728: عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ: أَنْتُمْ أَهْلُ بَدْوِنَا، وَنَحْنُ أَهْلُ حَضَرِكُمْ ۔

حسن: رواه أحمد (16554)۔

سیدۃ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ ہمارا دیہات ہو اور ہم تمہارے شہر ہیں۔

[9]...... باب ما جاء فی فضائل دوس والدعاء لهم

قبیلہ دوس کے فضائل اور ان کے لیے دعا کرنے کا بیان

10529/729: عن أبی هريرة قال: قَدِمَ طُفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ وَأَصْحَابُهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ دَوْسًا عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا فَقِيلَ: هَلَكَتْ دَوْسٌ قَالَ: اللهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ۔

متفق عليه: رواه البخاری (2937)، ومسلم (2524)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ قبیلہ دوس کے لوگ سرکشی پر اتر آئے ہیں اور اللہ کا کلام سننے سے انکار کرتے ہیں۔ آپ ﷺ ان پر بددعا کیجئے! بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اب دوس کے لوگ برباد ہو جائیں گے۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! دوس کے لوگوں کو ہدایت دے اور انہیں (دائرہ اسلام میں) کھینچ لا۔

[10]...... باب ما جاء فی فضل طیء

قبیلہ طیٔ کی فضیلت کا بیان

10530/730: عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: أَتَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ لِي: إِنَّ أَوَّلَ صَدَقَةٍ بَيَّضَتْ وَجْهَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَوُجُوهَ أَصْحَابِهِ صَدَقَةُ طَيِّءٍ، جِئْتَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

صحيح: رواه مسلم (2523)۔

سیدنا عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انھوں نے مجھ سے کہا: سب سے پہلا صدقہ (باقاعدہ وصول شدہ زکاۃ) جس نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے چہروں کو روشن کر دیا تھا بنو طے کا صدقہ تھا، جس کو آپ (عدی رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے تھے۔

[11]...... باب ما جاء فی فضائل بنی تميم

قبیلہ بنو تمیم کے فضائل کا بیان

10531/731: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا زِلْتُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ، سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ فِيهِمْ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ، قَالَ: وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: هَذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا۔ وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ: أَعْتِقِيهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ۔

متفق علیه: رواه البخاری (2543)، ومسلم (2525-198)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تین باتوں کی وجہ سے میں بنو تمیم سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ یہ لوگ دجال کے مقابلے میں میری امت میں سب سے زیادہ سخت مخالف ثابت ہوں گے۔ انہوں نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) بنو تمیم کے یہاں سے زکوٰۃ (وصول ہو کر آئی) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہماری قوم کی زکوٰۃ ہے۔ بنو تمیم کی ایک عورت قید ہو کر سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اسے آزاد کر دے کہ یہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔

10532/732: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ثَلَاثُ خِصَالٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَنِي تَمِيمٍ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُمْ بَعْدُ - وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِهَذَا الْمَعْنَى، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: هُمْ أَشَدُّ النَّاسِ قِتَالًا فِي الْمَلَاحِمِ - وَلَمْ يَذْكُرِ الدَّجَّالَ

صحيح: رواه مسلم (2525-197)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین صفات ہیں جو میں نے بنو تمیم کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنیں اس کے بعد سے میں ان سے محبت کرتا ہوں اور (آگے) اسی معنی میں حدیث بیان کی، البتہ (شعبی نے) یہ کہا: وہ (مستقبل میں ہو نے والی) بڑی جنگوں کے دوران میں لڑنے میں سب لوگوں سے زیادہ سخت ہوں گے۔

10533/733: عن رجل مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ تَمِيمًا ذُكِرُوا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَجُلٌ: أَبْطَأَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ تَمِيمٍ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ۔ فَنظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى مُزَيْنَةَ، فَقَالَ: مَا أَبْطَأَ قَوْمٌ هَؤُلَاءِ مِنْهُمْ ۔ وَقَالَ رَجُلٌ يَوْمًا: أَبْطَأَ هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ مِنْ تَمِيمٍ بِصَدَقَاتِهِمْ، قَالَ: فَأَقْبَلَتْ نَعَمٌ حُمْرٌ وَسُودٌ لِبَنِي تَمِيمٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: هَذِهِ نَعَمُ قَوْمِي - وَنَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا، فَقَالَ: لَا تَقُلْ لِبَنِي تَمِيمٍ إِلَّا خَيْرًا، فَإِنَّهُمْ أَطْوَلُ النَّاسِ رِمَاحًا عَلَى الدَّجَّالِ

صحيح: رواه أحمد (17533)۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بنو تمیم کا ذکر ہونے لگا، تو ایک آدمی کہنے لگا کہ بنو تمیم کے اس قبیلے نے ایمان قبول کرنے میں بڑی سستی کی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ مزینہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ان کی نسبت تو ان سے زیادہ کسی قوم نے تاخیر نہیں کی، اسی طرح ایک مرتبہ ایک شخص کہنے لگا کہ بنو تمیم کے اس قبیلے نے زکوٰۃ کی ادائیگی میں بڑی تاخیر کر دی ہے، کچھ ہی عرصے بعد بنو تمیم کے سرخ و سیاہ جانور آ گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میری قوم کے جانور ہیں، اس طرح ایک مرتبہ کسی شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں بنو تمیم کے حوالے سے نامناسب جملے

کہے تو نبی ﷺ نے فرمایا بنو تمیم کا ہمیشہ اچھے انداز میں ہی تذکرہ کیا کرو، کیونکہ دجال کے خلاف سب سے زیادہ لمبے نیزے ان ہی کے ہوں گے۔

[12]...... باب فی فضل قریش والأنصار ومزینة وجهینة وأسلم وغفار وأشجع

قریش، انصار، مزینہ، جھنیہ، اسلم، غفار، اور اشجع قبیلوں کی فضیلت کا بیان

10534/734: عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ قُرَیْشٌ وَالْأَنْصَارُ وَجُهَیْنَةُ وَمُزَیْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارُ وَأَشْجَعُ مَوَالِیَّ لَیْسَ لَهُمْ مَوْلًی دُونَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ۔

متفق علیه: رواه البخاری (3512)، ومسلم (2525)۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، قریش، انصار، جہینہ، مزینہ، اسلم، غفار اور اشجع میرے خیر خواہ ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کے سوا اور کوئی ان کا حمایتی نہیں۔

10535/735: عن أَبی هُرَیْرَةَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَغِفَارُ وَأَسْلَمُ وَمُزَيْنَةُ وَمَنْ كَانَ مِنْ جُهَيْنَةَ - أَوْ قَالَ جُهَيْنَةُ - وَمَنْ كَانَ مِنْ مُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسَدٍ وَطَيِّءٍ وَغَطَفَانَ.

صحیح: رواه مسلم (2525-191)۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، البتہ غفار، سلم اور مزینہ کے کچھ گھرانے اور جہینہ یا جہینہ کے کچھ گھرانے اور مزینہ، قیامت کے دن اللہ کے ہاں اسد، طیئ اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔

10536/736: عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَشَیْءٌ مِنْ مُزَیْنَةَ وَجُهَیْنَةَ أَوْ قَالَ شَیْءٌ مِنْ جُهَیْنَةَ أَوْ مُزَیْنَةَ خَیْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ أَوْ قَالَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ أَسَدٍ وَتَمِیمٍ وَهَوَازِنَ وَغَطَفَانَ۔

متفق علیه: رواه مسلم (2525-192) والبخاری (3523)۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قبیلہ اسلم، غفار اور مزینہ اور جہنیہ کے کچھ لوگ یا انہوں نے بیان کیا کہ مزینہ کے کچھ لوگ یا (بیان کیا کہ) جہینہ کے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یا بیان کیا کہ قیامت کے دن قبیلہ اسد، تمیم، ہوازن اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔

10537/737: عن عبدالرحمن بن بکرة عن ابیه: أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّمَا بَايَعَكَ سُرَّاقُ الْحَجِيجِ مِنْ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ، وَأَحْسَبُ جُهَيْنَةَ - مُحَمَّدٌ الَّذِي شَكَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ - وَأَحْسَبُ:

جُهَيْنَةُ - خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي عَامِرٍ وَأَسَدٍ وَغَطَفَانَ، أَخَابُوا وَخَسِرُوا؟ فَقَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُمْ لَأَخْيَرُ مِنْهُمْ.

متفق عليه: رواه البخارى (2516)، ومسلم (2522-193)۔

سیدنا عبدالرحمن بن بکرہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ سے ان لوگوں نے بیعت کی ہے کہ جو حاجیوں کا سامان چرایا کرتے تھے یعنی اسلم اور غفار اور مزینہ کے لوگ، محمد بن ابی یعقوب نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں عبدالرحمن نے جہینہ کا بھی ذکر کیا، شعبہ نے کہا کہ یہ شک محمد بن ابی یعقوب کو ہوا ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بتلاو اسلم، غفار، مزینہ، اور میں سمجھتا ہوں کہ جہینہ کو بھی کہا یہ چاروں قبیلے بنی تمیم، بنی عامر اور اسد اور غطفان سے بہتر نہیں ہیں؟ کیا یہ (مؤخر الذکر) خراب اور برباد نہیں ہوئے؟ اقرع نے کہا: ہاں، آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ ان سے بہتر ہیں۔ (بخاری 3516)

10538/738: عَنْ أَبِی أَيُّوبَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: الْأَنْصَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ وَغِفَارُ وَأَشْجَعُ وَمَنْ كَانَ مِنْ بَنِی عَبْدِ اللّٰهِ مَوَالِيَّ دُونَ النَّاسِ، وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ مَوْلَاهُمْ

صحيح: رواه مسلم (2519)۔

ترجمہ اوپر گزر چکا۔

[13]...... باب ما جاء فی فضائل الأزد

قبیلہ ازد کی فضیلت کا بیان

10539/739: عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: نِعْمَ الْقَوْمُ الْأَزْدُ، طَيِّبَةٌ أَفْوَاهُهُمْ، بَرَّةٌ أَيْمَانُهُمْ، نَقِيَّةٌ قُلُوبُهُمْ

حسن: رواه أحمد (8615)، وابن وهب فی جامعه ص(6-7)۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبیلہ ازد کے لوگ کتنی بہترین قوم ہیں ان کے منہ پاکیزہ ایمان عمدہ اور دل صاف ستھرے ہوتے ہیں۔

[14]...... باب ما جاء فی فضل ثقيف

قبیلہ ثقیف کی فضیلت کا بیان

10540/740: عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَخْرَقَتْنَا نِبَالُ ثَقِيفٍ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ. قَالَ: اللّٰهُمَّ اهْدِ ثَقِيفًا.

حسن: رواه الترمذى (4942) -والسياق له-، وأحمد (14702)۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ثقیف کے تیروں نے ہمیں زخمی کر دیا، تو آپ اللہ سے ان کے لیے بددعا فرمائیں، آپ نے فرمایا: اے اللہ! ثقیف کو ہدایت دے۔

[15]...... باب ما جاء فى فضل البجليين

بجلیوں کی فضیلت کا بیان

10541/741: عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ: قَدِمَ وَفْدُ بَجِيلَةَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اكْسُوا الْبَجَلِيِّينَ، وَابْدَؤُوا بِالْأَحْمَسِيِّينَ قَالَ: فَتَخَلَّفَ رَجُلٌ مِنْ قَيْسٍ، قَالَ: حَتَّى أَنْظُرَ مَا يَقُولُ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ: فَدَعَا لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسَ مَرَّاتٍ: اللهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ أَوِ اللهُمَّ بَارِكْ فِيهِمْ

صحيح: رواه أحمد (18833)۔

سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بجیلہ کا وفد آیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا بجیلہ والوں کو لباس پہناؤ اور اس کا آغاز احمس والوں سے کرو قبیلہ قیس کا ایک آدمی پیچھے رہ گیا جو یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے دعاء فرماتے ہیں اس کا کہنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ مرتبہ ان کے لیے اللهم صل عليهم یا اللهم بارك فيهم کہہ کر دعاء فرمائی۔

[16]...... باب ما جاء فى فضل بنى عامر

بنو عامر کی فضیلت کا بیان

10542/742: عن بريدة بن الحصيب قَالَ: اجْتَمَعَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ عُيَيْنَةُ بْنُ بَدْرٍ وَالْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ وَعَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ، فَذَكَرُوا الْجُدُودَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنْ سَكَتُّمْ أَخْبَرْتُكُمْ، جَدُّ بَنِي عَامِرٍ جَمَلٌ أَحْمَرُ أَوْ آدَمُ يَأْكُلُ مِنْ أَطْرَافِ الشَّجَرِ - قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: فِي رَوْضَةٍ -، وَغَطَفَانُ أَكَمَةٌ خَشْنَاءُ تَنْفِي النَّاسَ عَنْهَا قَالَ: فَقَالَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ فَأَيْنَ جَدُّ بَنِي تَمِيمٍ؟ قَالَ: لَوْ سَكَتَّ

صحيح: رواه أحمد فى مسنده (22935)، وفى فضائل الصحابة (1520)۔

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عیینہ بن بدر اقرع بن حابس اور علقمہ بن علاثہ جمع تھے یہ لوگ دادوں کا تذکرہ کرنے لگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم لوگ خاموشی اختیار کرو تو میں تمہیں ان کی

حقیقت بتاتا ہوں بنو عامر کا جد امجد تو اس سرخ یا گندمی اونٹ کی طرح ہے جو کسی باغ میں مختلف درختوں کے پتے کھا رہا ہو بنو غطفان کا جد امجد اس کھر درے ٹیلے کی طرح ہے جو لوگوں کو اپنے سے دور رکھتا ہے اس پر اقرع بن حابس نے کہا کہ بنو تمیم کا جد امجد کہاں گیا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کاش! تم خاموش رہ سکتے۔

10543/743: عن أبی جحیفة السوائی قال: قدمَ وفدُ بنی عامر، وکنتُ معهم إلی النبی ﷺ، فوجدناه بالأبطح فی قبة حمراء فسلمنا علیه، فقال: من أنتم؟ قلنا: بنو عامر بن صعصعة، قال: مرحباً بکم أنتم منی، وأنا منکم۔ وحضرت الصلاةُ، فقام بلالٌ، فأذّن، وجعل یستدیر فی أذانه، ثم أتی رسول اللّٰه ﷺ بإناء فیه ماء، فتوضأ، وفضلتْ فضلةٌ من وضوئه، فجعلنا لا نألوا أن نتوضأ مما بقی من وضوئه، ثم أقام بلالُ الصلاةَ، فصلی بنا رسولُ اللّٰه ﷺ، رکعتین، ثم حضرت العصرُ، فقام بلالٌ، فأذّن، فجعل یستدیر فی أذانه، فصلّی بنا رسولُ اللّٰه ﷺ رکعتین۔

حسن: رواه ابن سعد (311/1)، والبزار –کشف الأستار (2831)، والطبرانی فی الکبیر (106/22)

سیدنا ابو جحیفہ السوائی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس وفد بنو عامر آیا اور ان لوگوں کے ساتھ میں بھی موجود تھا۔ پس ہم لوگ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ مقام ابطح میں ایک سرخ خیمے میں موجود تھے۔ جب ہم نے سلام کیا تو آپ ﷺ نے پوچھا تم کون ہو؟ تو ہم نے جواب دیا ہم بنو عامر بن صعصعہ ہیں۔ آپ نے فرمایا مرحباً! تم میرے اور میں تمھارا ہوں۔ اسی دوران نماز کا وقت آ گیا بلال نے اذان پڑھی اور اذان میں گھومنے لگے تاکہ سب کی طرف آواز جائے، رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک برتن میں پانی لایا گیا آپ نے وضو کیا جو پانی بچ گیا تھا ہم لوگ اس سے وضو کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی اقامت کہی، تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی۔ پھر عصر کا وقت ہو گیا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔ اور اذان میں گھومنے لگے۔ پھر ہمیں رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھائی۔

[17]...... باب ما جاء فی فضل عبد القیس

قبیلہ عبد القیس کی فضیلت کا بیان

10544/744: أَبُو الْقَمُوصِ زَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ ، قَالَ حَدَّثَنِی أَحَدُ الْوَفْدِ الَّذِينَ وَفَدُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ، قَالَ: وَأَهْدَيْنَا لَهُ فِيمَا نُهْدِی نَوْطًا أَوْ قِرْبَةً مِنْ تَعْضُوضٍ أَوْ بَرْنِیٍّ، فَقَالَ: مَا هَذَا؟ قُلْنَا: هَذِهِ هَدِيَّةٌ۔ قَالَ: وَأَحْسِبُهُ نَظَرَ إِلَى تَمْرَةٍ مِنْهَا فَأَعَادَهَا مَكَانَهَا، وَقَالَ: أَبْلِغُوهَا آلَ مُحَمَّدٍ ۔ قَالَ: فَسَأَلَهُ الْقَوْمُ عَنْ أَشْيَاءَ، حَتَّى سَأَلُوهُ عَنِ

الشَّرَابِ، فَقَالَ: لَا تَشْرَبُوا فِي دُبَّاءٍ وَلَا حَنْتَمٍ وَلَا نَقِيرٍ وَلَا مُزَفَّتٍ، اشْرَبُوا فِي الْحَلَالِ الْمُوكَى عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ قَائِلُنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَمَا يُدْرِيكَ مَا الدُّبَّاءُ وَالْحَنْتَمُ وَالنَّقِيرُ وَالْمُزَفَّتُ؟ قَالَ: أَنَا لَا أَدْرِي مَا هِيَهْ، أَيُّ هَجَرَ أَعَزُّ؟ قُلْنَا: الْمُشَقَّرُ۔ قَالَ: فَوَاللّٰهِ، لَقَدْ دَخَلْتُهَا وَأَخَذْتُ إِقْلِيدَهَا قَالَ: وَكُنْتُ قَدْ نَسِيتُ مِنْ حَدِيثِهِ شَيْئًا، فَأَذْكَرَنِيهِ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي جَرْوَةَ، قَالَ: وَقَفْتُ عَلَى عَيْنِ الزَّارَةِ ۔ ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ الْقَيْسِ إِذْ أَسْلَمُوا طَائِعِينَ غَيْرَ كَارِهِينَ غَيْرَ خَزَايَا، وَلَا مَوْتُورِينَ، إِذْ بَعْضُ قَوْمِنَا لَا يُسْلِمُونَ حَتَّى يُخْزَوْا، وَيُوتَرُوا ۔ قَالَ: وَابْتَهَلَ وَجْهُهُ هَا هُنَا مِنَ الْقِبْلَةِ ، حَتَّى اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَقَالَ: إِنَّ خَيْرَ أَهْلِ الْمَشْرِقِ عَبْدُ الْقَيْسِ

صحيح: رواه أبو داود (3695) مختصرا، وأحمد (17829) –والسياق له–، والبيهقي (302/8)۔

ابوالقموص زید بن علی نے کہا کہ عبدالقیس کے وفد میں شریک ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے لیے ہدایا میں تعضوض یا برنی کھجوروں کی ایک ٹوکری بھی لے کر آئے تھے، نبی ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ ہم نے بتایا کہ یہ ہدیہ ہے، غالباً نبی ﷺ نے اس سے ایک کھجور نکال کر دیکھی پھر واپس رکھ کر فرمایا کہ یہ ٹوکری آل محمد کو پہنچا دو۔ لوگوں نے اس موقع پر نبی ﷺ سے مختلف سوالات پوچھے تھے، جن میں سے ایک سوال پینے کے برتنوں سے متعلق بھی تھا، نبی ﷺ نے فرمایا دباء، حنتم، نقیر اور مزفت میں پانی یا نبیذ مت پیو، اس حلال برتن میں پیا کرو جس کا منہ بندھا ہوا ہو، ہم میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ کو معلوم ہے کہ دباء حنتم نقیر اور مزفت کیا ہوتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا مجھے خوب اچھی طرح معلوم ہیں کہ وہ کیسے برتن ہوتے ہیں، یہ بتاؤ کہ ہجر کا کون سا علاقہ سب سے زیادہ معزز ہے؟ ہم نے کہا شقر، نبی ﷺ نے فرمایا باللہ تعالیٰ! میں اس میں داخل ہوا ہوں اور اس کی کنجی بھی پکڑی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں اس حدیث کا کچھ حصہ بھول گیا تھا، بعد میں عبیداللہ بن ابی جروہ نے یاد دلایا کہ میں عین زارہ پر کھڑا ہوا تھا، پھر فرمایا اے اللہ! عبدالقیس کی مغفرت فرما کہ یہ رضامندی سے کسی کے جبر کے بغیر مسلمان ہو گئے ہیں، اب یہ شرمندہ ہوں گے اور نہ ہی ہلاک، جبکہ ہماری قوم کے کچھ لوگ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوتے جب تک رسوا اور ہلاک نہ ہو جائیں پھر نبی ﷺ نے اپنے چہرے کا رخ موڑتے ہوئے قبلہ کی جانب کیا اور فرمایا اہل مشرق میں سب سے بہترین لوگ بنو عبدالقیس ہیں۔

[18]...... باب ما جاء في فضل بني النخع

بنونخع کی فضیلت کا بیان

10545/745: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَدْعُو لِهَذَا الْحَيِّ مِنَ النَّخَعِ، أَوْ

قَالَ: يُثْنِي عَلَيْهِمْ، حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي رَجُلٌ مِنْهُمْ

حسن: رواه أحمد (3826)، والبزار- كشف الأستار- (2830).

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ میں حاضر ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنونخع کے اس قبیلے کے لیے دعا یا تعریف فرما رہے تھے حتی کہ میں تمنا کرنے لگا کہ کاش! میں بھی ان ہی میں سے ہوتا۔

[19]...... باب ما جاء في فضل مذحج

قبیلہ مذحج کی فضیلت کا بیان

10546/746: عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ السُّلَمِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعْرِضُ يَوْمًا خَيْلًا وَعِنْدَهُ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيُّ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَنَا أَفْرَسُ بِالْخَيْلِ مِنْكَ ، فَقَالَ عُيَيْنَةُ: وَأَنَا أَفْرَسُ بِالرِّجَالِ مِنْكَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: وَكَيْفَ ذَاكَ؟ قَالَ: خَيْرُ الرِّجَالِ رِجَالٌ يَحْمِلُونَ سُيُوفَهُمْ عَلَى عَوَاتِقِهِمْ، جَاعِلِينَ رِمَاحَهُمْ عَلَى مَنَاسِجِ خُيُولِهِمْ، لَابِسُو الْبُرُودِ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: كَذَبْتَ، بَلْ خَيْرُ الرِّجَالِ رِجَالُ أَهْلِ الْيَمَنِ، وَالْإِيمَانُ يَمَانٍ إِلَى لَخْمٍ وَجُذَامَ وَعَامِلَةَ، وَمَأْكُولُ حِمْيَرَ خَيْرٌ مِنْ آكِلِهَا، وَحَضْرَمَوْتُ خَيْرٌ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ، وَقَبِيلَةٌ خَيْرٌ مِنْ قَبِيلَةٍ، وَقَبِيلَةٌ شَرٌّ مِنْ قَبِيلَةٍ، وَاللّٰهِ مَا أُبَالِي أَنْ يَهْلِكَ الْحَارِثَانِ كِلَاهُمَا، لَعَنَ اللّٰهُ الْمُلُوكَ الْأَرْبَعَةَ: جَمْداً، وَمِخْوَساً، وَمِشْرَحاً ، وَأَبْضَعَةَ، وَأُخْتَهُمُ الْعَمَرَّدَةَ ۔ ثُمَّ قَالَ: أَمَرَنِي رَبِّي عز وجل أَنْ أَلْعَنَ قُرَيْشًا مَرَّتَيْنِ، فَلَعَنْتُهُمْ، وَأَمَرَنِي أَنْ أُصَلِّيَ عَلَيْهِمْ مَرَّتَيْنِ ، فَصَلَّيْتُ عَلَيْهِمْ مَرَّتَيْنِ ۔ ثُمَّ قَالَ: عُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ غَيْرَ قَيْسٍ وَجَعْدَةَ وَعُصَيَّةَ ۔ ثُمَّ قَالَ: لَأَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَأَخْلَاطُهُمْ مِنْ جُهَيْنَةَ خَيْرٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ وَتَمِيمٍ وَغَطَفَانَ وَهَوَازِنَ عِنْدَ اللّٰهِ عز وجل يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔ ثُمَّ قَالَ: شَرُّ قَبِيلَتَيْنِ فِي الْعَرَبِ نَجْرَانُ وَبَنُو تَغْلِبَ، وَأَكْثَرُ الْقَبَائِلِ فِي الْجَنَّةِ مَذْحِجٌ ۔

صحيح: رواه أحمد (19446،19445)، والطبراني في مسند الشاميين (969).

سیدنا عمرو بن عبسہ سُلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گھوڑے پیش کئے جا رہے تھے اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عیینہ بن حصن بھی تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا میں تم سے زیادہ عمدہ گھوڑے پہچانتا ہوں اس نے کہا کہ میں آپ سے بہتر، مردوں کو پہچانتا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کیسے؟ اس نے کہا کہ بہترین مرد وہ ہوتے ہیں جو کندھوں پر تلوار رکھتے ہوں، گھوڑوں کی گردنوں پر نیزے رکھتے ہوں اور اہل نجد کی چادریں پہنتے ہوں نبی

کریم ﷺ نے فرمایا تم غلط کہتے ہو، بلکہ بہترین لوگ یمن کے ہیں، اور اصل ایمان تو یمنی ہے لخم، جذام اور عاملہ تک یہی حکم ہے۔ حمیر کے گذرے ہوئے لوگ باقی رہ جانے والوں سے بہتر ہیں حضرموت بنوحارث سے بہتر ہے ایک قبیلہ دوسرے سے بہتر اور ایک قبیلہ دوسرے سے بدتر ہوسکتا ہے باللہ تعالیٰ! مجھے کوئی پرواہ نہیں اگر دونوں حارث ہلاک ہوجائیں، چار قسم کے بادشاہوں پر اللہ کی لعنت ہو، (۱) بخیل (۲) بدعہد (۳) بدمزاج (۴) کمزور لاغر اور انہیں میں بدخلق بھی شامل ہیں۔ پھر فرمایا کہ میرے رب نے مجھے دو مرتبہ قریش پر لعنت کرنے کا حکم دیا ہے چناچہ میں نے ان پر لعنت کردی پھر مجھے ان کے لیے دعاء رحمت کرنے کا دو مرتبہ حکم دیا تو میں نے ان کے لیے دعا کردی اور فرمایا کہ قبیلہ عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے سوائے قیس، جعدہ اور عصیہ کے نیز فرمایا کہ قبیلہ اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ میں ان کے مشترکہ خاندان قبیلے نجران اور بنوتغلب ہیں اور جنت میں سب سے زیادہ اکثریت والے قبیلے مذحج ہوں گے۔

تمت ترجمة الكتاب بتوفيق الله البارى

اس کتاب کا ترجمہ کرتے ہوئے مستند تراجم سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ اگر کوئی محترم کمی کوتاہی دیکھے تو مجھے مطلع کرے تاکہ اس کی تصحیح کرسکوں۔ (ابو تیمیہ مجتبیٰ عالم بن محمد عارف)

دار ابن بشیر للبحث والتحقیق
+923024056187